تذکار مسعودِ ملت

مرتب: محمد عبدالستار طاہر

رضا دارالاشاعت، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

تذکارِ مسعودِ ملت

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (اعزاز فضیلت)
ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ)' پی۔ایچ۔ڈی

مرتب

محمد عبد الستار طاہر

رضا دار الاشاعت

۲۵' نشتر روڈ' لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں)

نام کتاب ——— تذکار مسعود ملت

مرتب ——— محمد عبدالستار طاہر مسعودی

صفحات ——— ۵۰۴

تعداد ——— ایک ہزار (1000)

اشاعت اوّل ——— رجب ۱۴۲۰ھ/نومبر ۱۹۹۹ء

کمپوزنگ ——— محمد عقیل احمد خاں

طبع ——— احمد سجاد پرنٹرز' موہنی روڈ' لاہور

قیمت ——— ۱۵۰ روپے

رضا دار الاشاعت

۲۵۔ نشتر روڈ۔ لاہور' فون نمبر ۷۶۵۰۴۴۰

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مظہر اسلام : ۳/۶۴ نئی آبادی' مجاہد آباد' مغلپورہ' لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

۲۔ مکتبہ تنظیم المدارس : جامعہ نظامیہ رضویہ' اندرون لوہاری گیٹ' لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

۳۔ مکتبہ قادریہ : دربار مارکیٹ' نزد ستا ہوٹل' گنج بخش روڈ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰ ___ فون نمبر ۷۲۲۶۱۹۳

۴۔ ادارہ مسعودیہ : ۶/۲' ای۔ ۵ ناظم آباد کراچی' پوسٹ کوڈ ۷۴۶۰۰

۵۔ مسلم کتابوی : دربار مارکیٹ' گنج بخش روڈ لاہور' پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

Marfat.com

مشمولات

مضامین	صفحہ نمبر
☆ ابتدائیہ — محمد عبدالستار طاہر	4
☆ مناقب	12
۱۔ علامہ بدالقادری	13
۲۔ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش	14
۳۔ سید عارف محمود مہجور رضوی	15
۴۔ مسلم احمد نظامی	17
۵۔ غلام مصطفیٰ مجددی	18
۶۔ آنسہ فاطمہ مسعودی	20
☆ تعارف مسعود ملت	21
☆ جمال مسعود ملت	31
☆ امتیازات مسعود ملت	47
☆ سوانحی مقالات	51
☆ اعترافات عظمت مسعود ملت	348
☆ A. C. R. Reports	401
☆ خلفائے مسعود ملت	413

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

طریقت کا کوئی عمل دائرہ شریعت سے باہر نہیں' بقول حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

"طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند"

طریقت میں شیخ کی اطاعت بحیثیت خالق نہیں بلکہ بحیثیت محبوب خالق کی جاتی ہے۔ جس طرح قرآن پاک آنحضرت کی اطاعت کو اللہ سے محبت کی دلیل بتاتا ہے' اسی طرح شیخ کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول سے کمال محبت کی دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت کی طلب کے ساتھ ساتھ اللہ کے محبوبوں کی محبت بھی طلب کی ہے' اور ان اعمال سے لگاؤ کی چاہت کی ہے جو اللہ کی نظر میں پسندیدہ محبوب ہیں' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"اللھم انی اسئالک حبک و حب من یحببک و حب عمل یقربنی الیک"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) کتاب' المکاتیب و الرسائل الی ارباب الکمال و الفضائل (مطبوعہ دہلی) میں اس حدیث پاک کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اللھم انی اسئالک حب..........

خود عین مقصود ہے اور یقیناً اس سے محبت ذاتی مراد ہے'

Marfat.com

انجذاب خاص ہے ورنہ منعم کی محبت تو طبعی چیز ہے' طلب و سوال کی کیا حاجت؟

وحب من یحببک............

اس مطلوب کے حاصل کرنے کے قریب ترین راستے کی طرف اشارہ کرتا ہے اس لئے کہ اہل اللہ کی محبت' یا عین خدا کی محبت ہے یا اس کی مستلزم --- چونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خود سے خالی ہو کر قید ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں اور ذات الٰہی سے وابستہ ہو کر باقی ہو گئے ہیں' جن کا ظاہر و باطن اللہ کے نور سے معمور ہو گیا ہے"۔

☆

انسان کی یہ خواہش فطری ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد کسی طرح دنیا میں اس کا نام رہے --- اولاد کی صورت میں' نیک نامی کی صورت میں' اللہ کے محبوبوں کی غلامی کی صورت میں --- اس خواہش کے پس منظر میں فنا کے بعد بقا کی خواہش کار فرما ہوتی ہے کہ کسی حوالے سے' کسی نسبت سے اسے جانا جائے' پہچانا جائے --- کبھی کبھی ان کی بھی بات بن جاتی ہے جن کی کہیں پوچھ نہیں ہوتی --- یہ اس کریم کے کرم پر منحصر ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی ساری بگڑیاں بنا دے --- اور دارین میں اسے وہ عزت عطا کرے کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ جائیں --- یہ سرفرازی قسمت والوں کو نصیب ہوا کرتی ہے۔

اہل طریقت جو کام کرتے ہیں' رضائے الٰہی کے لئے کرتے ہین' نام و نمود کی خواہش اور کسی قسم کا دعویٰ ان کے مسلک میں نہیں۔ وہ فانی ہو کر باقی باللہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود بخود ان کا نام روشن کرتا ہے --- "منزل بہ منزل" --- سے "تذکار مسعود ملت" تک پس منظر میں بھی یہی جذبہ ہے کہ اللہ کے محبوبوں کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنی پہچان پیدا کی جائے ورنہ من آنم کہ من دانم --- حضرت مسعود ملت کو کسی تعارف کی احتیاج نہیں' وہ تو اپنی پہچان آپ ہیں۔ تعارف کے محتاج تو میرے جیسے روسیاہ ہیں' جسے اس تعلق سے قبل کوئی نہ جانتا تھا --- لیکن اب الحمد للہ سب جانتے پہچانتے ہیں۔ اللہ کے

Marfat.com

محبوبوں کی محبت کی طلب میں یہی راز ہے کہ ان جانے، جانے پہچانے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ کریم اپنا بنا کر اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالیتا ہے۔

اوپر جو حدیث پاک بیان کی گئی ہے اس میں راز محبت کو افشا کیا گیا ہے۔

☆ اسالک حبک --- تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔

☆ حب من یحببک --- اس کی محبت مانگتا ہوں جو تیرا پیارا ہے۔

☆ حب عمل یقربنی الیک --- اور اس عمل کی محبت مانتا ہوں جو تجھ سے قریب تر کر دے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ خالق و مالک سے اس کی محبت مانگی جائے --- اور اس کی محبت مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے اس ذات کی محبت طلب کی جائے جو اس کو پیاری ہے --- اس کے پیارے کون ہیں --- وہی جو اس کے محبوب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوۃ والسلام کے سچے عاشق اور پیرو ہیں۔ چلتے پھرتے سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نظر آتے ہیں --- آپ حضرت مسعود ملت کو دیکھ لیجئے، پڑھ لیجئے، مل لیجئے، سنت آقائے دو جہاں علیہ التحیۃ والثناء کا پرتو نظر آتے ہیں --- اللہ کے محبوبوں کے اس محبوب سے چاہنے والوں نے اظہار محبت، نظم میں بھی کیا ہے اور نثر میں بھی۔

ان کی عقیدت و محبت میں اب تک جو مقالات و مناقب لکھے گئے ہیں "تذکار مسعود ملت" انہی گلہائے رنگارنگ سے سجا ہے --- اس مجموعہ کی ترتیب طباعت کا مقصد ایک تو یہ ہے کہ بارگاہ مسعود ماب میں اہل محبت کا نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے --- دوسرا مقصد یہ ہے کہ کل کے محققین حضرت مسعود ملت کے حوالے سے ریسرچ کرنا چاہیں، تو انہیں یہ تمام مقالات یکجا میسر آجائیں۔[۱]

۱۔ مہر و محبت کی مالا پرونے والوں میں پاک و ہند کے قلمکار شامل ہیں۔ ان میں

☆ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (سابق مدیر ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف)

☆ علامہ محمد حنیف رضوی (صدر مدرس جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

☆ کرناٹک سے نو آموز قلم کار محمد نعیم احمد کہتھال برکاتی (مصنف "معارف اسم محمد")

Marfat.com

☆ دہلی سے علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد (سجادہ نشین خانقاہ مظہریہ' شاہی امام جامع فتح پوری' خلیفہ و برادرزادہ حضرت مسعود ملت)

☆ ہمدرد یونیورسٹی دہلی سے ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم استاد شعبہ تقابل ادیان) (مصنف "تذکرہ علمائے بستی"

☆ "علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ" --- "اختلافات رضا"

لاہور سے

☆ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (شیخ الحدیث' جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور)

☆ علامہ محمد صدیق ہزاروی (مترجم کتب احادیث' مدرس جامع نظامیہ رضویہ' لاہور)

بہاولپور سے

☆ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف (گورنمنٹ ایس۔ای۔ کالج' بہاولپور)

کراچی سے

☆ حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری (محب خاص و خلیفہ حضرت مسعود ملت)

☆ سید ریاست علی قادری علیہ الرحمہ (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی' امام احمد رضا کانفرنس)

☆ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری (صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی)

☆ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب (پرنسپل رکن الاسلام جامعہ مجددیہ' حیدر آباد سندھ۔ جنہوں نے اپنے ضخیم مقالہ ڈاکٹریٹ "سندھ کے صوفیائے نقشبند" میں حضرت ممدوح کے بارے میں لکھا)

☆ پروفیسر سید حافظ مقصود علی (پرنسپل گورنمنٹ پاکستان کالج' خیرپور میرس)

میرپور خاص سے

☆ مسعود ملت کے شاگرد کرن سنگھ

حیدر آباد سے

☆ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش (صدر شعبہ اردو' گورنمنٹ ایس۔اے۔ایل۔ کالج' میرپور خاص' سندھ شامل ہیں۔ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش صاحب نے اپنے مقالے میں لکھا ہے کہ

"حضرت مسعود ملت کی زندگی میں بہت سے ایسے واقعات دیکھنے میں آئے جو مافوق الفطرت اور ان کے خوارق و کرامات کے ذیل میں آتے ہیں"۔

احقر نے انہیں اس موضوع پر لکھنے کے لئے پہلے بھی لکھا تھا اور اب ان سطور میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ حیات مسعود کے اس گوشہ پر ضرور قلم اٹھائیں اور اپنے مشاہدات کو واقعات کی روشنی میں قلمبند فرمائیں۔

Marfat.com

☆ اسی طرح حیدر آباد، سندھ سے "کردار کی عظمت" کے ذیل میں پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن مہر صاحب نے لکھا ہے کہ

"زیر دستوں پر آپ کی مہربانیاں بھی بہت ہیں اور یہ مہربانیاں بڑے اچھے واقعات پر مشتمل ہیں --- آپ پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اگر اللہ نے مجھے توفیق دی تو اپنے کسی مضمون میں ان کا ذکر ضرور کروں گا"۔

اے کاش وہ بھی ان مہربانیوں کے اظہار کے لئے ہم پر مہربانی فرمائیں۔

حضرت مسعود ملت کی سوانح نگاری میں خواتین کا بھی حصہ ہے۔ ان خواتین میں درج ذیل نام شامل ہیں۔

☆ محترمہ سلطانہ جہاں صاحبہ ایم اے، نے سندھ یونیورسٹی، جام شورو، سندھ میں ۱۹۶۶ء میں اپنے ایم اے اردو کے مقالہ "پاکستانی یونیورسٹیوں کے ادباء" میں حضرت مسعود ملت کی علمی خدمات کا ذکر کیا تھا۔ یہ مقالہ محترمہ ریحانہ پروین شفاعت صاحبہ کی پر خلوص مساعی کے باعث دسمبر ۱۹۹۶ء میں دستیاب ہو گیا ہے۔ ان کے اس علمی تعاون پر احقر تہہ دل سے ممنون ہے۔

☆ محترمہ شاہجہان خانم صاحبہ ایم اے، نے سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد، سندھ سے ۱۹۸۰ء میں مقالہ برائے ایم اے اردو "ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے نام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کے خطوط" لکھا تھا، جس میں انہوں نے حضرت مسعود ملت کی سوانح پر روشنی ڈالی --- خواتین کے محررہ مقالات میں یہ سب سے ضخیم مقالہ ہے۔

☆ محترمہ مسز ریحانہ پروین شفاعت صاحبہ ایم اے نے مکلی ٹھٹھہ، سندھ سے جون ۱۹۹۴ء میں حضرت مسعود ملت کے بارے میں لکھا۔ ان کی تحریر کو "سادگی اور شرافت کے آئینہ دار" کے عنوان سے شامل مجموعہ کیا گیا۔ یہ ایک مشاہداتی و تاثراتی مقالہ ہے۔

☆ محترمہ فاطمہ عرفان شیخ صاحبہ ایم اے نے فاطمہ مسعودی کے قلمی نام سے لاہور سے ۱۹۹۶ء میں "حضرت مسعود ملت --- اک عاشق صادق" کے عنوان سے مقالہ لکھا۔ اس مقالہ کی انفرادیت اور خصوصیت یہ ہے کہ مصنفہ نے حضرت مسعود ملت کے بارے میں اپنے مشاہدات کو سمیٹا ہے۔ یہ انداز نگارش اپنی مثال آپ ہے۔

☆ محترمہ نازنین سلیم صاحبہ حیدر آباد، سندھ سے ایم اے اردو کے لئے ایک مقالہ لکھ رہی ہیں جس کا عنوان ہے "ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے نامور شاگردوں کی ادبی خدمات" اس مقالے میں بھی حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا تفصیلی ذکر ہے لیکن یہ مقالہ ہنوز نہیں مل سکا۔

Marfat.com

☆

"تذکار مسعود ملت" میں خصوصیت سے قابل ذکر کارکردگی سے متعلق سالانہ رپورٹیں (A.C.R) ہیں جو ان کے افسران بالا نے ۳۰ سال کے طویل عرصے میں ان کے متعلق لکھی تھیں۔ سرکاری محکموں میں کام کرنے والے افسران کی کارکردگی سے متعلق فائلیں انہی رپورٹوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ حضرت مسعود ملت نے بحیثیت افسر ملازمت کا آغاز کیا اور بحیثیت افسر اعلیٰ ریٹائر ہوئے۔ آغاز ملازمت سے ریٹائرمنٹ تک کی یہ رپورٹیں ملاحظہ فرمالیں، آپ کو حضرت مسعود ملت کی بلندی کردار اور عظمت کے اعترافات سطر سطر دکھائی دیں گے۔ یہ رپورٹیں متعلقہ شعبے نے ریٹائرمنٹ کے بعد حضرت مسعود ملت کے حوالے کر دیں۔ یہ رپورٹیں ملاحظہ فرماکر حضرت ممدوح سجدۂ شکر بجالائے کہ اس پاک پروردگار نے اپنے بندے کو خاص کرم سے نوازا اور اپنے حفظ وامان میں رکھا۔ بے شک

ے تیرے کرم کے سوا شرح زندگی کیا ہے

ایک باب میں اعتراف عظمت کے ذیل میں ان تاثرات کو شامل کیا گیا ہے جو زائرین و قارئین نے لکھے۔ ان ملنے والوں میں علماء و صوفیاء بھی شامل ہیں اور پروفیسرز اور ڈاکٹرز بھی، صحافی بھی ہیں اور دانشور حضرات بھی۔

بسیط سوانح کے ذیل میں ایک اور منصوبہ "آئینہ ایام" کے نام سے زیر تدوین ہے---۲

☆ حضرت مسعود ملت پر محترم جناب سید ریاست علی قادری علیہ الرحمہ اور صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے بالخصوص تو نہیں لکھا، البتہ جا بجا انہوں نے حضرت مسعود ملت سے متعلق جو رائے اظہار کیا تھا، احقر نے انہیں مرتب کر کے شامل مجموعہ کیا ہے۔

۲۔ جس میں احقر کے علاوہ

☆ شہزادۂ حضرت مسعود ملت، عزیز ملت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب مدظلہ العالی

☆ خلیفہ حضرت مسعود ملت، مولانا جاوید اقبال مظہری صاحب

☆ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

☆ الحاج محمد یونس باڑی مظہری کراچی

Marfat.com

☆

"تذکار مسعود ملت" کی اشاعت کے لئے احقر "رضادارالاشاعت" لاہور کا بہت ممنون ہے۔ محترم بزرگوار حاجی محمد مقبول احمد چشتی قادری ضیائی مدظلہ العالی کی حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ سے دیرینہ محبت اور بے لوث وابستگی "تذکار مسعود ملت" کی اشاعت میں ذاتی د[illegible]پی سبب بنی۔ برادرم ملک محمد سعید مجاہد آبادی صاحب نے "تذکار مسعود ملت" کو اپنے خلوص اور حضرت مسعود ملت سے نسبت کا مظہر بنا دیا ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک

"تذکار مسعود ملت" کے سلسلہ میں ان کی بے لوث مشاورت اور معاونت حاصل رہی۔ ان کی یہ معیت فقط مرشد پاک کی محبت اور رضا کی مرہون منت ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر ادارہ مظہر اسلام' لاہور کے رفقاء برادرم سید رحیم حسین غازی صاحب پرنسپل دی لٹل اینجلز سکول' اور برادرم محمد علیم صدیقی صاحب ایم اے اسلامیات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے --- محترم بزرگوارم نازش اہل علم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور اور فخر اہلسنّت حضرت العلامہ محمد منشاء تابش قصوری مدظلہم العالیہ کی کمال شفقت اور محبت کے بھی بے حد ممنون ہیں --- محترم و مکرم گرامی قدر جناب حاجی مقبول احمد قادری ضیائی صاحب کے شب و روز اشاعت و فروغ رضویت کے لئے وقف ہیں۔ ان کی پرخلوص مساعی لائق صد تحسین اور قابل تقلید ہے ---

---

کے علاوہ متعدد قلمکار شامل ہیں --- اب تو حضرت مسعود ملت پر اتنا مواد جمع ہو گیا ہے کہ ان پر کسی بھی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی جا سکتی ہے --- حضرت مسعود ملت کے فکر و فن کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب (سابق مدیر ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف) نے "ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور نثر اردو" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ لکھا ہے (الحمدللہ مولانا محمد اعجاز انجم لطیفی (استاد دارالعلوم منظر اسلام' بریلی) نے بہار یونیورسٹی' مظفر پور (بھارت) میں مسعود ملت کے حالات و خدمات پر مقالہ ڈاکٹریٹ ۵ نومبر ۱۹۹۷ء کو داخل کر دیا ہے) --- حضرت مسعود ملت کے فکر و فن کی اور بھی کئی جہتیں ہیں جن پر لکھا جانا چاہیے --- انگلستان میں برمنگھم یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر پروفیسر غیاث الدین قریشی بھی انگریزی میں حالات و خدمات پر مقالہ قلم بند کر رہے تھے۔

Marfat.com

"رضا اکیڈمی لاہور" کے پلیٹ فارم سے متنوع موضوعات پر ان گنت کتب ان کے اسی مشن کا مظہر ہیں۔ انہوں نے دوسرا پلیٹ فارم "رضا دار الاشاعت" کے نام سے قائم کیا، جس سے ضخیم کتب کی نشر و اشاعت ہو رہی ہے --- "تذکار مسعود ملت" کی اشاعت ان کی رضویات پر مایہ ناز محقق، ہستی بے بدل پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری صاحب سے محبت اور عقیدت کا بین ثبوت ہے۔

وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے
اک نظر تم مرا محبوب نظر تو دیکھو

رب الانام اپنے محبوب خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے طفیل ان تمام رفقاء و معاونین کو دارین میں سرفراز فرمائے --- اور احقر کی ان مساعی کو حضرت مسعود ملت کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ بنائے، آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وازاجہ وسلم

خاکپائے صاحب دلاں
محمد عبدالستار طاہر
معرفت
ماڈرن پلاسٹک سٹور
E/111-A، پیر کالونی، والٹن
لاہور کینٹ، پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

۱۲ر محرم الحرام / ۱۴۱۸ھ ۲۰ر مئی ۱۹۹۷ء

Marfat.com

باب ۱

مناقبؒ

Marfat.com

مسعود ملت

آرہا ہے لب خامہ پہ بیانِ مسعود
دل ہوا آج مرا مائل شانِ مسعود

عظمتِ دین بنی شوکتِ تاریخِ سلف
ہے وسیع اور گراں مایہ جہانِ مسعود

ریت کے ڈھیر سے چُن چُن کے نکالے موتی
بنی "تاریخ رضا" گوہر کانِ مسعود

جب بھی تاریخِ رضا لکھنے کو اُٹھے گا کوئی
راہ دکھلائے گا ہر اِک کو نشانِ مسعود

مفتیٔ اعظم دہلی کا مبارک فرزند
برگزیدہ ہو جہاں میں تری جانِ مسعود

تونے صیقل کیا آئینۂ رضویت کو
شک شکن، رُوب رُبا تیرا بیانِ مسعود

کاش مِلت کے جوانوں کا بنے سنگ میل
بدر عمل گاہ میں ہر نقش و نشانِ مسعود

(۲۹-۶-۹۳ء)

علامہ بدر القادری (ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی)
ڈین ہیگ۔ ہالینڈ

Marfat.com

(بحضور مسعود ملت ڈاکٹر پروفیسر احمد نقشبندی مجددی مدظلہ العالیہ)

حضرت مسعودِ ملت افتخارِ سنیت
پیکرِ حسنِ عمل، سرمایۂ روحانیت

شخصیت ہے آپ کی علمِ طریقت کی کتاب
آپ ہیں گویا دبستانِ شریعت کا نصاب

آپ ہیں علمِ تصوف کے وہ بحرِ بیکراں
آپ سے ہے نقشبندی فیض کا دریا رواں

آپ کا سایہ مریدوں پہ ہے گویا سائبان
آپ کی محفل میں ہوتا ہے بہاروں کا سماں

آپ ہیں اسرار علم معرفت کے رازدار
آپ کے طرزِ طریقت کا شریعت پر مدار

آپ کی تلقین ہے اِک جادۂ منزل نشاں
آپ کی تبلیغ اِک دفترِ حسنِ بیاں

بارشِ نورانیت ہم پر یونہی دائم ہے
آپ کی شفقت، محبت تا ابد قائم رہے

شیخ احمد کے گلستان کے گُلِ تر آپ ہیں
کاوشِ خستہ کو غم کیا، بندہ پرور آپ ہیں

پروفیسر فیاض احمد کاوش
حیدر آباد، سندھ

Marfat.com

نذر عقیدت

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

آفتاب علم و حکمت حضرت مسعود ہیں
مصدر فہم و فراست حضرت مسعود ہیں

گوہر کان فصاحت حضرت مسعود ہیں
حاصل گنج بلاغت حضرت مسعود ہیں

رازدارِ حُسن فطرت حضرت مسعود ہیں
مظہر روح ثقافت حضرت مسعود ہیں

وہ معلمؒ وہ اتالیق معظمؒ ارجمند
پیکر الطاف و شفقت حضرت مسعود ہیں

آپ ہیں خُلق و مروت میں فقط اپنی مثال
مستی صہبائے اُلفت حضرت مسعود ہیں

Marfat.com

حضرت احمد رضا خاں سے ارادت کے سبب

دینِ و ایماں کی حرارت حضرت مسعود ہیں

ہیں گلستان ادب کی اک بہار بے خزاں

فکر و فن کی شان و شوکت حضرت مسعود ہیں

دید روئے مصطفیٰ کی آپ کے دل میں تڑپ

عاشقِ شمعٔ رسالت حضرت مسعود ہیں

علم کے موتی لٹاتے ہیں سدا مہجور آپ
صاحبِ لطف و عنایت حضرت مسعود ہیں

سید عارف محمود مہجور رضوی
علی پور روڈ۔ گجرات (پنجاب)

Marfat.com

حضرت مولانا مفتی محمد مظہراللہ مدظلہ‌العالی کے فرزند دلبند
عالم ارجمند، مالک عزم بلند ڈاکٹر میاں محمد مسعود احمد صاحب طول عمرہ

مظہری شان مجسم ہو تو مسعود ہے وہ
للہ الحمد کہ دارین میں محمود ہے وہ

اپنے دامن میں لئے علم کا بحر زخار
دائرے میں کرم خاص کے محدود ہے وہ

فتنۂ نجد کو ملتی ہی نہیں راہ فرار
عالم خوف میں کہتا ہے کہ "موجود ہے وہ"

کون کہتا ہے عمل سے ہوئی خالی دنیا
دیکھ لو آج بھی ایک عالم موعود ہے وہ

علم کو ڈھال کے سانچے میں عمل کے وہ اٹھا
کہیں شاہد ہے بظاہر کہیں مشہود ہے وہ

حُبّ احمد کی فضاؤں میں ثناء خوانِ رسول
کون کہہ سکتا ہے اس دنیا میں مفقود ہے وہ

عطیہ عظمت دارین لئے دامن میں
حق کے دربار میں جی جان سے مسجود ہے وہ

حقیر فقیر مسلم احمد نظامی عفی عنہ
۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

حضرت مسعود کے نام

اے کہ مسعود و مکرم قوم کے درد آشنا
بالیقیں تو ہے شریک زمرۂ لایحزنوں
شہسوار عرصہ تحقیق تیری ذات ہے
توڑ ڈالا ہے قلم نے تیرے بدعت کا فسوں
پڑ رہی ہے نت نئی دنیاؤں پر تیری نظر
تو ہے شاہین فضائے آسمان نیلگوں
تیرا نقش پا ہے راہ حریت کا سنگ میل
تیرا انداز وفا ہے وجہ آرام و سکون
ہوگئی ہے آشنائے راز تسلیم و رضا
عقل کو جب سے سکھائے تو نے آداب جنوں
ہو فلسطیں' وادی کشمیر ہو' افغان ہو

Marfat.com

اہل حق ہیں پنجہ کفار میں صید زبوں

درد بڑھتا جارہا ہے زندگی بے چین ہے

کچھ تو ہو اے چارہ گر اب مرہم زخم دروں

حضرت والا غلام مصطفیٰ ہوں بے نوا

آنسوؤں میں ڈھل رہے ہیں خواب کیا لکھوں

السلام اے اہل سنت کے نقیب بے مثال

السلام اے عاشق محبوب رب ذوالجلال

غلام مصطفیٰ مجددی
نارووال، شکرگڑھ

Marfat.com

منقبت

سراپا محبت، سراپا چاہت
مسعود ملت، مسعود ملت

امراء و غرباء سبھی ان کے در پر
برابر کی پائیں توجہ و الفت

مظفر ہوا عشق میں سب سے بڑھ کر
اٹھی جس طرف ان کی نظر عنایت

معجز بیانی و معجز نگاری
نہ ہے کوئی ثانی، کہے یہ بلاغت

خامشی بھی جن کی تقریر سے بڑھ کر
مسعود نام، صفت حق و صداقت

ہو ابروئے خم پہ جاروب قرباں
تبسم لبوں کا ہے دل کی طمانیت

یہی چشم پر آب کی ہے دعا
حضور پائیں دونوں جہانوں میں راحت

فاطمہ مسعودی، لاہور

Marfat.com

تعارف

مسعود ملت

Marfat.com

تعارف مسعود ملت

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
بادوستاں مروت، بادشمناں مدارا !

جد امجد شیر اسلام میر سید واحد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:
"اگر دین کا چراغ روشن ہو گا تو میری صاحبزادی سے ہو گا"۔۔۔ اس خواب کی تعبیر اور ارمان کی تصویر، شاہ صاحب کے نواسے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی صورت میں سریر آرائے مسند رشد و ہدایت ہوئے۔ یوں تو آپ کے دودھیالی و ننھیالی گھرانے اپنی حسبی نسبی نجابت سے معاشرے میں معتبر و ممتاز تھے، لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس خانوادۂ جلیلہ کو جو عز و شرف قبلہ پروفیسر صاحب کی ذات سے بخشا، وہ بین الاقوامی سطح پر اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں بین الاقوامی سطح پر تعارف کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان انٹیلیکچوئل فورم کی طرف سے گولڈ میڈل دیا گیا ہے۔

عمر ها در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق، یک دانائے راز آید بروں

آج حضرت مسعود ملت برصغیر پاک و ہند بلکہ بین الاقوامی سطح پر وہ واحد شخصیت ہیں جن کی ذات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایسی اتھارٹی ہے کہ جن کی رہنمائی میں ملکی و غیر ملکی اہل قلم اپنی اپنی نگارشات کی آبیاری کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں تین صد سے زائد شہروں میں ان کی مراسلت ہے۔ رضویات

Marfat.com

سے متعلق قبلہ پروفیسر صاحب کے زیر نگرانی ہونے والے کام کی ایک جھلک ان کے مقالہ "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ مقالہ بیک وقت چار ادارے لاہور، صادق آباد، کراچی اور نئی دہلی سے شائع کر چکے ہیں۔ بقول پروفیسر سید محمد عارف صاحب:

"وہ ایک مثالی متعلم، قابل تقلید معلم اور باصلاحیت منتظم ہیں۔ ان کی شخصیت دور جدید میں گم کردہ راہ نوجوانوں کے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

وہ دین اسلام کے پرجوش مبلغ ہیں۔ ان کی تبلیغ نہایت ہی دلنشین و دل آویز ہے۔ وہ دلوں کو تھامے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم عصر شخصیتوں میں سے ان لوگوں کے حالات منظر عام پر لائے جائیں جنہوں نے موجودہ بے راہروی کے دور سے نبرد آزما ہوتے ہوئے علم و عمل میں اسلاف کی یاد تازہ کردی۔۔۔ ہمارے ممدوح پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اسلاف کے جیتے جاگتے مظہر ہیں اور ہمارے ہی دور سے وابستہ ہیں۔ نئی پود کے لئے ان کی زندگی قابل تقلید نمونہ بن سکتی ہے۔ ہمارا ملی فرض ہے کہ ایسی سیرتوں کو اجاگر کریں"۔۔

برصغیر کے مشہور عالم و ادیب مولوی نذیر احمد دہلوی کے پوتے مسلم احمد ایم اے۔ قبلہ پروفیسر صاحب کے بارے میں اپنی محبت اور عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں:

"ابن علامہ دہر حضرت مفتی محمد مظہراللہ شاہ برادر محترم میاں مسعود احمد صاحب جو اپنے والد بزرگوار کی خصوصی توجہات سے فلاح دارین کا حصول مسعود کرنے کے بعد آج اپنی ذات گرامی میں وہ خصوصیات پیدا کر چکے ہیں جو ایک ولئ کامل کا اولاد میں ہونا چاہئیں"۔

(مکتوب محررہ ۲۳ ذیقعد ۱۳۸۷ھ یوم جمعۃ المبارک)

Marfat.com

قبلہ پروفیسر صاحب کے مشفق استاد اور مربی محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب اپنے ہونہار اور باعث افتخار شاگرد رشید کے بارے میں اس طرح رائے اظہار فرماتے ہیں:۔

"میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجاطور پر فخر کرسکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار' باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد رہیں"۔

پروفیسر سید عارف صاحب سوانحی ادوار کا یوں تجزیہ پیش کرتے ہیں:۔

"طالب علم کے مختلف ادوار ہوتے ہیں: پہلا دور "دور تلمذ" ہے' دوسرا دور "دور خود نگری" ہے اور اس کی انتہاء یہ ہے کہ "مادامت الحیوۃ تحسن بہ"۔۔ اکثروبیشتر حضرات پہلے دو ادوار کی تکمیل کے بعد اپنے آپ کو مکمل سمجھ کر زوال پذیر ہوجاتے ہیں' کیونکہ احساس کمال ہی نقطہ زوال ہے۔۔ بہت کم ہیں جو آگے بڑھ کر عظمت انسانیت دوبالا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ان میں سے ہیں جو

ع ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو

۔۔ شریعت مطہرہ کی پابندی ڈاکٹر صاحب موصوف کی سیرت کا نمایاں وصف ہے۔ ان کی ظاہری شخصیت میں بھی اس کا رنگ جھلکتا ہے۔ اگر ان کی شخصیت و کردار کے بارے میں اختصار سے کام لیا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ وہ باشرع اور باوضع انسان ہیں۔ اتباع شریعت میں یہاں تک اہتمام ہے کہ دوران ملاقات آج تک کسی موقع پر فوٹو نہیں کھنچوایا۔ اس لئے ان کے فوٹو کالج کے کسی میگزین

Marfat.com

میں شائع نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر کے لفظ سے جو تصور ذہنوں میں ابھرتا ہے وہ اس سے قطعاً" مختلف ہیں۔ چہرے پہ داڑھی' سر پر ٹوپی' شیروانی یا صرف کرتے میں ملبوس اپنے متناسب اعضائے جسمانی کے ساتھ وہ بڑے وجیہہ نظر آتے ہیں۔ خوددار و پروقار ہیں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ طبیعت میں مزاح بھی ہے۔ کبھی کبھی اپنے ادبی چٹکلوں سے محفل کو زعفران زار بنادیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اعزہ و اقارب اور احباب سے تعلقات قائم کرنے میں صلہ رحمی کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں۔ خود بھی ملتے ہیں دوسروں کو بھی ملاتے ہیں۔ اقرباء کی ہر ممکن اعانت کرتے ہیں۔ خط و کتابت میں اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ اندرون و بیرون ملک کے احباب کو بھی بزبان قلم قریب کرلیتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کوئی خط انہیں لکھا ہو اور اس کا انہوں نے جواب نہ دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اعزہ و اقارب کے علاوہ پاکستان' ہندوستان' افغانستان' سعودی عرب' لبنان' ایران' عمان' ترکی' جرمنی' فرانس' ہالینڈ' انگلینڈ' امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں ان کے احباب کی ایک طویل فہرست ہے۔

ڈاکٹر صاحب ادبی تحقیقات میں محققین میں شمار ہوتے ہیں اور یہ مقام انہوں نے بہت کم عرصہ میں اپنی علمی لگن' انتھک محنت اور خلوص عمل کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔ وہ ایک مثالی **متعلم**' قابل تقلید معلم اور باصلاحیت منتظم ہیں۔ ان کی شخصیت دور جدید میں گم کردہ راہ نوجوانوں کے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

جہاں تک طرز تحریر کا تعلق ہے ان کی تحریر کا سب سے نمایاں وصف ان کا بارعب اور باوقار انداز بیان ہے۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام سے انہیں عقیدت ہے اور ان کی سوانح عمریاں ڈاکٹر صاحب کی اکثر و بیشتر نگارشات کا محور رہی ہیں۔ اس تعلق نے ان کے

Marfat.com

انداز تحریر کو بھی متاثر کیا ہے۔ اسی لئے ان کی تحریروں پر خواہ وہ محققانہ ہوں یا عالمانہ، ادیبانہ ہوں یا ظریفانہ، تقدس کی فضا چھائی رہتی ہے۔ ابتذال سے ان کا دامن پاک ہے۔ وہ شعرائے متقدمین و متوسطین کے اردو اور فارسی اشعار نگارشات میں اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے اسی موقع کے لئے شعر کہا تھا۔ کلام اقبال سے وہ بالخصوص استفادہ کرتے ہیں۔ وہ دہلوی ہیں۔ ان کے ہاں "دہلویت" نمایاں ہے لیکن طبعاً" وہ آفاقی ہیں۔

ہمسایہ جبریل امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

اپنے مضامین میں جب کبھی بے تکلف لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں تو اردوئے معلیٰ کی سی بہار نظر آتی ہے اور دلی کی ٹکسالی زبان کا نکھار بھی"۔۔

گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں کے طلباء و اساتذہ اور کالج کے دوسرے ملازمین ان کے حسن خلق اور حسن انتظام کے اس قدر گرویدہ ہوگئے بلکہ بعض اساتذہ نے یہاں تک کہا کہ "یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خلافت راشدہ کا دور آگیا ہو"۔

(تذکرۂ مسعود محررہ ۱۵ مئی ۱۹۷۶ء مشمولہ "سیرت مجدد الف ثانی")

مولانا محمد عمر سموں (اے۔ڈی۔ آئی۔ایس) اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

"مولانا محمد مسعود احمد کی صحبت میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔۔ بخدا ہم تو اب مسلمان ہوئے ہیں"۔

پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش صاحب حق تلمذ کا اظہار یوں کرتے ہیں:۔

"جن ہستیوں نے تعمیر حیات میں اہم کردار ادا کیا ان میں حضرت مفتی اعظم ہند کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے۔ عملی زندگی کے اسباق حضرت مفتی اعظم اور اپنی والدہ ماجدہ سے سیکھے۔۔ تدریس کا

Marfat.com

ڈھنگ حضرت مولانا سجاد حسین صاحب (صدر مدرس، مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری، دہلی) اور حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحب (پرنسپل اورینٹل کالج) سے سیکھا اور تدریس میں تقویٰ و احتیاط حضرت مولانا ولایت احمد اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب و مدرسین مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی سے حاصل کیا۔ تحقیق کا سلیقہ استاد گرامی حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب (صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ) سے سیکھا۔ تقریر و تحریر کا رنگ ان کا اپنا ہے۔

فیض پدری سے فقر و غنا کا رنگ غالب ہوتا گیا۔ چنانچہ موصوف شروع ہی سے اپنی نشست زمین پر رکھتے ہیں۔ سب سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ خطوط کے جوابات نہایت مستعدی اور پابندی سے دیتے ہیں۔ صلہ رحمی کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ لڑنا جھگڑنا ان کے مسلک میں نہیں۔ موصوف کی زندگی تو اس شعر کی عملی تفسیر ہے:۔

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں مروت، بادشمناں مدارا!

وہ اپنے دشمن کو محبت کی تلوار سے شکار کرتے ہیں۔ ان کا مسلک، مسلک محبت ہے۔ اس لئے اپنے بدخواہوں کو بھی دعائیں دیتے ہیں۔ مخالفین کے خیر خواہ رہتے ہیں۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے ڈاکٹر صاحب پر پے در پے حادثات گزرے ہیں۔ غم و الم ہی نے ان کے اخلاق و کردار کی حنابندی کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل موضوعات پر قلم اٹھایا ہے:

سیرت و سوانح، اخلاقیات، تاریخ، مذہبیات، اقبالیات،

Marfat.com

قرآنیات، فلسفہ، لسانیات، سیاسیات، تاثرات، اسلامیات، نفسیات، ادبیات وغیرہ

ڈاکٹر صاحب کی روز مرہ زندگی میں ایسے محیرالعقول واقعات دیکھنے میں آتے ہیں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ بلا مبالغہ ڈاکٹر صاحب سے مل کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان کی پرکشش شخصیت سے کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ان کا دل محبت و شفقت کے اُمڈتے ہوئے جذبات کا بحر ناپیدا کنار ہے۔ ان کا سینہ انوار و تجلیات کا خزینہ ہے۔ آپ کی نورانی تربیت سے نہ جانے کتنے بھٹکے ہوئے انسان راہ راست پر آگئے اور آپ کے روحانی اثرات سے نہ جانے کتنے دل نور ایمان سے جگمگانے لگے۔

بلاشبہ اس گئے گزرے زمانے میں ڈاکٹر صاحب کی ہمہ گیر شخصیت ایک ایسا مینارۂ نور ہے جن کی روشنی میں علم و عمل میں ہم آہنگی پیدا کر کے منزل مراد حاصل کی جاسکتی ہے"۔

(مولانا محمد مسعود احمد۔۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور شمارہ نومبر ۱۹۷۶ء)

مشہور عالم دین مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں:۔

"حضرت پروفیسر صاحب نے اپنی خداداد قلمی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا بلکہ ان کا قلم اسلامی تعلیمات اور مفکرین اسلام کی خدمات کو اجاگر کرنے میں مصروف۔

آپ کا امت مسلمہ بالخصوص اہل سنت و جماعت پر ایک عظیم احسان یہ ہے کہ آپ دور حاضر کی عظیم مصلح و مجدد اور علم و حکمت کے بحر بے کنار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی شخصیت کو بغض و عناد کی دبیز تہوں سے منصہ شہود پر لائے اور جدید

Marfat.com

انداز میں آپ کے علمی و تجدیدی کارناموں کو پیش کیا جس سے
موجودہ تعلیم یافتہ طبقہ بے حد متاثر ہوا اور مخالفین کا پھیلایا ہوا بے
بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈا اپنی موت آپ مرگیا۔
اس کے ساتھ ساتھ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ نے
اہل سنت و جماعت کے قلمکاروں کو نئے انداز نگارش سے روشناس
کرایا"۔

(تعارف علمائے اہل سنت۔ مطبوعہ ۱۹۷۹ء لاہور)

حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی گوناگوں قلمی بو قلمونیاں سینہ قرطاس پر اپنے جلوہ دکھارہی ہیں۔۔ان کے آثار علمیہ کا مکمل ۴۰ سالہ جائزہ (۱۹۵۱ء تا ۱۹۹۱ء) تو ناچیز کی مرتبہ سوانح "منزل بہ منزل" مطبوعہ انٹرنیشنل پبلی کیشنز' حیدر آباد میں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔ان کے آثار علمیہ میں ان نگارشات و مطبوعات کی تفصیل "تخصصات حضرت مسعود ملت" مطبوعہ جولائی ۱۹۹۴ء ادارہ مظہر اسلام' لاہور میں پیش کی گئی:۔

(۱) قرآن حکیم۔۔
(۱۹۷۱ء ۱۹۹۴ء)

(۲) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔
۱۹۵۷ء تا جنوری ۱۹۹۳ء (۳۲ سالہ)

(۳) حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ۔۔
۱۹۶۲ء تا ۱۹۹۰ء (۲۹ سالہ)

(۴) میر سید علی قادری غمگین دہلوی علیہ الرحمہ۔۔
۱۹۵۸ء تا ۱۹۸۷ء (۲۹ سالہ)

(۵) امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز۔۔
۱۹۷۱ء تا نومبر ۱۹۹۳ء (۲۳ سالہ)

(۶) مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی علیہ الرحمہ۔۔ ۱۹۶۶ء تا ۱۹۹۰ء

Marfat.com

(۲۴ سالہ)

آپ حیران ہوں گے کہ فرد واحد نے تن تنہا ایک اکیڈمی کا کام کیونکہ سرانجام دے لیا۔۔ ہاں' اس بارے میں تو حیرت کو بھی حیرت ہے کہ تحریرات کا اس قدر تنوع۔۔ یقیناً" یہ ایک فقیر اور ولئ کامل کی کرامت ہی کہی جاسکتی ہے۔ وگرنہ ایک عام آدمی کے بس کی بات نہیں کہ وہ اتنی جہتوں سے انفرادی کارگزاری پیش کرسکے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ کسی سے اپنی تحریر کی اشاعت کے لئے نہیں کہتے۔۔ بلکہ ان کے چاہنے والے تو ہاتھوں ہاتھ اس "تحفہ درویش" کے لئے لپکتے ہیں' اڈے پڑتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے ناچیز کے نام محررہ کرم نامے (۳ فروری ۱۹۹۱ء۔ سکھر) میں ارشاد فرمایا:۔

"فقیر اپنے متعلق کسی تحریر کی اشاعت کے لئے کسی سے نہیں کہتا۔ مولیٰ تعالیٰ خود بخود کرم فرماؤں کو بھیج دیتا ہے۔۔ اپنے لئے بندوں سے طلب وسوال زیب نہیں دیتا"۔۔

آج وہ عظمت کا مینار بن کر کھڑے ہیں کہ ملکی وغیر ملکی' بین الاقوامی سطح پر خصوصاً" سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ثانی ابو حنیفہ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی علیہ الرحمہ پر کام کرنے والے قبلہ پروفیسر صاحب سے روشنی لے کر سفر نگارش کا آغاز کرتے ہیں اور زادراہ کو ان کی شفیق رہنمائی ہمرکاب ہوتی ہے۔

۷ ذیقعد ۱۴۱۳ھ

۳۰ اپریل ۱۹۹۳ء

Marfat.com

جمال مسعود ملت

Marfat.com

جمال مسعود ملت

۱۔ ولادت:

تقریباً ۱۹۳۰ء بمقام دہلی

۲۔ والد ماجد:

مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

۳۔ تعلیم:

قرآن حکیم، عربی اور فارسی کی تعلیم والد ماجد سے، مدرسہ عالیہ عربیہ دہلی اور رینٹہل کالج، دہلی میں حاصل کی۔

انگریزی تعلیم پنجاب یونیورسٹی، لاہور اور سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ سے ۱۹۸۵ء میں مکمل کی۔ ایم اے کیا اور پوری یونیورسٹی میں اول آئے۔

۴۔ ملازمت:

ملازمت کا آغاز بحیثیت لیکچرر ۱۹۵۸ء میں کیا۔۔ پھر ۱۹۶۶ء میں اسسٹنٹ پروفیسر ہوئے۔ سندھ اور بلوچستان کے مختلف کالجوں میں رہے۔ آٹھ سال لیکچرر رہے۔ (۱۹۵۸-۱۹۶۶ء)۔۔ ۱۲ سال اسسٹنٹ پروفیسر اور انٹر کالج کے پرنسپل رہے (۱۹۶۶-۱۹۷۸ء)۱۱ سال پروفیسر اور ڈگری کالج کے پرنسپل رہے۔ (۱۹۷۸-۱۹۸۹ء) تین سال ۲۰ گریڈ میں پروفیسر اور کچھ عرصہ وزارت تعلیم میں ایڈیشنل سیکرٹری بھی رہے۔ وہ مجموعی طور پر (۱۹۷۴-۱۹۹۳ء) مختلف کالجوں میں اٹھارہ سال پرنسپل رہے اور بالآخر گورنمنٹ ڈگری کالج اینڈ پوسٹ گریجویٹ سینٹر (سکھر، سندھ) سے پرنسپل کے عہدے سے ۳۰ اپریل ۱۹۹۳ء کو ریٹائر ہو گئے۔

Marfat.com

۵۔ ڈاکٹریٹ:

۱۹۷۱ء میں اردو میں قرآنی تراجم وتفاسیر کی تاریخ پر پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔

۶۔ تحریر کا آغاز:

تحریر کا آغاز ۱۹۵۳ء ہی میں ہو گیا تھا۔ باقاعدہ آغاز ۱۹۵۸ء میں ہوا اور ملکی و غیر ملکی جرائد میں تحقیقی مقالات و مضامین شائع ہونے لگے۔۔ اب تک ۶۰ کتابیں اور تقریباً" ۴۰۰ مقالات، مقدمے وغیرہ شائع ہو چکے ہیں۔

۷۔ بیعت:

۱۹۵۴ء میں مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور ۱۹۷۴ء میں مفتی اعظم سندھ علامہ مفتی محمد محمود الوری علیہ الرحمہ سے خلافت و اجازت حاصل ہوئی۔ سلسلہ قادریہ میں سید زین العابدین شاہ گیلانی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔

۸۔ حج بیت اللہ شریف:

۱۹۹۱ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

۹۔ اولاد:

اولاد میں ایک صاحبزادے ابوالسرور محمد مسرور احمد ہیں جن کو اپنے والد گرامی قبلہ پروفیسر صاحب سے اور مفتی اعظم دہلی محمد مکرم احمد (سجادہ نشین خانقاہ مظہریہ، دہلی) سے خلافت واجازت حاصل ہے۔۔ باقی تین لڑکیاں ہیں۔

۱۰۔ سوانح پر کتابیں اور مقالات:

☆ محترمہ سلطانہ جہاں نے ایم اے اردو کے لئے ۱۹۶۶ء میں سندھ یونیورسٹی، جام شورو سے "پاکستانی یونیورسٹیوں کے ادباء" کے عنوان سے اپنے مقالے میں سوانح اور علمی خدمات پر اظہار خیال کیا۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے "تذکرہ مظہر مسعود" اور "مکاتیب مظہری" مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء میں خود نوشتہ حالات شامل فرمائے ہیں۔ بسیط

Marfat.com

سوانح "آئینہ ایام" میں ایک باب "تزک مسعودی" بھی رقم فرمایا ہے۔

☆ پروفیسر سید محمد عارف صاحب نے "تذکرہ مسعود" کے عنوان سے حالات مرتب کیے جو "سیرت مجدد الف ثانی" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء) میں شامل ہیں۔۔

☆ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش کا مقالہ "مولانا محمد مسعود احمد" ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' شمارہ نومبر ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔

☆ مولانا محمد صدیق ہزاروی نے "تعارف علمائے اہل سنت" (لاہور' ۱۹۷۹ء) میں "پروفیسر محمد مسعود احمد" کے عنوان سے لکھا۔

☆ سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد سے محترمہ شاہجہان بیگم نے ۱۹۸۰ء میں مقالہ برائے ایم۔ اے اردو بعنوان "ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے نام پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے خطوط" قلم بند کیا۔

☆ مولانا محمد احمد مصباحی نے مقدمہ برائے "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء لکھا۔

☆ مولانا محمد یاسین اعظمی نے مقدمہ برائے "امام اہل سنت" مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء لکھا۔

☆ مولانا افتخار احمد قادری نے مقدمہ برائے "گناہ بے گناہی" مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء لکھا۔

☆ کرن سنگھ نے "میرپور خاص کی ادبی سرگرمیاں" کے عنوان سے مقالہ برائے ایم۔ اے اردو ۱۹۸۴ء میں سندھ یونیورسٹی' جام شورو سے لکھا۔

☆ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے لاہور سے "مآثر المعاصرین" کے عنوان سے ۱۹۸۴ء میں منفرد سوانحی مجموعہ مرتب کیا جس میں متعارفین کے خود نوشتہ احوال شامل ہیں۔

☆ محترمہ آر۔ بی مظہری صاحبہ نے "جہان مسعود" کے عنوان سے ایک ایسی سوانح مرتب کی جس میں پہلی بار موصوف ممدوح کے حالات تفصیلی طور پر

Marfat.com

سامنے آئے۔ اسے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

☆ راقم الحروف محمد عبدالستار طاہر نے "منزل بہ منزل" کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی جسے بلاشبہ "اشاریہ مسعود ملت" کہا جاسکتا ہے جو ۱۹۹۱ء میں انٹرنیشنل پبلی کیشنز، حیدر آباد سندھ نے شائع کر دی ہے۔

☆ پروفیسر حافظ سید مقصود علی، پرنسپل گورنمنٹ پاکستان کالج، خیرپور میرس سندھ نے حضرت مسعود ملت کے اعزاز میں پرنسپلز ایسوسی ایشن کی طرف سے سکھر میں یکم مئی ۱۹۹۲ء کو منعقدہ الوداعی تقریب میں ایک مقالہ پڑھا۔ جو "پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود کی شخصیت اور علمی کام پر طائرانہ نظر" کے عنوان سے "آئینہ رضویات" جلد دوم مطبوعہ ۱۹۹۳ء کراچی میں شامل ہے۔

☆ ماہنامہ "حجاز جدید" دہلی کے لئے مفتی اعظم دہلی محمد مکرم احمد مجددی (سجادہ نشین خانقاہ مظہریہ، دہلی) نے "حضرت مسعود ملت ایک نادر روزگار شخصیت" کے عنوان سے مقالہ لکھا۔ جو "آئینہ رضویات" حصہ دوم مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء میں شامل ہے۔

☆ مولانا عبدالنعیم عزیزی، سابق مدیر ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف نے "امام احمد رضا اور مسعود ملت" کے عنوان سے ۱۹۹۳ء میں اظہار خیال کیا ہے جو پچاس ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مقالہ "آئینہ رضویات" جلد دوم میں شائع ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ "حضرت مسعود ملت کی نثر نگاری" پر بھی تحقیق کر چکے ہیں۔

☆ ایک مبسوط سوانح "آئینہ ایام" مرتب کی جارہی ہے، جس میں علامہ عبدالنعیم عزیزی کے علاوہ کئی قلمکار شریک ہیں۔

☆ راقم الحروف نے حضرت مسعود ملت کے حوالے سے درج ذیل مقالات مرتب کئے:۔

☆ "افاضات مسعودی"۔۔ (مسعودیات کا حاصل مطالعہ) محررہ ۱۲ رجب

Marfat.com

المرجب ۱۴۰۹ھ /۱۹ فروری ۱۹۸۹ء

☆ "حضرت مسعود ملت اور رضویات"۔۔ (مطالعہ رضویات کا جائزہ) محررہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ /۶ مارچ ۱۹۹۰ء۔۔ جون ۱۹۹۴ء میں رضا اکیڈمی، لاہور نے شائع کر دیا ہے۔

☆ "رونق حیات"۔۔ (صنف نازک کے حوالے سے محررہ شذرات) محررہ ۸ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ / یکم مئی ۱۹۹۰ء۔۔ مطبوعہ اپریل ۱۹۹۴ء بزم غوثیہ رضویہ، داتا نگر۔ لاہور

☆ "کل کے معمار"۔۔ (طلباء کے حوالے سے محررہ شذرات) محررہ ۶ ذیقعد ۱۴۱۰ھ /۳۱ مئی ۱۹۹۰ء۔۔ مطبوعہ ۱۹۹۲ء ادارۂ معارف نعمانیہ، شادباغ۔ لاہور

☆ "مراد رسول"۔۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نگارشات) محررہ ۱۲ ذیقعد ۱۴۱۰ھ /۶ جون ۱۹۹۰ء
مطبوعہ ۱۹۹۲ء انٹرنیشنل رضا اکیڈمی، صادق آباد

☆ "اللہ کی سنت"۔۔ (صلوۃ و سلام پر محررہ شذرات) محررہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ /۲۴ مئی ۱۹۹۰ء)

☆ "منزل بہ منزل"۔۔ مطبوعہ انٹرنیشنل پبلی کیشنز، حیدر آباد ۱۹۹۱ء

☆ "امام احمد رضا پر تحقیق کا آغاز و ارتقاء۔۔ حضرت مسعود ملت کے نام مکتوبات کے آئینے میں" (۱۹۷۰ء تا ۱۹۸۶ء) سوا چھ صد خطوط کا جائزہ جو ایک ہزار کے قریب صفحات پر مبنی ہے۔۔

☆ "پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے نام چوہدری عبدالعزیز کے خطوط" مرتبہ ۱۹۹۱ء۔۔۔ غیر مطبوعہ

☆ آئینہ رضویات (جلد دوم)۔۔ مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۹۳ء

☆ آئینہ رضویات (جلد سوم) مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۹۶ء

Marfat.com

☆ مقالہ "حضرت مسعود ملت اور رضویات"
مندرجہ ذیل جرائد میں شائع ہوا:۔
☆ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ۱۹۹۱ء
☆ ماہنامہ حجاز جدید، دہلی، فروری ۱۹۹۲ء
☆ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، اگست ۱۹۹۲ء
☆ ماہنامہ جہان رضا، لاہور، جنوری ۱۹۹۳ء

☆ زیر نظر کتاب "تذکار حضرت مسعود ملت (دسمبر ۱۹۹۶ء تک محررہ مطبوعہ وغیر مطبوعہ سوانحی تحریرات کا مجموعہ)

☆ "مکاتیب مسعودی" (ایک بسیط دائرہ کار۔۔ زیر ترتیب) (متعلقین و متوسلین حضرت مسعود ملت کے مخلصانہ تعاون کا منتظر راقم السطور)

☆ مقالہ "تخصصات حضرت مسعود ملت"۔ مطبوعہ ادارہ مظہر اسلام لاہور جولائی ۱۹۹۴ء

☆ آئینہ سیرت۔۔۔ سیرت رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء کے موضوع پر محررہ تقدیمات کا مجموعہ (زیر تدوین)

☆ حضرت مسعود ملت نے گاہے بہ گاہے خلفاء اعلیٰ حضرت پر لکھا ہے۔ان تمام تحریروں کا مجموعہ بعنوان "خلفائے اعلیٰ حضرت" احقر نے مرتب کیا ہے جسے ادارہ مظہر اسلام، لاہور شائع کر رہا ہے۔

☆ مولانا محمد یاسین اختر مصباحی نے ماہنامہ حجاز جدید، دہلی میں "مکاتیب مسعودی" پیش کئے۔

☆ ہفت روزہ "افق" کراچی کے شمارہ ۲۴ تا ۳۰ جولائی ۱۹۷۸ء میں حضرت مسعود ملت کے حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر سید سبط حسن زیدی صاحب (صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ سائنس کالج، سکرنڈ) کا مقالہ شائع ہوا۔ (جو باوجود کوشش بسیار کے دستیاب نہیں ہو سکا۔)

☆ مولوی محبوب احمد چشتی صاحب کا مقالہ "گزشتہ بیس سال میں علمائے اہل سنت

Marfat.com

پاکستان کی قلمی خدمات" برائے امتحان تنظیم المدارس ۱۹۹۲ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور سے سینہ قرطاس پر اجاگر ہوا۔

☆ غلام یحیٰی مصباحی صاحب نے پی۔ایچ ڈی کے لئے بنارس یونیورسٹی' بنارس سے ۱۹۹۲ء میں "علمائے بریلی کی ادبی خدمات" کے عنوان سے لکھا' جس میں ایک باب حضرت مسعود ملت پر ہے۔

☆ حضرت مسعود ملت بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے تو ان کی خدمات کے اعتراف میں علامہ محمد حنیف خان رضوی (جامعہ نوریہ رضویہ' بریلی) نے ۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو سپاس نامہ پیش کیا۔ جو زیب "آئینہ رضویات" جلد دوم مطبوعہ ستمبر ۱۹۹۳ء' کراچی ہے۔

☆ محترمہ ریحانہ شفاعت صاحبہ نے ایم فل کے لئے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد سے "یکتا دہلوی۔۔ حالات اور شاعری" ۱۹۹۳ء میں مقالہ لکھا۔۔ جو ضمناً "تذکرۂ مسعود ملت سے بھی معمور ہے۔

☆ پروفیسر غیاث الدین قریشی (نیو کاسل یونیورسٹی' انگلینڈ) انگریزی میں حالات و خدمات پر مقالہ لکھ رہے ہیں۔

☆ صاحبزادہ صاحب ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب نے "مسعود ملت کے آثار علمیہ" کے عنوان سے ایک مقالہ مرتب کیا ہے۔

☆ آنسہ فاطمہ عرفان شیخ مسعودی صاحبہ نے "حضرت مسعود ملت' اک عاشق صادق" لکھا ہے۔

۱۱۔ تخصص :۔

☆ قرآن حکیم

☆ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

☆ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

☆ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی علیہ الرحمہ

Marfat.com

۱۲۔ حلقہ اثر:۔

☆ ایشیاء، جنوبی افریقہ، امریکہ، انگلستان، ہالینڈ وغیرہ کے بہت سے مقامات

۱۳۔ ممتحن:۔

☆ مختلف تعلیمی بورڈ

☆ سندھ یونیورسٹی، جام شورو

☆ کراچی یونیورسٹی اور خیرپور یونیورسٹی

☆ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

☆ شاہ عبداللطیف بھٹائی یونیورسٹی، خیرپور

☆ پبلک سروس کمیشن، حیدرآباد۔۔ وغیرہ کے ممتحن اور پیپر سیٹر رہے۔

۱۴۔ ڈائریکٹر اور ممبر:۔

☆ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ کے ریسرچ ڈائریکٹر ہیں۔

☆ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور میرس (سندھ) کے شعبہ اردو کے ریسرچ ڈائریکٹر ہیں۔

☆ نفاذ اردو کمیٹی، کیبنٹ ڈویژن، راولپنڈی کے ممبر ہیں۔

☆ بورڈ آف اسٹڈیز، شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی کے مبر ہیں۔

☆ حراء فاؤنڈیشن، بریلی شریف کے ممبر ہیں۔

۱۵۔ سرپرست:۔

☆ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

☆ بزم ارباب طریقت، کراچی

☆ اندرون ملک وبیرون ملک فروغ رضویات کے لئے سرگرم عمل بیسیوں اداروں کے سرپرست اور نگران ہیں۔

۱۶۔ مطبوعات:۔

مطبوعہ کتب ورسائل۔۔۔ ۶۴

Marfat.com

مطبوعہ تحقیقی مقالات۔۔۔۱۰۰

مطبوعہ مضامین۔۔۔۳۰۰

۱۷۔ مستقل پتہ:۔

۲/۱۷۔سی،فرسٹ فلور،
پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی کراچی
پوسٹ کوڈ نمبر۷۵۴۰۰
فون نمبر۴۵۵۲۴۶۸-۰۲۱

Marfat.com

UNIVERSITY OF SIND

DOCTOR OF PHILOSOPHY

1971

This is to certify that *Mr. Muhammad Masood Ahmed S/o Mufti Muhammad Mazharullah Farooqi* having been found to be duly qualified on examination of his thesis on "Urdu Men Qurani Tarajim Wa Tafaseer" was admitted to the Degree of Doctor of Philosophy in Urdu in this University in the year 1971.

PROFESSOR, Govt. College, Thatta. 1.9.83

PROFESSOR, Govt. College, Thatta.

Registrar,	Vice-Chancellor,	Chancellor,
University of Sind.	*University of Sind.*	*University of Sind.*

University of Sind. Sind (Pakistan). Dated 5th February 1974.

Marfat.com

عکس اعزاز فضیلت، پیش کردہ حکومت پاکستان، اسلام آباد (۲۳ر اگست ۱۹۹۳ء)

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان

برائے سال ۱۹۹۲ء

میں بحیثیت صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کو شعبہ تعلیم میں امتیازی مرتبہ حاصل کرنے پر

اعزازِ فضیلت

عطا کرتا ہوں

غلام اسحق خان

صدر

اسلامی جمہوریہ پاکستان

اسلام آباد

اعزازِ فضیلت کے ہمراہ جاری کیا گیا سرٹیفکیٹ

Marfat.com

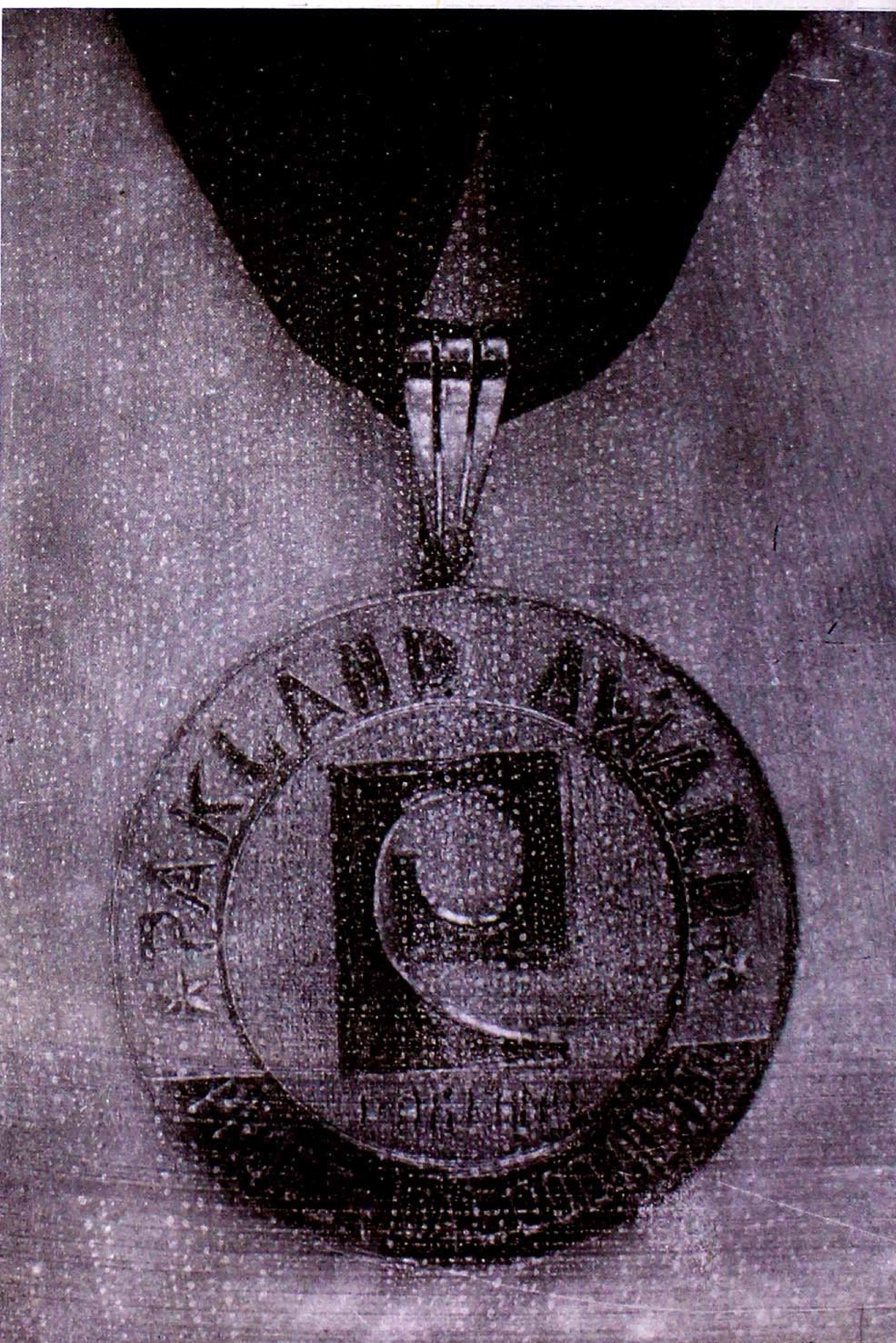

عکس گولڈ میڈل، پیش کردہ پاکستان انٹی لیکچوئل فورم، کراچی (۷ر اکتوبر ۱۹۹۰ء)

Marfat.com

Marfat.com

امتیازات

مسعود ملت

Marfat.com

امتیازات مسعود ملت

۱۔ والد ماجد اور شیخ طریقت۔۔عارف کامل، مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ

۲۔ سندھ یونیورسٹی کے تمام علوم شرقیہ کے امتحانات میں اول آنے پر وائس چانسلر سلور میڈل دیا گیا۔ (۱۹۵۸ء میں)

۳۔ سندھ یونیورسٹی کے تمام ایم اے اور ایم ایڈ کے امتحانات میں اول آنے پر چانسلر گولڈ میڈل دیا گیا۔ (۱۹۵۸ء میں)

۴۔ ۱۹۵۹ء میں بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم نے غمگین دہلوی پر تحقیقی مقالے کو انجمن ترقی اردو کے ماہنامہ "اردو" میں خاص طور پر شامل کیا۔

۵۔ ملک کے مشہور بین الاقوامی محقق پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم (صدر دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور) نے تحقیقات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور غمگین دہلوی پر خصوصی مقالہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں شامل کیا۔ (جو غالباً" پندرہویں جلد میں شائع ہو گیا ہے)

۶۔ مشہور محقق ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم (چیئرمین دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) نے امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ لکھوایا جو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی دسویں جلد میں شائع ہو چکا ہے۔

۷۔ مشہور محقق ڈاکٹر نبی بخش بلوچ (چیئرمین پاکستان ہجرہ کونسل، اسلام آباد) نے مشاہیر اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کے لئے امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ لکھوایا جس کا عربی ترجمہ "الشیخ احمد رضا خاں البریلوی" کے عنوان سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے رضا فاؤنڈیشن، لاہور کے تعاون سے ۱۹۹۱ء میں شائع کر دیا

Marfat.com

ہے اور اصل اردو بھی ادارۂ مذکور نے بعنوان "محدث بریلوی" ۱۹۹۳ء میں کراچی سے شائع کردیا ہے۔

۸۔ بین الاقوامی محقق پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو (ڈین فیکلٹی آف آرٹس اور صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کی فرمائش پر امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جس کا عربی ترجمہ عمان (اردن) سے شائع ہونے والے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی پہلی جلد میں شائع ہو چکا ہے۔ امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ تہران (ایران) سے شائع ہونے والے انسائیکلوپیڈیا کے لئے قلمبند کیا۔

۹۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، سکھر میں مئی ۱۹۹۱ء میں "مسجد اسریٰ" کا سنگ بنیاد رکھا۔۔ اس سے قبل تقریباً ۱۹۷۳ء میں "گورنمنٹ ڈگری کالج ٹنڈو محمد خاں" (سندھ) میں بھی ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔

۱۰۔ صحرائے تھر کے تاریخی مقام مٹھی میں سائنس کالج قائم کیا (۱۹۷۴ء)۔ یہ شہر ہندوؤں کا مرکز ہے۔ ہندوستان کی سرحد سے پچاس ساٹھ کلومیٹر ادھر نوکوٹ شہر سے تقریباً ۳۰ کلومیٹر صحرائی سفر طے کر کے یہ شہر آتا ہے۔

۱۱۔ انٹی لیکچوئل فورم' پاکستان (کراچی نے ۲۳ اگست ۱۹۹۰ء میں اسلام آباد میں منعقدہ اپنے اجلاس میں بین الاقوامی شہرت کے حامل زعماء کی فہرست میں شامل کیا۔۔ اور ۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو تاج محل ہوٹل (کراچی) میں منعقدہ ایک تقریب میں ان بین الاقوامی شہرت یافتہ سائنس دانوں اور محققوں کو ان کی علمی خدمات پر طلائی تمغے دیئے گئے۔۔ کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ارتفاق علی صاحب سے حضرت مسعود ملت کے لئے طلائی تمغہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی کے پریذیڈنٹ صاجزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے وصول کیا۔

۱۲۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز پر تحقیق و تدقیق کے عملی اعتراف کے طور پر امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس منعقدہ یکم ستمبر ۱۹۹۱ء شیرٹن ہوٹل (کراچی) میں ایک طلائی تمغہ

Marfat.com

پیش کیا۔ حضرت مسعود ملت کی طرف سے یہ طلائی تمغہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ جسٹس میاں محبوب احمد صاحب سے حضرت کے صاحبزادہ ابوالسرور مسرور احمد صاحب نے وصول کیا۔

۱۳۔ شواہد و دلائل سے یہ ثابت کیا کہ ڈاکٹر محمد اقبال کا تصور خودی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے تصور وحدت الشہود پر مبنی ہے اور اقبال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مشرقی نقیب ہیں اور ایک پر مغز مقالہ قلمبند کیا جو ۱۹۸۰ء میں شہر اقبال سیالکوٹ سے شائع ہوا۔

۱۴۔ مشرق و مغرب کی متعدد یونیورسٹیوں کے فضلاء کو امام احمد رضا کی طرف متوجہ کیا، امام احمد رضا پر ان کے کام کی نگرانی کی اور کر رہے ہیں۔

۱۵۔ ۲۸ نومبر ۱۹۹۲ء کو مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے کینیڈی ہال میں امام احمد رضا پر بھرپور لیکچر دیا جس کی اساتذہ و طلباء اور دانشوروں نے پذیرائی کی۔

۱۶۔ صدر پاکستان نے ۱۴ اگست ۱۹۹۲ء کو ان کی تدریسی اور علمی خدمات کے اعتراف میں "اعزاز فضیلت ایوارڈ" دینے کا اعلان کیا۔ (روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی ۱۴ اگست ۱۹۹۲ء) اور ۲۸ اگست ۱۹۹۳ء کو اسلام آباد میں ایک پروقار تقریب میں ان کے صاحبزادے ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب نے یہ طلائی تمغہ وصول کیا۔

۱۷۔ دلائل و شواہد سے ثابت کیا کہ تقسیم ہند کی مفصل تجویز ۱۹۲۵ء میں پیش ہو چکی تھی اور شائع کی جا چکی تھی اور اس کے مجوز محمد عبدالقدیر بلگرامی تھے۔۔ یا مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی۔ حضرت مسعود ملت نے اپنی تحقیقات ایک محققانہ مقالے کی صورت میں پیش کیں جو حکومت سندھ کے ماہنامہ "اظہار" کراچی (۱۹۸۳ء) میں شائع ہوا۔

☆ ☆ ☆

Marfat.com

باب ۲

سوانحی مقالات

Marfat.com

سوانحی مقالات

نمبر شمار	عنوان	مصنف / مرتب	صفحہ نمبر
-1	راقم الحروف محمد مسعود احمد	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	54
-2	خود نوشت محمد مسعود احمد	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	58
-3	مسعود ملت اور امام احمد رضا	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	71
-4	تذکرۂ مسعود	پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف	111
-5	جہاں نما (۱۹۵۷ء ـــ ۱۹۷۷ء)	ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی	139
-6	ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ادبی خدمات	ڈاکٹر غلام یحیٰ مصباحی	169
-7	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک عظیم چشم و چراغ	صاحبزادہ ابوالخیر ڈاکٹر محمد زبیر	175
-8	دور حاضر کی ایک نادر شخصیت	مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد	190
-9	تعارف پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	204
-10	پیکر تقویٰ و تقدس اور تاریخ ساز شخصیت	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	217
-11	رضویات پر واحد بین الاقوامی اتھارٹی	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	225
-12	مینارۂ نور	پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش	238
-13	مکاتیب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	شاہجہان خانم ایم۔اے	246
-14	پاکستانی یونیورسٹیوں کے ادباء	سلطانہ جہاں ایم۔اے	254
-15	شریعت اور جدید افکار کا امتزاج	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	259
-16	پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی	علامہ محمد صدیق ہزاروی	266

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	مصنف / مرتب	صفحہ نمبر
-17	وارث علوم انبیاء، صاحب علم و عرفان	مولانا جاوید اقبال مظہری	271
-18	مسعود ملت۔۔۔اک عاشق صادق	آنسہ فاطمہ مسعودی	278
-19	پروفیسر مسعود صاحب کی شخصیت	پروفیسر حافظ سید مقصود علی	284
-20	یکتائے روزگار، محسن رضویات	سید ریاست علی قادری	290
-21	مسعود ملت۔۔۔ایک تعارف	محمد نعیم احمد کپتھال برکاتی	296
-22	مشک آنست کہ خود ببوید	پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں	302
-23	ڈاکٹر مسعود احمد ایک تاریخ ساز مورخ	پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الباری	306
-24	سپاس نامہ	علامہ محمد حنیف خاں رضوی	311
-25	ایک حقیقت پسند تاریخ نگار	سید انور علی ایڈووکیٹ	316
-26	مظہری شان کا مظہر حقیقی	مسلم احمد نظامی دہلوی	320
-27	اشہب تحریر کے ایک دلنواز شہہ سوار	پروفیسر سید عبد القادر	324
-28	سادگی اور شرافت کے آئینہ دار	مسز ریحانہ پروین شفاعت	328
-29	چمن زار رضا کی خوشبو	مولانا مبارک حسین مصباحی	331
-30	مجمع الصفات، گراں قدر شخصیت	مولانا عبد المجید مصباحی	333
-31	ہماری قوم و ملت کا گوہر بے بہا	علامہ بدر القادری	335
-32	مفکر اہل سنت	مولانا محبوب احمد چشتی	337
-33	ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی مقبولیت	شیخ محمد عارف قادری ضیائی	339
-34	کردار کی عظمت	پروفیسر ڈاکٹر ابو العلی خلیل الرحمن مہر	341
-35	پروفیسر محمد مسعود احمد	کرن سنگھ ایم۔اے	343
-36	ایک کثیر الجہات شخصیت	ڈاکٹر مختار الدین احمد	344

Marfat.com

راقم الحروف محمد مسعود احمد (خودنوشت)

راقم الحروف کی دہلی میں ولادت ہوئی۔ قرآن کریم اور عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں حضرت قبلہ والد ماجد قدس سرہٗ سے پڑھیں۔ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی میں داخلہ لیا اور وہاں باقاعدہ علوم عربیہ کی تحصیل شروع کی مگر حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کی علمی رہنمائی برابر رفیق راہ رہی۔ مدرسہ مذکورہ میں تقریباً" چار سال عربی علوم و فنون کی تحصیل کے بعد ۱۹۴۵ء میں اورینٹل کالج مسجد فتح پوری، دہلی میں داخلہ لیا' اور یہاں دو سال فارسی علوم و ادب کی تحصیل کی۔ ۱۹۴۸ء میں مشرقی پنجاب یونیورسٹی (سولن) سے منشی فاضل (Honours in Persian) کا امتحان پاس کیا۔ سن مذکورہ میں راقم کے برادر مرحوم مولانا منظور احمد علیہ الرحمہ پاکستان تشریف لے آئے تھے۔ اور یہاں آکر سخت علیل ہوگئے' چنانچہ راقم ان کی تیمارداری کے لئے ۱۹۴۸ء میں پاکستان آیا۔ اور حیدر آباد میں اپنی عمہ مکرمہ کے ہاں قیام کیا۔ ۱۹۴۹ء میں برادر موصوف انتقال فرماگئے۔ اور احقر مستقل طور پر یہیں کا ہوکر رہ گیا۔ برادر مرحوم کے سانحہ ارتحال نے زندگی کو غم ناک بنادیا تھا' مگر عمہ ممدوحہ کی بے پناہ شفقتوں نے بڑی ہمت افزائی فرمائی اور پاکستان میں تعلیم کا سلسلہ پھر جاری کیا' چنانچہ ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی' لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں پہلے مذکورہ یونیورسٹی سے ادیب فاضل (Honours in urdu) کا امتحان پاس کیا۔ پھر انٹرمیڈیٹ کا۔ ۱۹۵۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے' اردو میں داخلہ لے لیا۔ یہاں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں جیسا استاد کامل نصیب ہوا' جن کی صحبت کیمیا اثر نے قلب و دماغ کو جلا بخشی۔ ۱۹۵۸ء میں مذکورہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے پاس کیا اور بفضلہ تعالیٰ پوری یونیورسٹی میں اول رہا' جس کے صلے میں گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل اور

Marfat.com

وائس چانسلر کی طرف سے سلور میڈل دیا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا اور مشفقین و محسنین کی تعلیم و تربیت اور دعاؤں کے شیریں ثمرات۔ ورنہ احقر کس لائق تھا؟

راقم نے جن اساتذہ گرامی سے باقاعدہ طور پر یا کچھ عرصہ کے لئے استفادہ کیا ہے' تحدیث نعمت کے طور پر ان کے اسماء گرامی تحریر کرتا ہوں۔

عربی علوم و فنون کے اساتذہ

☆ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ العزیز
☆ مولانا محمد شریف اللہ
☆ مولانا سجاد حسین
☆ مولانا عبدالرحمٰن
☆ مولانا ولایت احمد
☆ مولانا اشفاق الرحمان
☆ مولانا عبدالقادر
☆ مولانا ناصر خلیق

فارسی علوم کے اساتذہ

☆ حضرت قبلہ والد ماجد قدس سرہٗ العزیز
☆ مولانا محبوب الٰہی
☆ مولانا محمد ادریس
☆ مولانا عبدالسمیع

انگریزی علوم کے اساتذہ

☆ ماسٹر حبیب اللہ مرحوم
☆ حاجی محمد سلیمان
☆ حاجی عبدالخالق
☆ ماسٹر رضی الرحمان
☆ پروفیسر مقبول احمد

Marfat.com

☆ پروفیسر عبدالرشید

☆ پروفیسر این۔ ایم ناز

☆ پروفیسر جلیل احمد

اردو ادب کے اساتذہ

☆ الحاج پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

☆ ڈاکٹر خان رشید اللہ خاں

☆ ڈاکٹر یحیٰ احمد ہاشمی

☆ پروفیسر غلام مرتضیٰ خاں

۱۹۵۶ء میں راقم دہلی حاضر ہوا تھا۔ حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرماکر سکون جاوداں بخشا۔ فی الحقیقت یہ روحانی تعلق بہار زندگی ہے۔ اگر بیعت نہ ہوتا تو باوجود تحصیل علوم کے ناتمامی کا شدید احساس رہتا۔ علوم و فنون ذہن کی اصلاح تو کرسکتے ہیں مگر دل کی اصلاح ان کے بس کی بات نہیں بلکہ دماغ کی اصلاح بھی دل ہی کی روشنی میں ہوتی ہے۔ ؎

کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

علمی زندگی کا آغاز:۔ راقم کی علمی زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ء ہی سے ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی قبل ۱۹۵۴ء سے جب لیو پولڈ اسد کی کتاب Islam at the cross Road کے بعض ابواب کو بعنوان "اسلام دوراہے پر" اردو میں منتقل کیا تھا۔

۱۹۵۷ء میں سندھ یونیورسٹی کے انعامی مقابلہ میں حصہ لیا اور "ولی دکنی اور چاسر" کی شاعری کے تقابلی مطالعے پر ایک مضمون پیش کرکے واحد انعام حاصل کیا۔ ۱۹۵۸ء میں ہندوستان کے مشہور فاضل ڈاکٹر تارا چند کی کتاب:۔

The Influence of Islam on Indian Culture کا اردو ترجمہ کیا اور ایک مبسوط مقدمہ لکھا۔ یہ ترجمہ "تمدن ہند پر اسلامی اثرات" کے نام

Marfat.com

سے ۱۹۴۶ء میں مجلس ترقی و ادب' لاہور کی طرف سے شائع ہوا۔۔

۱۹۵۸ء ہی میں سندھ یونیورسٹی کے رجسٹرار محمد حسین ترک کی کتاب The Economic History of Hyderabad کا اردو ترجمہ کیا جو ۱۹۵۸ء ہی میں "حیدر آباد کی معاشی تاریخ" کے نام سے حیدر آباد' سندھ سے انٹرنیشنل بک کارپوریشن کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ سنہ مذکور ہی میں بعض رفقاء کی مندرجہ ذیل کتابوں کے اردو تراجم میں معاونت کی:۔

1, H. A. Gibb :Mohammadenisom

۲, Mecnold :Islamic Jurice prodonce

۱۹۵۸ء میں ایم۔ اے کرنے کے فوراً ہی بعد پروفیسر وائی۔ ایس۔ طاہر علی (پرنسپل' شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج' میرپور خاص) کی اعانت و عنایت اور اللہ کے فضل و کرم سے مذکورہ کالج میں ۱۱ اگست ۱۹۵۸ء کو عارضی طور پر بحیثیت لیکچرار تقرر ہوا۔ اسی سال مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن' لاہور کے اجلاس منعقدہ نومبر ۱۹۵۸ء میں انٹرویو دیا' اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا۔ ۱۹۶۰ء میں دو سال کا عبوری دور گزر جانے کے بعد گورنر مغربی پاکستان نے ملازمت کو مستقل کر دیا۔ ۱۱ اگست ۱۹۵۸ء سے ۱۸ اگست ۱۹۶۶ء تک آٹھ سال گورنمنٹ کالج' میرپور خاص میں کام کرتا رہا۔۔ ۱۵ اگست ۱۹۶۵ء کو مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن' لاہور کے اجلاس میں اردو پروفیسر کی ایک اسامی کے لئے انٹرویو دیا' اور بفضلہ تعالیٰ اس میں کامیاب رہا' چنانچہ گورنمنٹ ڈگری کالج' کوئٹہ کے لئے بحیثیت پروفیسر انتخاب کیا گیا۔ ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء کو میرپور خاص سے یہاں آکر چارج لیا۔ فی الحال یہیں کام کر رہا ہوں۔

(تذکرۂ مظہر مسعود۔ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۸ھ' ۱۹۶۹ء)

☆ ☆ ☆

Marfat.com

خود نوشت سوانح عمری

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

راقم الحروف محمد مسعود احمد۔ وطناً" دھلوی ۔ مسلکاً" حنفی اور مشرباً" نقشبندی مجددی ہے۔ والد ماجد کی جانب سے سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور والدہ مرحومہ کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے۔ راقم کے پردادا حضرت مولانا محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ۱ (م۔۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء) دہلی کے مشہور و مقتدر علماء میں سے تھے۔ آپ کی ولادت دہلی میں ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں ہوئی۔ بڑے طباع اور ذہین تھے چنانچہ ۲۳ سال کی عمر میں سنہ ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۶ء میں علوم عربیہ اور ریاضیہ سے فارغ ہو گئے۔ سند حدیث صاحب "مظاہر حق" نواب قطب الدین خان (م۔ ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۴ء) سے حاصل کی۔ موصوف شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء) کے نواسہ اور جانشین حضرت شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۶ء) کے تلمیذ رشید تھے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد علوم باطنی کی لگن لگی۔ چنانچہ شیخ حسن مشرقی پنجاب تشریف لے گئے۔ اور وہاں ضلع گورداسپور کے موضع مکان شریف میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ کامل حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۲ (م۔ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء) سے بیعت ہوئے اور سند خلافت و اجازت حاصل کی۔

بیعت و اجازت کے بعد دہلی تشریف لے آئے اور یہاں شاہی مسجد جامع فتح پوری ۳ (۱۰۶۰ھ/۱۶۴۹ء) میں شاہی امام اور خطیب کی حیثیت سے ظاہری و باطنی فیض جاری

۱۔ آپ کے ہم زلف حضرت مولانا اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ جن کو سند حدیث حضرت شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے ملی تھی اور سند خلافت و اجازت حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملی تھی، راقم کی اہلیہ کے پردادا ہوتے ہیں۔ آپ خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے۔ اور اپنے وقت کے کاملین میں سے تھے۔ صاحب "فرہنگ آصفیہ" مولوی سید احمد (م۔۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء) بھی رشتہ میں راقم کی اہلیہ کے جد امجد ہوتے ہیں۔ نواب علاؤالدین آف لوہارو۔ مولانا سید عاشق فرید آبادی سے بھی عزیزداریاں ہوتی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادوں سے بھی روابط ہیں۔

۲۔ آپ کو حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء) سے فیض ملا تھا۔ موصوف کو حضرت حاجی احمد متقی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء) سے فیض ملا تھا۔ جن کا مزار مبارک موضع قاضی احمد (سابق صوبہ سندھ) میں ہے۔ اور پھر ممدوح کو حضرت شہ زمان رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء) سے فیض ملا جن کا مزار مبارک لواری شریف (نزد بدین) مرجع خلائق ہے۔ موصوف کے بعد یہ سلسلہ پانچ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) تک پہنچتا ہے۔ جن کا مزار مبارک سرہند شریف (مشرقی پنجاب) میں مشہور خلائق ہے۔

۳۔ اس مسجد کے متعلق تفصیلات مندرجہ ذیل کتابوں میں مطالعہ کی جائیں۔

(۱) سید سید احمد خان۔ آثار الصنادید مطبوعہ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء دہلی

Marfat.com

کیا۔ اس مسجد کی شاہی خطابت و امامت آپ کو وراثتاً اپنی ننھیال سے ملی تھی جو شاہجہان مغلیہ کے عہد سے چلی آرہی تھی۔ بالاخر یہیں سنہ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک درگاہ خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے شمالی جانب ایک احاطہ میں واقع ہے۔

آپ کے پانچ فرزند ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

- ☆ مولانا محمد سعید
- ☆ مولانا احمد سعید
- ☆ مولانا عبدالمجید
- ☆ مولانا عبدالرشید
- ☆ مولانا حبیب اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

ان میں مولانا محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ راقم کے جدامجد ہیں۔ آپ کا وصال جوانی ہی میں ہو گیا تھا۔

حضرت شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

- ☆ صاحب رسالہ "رکن دین" شاہ محمد رکن الدین
- ☆ مولانا حمید الدین گنوری
- ☆ مولانا ارشاد علی
- ☆ مولانا عبدالغفور رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

ان میں اول الذکر نے راقم کے والد ماجد مدظلہ العالی کی روحانی تربیت فرمائی ہے۔

حضرت شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف بیشتر غیر مطبوعہ ہیں۔ چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) درۃ الیتیم فی القرآن العظیم، مطبوعہ محمود المطابع، دہلی تالیف سنہ ۱۲۸۵ء

(۲) رسالہ در سماع موتی (قلمی) مولفہ سنہ ۱۲۹۲ھ

(۳) فتاویٰ مسعودی (قلمی) سنہ ۱۲۹۷ھ تا ۱۳۰۴ھ

(ب) بشیرالدین احمد۔ واقعات دارالحکومت دہلی۔ جلد اول ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء مطبوعہ آگرہ۔ ص۔ ۲۰۔۲۴۲

(c) Gorden Piseley Hean The Seven Cities of Dehli, London, 1906.

(d) Pansdew : Dehli Past and Present, 1902.

(e) Henry Sharp : Dehli, Oxford, 1928.

Marfat.com

(۴) مکتوبات مسعودی (قلمی) ۱۲۹۰ھ تا سنہ ۱۳۰۷ھ

(۵) رسالہ سلوک مسعودی (قلمی) منقولہ سنہ ۱۳۱۱ھ ر ۱۸۹۳ء

(۶) رسالہ سماع و غنا (قلمی) منقولہ ۱۳۱۱ھ ر ۱۸۹۳ء

(۷) رسالہ آداب سلوک (قلمی) منقولہ ۱۳۱۱ھ ر ۱۸۹۲ء

(۸) رسالہ در جواب مسائل ثانیہ' مطبوعہ دہلی

راقم کے والد ماجد مدظلہ العالی ۱۵ر رجب ۱۳۰۳ھ ر ۱۸۸۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ سعید رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ بچپن ہی میں والدین کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ کچھ عرصہ آپ کے دادا شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ نے پرورش فرمائی مگر جب سنہ ۱۳۰۹ھ میں ان کا وصال ہو گیا تو آپ کے عم محترم حضرت مولانا عبد المجید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کفالت میں لے لیا۔ آپ اپنے زمانے کے متبحر علماء اور اطباء میں سے تھے۔ نام و نمود کو پسند نہ کیا۔ حضرت والد ماجد کی بچپن میں والدین سے محرومی' دادا کی پرورش' چچا کی کفالت یہ وہ سنتیں ہیں جو مشیت الٰہی نے پوری فرمائیں۔

حضرت نے تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا اور قاری حبیب اللہ سے فن تجوید کے ساتھ قرآن حکیم پڑھا اور حفظ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حسن صورت فطرتا" ودیعت فرمایا تھا جس سے تلاوت میں ایک عجیب کشش و جاذبیت پیدا ہوتی تھی۔ قرآن حکیم کے بعد علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اپنے عم محترم مولانا عبد المجید صاحب اور دیگر اساتذہ مثلاً" مولانا عبد الحکیم اور مولانا عبد الرشید رحمھم اللہ تعالیٰ سے استفادہ کیا۔ اصول فقہ اور کتب فتاویٰ پر ذاتی مطالعہ سے وہ تبحر حاصل کیا جو اس براعظم میں بہت کم علماء کو حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کا شمار اپنے عہد کے مستند علماء میں ہونے لگا۔ فقہ کے علاوہ ریاضی' ہندسہ' اقلیدس' فن خطاطی' اور فن شاعری میں بھی دستگاہ حاصل کی۔ آپ کے فتاوے پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں مانے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی بعض عدالتوں میں آپ کے شرعی فیصلے کے مطابق مسلمانوں کے مقدمات فیصل کئے جاتے ہیں۔ الغرض ہندوستان کے علمی طبقے میں حضرت کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے راقم کے نام ایک مکتوب میں ضمنا" تحریر فرمایا تھا۔

"آپ کے والد صاحب کے بھی نام سے کون ناواقف ہو گا"۔

Marfat.com

حضرت والدی الکرم سات برس کی عمر میں حضرت صادق علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ ء (۱۶ر جولائی سنہ ۱۹۸۹ء) (م۔ ۱۳۱۷ھ) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بیعت کے بعد پیر بزرگوار وصال فرما گئے۔ اس لئے حضرت کی تربیت حضرت مولانا رکن الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ د نے کی۔ اور سند خلافت و اجازت بھی دی۔ چنانچہ حضرت کا جب روحانی فیض جاری ہوا تو پاک و ہند کے بے شمار لوگ مستفیض ہوئے۔ آپ کے لاتعداد مریدین پاک و ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کے دست حق پر بے شمار ہندو اور عیسائی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ اور اب بھی اگرچہ دہلی کفر کا مرکز بن چکا ہے، مشرف بہ اسلام ہو رہے ہیں۔

جب خلافت کی تحریک چلی تو حضرت نے مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کے ساتھ اس تحریک میں شرکت کی۔ اس تحریک کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت سیاست سے کنارہ کش ہو گئے لیکن جب دہلی میں مسلم لیگ کا زور ہوا تو حضرت نے حق و انصاف کی تائید فرمائی۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور قائد ملت لیاقت علی خان حضرت کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ موخر الذکر سے مراسلت بھی تھی۔ چنانچہ راقم کے پاس ایک خط محفوظ رہ گیا ہے جو سنہ ۱۹۴۵ء میں حضرت کو لکھا۔ جب حضرت زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ قائد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوب کی نقل یہ ہے۔

گل رعنا

نئی دہلی

۱۵ر ستمبر سنہ ۱۹۴۵ء

۷۸۶

محترمی جناب مفتی صاحب!

ء۔ حضرت صادق علی شاہ حضرت امام شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند اور جانشین تھے۔ شیخ کامل اور متبحر عالم تھے۔ فارسی "تفسیر صدیقی" آپ سے یادگار ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ حیدر آباد (مغربی پاکستان) میں مفتی محمود صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ آپ کے اخلاف میں مولانا منظور محمد مد ظلہ العالی متھرا میں مقیم ہیں۔ آپ ہنگامہ ۱۹۴۷ء کے بعد مکان شریف (مشرق پنجاب) سے ترک سکونت کر کے یہاں آباد ہوئے۔ آپ متبحر عالم ہیں۔

د۔ حضرت مولانا رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ نسباً "انصاری تھے۔ شریعت و طریقت کے کاملین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے ریاست الور میں فیض روحانی کو جاری رکھا۔ شمالی ہند اور مغربی پاکستان میں آپ کے بے شمار مریدین ہیں۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ یہ تصانیف آپ سے یادگار ہیں رسالہ رکن دین، توضیح العقائد، روح الصلوٰۃ، مولود محمود وغیرہ۔ ۱۳۵۶ھ میں آپ کا الور میں وصال ہوا۔ آپ کے عم محترم شیخ فرید الدین سے مرزا غالب مرحوم کے گہرے مراسم تھے۔ آپ کے کتب خانے میں خطوط غالب کا ادبی ذخیرہ محفوظ تھا۔ افسوس کہ ہنگامہ ۱۹۴۷ء میں ضائع ہو گیا۔ آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب آپ کے جانشین ہیں راقم کی بڑی ہمشیرہ آپ سے منسوب ہیں۔ آپ حیدر آباد سندھ میں رونق بخش مسند ارشاد ہیں۔

Marfat.com

السلام علیکم۔ گرامی نامہ مورخہ ۱۰ ستمبر موصول ہوا۔ بڑی مسرت ہوئی کہ آپ سفر حج کا عزم فرمارہے ہیں۔ خدا آپ کے اس عزم کو پورا کرے۔ اور آپ بخیر و عافیت اس مقدس فریضہ کی ادائیگی اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوکر جلد وطن تشریف لائیں۔

میرے لئے دعائے خیر فرمایئے گا۔

دستخط
(لیاقت علی خان)

حضرت والدی المعظم تقریباً" ساٹھ سال تک شاہی امامت و خطابت کے فرائض مسجد جامع فتح پوری، دہلی میں ادا کرتے رہے۔ یہ امامت آپ کو اپنے جد امجد سے وراثت میں ملی تھی الحمد اللہ کہ رونق بخش ارشاد ہیں مگر ضعف ونقاہت کی وجہ سے امامت کے فرائض ادا نہیں فرمارہے۔ راقم کے برادر معظم مولوی ڈاکٹر محمد احمد صاحب نیابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

حضرت کی اولاد میں پانچ فرزند بقید حیات ہیں۔٦ یعنی

☆ مفتی محمد مظفر احمد صاحب

☆ مفتی محمد مشرف احمد صاحب

☆ ڈاکٹر محمد احمد صاحب

☆ راقم الحروف محمد مسعود احمد

☆ ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب

دو صاحب زادے عالم جوانی میں وصال فرماگئے۔

☆ مولانا منور احمد

☆ مولانا منظور احمد رحمہما اللہ تعالیٰ

حضرت کی تربیت کا یہ اعجاز ہے کہ تمام صاحب زادے متبع شریعت ہیں نہ صرف یہ بلکہ پانچوں داماد بھی متبع شریعت ہیں۔ اتباع شریعت کا یہ اہتمام فی زمانہ ہذا شاذو نادر ہی کہیں ملے۔ پھر ماشاء اللہ حضرت کے پوتے بھی علوم جدیدہ سے واقف ہونے کے باوجود حافظ قرآن اور پابند شرع ہیں۔ طال اللہ عمرھم۔ حضرت کی آل اور اولاد اس وقت پاک و ہند کے مختلف شہروں میں پھیلی ہوئی ہے یعنی دہلی، علی گڑھ، اندور، کراچی، حیدر آباد، میر پور خاص، بہاولپور، راولپنڈی، کوئٹہ، احمد پور شرقیہ۔

٦۔ نوٹ: حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کے سوا سب فرزند اللہ کو پیارے ہوگئے۔

Marfat.com

حضرت کی تصانیف میں وہ فتاوے بڑی اہمیت کے حامل ہیں جو تقریبا ۶۵ سال سے ضبط تحریر میں لارہے ہیں۔ غالبا" اس براعظم میں اتنے طویل عرصہ کسی عالم نے فتاوے نہیں لکھئے۔ یہ ذخیرہ جو پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں پھیلا ہوا ہے۔ "فتاوی مظہریہ" کے نام سے مرتب کیا جارہا ہے۔۷ اگر یہ مکمل طور پر مرتب ہو گیا تو کئی ضخیم مجلدات میں ہو گا۔

دوسرا عظیم سرمایہ حضرت کے وہ مکاتیب ہیں جو مریدین و متوسلین کے پاس ہزاروں کی تعداد میں محفوظ ہیں۔ "مکتوبات مظہریہ" کے نام سے ان کو جمع کیا جارہا ہے۔۸ یہ مکاتیب اردو ادب میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ حسن خط کے لحاظ سے بھی اور زبان و بیان اور اختیار و جامعیت کے لحاظ سے بھی۔

حضرت کی دوسری تصانیف میں جو وقتاً فوقتاً" شائع ہوتی رہیں چند ایک یہ ہیں۔

(۱) مظہر الاخلاق۔ مطبوعہ ہلالی پریس۔ دہلی سنہ ۱۳۳۱ھ

(۲) کشف الحجاب عن مسئلتہ البناء والقباب' مطبوعہ جید برقی پریس' ۱۳۴۴ھ

(۳) ارکان دین۔ مطبوعہ ہلالی پریس۔ دہلی

(۴) انتفاء الحائل رویتہ الھلال۔ مطبوعہ جید برقی پریس' سنہ ۱۳۷۰ھ

(۵) فتوی رویت ہلال۔ مطبوعہ جید برقی پریس۔ دہلی سنہ ۱۳۷۶ھ

(۶) قصد السبیل۔ مطبوعہ اعلی پریس۔ دہلی

(۷) خزینۃ الخیرات۔ مطبوعہ انڈین فائن آرٹس پریس۔ دہلی

راقم الحروف کی ولادت سنہ ۱۹۳۰ء ر ۱۳۴۹ھ کے لگ بھگ دہلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حضرت والد ماجد مدظلہ العالی سے حاصل کی۔ پھر سنہ ۱۹۴۰ء ر ۱۳۵۹ھ میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری' دہلی میں علوم عربیہ سے متعلق یہ کتابیں پڑھیں۔

منیتہ المصلی' قدوری' کنز الدقائق' سراجی' شرح مائتہ عامل' ہدایتہ النحو علم الصیغہ' کافیہ' شرح ملا جامی' مرقاۃ' ایساغوجی' شرح تہذیب قطبی' مسلم' حواح الارواح' اصول شاشی' نور الانوار' سبعہ معلقہ' تلخیص وغیرہ۔

حضرت والدی الماجد کی تعلیم و تربیت کے علاوہ مندرجہ ذیل اساتذہ سے علوم عربیہ کی تحصیل کی

☆ مولانا شریف اللہ

۷۔ "فتاوی مظہری" جلد اول' کراچی سے ۱۹۶۹ء میں مدینہ پبلشنگ کمپنی سے شائع ہو چکی ہے۔
"فتاوی مظہری) جلد دوم' پروفیسر حافظ محمد رفیق' لاہور مرتب کر رہے ہیں۔

۸۔ "مکاتیب مظہری" کی جلد اول کراچی سے ۱۹۶۹ء میں مدینہ پبلشنگ کمپنی سے شائع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

☆ مولانا عبد الرحمن

☆ مولانا ولایت احمد مرحوم

☆ مولانا اشفاق الرحمن مرحوم

☆ مولانا عبد القادر مرحوم

☆ مولانا سجاد حسین

☆ مولانا ناصر خلیق وغیرہ

۱۹۴۵ء/۱۳۶۵ھ میں علوم فارسیہ کی طرف سے توجہ کی اور ابتدائی کتابوں کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔

دیوان نظیری، رباعیات ابو سعید ابو الخیر، رباعیات باباطاہر، قصائد عرفی، قصائد مانی، کلیات الشعراء، فقتہ السوان الحکمتہ، اخلاق جلالی، العروض والقوافی، شعرا العجم، دبیر عجم، انشائے ابو الفضل، سیر المتاخرین، مطلع السعدین، جواہر السجود، حاجی بابا اصفہانی وکالائے مواضعہ وغیرہ

فارسی کی ابتدائی کتابیں بلکہ گلستان تک حضرت والد الماجد مدظلہ العالی نے بچپن ہی میں پڑھادی تھیں۔ اس کے بعد جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے نام یہ ہیں۔

☆ مولانا محبوب الٰہی

☆ مولانا محمد ادریس مرحوم

☆ مولانا عبد السمیع

سنہ ۱۹۴۸ء/۱۳۶۸ھ میں مشرقی پنجاب یونیورسٹی سے فارسی میں آنرز کیا۔ سنہ ۱۹۴۹ء/۱۳۶۹ھ میں دہلی سے حیدر آباد (مغربی پاکستان) آیا۔ مقصود ہجرت نہ تھی مگر مشیت الٰہی کو یہی منظور تھا۔ یہ ایک تلخ داستان ہے۔ جواب شیریں ہو گئی ہے۔ **فان مع العسر یسرا۔**

چنانچہ راقم اپنی پھوپھی کے ہاں مقیم ہو گیا۔ جنہوں نے جذبہ مادری کے ساتھ راقم کی کفالت کی۔ سنہ ۱۹۴۹ء میں راقم کے برادر مولانا منظور احمد رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا جس نے عقل و خرد کو گم کر دیا۔ بہرکیف توفیق الٰہی شامل حال رہی۔ نئے تقاضوں کے تحت غم سے فرصت پانے کے بعد علوم جدیدہ کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۵۱ء/۱۳۷۱ھ میں میٹرک کیا۔ برادر محترم پروفیسر عبد الرشید نے میری رہنمائی فرمائی۔ سنہ ۱۹۵۱ء/۱۳۷۱ھ اور ۱۹۵۲ء/۱۳۷۲ھ کے درمیان راقم نے لیو پولڈ اسد کی مشہور کتاب Islam at the Cross Roads کے بعض ابواب کا اردو میں ترجمہ کیا۔ سنہ ۱۹۵۳ء/۱۳۷۳ھ میں

Marfat.com

انٹرمیڈیٹ کیا اور اس سال اردو میں آنرز کیا۔ سنہ ۱۹۵۶ء/۷۶ ۱۳ھ میں بی۔اے کیا۔ یہ سب امتحانات پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے دیئے۔ ان امتحانات کی تیاری میں راقم نے اپنی ذاتی سعی سے کام لیا اور بقدر ضرورت اساتذہ سے رہنمائی حاصل کی۔ اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ راقم وقت سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اسکول اور کالج کے مسموم اثرات سے بچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔ جو امتحانات عام طور پر ۱۴ سال سے پاس کئے جاتے ہیں راقم نے صرف چھ سال میں پاس کر لئے۔ اور بحمد اللہ اتباع سنت نبویہ کا جذبہ موجزن رہا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

سنہ ۱۹۵۶ء میں سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد میں ایم۔اے (اردو) میں داخلہ لیا۔ یہاں صدر شعبہ اردو حضرت استاذی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ العالی نے راقم کی زندگی میں وہ انقلاب پیدا کیا جس کا اندازہ میں نہ کر سکتا تھا۔ اور تحقیق و جستجو کی وہ لگن لگا گئی جس کے متعلق سوچ بھی نہ سکتا تھا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے مبارک سایہ کو قائم رکھے اور ان کی ذات بابرکات سے علم و دانش کے چشمے ابلتے رہیں، آمین! دیگر اساتذہ گرامی یعنی پروفیسر خان رشید اللہ اور پروفیسر سخی احمد ہاشمی مدظلہما نے اپنے اخلاق کریمانہ اور درس و تدریس سے راقم کو مستفید و مستفیض کیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو سلامت باکرامت رکھے آمین!

یونیورسٹی میں زمانہ تعلیم کے دوران (۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۸ء) راقم نے مضمون نگاری کے مقابلے میں حصہ لیا تھا۔ وائس چانسلر جناب آئی۔ آئی قاضی نے عنوان دیا تھا۔

"Who was the father of Rekhta poetry and why? Find out its analogy in English Literature"

اس موضوع پر راقم نے ایک طویل مقالہ قلم بند کیا جس پر انعام کا اعلان کیا گیا۔ اسی زمانے میں موجود رجسٹرار محمد حسین ترک کی تالیف۔

"The Econimic History of Hyderabad"

کا صرف بیس روز میں اردو ترجمہ کیا۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد سے شائع ہو چکی ہے۔ سن ۱۹۵۸ء/۷۸ ۱۳ھ میں ایم۔اے (فائنل) میں مقالہ کی جگہ ڈاکٹر تارا چند کی مشہور کتاب "The Influence of Islam on Indian Culture" کا اردو میں ترجمہ کر کے اس پر سیر حاصل مقدمہ لکھا۹۔ سنہ ۱۹۵۸ء/۷۸ ۱۳ھ میں سندھ یونیورسٹی سے

۹۔ ۱۹۵۸ء میں میکڈانلڈ (Mecdonald) کی ایک کتاب کا ترجمہ کیا تھا اور سنہ ۱۹۵۹ء میں ایچ۔اے۔آر گب (H.A.R.Gibb) کی ایک کتاب کے بعض ابواب کا ترجمہ کیا تھا۔

Marfat.com

ایم۔اے کیا اور السنہ شرقیہ میں اول آنے پر نقرئی تمغہ ملا۔ اور یونیورسٹی کے تمام امتحانات میں اول آنے پر طلائی تمغہ ملا۔ فالحمد للہ علی ذالک کثیرا" کثیرا۔

ایم۔اے کرنے کے بعد پروفیسر طاہر علی نے شاہ عبد اللطیف گورنمنٹ کالج، میرپور خاص میں راقم کو بلالیا۔ یہاں اردو شعبے میں بحیثیت لیکچرار تقرر ہو گیا۔ پھر سنہ مذکورہ ہی میں ماہ نومبر میں مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن میں انٹرویو ہوا اور الحمد للہ کامیابی ہوئی۔

سنہ مذکورہ ہی میں راقم نے یونیورسٹی میں بحیثیت ریسرچ فیلو۔ڈی۔فل کے لئے رجسٹریشن کرالیا تھا۔ عنوان تھا۔

"اردو میں قرآنی تراجم اور تفاسیر"

الحمد للہ کہ عرصۂ دراز کی مسلسل محنت اور تحقیق کے بعد یہ مقالہ مکمل ہو گیا ہے یہ مقالہ فل اسکیپ سائز کے ٹائپ شدہ ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ انشاء اللہ ماہ اپریل ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۵ھ میں یونیورسٹی میں بھی پیش کر دیا جائیگا۔۱۰

میرپور خاص سے راقم کی علمی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔۱۱ سات سال کے اس طویل عرصہ میں جب سے کہ راقم یہاں ملازم ہے تقریباً" ۳۶ علمی اور تحقیقی مقالے لکھ چکا ہوں جو پاک و ہند کے مشہور جرائد مثلاً" معارف (اعظم گڑھ) برہان (دہلی) الفرقان (لکھنؤ) نوائے ادب (بمبئی) اردو (کراچی) اردو نامہ (کراچی) اقبال ریویو (کراچی) فکر و نظر (کراچی) وغیرہ میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ میر سید علی غمگین پر ایک مقالہ اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لاہور) میں شامل کیا گیا۔

جو مقالات اب تک شائع ہو چکے ہیں ان کی ایک مفصل فہرست پیش کی جاتی ہے

عنوان	مجلہ	شمارہ	مقام اجراء	موضوع
۱۔ ~~[illegible]~~ نقطۂ کمال	محراب حرم	اپریل ۱۹۵۷ء	لاہور	سوانح
۲۔ The Father of Rekhta Poetry	(1st prize winner by University	۱۹۵۷ء	حیدر آباد	ادب

نوٹ: ڈاکٹر تارا چند کی کتاب پر محررہ مقدمہ (آئینۂ حقائق) کے عنوان سے ادارہ مظہر اسلام لاہور عنقریب شائع کر رہا ہے۔

۱۰۔ مقالہ ڈاکٹریٹ پر ۱۹۷۱ء میں ڈگری ملی۔

۱۱۔ حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی نگارشات کی تفصیل درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ جہان مسعود۔۔۔۔از آر۔بی مظہری۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۔ منزل بہ منزل از محمد عبد الستار طاہر، مطبوعہ حیدر آباد، سندھ ۱۹۹۱ء

۳۔ تخصصات مسعود ملت از محمد عبد الستار طاہر، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء

۴۔ حضرت مسعود ملت کے آثار علمیہ از صاحبزادہ محمد مسرور احمد، کراچی (زیر طبع)

Marfat.com

and its analogy in English Poetry	of Sind	مارچ ۱۹۵۹ء	میرپور خاص	تمدن اسلامی
۳۔ اسلامی رواداری	☆ لطیف	۱۹۶۰ء	نیوکیسل (یوکے)	تمدن اسلامی
	☆ سروش			
۴۔ غمگین دھلوی	فاران	ستمبر ۱۹۵۹ء	کراچی	ادب
۵۔ حضرت غمگین، غالب کی نظر میں	اردو	اکتوبر ۱۹۵۹ء	کراچی	ادب
۶۔ سماع	فاران	نومبر ۱۹۵۹ء	کراچی	تصوف
۷۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد	فاران	مارچ ۱۹۶۰ء	کراچی	تمدن اسلامی
۸۔ حضرت غمگین شاہجہان آبادی	برھان	مئی ۱۹۶۰ء جون ۱۹۶۰ء جولائی ۱۹۶۰ء	دھلی	ادب
۹۔ خواجہ خورد اور ان کی فارسی	معارف	اکتوبر ۱۹۶۰ء نومبر ۱۹۶۰ء	اعظم گڑھ	ادب
۱۰۔ جمال الدین ھانسوی الخطیب	برھان	نومبر ۱۹۶۰ء دسمبر ۱۹۶۰ء	دھلی	ادب
۱۱۔ حضرت غمگین شاہجہان آبادی	اردو	اپریل ۱۹۶۰ء	کراچی	ادب
۱۲۔ جگر مراد آبادی	جنرل آف سی۔ایچ۔ایس اے حیدر آباد	۱۹۶۰ء	حیدر آباد	ادب
۱۳۔ حضرت غمگین شاہجہان آبادی	برھان	اپریل ۱۹۶۱ء	دہلی	ادب
۱۴۔ حضرت غمگین اور مرزا غالب کے جواب میں ان کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب	معارف	مئی ۱۹۶۱ء	اعظم گڑھ	ادب
۱۵۔ آقائے سرہندی	اردو	۱۹۶۱ء	کراچی	ادب
۱۶۔ شیخ احمد سرہندی	☆ معارف	جون ۱۹۶۱ء تا فروری ۱۹۶۲ء تک قسط وار)	اعظم گڑھ	سوانح
	☆ الفرقان	ستمبر ۱۹۶۱ء تا اپریل ۱۹۶۳ء تک قسط وار	لکھنؤ	سوانح
۱۷۔ اکبری دور	ایشیاء	نومبر ۱۹۶۱ء	لاہور	تاریخ
۱۸۔ اسلام اغیار کی	الاسلام	اکتوبر ۱۹۶۱ء	دہلی	تمدن اسلامی

Marfat.com

نظر میں

۱۹- شاہ محمد غوث گوالیاری	معارف	جولائی ۱۹۶۳ء تا دسمبر ۱۹۶۳ء تک قسط وار	اعظم گڑھ	سوانح
۲۰- اقبال اور نظریہ پاکستان	فاران	اگست ۱۹۶۱ء	کراچی	سیاسیات
۲۱- الجواہر الخمسہ	برھان	اپریل ۱۹۶۳ء	دھلی	تصوف
۲۲- ولی کے محاسن سخن	لطیف	مئی ۱۹۶۳ء	میرپور خاص	ادب
۲۳- بابائے اردو سے چند ملاقاتیں	قومی زبان	یکم مئی ۱۹۶۳ء	کراچی	سوانح
۲۴- غالب کے متصوفانہ خیالات	صریر خامہ	ستمبر ۱۹۶۳ء	حیدر آباد	تصوف
۲۵- میر سید علی غمگین	نوائے ادب	اپریل ۱۹۶۳ء	بمبئی	ادب
۲۶- مکاتیب غالب	لطیف	۱۹۶۳ء	میرپور خاص	ادب
۲۷- The Fallacy of possession	لطیف	۹۶۳ء	میرپور خاص	نفسیات
۲۸- بارھویں صدی ہجری میں قرآن پاک کے اردو تراجم اور تفاسیر	نوائے ادب	جولائی ۱۹۶۳ء	بمبئی	مذہب
۲۹- رسالہ فتوحیہ	☆ الفرقان	مئی ۱۹۶۳ء	لکھنؤ	تصوف
	☆ المظہر	۱۹۶۳ء	کراچی	تصوف
۳۰- علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی	☆ اقبال ریویو	جنوری ۱۹۶۴ء	کراچی	تصوف
	☆ مخزن			
۳۱- اقبال کے فلسفہ خودی میں مقام عبدیت	اقبال ریویو	جولائی ۱۹۶۴ء	کراچی	تصوف
۳۲- پاک و ہند میں قرآن حکیم کا پہلا ہندی ترجمہ اور تفسیر	لطیف	۱۹۶۴ء	میرپور خاص	مذہب
۳۳- مرزا غالب کا ایک غیر مطبوعہ فارسی مکتوب	اردو نامہ	اکتوبر- دسمبر ۱۹۶۴ء	کراچی	ادب
۳۴- اردو کے مختلف نام اور ان کی تاریخ	نوائے ادب	مئی ۱۹۶۵ء	بمبئی	ادب
۳۵- رباعیات غمگین	لطیف	۱۹۶۵ء	میرپور خاص	ادبیات
۳۶- شریعت و طریقت افکار اقبال کی روشنی میں	اقبال ریویو	جنوری ۱۹۶۵ء	کراچی	تصوف

Marfat.com

۳۷- حضرت مجدد مغرب میں	فکر و نظر	ستمبر ۱۹۶۵ء	کراچی	سوانح
۳۸- The Nut and the shell	لطیف	۱۹۶۵ء	میرپور خاص	اخلاقیات
۳۹- فارسی پر اردو کے اثرات	لطیف	۱۹۶۶ء	میرپور خاص	ادبیات
۴۰- "The Word"	لطیف	۱۹۶۶ء	میرپور خاص	لسانیات
۴۱- عبد الرشید خاں لائق	قومی زبان	اکتوبر نومبر ۱۹۶۷ء	کراچی	ادبیات
۴۲- غیر ملکی زبانوں میں تصانیف اقبال کے تراجم	صریر خامہ	۱۹۶۷ء	حیدر آباد	ادبیات
۴۳- قرآن حکیم کے قدیم نسخے	زیر تدوین برائے فکر و نظر		کراچی	قرآنیات
۴۴- قرآن حکیم اپنے آئینے میں	زیر تدوین برائے معارف		اعظم گڑھ	قرآنیات

مطبوعہ اور زیر تدوین کتب

(۱) حیدر آباد کی معاشی تاریخ مطبوعہ حیدر آباد
اردو ترجمہ The Economic History of Hyderabad
از محمد حسین ترک رجسٹرار، سندھ یونیورسٹی

(۲) شاہ محمد غوث گوالیاری، مطبوعہ میرپور خاص
(نویں صدی ہجری کے ایک مشہور بزرگ کی سوانح حیات)

(۳) تمدن ہند پر اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور
اردو ترجمہ The Influence of Islam on Indian Culture
از ڈاکٹر تارا چند ممبر راجیہ سبھا

(۴) ویرونا کے دو شریف زادے، مطبوعہ لاہور
ترجمہ اردو The Two Gentalmen of Verona
از ولیم شیکسپئیر

(۵) مکاشفات الاسرار ---- مخطوطہ لندن
دیوان رباعیات حضرت غمگین دھلوی (زیر تدوین)

(۶) اردو میں قرآنی تراجم اور تفاسیر (صفحات ۶۵۰)
مقالہ برائے ڈی۔ فل

(۷) شیخ احمد سرہندی
دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ
کی تعلیمات اور سوانح حیات مع تاریخی پس منظر
(زیر تدوین)

Marfat.com

(۸) سیرت مسعودیہ
بارھویں صدی ہجری کے ایک عالم کے سوانح حیات
اور تعلیمات (زیر تدوین)

ان مقالات کے علاوہ تحقیق کے سلسلے میں جن مختلف فضلاء سے مراسلت رہی وہ سب محفوظ ہے۔ یہ مکاتیب بجائے خود ایک علمی سرمایہ ہیں۔ ان حضرات کے خطوط موجود ہیں۔

(۱) علامہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم، لاہور
(۲) ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم، کراچی
(۳) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں حیدر آباد[۱۲]
(۴) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، لاہور
(۵) پیر حسام الدین راشدی، کراچی
(۶) ڈاکٹر برھان احمد فاروقی، کراچی
(۷) چوہدری عبد العزیز، کراچی[۱۳]
(۸) مولانا عبد الماجد دریا آبادی، دریا آباد
(۹) ڈاکٹر ذاکر حسین، دھلی
(۱۰) مولوی نصیر الدین ہاشمی مرحوم، حیدر آباد، دکن
(۱۱) مولوی امتیاز علی عرش، رام پور
(۱۲) ڈاکٹر آربری، انگلستان
(۱۳) ڈاکٹر استوری، انگلستان
(۱۴) ڈاکٹر اسلم، انگلستان
(۱۵) ڈاکٹر عبادت بریلوی، انگلستان
(۱۶) ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان، ہالینڈ
(۱۷) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیرس
(۱۸) آں جہانی مارین مولے، پیرس
(۱۹) ڈاکٹر شمل، جرمنی
(۲۰) ڈاکٹر جینی، امریکہ
(۲۱) ڈاکٹر اسمتھ، کینیڈا

۱۲۔ "پروفیسر محمد مسعود احمد کے نام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے مطبوعہ خطوط" کے عنوان سے شاہجہان بیگم نے سندھ یونیورسٹی میں پرچہ ایم۔اے کے لئے مقالہ لکھا۔ اس مقالہ کا کچھ حصہ زیر نظر کتاب "تذکار مسعود ملت" کی زینت ہے۔

۱۳۔ "پروفیسر محمد مسعود احمد کے نام چوہدری عبد العزیز کے خطوط" ۱۹۹۲ء میں محمد عبد الستار طاہر نے مرتب کئے یہ مسودہ قلمی صورت میں محفوظ ہے۔ یہ خطوط حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر مغربی ممالک میں تحقیق کے ارتقاء کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔

Marfat.com

مسعودِ ملت اور امام احمد رضا (۱۹۹۳ء)

مولانا عبدالنعیم عزیزی (علیگ)، بریلی شریف

مسعود ملت۔۔ وہ مبارک و مسعود وجود ہے جس کے دنیائے رضویت میں ورود مسعود سے تازہ بہار آگئی۔۔ اور جس کا وجود ملت اسلامیہ یعنی جماعت اہل سنت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔۔۔ ایک روشنی ہے۔

اس مبارک و مسعود شخصیت نے'اس مسعود ملت نے دین و ملت کے مجدد۔۔۔۔ قوم و ملت کے عظیم محسن۔۔۔۔ زمانے کی روشنی۔۔۔۔ نسلوں اور شریعت کی فصلوں کو مہکانے والے۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ کی شخصیت اور ان کے دینی' تجدیدی اصلاحی' علمی' ادبی' سماجی' سیاسی اور دیگر قومی و ملی و تقدیسی کارناموں کو اُجاگر کر کے ہندو سندھ سے لے کر تمام عالمِ اسلام اور یورپ و آسٹریلیا اور افریقہ وامریکہ کے کلیات و جامعات اور لائبریریوں میں اس طرح پہنچادیا کہ اس سورج کی شعاعوں کا راستہ روکنے والے تمام مخالفین و معاندین اور ابن عبدالوہاب کی پوری ذُرّیت ماتم کناں ہے۔

مسعود ملت نے سیہ بختوں کی پھیلائی ہوئی تیرگی کافور کردی۔ عیّارانِ زمانہ کی سازشوں کے جال کاٹ دیئے' چال توڑدی اور قلم سے کلک رضا کی تابانی اجاگر کر کے اپنوں کے دلوں میں اجالا پھیلادیا اور دشمنان دین کے نشیمنوں کو کلک رضا کی برق باری کا جلال دکھاکر خاکستر کردیا۔ مسعود ملت نے رضا کے حق و صداقت کو اجاگر کر کے باطل کے طلسم کو توڑدیا۔۔۔۔

مسعود ملت نے آنکھیں کھول دیں۔۔ امام احمد رضا پر لگائے گئے الزامات کو تار تار کردیا۔۔۔ ۔ حضرت رضا کے گرد غلط فہمیوں کی چنی گئی دیوار کو ڈھادیا۔۔

آج۔۔۔۔ امام احمد رضا کے ساتھ کی گئی ناانصافیوں اور ظلم کو دنیا نے دیکھ لیا اور وہ جو کل تک مخالفین امام کے ہم نوا تھے' آج ان عیاروں اور ظالموں پر نفرین کر رہے ہیں اور امام احمد رضا کے لئے آفرین کے بول بولنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔۔۔۔

Marfat.com

قلمِ مسعود ملت نے یاران باطل کے پیروؤں کو انہی کی دراز زلفوں میں اس طرح الجھادیا کہ صیاد خود اپنے دام میں آگئے۔۔۔۔

مسعودِ ملت نے امام احمد رضا کے مختلف علوم و فنون اور کارناموں پر تقریباً" بیس تحقیقی کتابیں اور چالیس سے زائد مضامین و مقالات رقم فرمائے۔۔۔۔ اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی لکھ کر امام احمد رضا کی عبقریت، تبحر علمی، فقیہانہ و محققانہ شان، تجدیدی و اصلاحی آن بان، سیاسی اور مومنانہ بصیرت، علمیت، ادبیت، قیادت۔۔۔۔ سبھی کچھ آشکارا کر دیا اور ثابت کر دیا۔ ؎

مُلکِ سُخن کی شاہی تم کو رضاؔ مُسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اور بتادیا کہ رضاؔ کی گلی سونی کرنے والو۔۔۔۔ رضاؔ کی گلی کبھی سونی نہیں ہوگی۔۔۔۔ رضاؔ تو دھوم مچانے والا تھا۔۔۔۔ کل بھی رضاؔ کی دھوم تھی۔۔۔۔ آج بھی رضاؔ کی دھوم ہے اور سدا اس کی دھوم مچی رہے گی۔۔

مسعودِ ملت۔۔۔۔ امام احمد رضا کے جمال و کمال کے جلوؤں کا نظارہ کرانے والا آئینہ ہے۔۔

مسعودِ ملت۔۔ رضا کے عشق و معرفت کے بربط کو مضراب قلم سے چھیڑ کر سرمدی نغمے سنوانے والے مطرب کا نام ہے۔

مسعودِ ملت۔۔ رضا کے علم و قلم کے گلشن کی بہاروں سے ہمکنار کرنے والے پاسبان و باغبان کا نام ہے۔

مسعودِ ملت۔۔ گل رضا کی نکہتوں سے دل و نظر کو عطر بیزی بخشنے والی باد نسیم کا نام ہے۔

مسعودِ ملت۔۔ مہر رضا کی شعاعوں کو منعکس کر کے علم و معرفت کی قوس قزح کا نظارہ کرنے والے PRISM کا نام ہے۔۔ یعنی

مسعودِ ملت۔۔ کہتے ہیں، عصر حاضر کے عظیم سکالر۔۔۔۔ عظیم عارف۔۔۔۔ قلمکار و محقق۔۔۔۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری کو۔۔

Marfat.com

امام احمد رضا

چودھویں صدی ہجری کا وہ عظیم مجدد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

ولادت :۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء

وصال :۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء

☆ جس کے نام سے باطل کل بھی لرزاں تھا اور آج بھی جس کے نام سے باطل کا جگر شق ہو جاتا ہے۔

☆ جس کا نام عشق مصطفیٰ اور عقیدت اولیاء کی پہچان بن گیا ہے اور حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے۔

☆ جس کے شہر بریلی سے مذہب حق' مذہب اہل سنت متعارف ہے۔

☆ جس نے نسلیں مہکا دیں۔۔ شریعت کی فصلیں لہلہا دیں۔

☆ طریقت و تصوف کے شہرستانوں میں جگمگاہٹیں بھر دیں۔

☆ علم و دانش کی دنیا میں عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ پچاس سے زائد نقلی اور عقلی علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتب و رسائل عطاء کئے۔

☆ جس کی ہر کتاب تحقیق کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے اور جو ہر فن بذات خود اپنا استاد دکھائی پڑتا ہے۔ تنہا اس کے یہاں علوم و فنون کے اتنے شعبے قائم ہیں کہ آج دنیا کی کسی بھی یونیورسٹی میں اتنے علوم و فنون رائج ہیں نہ اتنے شعبے قائم ہیں۔

Marfat.com

☆ کہ اب جس کے علم و دانش کا چراغ لوح و قرطاس سے گزر کر ذہن و دل کے شبستانوں میں جگمگا رہا ہے۔

☆ جس کے قلم نے کبھی باطل کے جگر پر وہ نشتر لگایا کہ آج تک اس سے خون رس رہا ہے۔

☆ جس کے قلم نے برق باری اختیار کر کے باطل کے نشیمن کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔

☆ جس نے شہر شہر، گھر گھر، قلب و جگر اور فکر و نظر میں عشق مصطفیٰ کی جوت جگادی۔

۔مگر اس نام اور کام والے، اس مجدد و مصلح، امام و پیشوا اور عظیم عبقری و متبحر عالم دین کے لئے ہم نے کیا کیا؟۔۔۔اس کے وصال کے نصف صدی تک تو ہم نے اس کی طرف سے ایسی غفلت برتی کہ اعدائے دین اور اس کے حاسدین اس پر تہمتوں کے انبار لگاتے رہے اور ہم سب کچھ اِس کان سے سُن کر اُس کان سے نکالتے رہے۔ اُن کے نام کو ہم نے ضرور اچھالا مگر اپنا نام چمکانے کے لئے، مگر اُس کے کام کو چھپائے رکھا۔۔ ہم اُس کے اشعار تو پڑھتے رہے۔ع

کیوں رضا آج گلی سُونی ہے
اُٹھ مرے دھوم مچانے والے
مُلکِ سُخن کی شاہی تم کو رضاؔ مُسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

لیکن۔۔۔۔ ہم نے کوئی دھوم نہیں مچائی۔۔۔۔ رضاؔ کے کشورِ علم کا ذکر تو کرتے رہے لیکن اس کے حدود اربعہ اس کے پھیلاؤ۔۔۔۔ رضاؔ کی فرماں روائی کی عظمت کو لوگوں پر آشکارا نہ کر سکے۔ مدیر المیزان نے المیزان کے "امام احمد رضا نمبر" میں جس قلق کا اظہار کیا ہے اسے سُنتے چلیے:

"اگر ہم ان کی (امام احمد رضا) کی علمی و تحقیقی خدمات کو ان کی ۶۵ سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر ۵ گھنٹے میں امام احمد رضا ہمیں ایک کتاب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک متحرک ریسرچ

Marfat.com

انسٹیٹوٹ کا جو کام تھا، امام احمد رضا نے تن تنہا انجام دے کر اپنی جامع و ہمہ صفت شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے لیکن افسوس کہ اس ناقابل تردید حقیقت کا اعتراف کرنے والے اب تک اپنا حق ادا نہ کرسکے۔ آج ہم سن عیسوی کے چھترویں سال میں داخل ہو چکے ہیں اور امام احمد رضا کو پردہ فرمائے ۵۵ برس گزر گئے۔ ہمارا فرض تھا کہ ہم اپنے محبوب قائد کے علمی کارناموں سے دنیا بالخصوص عالم اسلام کو متعارف کراتے، تحقیقات و تصنیفات کے جواہر پارے بکھیر دیتے۔ افسوس کہ امام احمد رضا کی بارگاہ میں ہم ۵۵ برس کے بعد ۵۵ کتابیں بھی نہ پیش کرسکے۔ اب تک جو کچھ لکھا وہ چند اوراق سے زیادہ نہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے جزوی کوششیں کیں لیکن وہ تحقیقی و سوانحی معیار کے مطابق نہیں۔ زندہ قوم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی خدمات اور قربانیوں کو اُجاگر کرے اور ان کی شہرت کو چار چاند لگائے، مگر اُجاگر کرنا تو بڑی بات امام احمد رضا کو اب تک صحیح انداز میں پیش بھی نہ کرسکے۔ ابنِ عبدالوہاب سے لے کر ابوالاعلیٰ مودودی تک جتنے قابلِ ذکر مخالفین ہیں سب کی سوانح حیات پر بے شمار کتابیں اُن کے اپنوں نے لکھیں اور احسان مندی کا ثبوت دیا۔ یہ تلخ حقیقت تسلیم کیجئے کہ امام احمد رضا کا علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو امام احمد رضا کو جانتا بھی نہیں۔ امام احمد رضا کے گیت ہمارے ہر سٹیج پر گائے جاتے ہیں لیکن یہ دعویٰ کرنا مشکل ہو گا کہ امام احمد رضا تمام یونیورسٹیوں، کالجوں، دانش گاہوں اور لائبریریوں میں موجود ہیں" [1]

امام احمد رضا کی حیات میں ان کی شاید دس فیصد کتابیں شائع ہوئی ہوں اور ان کے

۱۔ امام احمد رضا نمبر۔ ماہنامہ المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء۔ ص ۶

Marfat.com

وصال کے بعد سے اب تک یعنی ۱۹۹۳ء تک صرف ان کی دو تہائی کتب و رسائل کی فہرست مرتب ہو سکی ہے۔

جلوہ دکھانے والا آہی گیا

---- آخر چند قلمکار ملے، انہیں میں ایک ایسا بھی ملا کہ جس کا قلم ۱۴ برسوں سے چل رہا ہے، علم و ادب کے گل بوٹے کھلا رہا تھا۔ تحقیق کے جلوے دکھا رہا تھا۔ پھر کیا تھا اُسے توجہ دلائی گئی۔ جب اس نے امام احمد رضا کے کارناموں کی دلہن کے رخ سے پردہ اٹھایا تو عش عش کر اٹھا۔ ایسا جمال، ایسی نورانیت، پھر تو امام احمد رضا کے نام اور کام کا ایسا عاشق ہوا---- اور اُس عاشق رسول کے جمال و کمال کے جلوؤں کو لوگوں کے سامنے پیش کر کر کے انہیں بھی عاشق بناتا چلا گیا۔

آج زمانہ اُسی عاشق---- رضا کے حُسن کا جلوہ دکھانے والے---- ادیب و مصنف اور محقق و دانشور سے خوب خوب واقف ہے۔ ایسا نہیں کہ کل اُس کی شخصیت محتاج تعارف تھی، وہ کل بھی جانا پہچانا جاتا تھا مگر اُس کی جان پہچان اور اُس کے مان و اُس کی آن و بان کا جو عالم آج ہے البتہ وہ کل نہیں تھا۔ عاشقِ رسول کے عشق نے اُسے خوب خوب مہکا اور چمکا دیا۔

وہ مہکتی اور چمکتی ہوئی شخصیت ہے---- ایک ڈاکٹر، پروفیسر، دانشور، ایک سکالر، ایک رائٹر، ایک عالم دین، سجادہ نشین جسے زمانہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے نام سے جانتا، پہچانتا اور مانتا ہے---- عالی نسب، عالی خاندان، عالی ظرف، اعلیٰ تعلیم یافتہ، اعلیٰ دماغ، اعلیٰ اخلاق، اعلیٰ کردار---- سب کچھ اعلیٰ ہی اعلیٰ---- ان کو دیکھئے تو گلابوں کی یاد آئے---- ان سے ملئے تو سحابوں کی یاد آئے---- بات کرتے ہیں تو امرت رس ٹپکاتے ہیں---- کیا حُلیہ ہے، کیا نقشہ ہے---- اسلاف کا نمونہ، کیا علم ہے، کیا قلم ہے---- علم ایسا کہ ذہن و فکر سے لے کر دل کی دُنیا نورُ بار کر دیتے ہیں---- قلم ایسا کہ حقائق و معارف کی دُنیا کی سیر کرائے، سینۂ قرطاس پر علم کے موتی لٹائے۔

Marfat.com

نور و نکہت وہ لکھے، حسن کا وہ باب لکھے
وہ قلم جب بھی اٹھے، عشق کی کتاب لکھے

(نعیم عزیزی)

پروفیسر محمد مسعود احمد۔۔۔ ایک جھلک

نام: محمد مسعود احمد

والد ماجد: مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ، شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی

نسب: صدیقی

سن و مقام ولادت: ۱۹۳۰ء دہلی (انڈیا)

تعلیم: فاضل اردو، فاضل فارسی، فاضل درسِ نظامی و علوم شرقیہ، ایم اے گولڈ میڈلسٹ، پی ایچ ڈی۔

خلافت: (۱) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ۔۔ والدِ گرامی مفتیٔ اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ سے بیعت و خلافت۔

(۲) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ مفتی محمد محمود شاہ الوری علیہ الرحمہ سے خلافت و اجازت۔

(۳) سلسلۂ عالیہ قادریہ۔۔ پیر زین العابدین شاہ گیلانی سے خلافت و اجازت۔

خُلفاء:

(۱) مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد سجادہ نشین خانقاہ عالیہ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ۔۔ دہلی

(۲) مولانا مفتی محمد مکرم احمد۔ شاہی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی

(۳) جناب جاوید اقبال مظہری۔۔ کراچی

اولاد امجاد:

۳ صاحبزادیاں۔۔ ایک صاحبزادے (صاحبزادہ محمد مسرور احمد)

Marfat.com

حج و زیارت:

بمعہ اہل خانہ ۱۹۹۱ء

ریٹائرمنٹ:

اپریل ۱۹۹۱ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے ۱۹۵۸ء سے بحیثیت لیکچرار اپنی سروس کا آغاز کیا تھا۔ پھر وہ پروفیسر ہوئے۔ سولہ سال تک مختلف کالجوں میں پرنسپل رہے۔ چند ماہ تک سندھ سیکرٹریٹ میں ایڈیشنل سیکرٹری تعلیمات کی حیثیت سے فرائض منصبی ادا کئے۔ اس موقع پر علامہ شمس بریلوی نے تاریخی شعر کہا:

محترمی مسعود احمد کو ہو مبارک یہ منصب والا
تم ہی تاریخ منصب نو کی شمس کہہ دو نظامت زیبا

(۱۴۱۱ھ)

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ممتحن (Examinar) بھی رہ چکے ہیں۔ متعدد سیمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت بھی فرمائی ہے۔ مقالے بھی پڑھے ہیں اور صدارت بھی فرمائی ہے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے ۱۹۵۱ء سے ہی لکھنے لکھانے اور ترجمہ نگاری کا کام شروع کر دیا تھا۔ چودہ سال تک مختلف مذہبی، علمی و ادبی موضوعات پر لکھتے رہے۔۔۔۔ اور پھر ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا کی طرف متوجہ ہوئے۔

Marfat.com

مسعودِ ملت اور امام احمد رضا

مسعود ملت ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد کو امام احمد رضا فاضل بریلوی پر کام کرنے اور قلم اٹھانے پر علامہ اختر شاہ جہان پوری اور محمد عارف رضوی ضیائی نے اُبھارا۔ امام احمد رضا پر لکھنے کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحب خود فرماتے ہیں:

> مارچ ۱۹۷۰ء میں کوئٹہ کے زمانہ قیام کے دوران (صدر مرکزی مجلس رضا' لاہور) کا ایک گشتی مراسلہ ملا جس میں تحریر تھا کہ اراکینِ مجلس رضا کی نگرانی میں ایک مجموعہ مقالات بعنوان "انوار رضا" شائع ہو رہا ہے جس میں فاضل بریلوی پر مشاہیر علماء و فُضلا کے مضامین شامل ہوں گے۔ اس لئے فاضل بریلوی کے کسی ایک پہلو پر مقالہ قلمبند کیا جائے۔ کچھ عرصہ پہلے جناب اختر شاہجہان پوری نے بھی ایک مقالے کی فرمائش کی تھی۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے راقم نے معذرت پیش کر دی مگر اختر صاحب نے مئی ۱۹۷۰ء میں پھر تقاضا فرمایا۔ چنانچہ ان دونوں حضرات کی محبت اور اخلاص اور فاضل بریلوی سے راقم کے تعلق خاطر نے مجبور کر دیا کہ کچھ نہ کچھ لکھا جائے"۔[۲]

امام احمد رضا پر تحریری کام کے ابتداء کے بارے میں ایک اور مقام پر پروفیسر مسعود احمد صاحب رقم طراز ہیں:

> محسنین اہل سنت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری مظہری کی تحریک پر ۱۹۷۰ء میں راقم نے امام احمد رضا پر کام کا آغاز کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جامعات و کلیات اور تحقیقی

۲۔ پیش لفظ "فاضل بریلی اور ترک موالات" ص ۵

Marfat.com

اداروں میں محققین اور دانشور امام احمد رضا کے علمی مقام سے واقف نہ تھے بلکہ ان اداروں میں تو امام احمد رضا کاذکر و فکر معیوب سمجھا جاتا تھا اور خود راقم بھی حقائق سے باخبر نہ تھا' لیکن جب ۱۹۷۰ء میں امام احمد رضا کے حالات اور علمی خدمات پر تحقیق شروع کی تو یوں محسوس ہوا کہ راقم جیسے ایک عظیم الشان خزانے تک پہنچ گیا ہو جو نہ معلوم کب تک زیر زمین دفن کر دیا گیا تھا۔ ۱۹۷۰ء سے اب تک (۱۹۸۹ء) کو ۱۹ سال گزر چکے ہیں یہ خزانہ برابر نکلے چلا آرہا ہے اور نہ جانے کب تک نکلتا رہے گا۔۔ اس خزانے کے علمی جواہرات جب بازار عالم میں جوہر شناسوں کے سامنے پیش کئے گئے تو ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ جہاں سناٹے اور ہو کا عالم تھا وہاں ایسی چہل پہل ہو گئی کہ آبادیاں رشک کرنے لگیں۔۔ اس مہم میں پاک و ہند اور بیرونی ممالک کی بہت سی شخصیات اور اداروں نے حصہ لیا۔ جن کی ایک طویل فہرست ہے' یہ سب اہل علم شکریہ کے مستحق ہیں"۔ ۳

رضاؔ پر پہلی کتاب

پروفیسر مسعود احمد صاحب نے اس طرح رضاؔ پر پہلی کتاب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" لکھی جسے مرکزی مجلس رضا لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کے اب تک سات اڈیشن ہو چکے ہیں۔

پروفیسر موصوف کی اس پہلی کتاب کی اشاعت ہی سے لوگوں میں بوکھلاہٹ پیدا ہو گئی۔ کہنے والوں نے پروفیسر صاحب کو امام جاہلاں کا پیرو اور امام احمد رضا کو جاہلوں کا امام تک کہا (معاذ اللہ)

۳۔ حرف آغاز "گویا دبستان کھل گیا" ص ۱

Marfat.com

پروفیسر موصوف اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:۔

"بہرحال راقم کے مقالے "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کا شائع ہونا تھا کہ غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ تسلیم شدہ حقائق تار عنکبوت کی طرح بکھرنے لگے۔۔۔۔ ایک یونیورسٹی کے شیخ الحدیث نے اپنی نجی محفل میں راقم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں فلاں پبلشر سے کہوں گا کہ پروفیسر مسعود کی کتابیں نہ چھاپا کرو"۔ دوسری یونیورسٹی کے صدر شعبہ تاریخ بھی ناراض ہوگئے اور دیرینہ دوستی بھی ختم کردی۔ راقم نے عرض کیا' "تاریخی حقائق عقائد نہیں ہوتے۔ آپ میری بات غلط ثابت کردیں' میں اپنی بات کاٹ کر آپ کی بات لکھ دوں گا۔۔۔۔ کوئی جھگڑا نہیں۔ یہ تو تحقیق و ریسرچ ہے جو بات ثابت ہوگی وہی لکھی جائے گی"۔ ۴

کتاب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" پروفیسر صاحب نے امام احمد رضا کی کتاب "المحجۃ المؤتمنہ" کی روشنی میں لکھی تھی۔۔۔۔ تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات عہد امام احمد رضا کی دو بڑی قاتل تحریکیں تھیں جن کے پیچھے مسلمانان ہند اور بڑے بڑے مولوی صاحبان' قائدین و لیڈران دیوانے ہوگئے تھے اور اپنے مذہبی تشخص تک کو داؤ پر لگادیا تھا۔ علامہ عبدالباری فرنگی محلی' مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی جیسے صاحبان علم و بصیرت گاندھی کی آندھی میں بہہ رہے تھے۔۔۔۔ ہاں' امام احمد رضا پر اس طوفان کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ مسلمانوں اور ان کے قائدین و مولویان کرام کو ان قاتل تحریکوں میں شمولیت سے اور ان کے ریشمیں پھندوں میں الجھنے اور پھنسنے سے خبردار کرتے رہے۔ امام احمد رضا مطعون کئے گئے لیکن حق کہنا ترک نہ کیا۔ آخر دنیا نے دیکھا سچ وہی تھا جو امام احمد رضا نے کہا تھا۔ ہر ایک کو اپنی غلطیوں پر نادم ہونا پڑا اور امام احمد رضا کی دینی و سیاسی بصیرت

۴۔ گفتنی و ناگفتنی۔۔ البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ۔ از علامہ شرف قادری۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۳

Marfat.com

کا اعتراف کرنا پڑا۔

فاضل پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے کتاب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" میں انہی باتوں پر روشنی ڈالی ہے اور امام احمد رضا کی دینی و سیاسی بصیرت اور مومنانہ شان کو اُجاگر کیا ہے۔

(۲) کتاب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے بعد پروفیسر موصوف نے امام احمد رضا پر ۱۹۷۳ء میں دوسری کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" تصنیف فرمائی جسے مرکزی مجلس رضا' لاہور نے شائع کیا۔ یہ کتاب مبارکپور' بھارت سے بھی شائع ہوئی۔ اس کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کے ذریعہ پہلی بار علمی حلقوں میں امام احمد رضا کا مؤثر تعارف ہوا۔ کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" کے سلسلے میں پروفیسر موصوف خود لکھتے ہیں۔

"پھر جب راقم کی کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی اور امام احمد رضا کی عرب و عجم میں ہمہ گیر مقبولیت کے جلوے دکھائے گئے تو ماہرالقادری نے اپنے رسالے "فاران" کراچی میں ایک طویل مضمون لکھ کر امام احمد رضا کے مخالفین و معاندین کو خبردار کیا کہ اگر دانشوروں نے امام احمد رضا کی عظمت و جلالت کے جلوے دیکھ لئے تو پھر ان کی نظروں میں کوئی نہیں سمائے گا۔

یہی کتاب جب مُسلم یونیورسٹی' علی گڑھ بھیجی گئی تو وہاں شعبۂ دینیات کے صدر پروفیسر ڈاکٹر محمد رضوان اللہ مرحوم نے اپنے ساتھی پروفیسروں کو دکھائی۔ انہوں نے پڑھ کر بیک زبان کہا کہ اس سے قبل ہم سخت غلط فہمی میں مبتلا تھے"۔ ۵

(۳) ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب "انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" لاہور (چیئرمین ڈاکٹر

---

۵ - پیش لفظ - البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ - ص ۱۴

Marfat.com

سید عبداللہ) کے لئے ایک تحقیقی مقالہ لکھا جو امام احمد رضا کی شخصیت اور کارناموں کا ایک اجمالی جائزہ تھا۔ یہ مقالہ انسائیکلوپیڈیا کی دسویں جلد میں شائع ہوا۔ اس سے بھی اسکالروں کا حلقہ بہت متاثر ہوا۔ اسے بھی کتابی شکل دے دی گئی ہے۔

(۴) ۱۹۷۶ء میں پروفیسر موصوف نے امام احمد رضا کی شاعری پر ایک مختصر رسالہ مع تاثرات ادباء، و ناقدین رقم فرمایا۔ بنام "عاشق رسول" اسے بھی مرکزی مجلس رضا، لاہور نے شائع کیا۔ یہ رسالہ عشق و عقیدت کا ایک ہنستا ہوا گلاب ہے۔

پروفیسر موصوف نے اردو اسکالروں اور زبان و ادب کے مؤرخین کی ناانصافیوں اور امام احمد رضا جیسے عظیم شاعر کو قصداً" فراموش کر دینے کی حرکات پر احتجاج بھی کیا ہے اور اظہارِ تاسف بھی۔

"شعرائے اردو کے تذکرے چھوٹے موٹے شاعروں سے بھرے پڑے ہیں مگر جس کا ذکر کیا جانا چاہئے تھا، نہ کیا گیا۔۔۔ شاعروں نے اِس لئے چھوڑا کہ وہ عاشقِ صادق تھا، وہ کسی کا شاگرد نہ تھا۔ شاگرد تو غالب بھی کسی کا نہ تھا مگر وہ عاشقِ صادق نہ تھا وہ محبت سے کھیلتا تھا، اس لئے سب نے اُس کو یاد رکھا۔۔۔ ظاہر پرستوں کو شراب و کباب اور جھوٹی محبت میں بہت مزہ آتا ہے، سچی محبت میں اُن کے لئے کوئی کشش نہیں۔ اور علماء نے اس لئے چھوڑا کہ وہ سچی محبت کی بات کرتا تھا۔ وہ اپنے محبوب کا فدا کار اور جانثار تھا۔ غرض سب نے چھوڑا مگر اُس کے رب نے اُسے نہ چھوڑا۔ اُس کے محبوب نے اُس کو نہ چھوڑا۔ ہاتھ پکڑا اور ایسا اُٹھایا کہ پاک و ہند کے گلی کوچے اُس کے نغموں سے گونج اُٹھے۔ فرزانوں کی بستی میں وہ ایک دیوانہ تھا جس نے محبت کے چراغ روشن کئے جس نے سُونی محفلوں کو باغ و بہار بنا دیا۔ جس نے کشت ویران کو لالہ زار کیا"۔۶

۶۔ عاشق رسول، ص ۵، ۶، ۷

(۵) ۱۹۷۸ء میں امام احمد رضا پر پروفیسر موصوف نے انگریزی میں ایک تحقیقی مقالہ (مشرق کا فراموش کردہ عبقری) Neglected Genius of East لکھا۔ کتابی شکل میں اسے مرکزی مجلس رضا' لاہور نے شائع کیا۔ دیگر جگہوں سے بھی یہ شائع ہوا ہے۔

(٦) ۱۹۷۸ء' ۱۹۷۹ء کے درمیان امام احمد رضا کے عربی و فارسی مکاتیب پر مبنی ایک تحقیقی مقالہ بنام "تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا" رقم فرمایا۔ اس مقالے میں امام احمد رضا کے سیاسی مسلک کا جائزہ لیا گیا ہے اور دلائل و شواہد کی روشنی میں ان کے عہد کے سیاسی ماحول کا تنقیدی جائزہ بھی پیش فرمایا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں اس مقالہ کو مکتبہ نبویہ' لاہور نے شائع کر دیا ہے۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ حضرت امام احمد رضا اور حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محل کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے۔ تحریکات خلافت و ترکِ موالات کے زمانے میں اور جن میں امام موصوف نے حضرت فرنگی محلی کا تعاقب کیا ہے۔ تمام حالات پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ یہ کتاب تحریکِ آزادیٔ ہند میں قابلِ قدر اضافہ ہے اور نوجوانان ملت کے لئے خصوصیت سے مطالعہ کے لائق ہے۔

کاش امام احمد رضا کے ہم عصر مولوی صاحبان اور لیڈرانِ قوم امام کے سیاسی نظریات کو قبول کر لیتے اور دو قومی نظریہ کا جو تصور امام موصوف نے دیا تھا اُس پر اُس وقت غور و فکر کر کے سوجھ بوجھ سے کام لیتے تو آج نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

(۷) ۱۹۸۱ء میں پروفیسر موصوف نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی سوانح پر ایک علمی و تحقیقی کتاب مرتب فرمائی جو "حیات مولانا امام احمد رضا خاں" کے نام سے مکتبۂ نعمانیہ' سیالکوٹ نے شائع کی۔ یہ کتاب ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا' بمبئی سے بھی شائع ہو گئی ہے۔

(۹) "گناہ بے گناہی" ۱۹۸۱ء میں لکھی گئی پروفیسر صاحب کی ایک معرکہ آلارا تحقیقی کتاب ہے۔ سید احمد رائے بریلوی اور ان کے دستِ راست مولوی اسماعیل دہلوی کو تحریکِ آزادیٔ ہند کے اولین مجاہدین اور ہیروؤں میں گنایا جا رہا ہے جب کہ حقیقت یہ تھی کہ انگریزوں ہی کے اشاروں پر استاد شاگرد پٹھانوں کے قتال کے لئے گئے تھے اور نام دے دیا گیا جہاد کا۔ اُن کے پیروؤں کا بھی یہی حال رہا کہ برٹش گورنمنٹ کے وظیفہ خوار اور نمک

Marfat.com

حلال رہے اور جب ہندوستان انگریزوں کے چنگل سے نکل گیا تو یہ انگریزوں کے ایجنٹ مجاہد و سورما اور ملک و قوم کے وفادار بنا کر پیش کر دیئے گئے اور وہ جو عمر بھر رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کی خاطر ہر باطل سے نبرد آزمائی کرتا رہا جو غداروں کے چہرے بے نقاب کرتا رہا۔ انگریزی حکومت، انگریزی تعلیم، انگریزی کلچر سے نفرت کرتا رہا اور مسلمانوں کو نفرت دلاتا رہا۔ اسے انگریز نواز بنا کر پیش کیا گیا اور اس طرح مرد خدا اور غیرت مند عاشقِ مصطفیٰ اور محسنِ قوم و ملت امام احمد رضا کو بدنام کرنے کی مہم چھیڑی گئی۔

فاضل پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے امام احمد رضا کے مخالفین و معاندین کے جھوٹ کو غلط ثابت کر دیا اور "گناہ بے گناہی" لکھ کر فاضل بریلوی کی انگریز دشمنی کو دلائل و شواہد کی روشنی میں ثابت کر دیا۔ اِس طرح تاریخ کو غلط موڑ دینے والے عیّارانِ زمانہ کو زبردست تازیانہ لگایا۔

اِس کتاب کی اشاعت کے بعد غدارانِ ملت کی ٹولی میں بھونچال آگیا۔ حضرتِ رضا کی طرف سے غلط فہمی رکھنے والوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ سچ کا بول بالا اور جھوٹوں کا منہ کالا ہوا۔

یہ کتاب مرکزی مجلس رضا، لاہور نے شائع کی۔ بعد میں المجمع الاسلامی، مبارک پور (بھارت)، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، رضا اکیڈمی، لاہور، رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد نے شائع کیا اور حیدر آباد، سندھ سے بھی یہ کتاب شائع ہوئی۔

(۱۰) ۱۹۸۲ء میں امام احمد رضا کا پندرہ جلدوں پر مشتمل سوانحی خاکہ پیش کیا جسے ادارۂ تحقیقات احمد رضا، کراچی نے "دائرہ معارف امام احمد رضا" کے عنوان سے شائع کیا۔ یہ تفصیلی خاکہ جامعات، کلیات اور تحقیقی اداروں کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت فاضل بریلوی کی غیر مطبوعہ تصانیف کے نادر عکس بھی شامل ہیں۔

پروفیسر موصوف نے ایک بہت ہی اہم اور بہت ہی مشکل کام انجام دیا اور اس خاکہ کو دیکھ کر فاضل پروفیسر صاحب کی قابلیت اور امام احمد رضا سے ان کی پر خلوص محبت اور ان کے دینی جذبے کی داد دینی پڑتی ہے۔ یہ خاکہ ثابت کرتا ہے کہ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب

Marfat.com

حقیقتاً "ماہر رضویات کہے جانے کے مستحق ہیں۔

اس خاکہ کے مشمولات اس طرح سے ہیں۔

☆ پہلی جلد	حالات	☆ دوسری جلد	مذہبیات
☆ تیسری جلد	فقہیات	☆ چوتھی جلد	سیاسیات
☆ پانچویں جلد	ادبیات	☆ چھٹی جلد	فلسفہ و سائنس
☆ ساتویں جلد	اولیات و ایجادات وغیرہ	☆ آٹھویں جلد	اولاد و خلفاء و تلامذہ
☆ نویں جلد	مصنفات و مولفات وغیرہ	☆ دسویں جلد	مکتوبات و خطبات وغیرہ
☆ گیارہویں جلد	تاثرات	☆ بارہویں جلد	حسنات
☆ تیرہویں جلد	تحقیقات واثرات	☆ چودھویں جلد	شجرات و سندات

وغیرہ

☆ پندرہویں جلد نوادرات

ہر جلد کے پھر باب بنائے گئے۔

☆ پہلی سے تیسری جلد تک	ہر ایک کے گیارہ باب
☆ چوتھی جلد	تیرہ باب
☆ پانچویں جلد	سات باب
☆ چھٹی جلد	چھ باب
☆ ساتویں جلد	چھ باب
☆ آٹھویں جلد	آٹھ باب
☆ نویں' دسویں جلد	ہر ایک کے نو باب
☆ گیارہویں جلد	سات باب
☆ بارہویں جلد	آٹھ باب
☆ تیرہویں جلد	نو باب
☆ چودھویں جلد	ایک باب
☆ پندرہویں جلد	چھ باب

اس سوانحی خاکہ "دائرہ معارف امام احمد رضا" کے حرفِ آغاز میں پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"راقم السطور نے ۱۹۷۰ء میں امام احمد رضا (۱۸۵۶ء -۱۹۲۱ء) کے حالات و افکار کی طرف توجہ کی اور امام احمد رضا کے سیاسی افکار پر پہلی کتاب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" پیش کی جو ۱۹۷۱ء میں مرکزی مجلس رضا' لاہور (پاکستان) نے شائع کی' اس کے بعد اس کے پانچ ایڈیشن شائع ہوئے۔ امام احمد رضا کے حالات و افکار سے متعلق دوسری کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" پیش کی۔ جو ۱۹۷۳ء میں مرکزی مجلس رضا' لاہور نے شائع کی۔ اس کے بعد چار ایڈیشن لاہور سے شائع ہوئے اور چھٹا ایڈیشن المجمع الاسلامی' مبارکپور (بھارت) نے شائع کیا۔

ان دونوں کتابوں کی اشاعت کے بعد پاک و ہند اور بیرونی ممالک کے دانشوروں کی طرف سے پے در پے تقاضے آنے لگے کہ امام احمد رضا کی جدید انداز پر ایک مبسوط سوانح لکھی جائے۔ راقم السطور نے اس مہم کو سر کرنے کا وعدہ کر لیا اور مواد کی فراہمی شروع کر دی۔ جس کو اب دس برس ہوتے ہیں۔۔۔۔ دس برس مسلسل تلاش و جستجو کے بعد اب یہ انکشاف ہوا کہ جس کام کو اتنا آسان سمجھتا تھا وہ اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔ بہر حال حیات امام احمد رضا کے لئے راقم السطور نے جب خاکہ مرتب کرنا چاہا تو محسوس ہوا کہ یہ حیات ایک انسائیکلوپیڈیا کی شکل اختیار کر جائے گی۔ چنانچہ یہی ہوا اور پندرہ مجلّدات کا خاکہ مرتّب ہوا جو اس وقت پیش کیا جا رہا ہے۔۔۔۔ مجوزہ ۱۵ مجلّدات میں بعض مجلّدات تو ایسی ہیں کہ اگر ان کو وسعت دی جائے تو ایک جلد کی کئی کئی جلدیں بن جائیں مگر سرِدست اختصار و اجمال کو پیش نظر رکھا ہے"۔ ۷

آگے چل کر اسی حرفِ آغاز میں اپنی اور قوم کی پست ہمتی اور تنہا فرد امام احمد رضا کی علوّ ہمتی' اولوالعزمی اور عبقریت و تبحر کا اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

۷۔ حرفِ آغاز "دائرہ معارف احمد رضا" ص ۹/۱۱

Marfat.com

"آج ہماری ہمتیں اتنی پست ہیں کہ پندرہ مجلدات پر مشتمل امام احمد رضا کا سوانحی انسائیکلو پیڈیا مرتب کرنا دشوار نظر آتا ہے۔ لیکن امام احمد رضا کی ہمت بلند کو مرحبا کہئے کہ انہوں نے صرف فتاویٰ کی جہازی سائز کی بارہ جلدیں مرتب کرڈالیں اور ان کے حوصلے کو حبّذا کہئے کہ پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر ہزار سے زیادہ کتب و رسائل لکھ ڈالے۔

تحقیقی اور تاریخی نقطۂ نظر سے چودھویں صدی ہجری میں عالمِ اسلام میں امام احمد رضا کی نظیر نہیں ملتی۔ عقیدت کی بنا پر جسے چاہے بڑا کہہ دیجئے اور جس کے ساتھ چاہے مبالغہ آمیز جھوٹی سچی باتیں منسوب کردیجئے مگر تاریخ و تحقیق میں عقیدت کا گزر نہیں، یہاں سنی سنائی باتوں پر بھروسہ نہیں کیا جاتا۔۔۔ یہاں دیکھا جاتا ہے۔۔۔ یہاں پرکھا جاتا ہے، تو جب دیکھنے اور پرکھنے کی بات آتی ہے تو وہی کھرا نظر آتا ہے اور اپنے معاصرین کا امام معلوم ہوتا ہے۔۔۔ المختصر اہل تحقیق متوجہ ہوں گے تو قدم قدم پر یہ عالم پائیں گے۔

"مجبوریک نظر آ، مختار صد نظر جا"[۸]

پروفیسر مسعود احمد صاحب نے رضا پر قلم اٹھایا تو جمود ٹوٹنے لگا اور عالم یہ ہوا کہ متعدد جگہوں پر امام احمد رضا پر تحقیق و تحریری کام کے لئے ادارے و اکیڈمیاں قائم ہونے لگیں اور لوگوں کے حوصلے بلند ہونے لگے۔ مصنف بھی ابھرے، مصنف گر بھی اٹھے اور منتظم، مہتمم نیز ریسرچ اسکالر بھی ابھرے اور ہر طرف حرکت و عمل کی گہما گہمی نظر آنے لگی۔ بھارت میں المجمع الاسلامی مبارکپور، جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں کام کی تیزی بڑھ گئی۔ بریلی میں ادارہ تصنیفاتِ رضا قائم ہوا اور اعلیٰ حضرت کی چند کتابیں شائع ہوئیں۔

پاکستان میں ۱۹۸۰ء میں سید ریاست علی قادری علیہ الرحمہ نے ادارۂ تحقیقاتِ امام

۸۔ حرف آغاز "دائرہ معارف امام احمد رضا" ص ۱۳

احمد رضا کی داغ بیل ڈال دی تھی۔ مسعود احمد صاحب نے اس داغ بیل کو اپنے قلم سے مضبوط کر دیا۔ مرکزی مجلس رضا' لاہور تو فعال تھا ہی' اس کی فعالیت میں مزید تیزی آگئی۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا' کراچی کے بانی و سرپرست حضرت سید ریاست علی قادری خلیفہ حضور مفتی اعظم بریلوی (رحمتہ اللہ علیہم) نے ادارہ کی داغ بیل کے وقت ہی سے پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کی قلمی معاونت حاصل کرلی اور ہمیشہ ان کے مشوروں پر عمل کرتے رہے۔ آج پروفیسر صاحب ادارہ ہذا کے سرپرستوں میں ہیں۔

(۱۱) امام احمد رضا اور عالم اسلام:۔ پروفیسر مسعود صاحب کی یہ کتاب بھی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔

مکہ معظمہ' مدینہ منورہ میں ان دو مقدس شہروں کے مشاہیر علماء و مشائخ کے علاوہ دیگر بلاد اسلامیہ کے علماء و فضلاء مفتیانِ کرام و مشائخ عظام نے امام احمد رضا کی جیسی پذیرائی کی' ان کی علمی وجاہت کے آگے جس طرح عقیدت کی جبینیں خم کیں' ان کے فتاویٰ کی تصدیق کی' ان کی کتابوں پر تقریظات لکھیں' ان پر تاثرات پیش کئے' ان سے خلافت واجازت لی اور ان کو اسناد دیں۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اس طرح کی عزت و تکریم عہدِ امام احمد رضا سے لے کر اب تک کسی بھی عالم یا کسی بھی فرد کو نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن خدا بُرا کرے تعصب اور تنگ نظری کا کہ عیارّانِ زمانہ نے امام موصوف کی اس توقیر کو بھی مجروح کرنے اور چھپانے کی پوری پوری کوشش کی لیکن سچائی کو کہاں تک اور کب تک چھپایا جاسکتا ہے اور جو عزت خدا اور اس کے رسول کی طرف سے بندۂ خدا اور عبدالمصطفیٰ کو مل جاتی ہے اُسے ذلت میں کون تبدیل کر سکتا ہے۔

جن حقائق سے غیر تو غیر اپنوں میں بھی بیشتر ناواقف تھے اور خصوصا" جدید تعلیم یافتہ حلقہ اور دانشور طبقہ قطعا" لاعلم تھا۔ اس کتاب میں ڈاکٹر مسعود صاحب نے ان حقائق کو حوالوں کے ساتھ پیش کیا اور غلط فہمیوں کی دیواریں ڈھادیں۔

مسعود احمد صاحب نے عالمِ اسلام کے علماء کے تاثرات (امام احمد رضا پر) عربی زبان میں یکجا کئے اور سوانحی حالات کا اضافہ کر کے (اصل تاثرات کے عکس مع ترجمہ) ایک علمی و تحقیقی کتاب تیار کی۔ اس کتاب کو ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا' کراچی نے شائع کیا۔

Marfat.com

مجلّہ فکر و نظر کے لئے مقالہ اور ایک اہم واقعہ

۱۹۸۰ء میں ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی' اسلام آباد کے مجلّہ "فکر و نظر" کے لئے پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے "حیاتِ امامِ اہلِ سنت" کے عنوان سے مقالہ روانہ کیا۔ مقالہ بورڈ کے سامنے پیش ہوا اور منظور ہوا اور ماہنامہ "فکر و نظر" کے شماروں (اپریل' مئی' جون ۱۹۸۰ء) میں شائع ہوا۔ چونکہ مقالہ نہایت وقیع اور تحقیقی تھا' اس لئے ادارے کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوتہ نے کتابی صورت میں شائع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مگر یہ اشاعت مسلسل تاخیر کا شکار ہوتی رہی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ادارے کی مطبوعات کی طباعت و اشاعت کے ذمہ دار جمعیتہ العلماء ہند کے سیکرٹری کے صاحبزادے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ڈائریکٹر صاحب کی ہدایت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا مذہبی فریضہ ادا کیا' بہر حال بعد میں یہ مقالہ میں شائع ہوا۔ البتہ شرارت یہ کی کہ پہلی قسط آخر میں شائع کی اور بقیہ دو قسطیں پہلے شائع کیں۔

یہ واقعہ راقم السطور عبدالنعیم عزیزی کو خود محترم پروفیسر مسعود احمد صاحب مد ظلہ العالی نے سنایا۔

(۱۲) یہی مقالہ بعد میں "حیاتِ امامِ اہلسنّت" کے نام سے کتابی شکل میں لاہور' فیصل آباد' کراچی اور مبارک پور سے شائع ہوا۔

(۱۳) ۱۹۸۳ء امام احمد رضا کے حالات و افکار پر "اُجالا" قلم برداشتہ لکھا گیا ہے۔ مگر پچاس سے زیادہ کتابوں کے حوالے اس میں موجود ہیں۔ یہ مقالہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا' کراچی' حیدر آباد (سندھ) اور المجمع الاسلامی' مبارک پور (بھارت) سے شائع ہو چکا ہے۔

یہ کتاب بڑے دلکش انداز میں لکھی گئی ہے۔ اس میں ادبی اور تحقیقی دونوں رنگ ہیں۔ انداز بیانیہ ہے۔ امام احمد رضا کے تجدیدی' علمی' دینی' ملی' سماجی' اصلاحی' ادبی' سائنسی کارناموں کا بڑے ہی دلنشین پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے۔

پروفیسر صاحب قبلہ اس کتاب میں مخالفین امام احمد رضا کی بوکھلاہٹ اور مؤرخین کے ظلم و تعصّب کا نقشہ کس قدر شستہ انداز میں کھینچتے ہیں۔

Marfat.com

ہم دفن کر چکے تھے فلاں پروفیسر نے قبر سے نکالا ہے

(ا) "جب امام احمد رضا کا اندرون ملک اور بیرون ملک چرچا ہونے لگا اور محققین و دانشوروں کی تیرہ سالہ جدوجہد رنگ لائی۔ یہ بات احمد رضا کے مخالفین کو نہ بھائی۔۔۔ وہ فکر میں پڑ گئے' کریں تو کیا کریں؟ ایک فاضل نے یہاں تک فرمایا کہ احمد رضا کو ہم دفن کر چکے تھے' فلاں پروفیسر نے قبر سے نکالا ہے۔ اب دوبارہ دفن کرنے میں نصف صدی لگے گی"۔۹

(ب) ہماری تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ جنھوں نے دین و ملت کے بے لوث خدمت کی وہ پس منظر میں چلے گئے اور جنھوں نے ان کے مقابلے میں معمولی خدمات انجام دیں' مبالغہ آرائی سے ان کی خدمات کو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھایا گیا۔ پڑھنے والے چاہ ظلمات میں حقائق کو ڈھونڈتے تھک گئے پتہ نہیں چلتا۔ تاریخ نگاری کا یہ عظیم المیہ ہے۔ پچھلوں نے چند شاعروں' چند نثر نگاروں چند عالموں' چند مجاہدوں کے نام دے دیئے' برسوں سے وہی چلے آرہے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں کہ ان کے علاوہ بھی کوئی ہے؟"۱۰

(۱۴) ۱۹۸۶ء میں "رہبر و رہنما" کے نام سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی قیادت دینی و ملی رہنمائی پر ایک جامع مقالہ قلمبند کیا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا' کراچی نے اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ لاہور اور بمبئی سے بھی یہ چھپ چکا ہے۔

(۱۵) ۱۹۸۹ء۔۔۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے رضویات پر مختلف قلمکاروں کے مقالات و مضامین پر جو مقدمات لکھے ہیں' اسے "آئینہ رضویات" کے نام سے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا' کراچی نے شائع کیا۔ یہ مقدمات صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب اور پروفیسر

9۔ پروفیسر محمد مسعود احمد اجالا ص ۴۸

10۔ " " " اجالا ص ۵۱

Marfat.com

مجید اللہ قادری صاحب نے جمع کیے ہیں۔

(۱۶) ۱۹۹۰ء۔۔۔ "غریبوں کے غم خوار"۔ امام احمد رضا کے وصایا پر ایک تاثراتی تحریر ہے۔ رضا اکیڈمی، لاہور اور رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد، معارف رضا، کراچی اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، بمبئی، رضا لائبریری، کلیان (بھارت) نے شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا نے اپنے وصایا میں ایک وصیت یہ بھی کر رکھی تھی کہ ان کے انتقال کے بعد:

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز و خاطرداری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات سُنت کے خلاف نہ ہو"۔۱۱

امام احمد رضا نے غرباء کے کھانے کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء کی وصیت فرمائی تھی۔

دودھ کا برف خانہ ساز	☆ مرغ بریانی
بکری کا شامی کباب	☆ پراٹھے اور بالائی
☆ فیرنی	☆ سوڈے کی بوتل
☆ گوشت بھری کچوری	☆ سیب کا پانی
☆ انار کا پانی	☆ دودھ کا برف

☆ ارد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم۱۲

منکرین فاتحہ و نیاز، ظالمان زمانہ نے امام موصوف کی اس وصیت پر منہ بھر بکواسیں کیں۔۔۔ لیکن امام کو غریبوں کا کتنا خیال تھا۔۔۔ غریبوں کے آقا۔۔۔ انیس الغریبین، محب الیتامیٰ والمساکین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام و عبد امام احمد رضا کو آقا کے غریب غلاموں سے ایسی محبت تھی کہ ان کے لئے ایسا شاندار اہتمام کرایا۔ فاضل پروفیسر صاحب نے بہت ہی خوبصورت اور دلنشین انداز میں امام احمد رضا کی اس وصیت پر روشنی ڈالی ہے اور انہیں غریبوں کا سچا ہمدرد اور غم خوار ثابت کیا ہے جو یقیناً "حق ہے۔

۱۱۔ امام احمد رضا: وصایا شریف، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

۱۲۔ ایضاً

Marfat.com

کتاب کے آخر میں پروفیسر صاحب امام احمد رضا کو کس طرح عقیدت کا خراج پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

"اے احمد رضا---اے غریبوں کے غم خوار---اے مسکینوں کے دلدار---اے مظلوموں کے دادرس---اے بے کسوں کی فریاد رس، تجھ پر ہزار بار سلام۔ ہاں! روح انسانیت تجھ کو سلام کرتی ہے--- دل درد مند تجھ کو سلام کرتا ہے۔ چشم اشکبار تجھ کو سلام کرتی ہے۔ غریبوں کی فریادیں تجھ کو سلام کرتی ہیں۔ ہاں

☆ تو عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

☆ تو دلدارِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

☆ تو محبوبِ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہے

☆ تو نائبِ غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

تجھ پر سلام--- ہزار بار سلام"[۱۲]

(۱۷) "امام احمد رضا اور عالمی جامعات"--- شائع کردہ انٹرنیشنل رضا اکیڈمی، صادق آباد، رضا اکیڈمی، لاہور۔ یہ کتاب ۱۹۹۰ء میں تحریر فرمائی گئی۔

امام احمد رضا پر ہندو پاک اور دنیا کی دوسری یونیورسٹیوں اور جامعات کے پروفیسروں نے جو مقالات و مضامین لکھے ہیں یا تاثرات پیش کئے ہیں، ان کا حوالہ ہے۔ نیز کن کن جامعات اور یونیورسٹیوں سے امام احمد رضا سے متعلق کن کن عنوانات پر اسکالرس ریسرچ ورک کر رہے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ہے۔ بہت ہی معلوماتی رسالہ ہے۔

دنیا دیکھ رہی ہے۔ اپنے دیکھ رہے ہیں، پرائے دیکھ رہے ہیں۔ جلنے والے دیکھ رہے ہیں، چاہنے والے دیکھ رہے ہیں۔ امام احمد رضا کے نام اور کام کو چھپانے اور مٹانے والے دیکھ رہے ہیں کہ آج دنیا امام کے نام کی مالا جپ رہی ہے۔ یونیورسٹیاں امام پر ریسرچ کا شعبہ کھول کر اپنا معیار و وقار بلند کر رہی ہیں۔ امام احمد رضا کا سکہ آج ہر ملک میں چل رہا ہے۔ امام کے نام کا ڈنکا امریکہ و افریقہ میں بج رہا ہے۔ برطانیہ اور ہالینڈ میں بج رہا ہے۔

۱۲۔ غریبوں کے غم خوار، ص ۱۶۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی، لاہور

Marfat.com

چاہنے والے خوش ہو رہے ہیں اور جلنے والے شعلہ حسد میں جل رہے ہیں۔۔۔ ظلمتوں نے آفتاب کو لاکھ چھپانا چاہا مگر چھپا نہ سکیں۔ انقلاب آکر رہا۔۔۔ آج کا دور رضا کا دور ہے۔ سے

کب تک نہ پھیلے گی عالم میں مہک تیری
پیغام لئے پھرتی ہے گھر گھر میں صبا تیرا

قلم مسعود اور کتاب مسعود دونوں صبا بن کر شہر شہر اور گھر گھر رضا کے پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔۔۔ ادارے اور اکادمیاں رضا کا پیغام پہنچا رہی ہیں۔ خود اس سلسلے میں عالی جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"آج سے اسی سال قبل اسلام کی، مسجدوں' مدرسوں' خانقاہوں' حتیٰ کہ حرمین شریفین سے امام احمد رضا کی مدح و ثناء میں آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر نہ معلوم کیوں سُنی اَن سُنی کر دی گئیں۔ لیکن کسی کو مٹانے سے کوئی نہیں مٹتا۔ جب تک وہ مِٹانے والا مِٹانا نہ چاہے۔ اُس کریم نے نہ چاہا کہ امام احمد رضا کا نام مٹا دیا جائے۔ اُس کے فضل و کرم سے وہ دور آیا جس دور کو امام احمد رضا کے تعارف و تعلیمات کی نشاۃِ ثانیہ کا دور کہا جا سکتا ہے۔ اس دور میں جامعات و کلیات کے استادوں اور دانشوروں' ادارہ ہائے تحقیقات علمیہ کے محققوں اور اسکالروں' عدالت ہائے عالیہ ججوں اور وکیلوں' مملکت کے گورنروں اور وزیروں' عساکر اسلامیہ کے کمانڈروں اور سپہ سالاروں اور میدان صحافت و سیاست کے صحافیوں اور سیاستدانوں نے کھلے دل سے اعتراف کیا اور ہر طرف سے تحسین و آفرین کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آیئے آپ بھی یہ آوازیں سُنیں اور اللہ کا شُکر ادا کریں کہ دورِ جدید کے اندھیروں میں اُس نے اپنے کرم سے اُجالے کی طرف رہنمائی فرمائی۔

Marfat.com

اے رضا جانِ عنادل ، تیرے نغموں کے نثار
بُلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے! ۱۴

(۱۸) "گویا دبستان کھل گیا"۔۔۔اس کتاب میں مسعود احمد صاحب نے "امام احمد رضا۔۔۔ماہ و سال کے آئینے میں" (حیات کی جھلک ایک نظر میں) کے ساتھ ساتھ۔۔۔

☆ علماء و مشائخ ☆ شیخ الجامعہ اور وائس چانسلرز

☆ چیئرمین اور ڈائریکٹر ☆ جج

☆ وزراء اور کمانڈر ☆ پروفیسرز (پاکستان' ہندوستان' قاہرہ ریاض' کابل' نیویارک' لائڈن' لندن اور نیو کاسل)

☆ ادیب اور دانشوروں کے تاثرات ۔۔۔ کو امام احمد رضا پر جمع کر دیا ہے' اور یہ بڑا اہم کام ہے۔

دُنیا والے دیکھیں کہ امام احمد رضا کے لئے اونچے اونچوں اور بڑے بڑوں کو کیسی کیسی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔۔۔اسی کتاب کے اخیر میں مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

"آیئے آپ بھی یہ آواز سُنیں اور اللہ کا شُکر ادا کریں کہ دورِ جدید کے اندھیروں میں اُس نے اپنے کرم سے اُجالے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ ہاں

اے رضا! جانِ عنادل' ترے نغموں پہ نثار
بُلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے!

نوٹ:۔ قبلہ پروفیسر صاحب کے دو مقالات:۔

(۱) "امام احمد رضا اور جدید و قدیم سائنسی نظریات" جو عنوان میں تھوڑی سی تبدیلی کے بعد

۱۴۔ گویا دبستان کھل گیا' مطبوعہ لاہور

Marfat.com

مثلاً ''جدید و قدیم سائنسی افکار و نظریات'' اور ''امام احمد رضا و علوم جدیدہ و قدیمہ'' کے علیٰحدہ علیحدہ ناموں سے معارف رضا' کراچی' اشرفیہ' مبارکپور وغیرہ میں شائع ہوا ہے۔ کئی سال قبل بلرام پور ضلع گونڈہ (بھارت) سے کتابی شکل میں بنام ''احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ'' شائع ہو چکا ہے اور اسی نام سے ۱۹۹۰ء میں مرکزی مجلس امام اعظم' لاہور سے بھی شائع ہوا ہے۔

(۲) اسی طرح مقالہ ''سرتاج الفقہا'' جو ۱۹۸۴ء میں معارف رضا کراچی میں شائع ہوا ہے' کتابی شکل میں مرکزی مجلس امام اعظم' لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

تأثرات و نذرانہ عقیدت کی جھلکیاں

(۱) علامہ شمس الحسن شمس بریلوی

''اس مد میں مشہور قلمکار پروفیسر ڈاکٹر احمد مسعود احمد صاحب (سابق سیکرٹری محکمہ تعلیمات' حکومت سندھ) کی خدمات لائق صد تحسین ہیں کہ ہر سال اس کانفرنس (امام احمد رضا کانفرنس) کے موقع پر امام احمد رضا قدس اللہ سرہ' پر ان کی نگارش نو منصہ شہود پر آئی اور لوگ اس نابغہ روزگار سے متعارف ہوتے چلے گئے جس کو معاندین نے فراموش کرا دینے کے لئے بغض و عناد کے تہ بہ تہ پردے ڈال دیئے تھے''۔ ۱۵

علامہ شمس نے پروفیسر صاحب کی تقرری بطور سیکرٹری محکمہ تعلیمات حکومت سندھ پر یہ تاریخی شعر کہا۔

محترمی مسعود احمد کو ہو مُبارک یہ منصب والا
تم ہی تاریخ منصبِ نو کی شمس کہہ دو' نظامتِ زیبا

۱۴۱۱ھ

۱۵۔ صاحب فیض رضا' ص ۲۱' ۲۶' ۲۷' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

(۲) سید ریاست علی قادری علیہ الرحمہ، کراچی

(الف) "آپ کی خدمات اسلام کی سربلندی اور خصوصاً عالم اسلام کی ایک نابغہ روزگار شخصیت یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر تحقیق و تدوین کے سلسلے میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کی ان بے لوث خدمات کا کون معترف نہیں۔ ہم یہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب حضرت امام احمد رضا کا نام ذہن میں آتے ہی ایک اور نام فوراً لوگوں کے ذہن میں آتا ہے، وہ آپ ہی کا اسم گرامی ہے"۔

(مکتوب بنام پروفیسر مسعود احمد، محررہ ۲۶ اگست ۱۹۹۱ء از کراچی) ۱۶

(ب) "اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں بلندی فرمائے۔ دنیائے رضویت پر آپ کی خدمات و احسانات کا بدلہ اگر پوری دنیائے رضویت بھی ادا کرنا چاہے تو ناممکن ہے"۔

(مکتوب محررہ یکم جنوری ۹۲ء از کراچی)

(۳) علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی

(الف) "مُحبِّ رضاؔ ہدیہ سلام مسنون" ۱۷

(ب) مسعودِ ملت کے حج و زیارات ۱۹۹۱ء کے موقع پر علامہ موصوف نے چند تاریخی مادے رقم کئے تھے۔ ان میں ایک یہ بھی جو امام احمد رضا کے تعلق سے ہے، انہوں نے مسعود ملت کو "مُحبِّ رضا" کہہ کر یاد کیا ہے اور سلامِ سُنت کا ہدیہ پیش کیا ہے۔

(۴) ڈاکٹر اختر البستوی، گورکھپور

"آپ کی شخصیت عالم اسلام اور دُنیائے ادب اردو دونوں کے لئے باعثِ تکریم ہے۔۔۔۔ خاص طور پر امامِ احمد رضا علیہ الرحمہ کی علمی، دینی اور شعر جلیلہ کے متعلق جو تحقیقی، تنقیدی اور

۱۶۔ تجلیات شمس، از مولانا عبدالنعیم عزیزی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء
۱۷۔ منزل بہ منزل، از محمد عبدالستار طاہر، مطبوعہ کراچی

Marfat.com

تشریحی کام آپ نے کیا ہے اور جس طرح ان کے فکر و فن کی بلندیوں سے اردو داں عوام کو روشناس کرانے کی انتہائی کامیاب و مستحسن کوشش کی ہے۔ اُسے اہلِ اسلام اور اہلِ اردو کبھی فراموش نہیں کرسکتے"۔۔ ۱۸

(مکتوب بنام پروفیسر مسعود احمد، محررہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء)

(۵) محمد بناء ڈربن (جنوبی افریقہ)

"دنیائے سنیت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی بہت ہی ممنون ہے جنہوں نے مجددین اسلام میں سے ایک عظیم مجدد کے پیغام اور تعلیمات کو پھیلانے کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کردی ہے۔ پروفیسر صاحب نے مغربی دنیا اور انگریزی جاننے والی دنیا کی دوسری قوموں میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا خوب تعارف کرایا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاشق کی علمی خدمات کی طرف دنیا کو متوجہ کرانے کے لئے پروفیسر مسعود احمد صاحب کا خاص طور پر انتخاب فرمایا ہے تو ہمیں ذرہ برابر تعجب نہ ہوگا"۔ ۱۹ (ترجمۂ انگریزی)

پروفیسر صاحب کے القابات

آج دنیائے سنیت بلکہ دنیائے علم و ادب و تحقیق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی مندرجہ ذیل القابات سے یاد کئے جاتے ہیں اور لکھنے والے ان کے لئے اس طرح لکھتے ہیں:

☆ ماہرِ رضویات

☆ مسعودِ ملت

۱۸- منزل بہ منزل' از محمد عبدالستار طاہر' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء' ص ۲۳

۱۹- ایضاً

Marfat.com

☆ سعادتِ لوح و قلم۔۲۰

علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی میں مسعودِ ملت کا استقبال

ایشیاء کی سب سے بڑی مُسلم یونیورسٹی، علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی میں آج سے بیس سال قبل نہ تو امام احمد رضا کا کوئی نام لیوا تھا اور نہ ہی وہاں امام احمد رضا کے کام سے کسی کو کوئی دلچسپی تھی۔ ۱۹۷۲ء میں البتہ ماہنامہ المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں -- پروفیسر ڈاکٹر نسیم قریشی اور ڈاکٹر عابد علی خاں جیسے لوگوں کے مقالات اور تاثرات شائع ہوئے۔ ڈاکٹر مختار الدین آرزو اور حکیم خلیل احمد جائسی تو اپنے تھے۔ بہر حال ان حضرات کے مضامین و مقالات ماہنامہ المیزان ہی میں دیکھنے کو ملے۔

بہت پہلے پروفیسر افتخار اعظمی نے امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری پر اپنا ایک تاثر پیش کیا تھا۔ ۲۱۔ اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین اس سے بھی بہت پہلے خدمت امام میں حاضر ہوئے تھے ریاضی کے لئے لاینحل مسئلہ کے حل کے لئے۔۲۲۔ بہر حال علی گڑھ یونیورسٹی میں ان کے سوا امام احمد رضا یا امام احمد رضا والوں کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ ہاں ۱۹۷۰ء کے بعد اس یونیورسٹی میں بھی ایک دھاکہ محسوس کیا گیا۔ رضا کے نام پر جب پروفیسر محمد مسعود احمد نے قلم اٹھایا اور رضا پر ان کی پہلی علمی اور تحقیقی کتاب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" منظر عام پر آئی۔ علامہ سید ظہیر احمد زیدی، حکیم محمد خلیل احمد جائسی اور چند طلبہ جو شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں کے مرید تھے، نے مل کر "تعلیمات" نامی ایک سہ ماہی رسالہ نکالا اور امام احمد رضا پر مضامین اس میں چھپنے لگے۔ نیز چند لوگ مل کر ہفتہ، پندرہ روزہ اور کبھی کبھی ایک ماہ میں امام احمد رضا کے سلسلے میں مذاکرہ وغیرہ کرنے لگے، تو کچھ چرچا امام موصوف کا وہاں ہونے لگا اور پھر مولانا محمود احمد بریلوی کا امام احمد رضا کی عربی شاعری پر ایم فل کرنے کا رجسٹریشن ہوا اور انہوں نے یہ کام مکمل کیا۔

اللہ کا شکر ہے کہ برف پگھلنے لگی ہے۔ کچھ کچھ جمود ٹوٹ رہا ہے اور اب دسمبر ۱۹۹۲ء

۲۰۔ منزل بہ منزل + امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات + آئینہ رضویات

۲۱۔ ارمغان حرم ص ۱۴، بحوالہ مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد اعوان

۲۲۔ اکرام احمد رضا از پروفیسر محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

میں جب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب علی گڑھ یونیورسٹی میں پہنچے تو ان کا شایانِ شان استقبال ہوا۔ امام احمد رضا پر تقریریں ہوئیں اور پروفیسر مسعود احمد صاحب نے خود بھی امام موصوف پر علمی و تحقیقی اور پر مغز تقریر فرمائی اور دانشورانِ علی گڑھ حیرت و مسرت سے سنتے رہے۔

علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی کے مُسلم طلبہ کی تنظیم "مُسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن" (ایم۔ایس۔او) آف انڈیا، علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی یونٹ نے ۲۸ نومبر ۱۹۹۲ء کو کینڈی ہال میں استقبالیہ دیا، جو کہ زیر سرپرستی پروفیسر ایم۔این۔ فاروقی وائس چانسلر مُسلم یونیورسٹی، علی گڑھ اور زیر صدارت پروفیسر اے۔ایچ۔ صدیقی پرو وائس چانسلر مُسلم یونیورسٹی، علی گڑھ منعقد ہوا۔

"ایم ایس او" کا دعوت نامہ ملاحظہ ہو:

MUSLIM STUDENTS ORGANIZATION
(M.S.O.) OF INDIA
ALIGARH MUSLIM UNIVERSIITY UNIT
cordially invites you
at
ANNUAL CONFERENCE
(on 28th November, 1992, at 7.30 p.m.)
venue :KENNEDY HALL
under the Patronship of
PROF. M. N. FARUQUI
(Vice-Chancellor, A.M.U.)
ChiefGuest :PROF. M. MASUD AHMAD

Marfat.com

(Pakistan)
ALLAMA ARSHAD-UL QUADRI
and othereminent ULAMA
will address.
PROF. A.H.SIDDIQUI
(Pro Vive-Chancellor, A.M.U.)
will preside over the function.
Thanks

پروگرام شام ساڑھے سات بجے شروع ہوا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے خصوصی خطاب فرمایا اور امام احمد رضا کا تعارف کراتے ہوئے اُن کی دینی، تجدیدی، اصلاحی، علمی و ادبی کارناموں پر روشنی ڈالی۔ غالباً" یہ پہلا موقع ہے کہ علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی میں امام احمد رضا کا اس شاندار طریقے سے چرچا ہوا اور امام احمد رضا پر کام کرنے والے کسی دانشور کی اس طرح پذیرائی ہوئی اور اس کی باتوں کو بغور سُنا گیا اور کسی نے بھی کوئی سوال و جواب یا تنقید دورانِ تقریر یا بعد از تقریر نہیں کی بلکہ کھُلے دل سے امام احمد رضا کی عبقریت اور اُن کی عظمت کو تسلیم کیا گیا۔

یہ بھی پروفیسر مسعود احمد کا ایک کارنامہ ہے کہ پہلی بار برصغیر کی اس عظیم یونیورسٹی میں امام احمد رضا کا بھرپور تعارف ہوا اور غلط فہمیوں کے غبار و گُبھر چھٹے اور امام پر کام کئے جانے کی فضاء اس یونیورسٹی میں ہموار ہوئی۔

پروگرام کی تفصیل اس طرح ہے۔

☆ تلاوت قرآن پاک
☆ نعت خوانی
☆ مُسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا تعارف

Marfat.com

☆ نعت خوانی

☆ دیگر مقررین کی تقریر

☆ مہمان خصوصی پروفیسر محمد مسعود احمد کی تقریر

☆ صدارتی تقریر (پرووائس چانسلر پروفیسر ابوالحسن صدیقی)

شہرِ رضا میں ماہرِ رضویات کا استقبال

۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو شہر رضا مرکز اہل سنت بریلی شریف پہنچے۔ رضا کے وطن اور سپنوں کے دلکش اور رنگین چمن بریلی شریف میں خانوادۂ امام احمد رضا کے افراد اور یہاں کے علماء، دانشوروں نے ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا شاندار استقبال کیا اور ان کی علمی وادبی خدمات نیز رضویات پر کیے گئے کاموں کو سراہا اور ہدیہ تحسین پیش کیا۔

جامعہ نوریہ رضویہ' بریلی شریف کے مہتمم نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا نے ادارۂ ہذا میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو استقبالیہ دیا اور صدر المدرسین مولانا محمد حنیف خاں رضوی نے مہتمم جامعہ اساتذہ و طلبہ اور شہریوں کی جانب سے انہیں خوش آمدید کہتے ہوئے اِمتنان و تشکر کا ہدیہ پیش کیا۔

(سپاسنامہ اسی مجموعے کی زینت ہے)

مسعودِ ملّت اور امام احمد رضا

☆ -- پروفیسر مسعود احمد نے برصغیر اور اسلامی دنیا نیز مستشرقین و مغرب کے دیگر اسکالروں کے امام احمد رضا پر تاثرات کو یکجا کیا' شائع کیا اور لوگوں سے خط و کتابت کر کے امام کی کتابوں' امام پر کی گئی تحقیق اور امام پر کیے گئے کاموں سے واقف کرا کے امام پر تاثرات و اظہار خیالات قلم بند کرائے۔

☆ -- پروفیسر محمد مسعود احمد نے ہر کتاب کو ٹو دی پوائنٹ' اصلیت و حقیقت پر مبنی لکھا۔ علمی و تحقیقی ساتھ ہی ساتھ دلکش ادبی و جمالیاتی انداز میں۔

☆ -- مسعود احمد نے امام احمد رضا کے بارے میں رسائل و جرائد' مکاتیب و مخطوطات اور

Marfat.com

کتب خانے کھنگال ڈالے اور ہر مضمون و مقالہ اور ہر کتاب میں حوالے کے طور پر ان کی لائن لگادی۔ کاٹنے والے کہاں تک بات کو کاٹیں گے۔ شواہد پر شواہد موجود ہیں۔۔ للہٰذا کیوں نہ کہا جائے کہ:

امام احمد رضا، مسعود ملت کی نظر میں

☆۔۔ مسعود ملت رضا اور کار رضا، مسلک رضا اور تعلیمات رضا کے وکیل ہیں۔ ترجمان و ناشر ہیں اور رضا پر اتھارٹی ہیں۔۔۔۔ مسعود احمد رضا پر لکھتے ہیں تو کبھی ظلم و ناانصافی پر اظہار تاسف کرتے ہیں، کبھی احتجاج کرتے ہیں، کبھی اپنوں کو بیدار کرتے ہیں، غیروں کو للکارتے ہیں، چیلنج کرتے ہیں اور اپنوں کی غیرت کو بھی للکارتے ہیں۔ رضا کے ایک ایک انداز، ایک ایک ادا کو دکھاتے ہیں۔۔۔۔ رضا کی بات کرتے ہیں تو عقیدت اور پیار لٹاتے ہیں۔ جانے کتنے انداز ہیں مسعود ملت کے اور ان کے قلم کے۔۔۔۔

آیئے چند کا نظارہ کیجئے اور پھر مسعود ملت کو دعاؤں کے ساتھ اس مقالہ کا باب بند کر کے کسی اور کو ان کا شکریہ ادا کرنے کا موقع دیجئے۔۔۔

پروفیسر مسعود احمد کیا کیا لکھتے ہیں:

(۱) "راقم ۱۹۵۷ء سے برابر لکھ رہا ہے۔ ۱۹۶۹ء تک امام احمد رضا کے مطالعہ سے محروم رہا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ماسوا والد ماجد حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ راقم کے بیشتر اساتذہ کا تعلق امام احمد رضا کے مخالفین یا مخالفین کے موئدین سے رہا۔ لیکن جب ۱۹۷۰ء میں مطالعہ کا آغاز کیا تو ایک اور ہی عالم نظر آیا جس نے حیران و ششدر کر دیا۔ اللہ اکبر، حقیقت کیا تھی اور کیا بتایا گیا۔ اب جوں جوں مطالعہ کرتا ہوں، حیرانگی بڑھتی جاتی ہے"۔ ۲۳

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

۲۳۔ گناہ بے گناہی از پروفیسر مسعود احمد، ص ۵

Marfat.com

(۲) ہمارے علمی اور تحقیقی رسائل مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تذکرے سے یکسر خالی نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود مولانا بریلوی کے متبعین نے ان کے آثار علمیہ کی تدوین کی طرف توجہ نہ کی اور دوسرے حضرات نے اس لئے توجہ نہ کی کہ جن تحریکوں اور اداروں سے ان کا تعلق رہا وہ کسی نہ کسی صورت میں مولانا بریلوی کے ہدف تنقید رہے۔ اس لئے ان حضرات نے یا تو بالکل نظرانداز کردیا اور اگر ذکر بھی کیا تو اس طرح کہ مولانا بریلوی کی بھاری بھرکم شخصیت دب کر رہ گئی ہے۔

حقیقت میں مولانا بریلوی کی شخصیت اتنی ہمہ گیر ہے کہ سیرت کے تمام پہلوؤں کو سمیٹنا شخص واحد کے بس کی بات نہیں' اس کے لئے ایک ادارے کی ضرورت ہے جو خلوص و لگن کے ساتھ کام کرے اور مخیر حضرات یا حکومت کا اس کو تعاون حاصل ہو۔ گزشتہ دس برسوں میں راقم نے مولانا بریلوی پر کچھ کام کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز ساحل سمندر تک بھی رسائی حاصل نہ ہو سکی"۔ ۲۴

(۳) "امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے کے لئے علم و اخلاص دونوں کی ضرورت ہے"۔ ۲۵

(۴) "مخالفین کی طرف سے فاضل بریلوی پر متعدد الزامات لگائے گئے مثلاً"

(الف) انہوں نے ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی

(ب) انہوں نے مسلمانوں کی تکفیر کی

(ج) انہوں نے بدعات کو عام کیا

(د) وہ انگریز کے خیر خواہ اور وظیفہ یاب تھے

۲۴۔ گناہ بے گناہی از مسعود احمد۔ ص ۵ (حروف آغاز)

۲۵۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی' ص ٦ (تقدیم)

Marfat.com

(ہ) تحریک پاکستان میں کوئی حصہ نہ لیا"۔ ۲۶

آگے چل کر غیروں ہی کے اقوال سے پروفیسر محمد مسعود احمد سارے الزامات غلط ثابت کر دیتے ہیں۔۔ مزید لکھتے ہیں۔

"جس کسی سے اس کی مخالفت تھی اللہ اور رسول کے لئے۔ مخالفین کو اس دردمندانہ خطاب کی روشنی میں فاضل بریلوی کی اخلاص مندانہ تنقیدات اور بے داغ کردار کا جائزہ لینا چاہیئے"۔

(۵) "ذاتی مطالعہ سے راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جب تک ایسا سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ قائم نہیں ہو جاتا' جہاں مختلف علوم و فنون کے ماہرین جمع ہو کر امام احمد رضا پر کام کریں' کوئی جامع تحقیق ممکن نہیں' ویسے جزوی طور پر پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کام ہو رہا ہے۔ مگر انفرادی کوششوں سے اجتماعی کوشش بدرجہا بہتر ہے"۔ ۲۷

(۶) "ان کی شخصیت معمولی شخصیت نہیں۔ ۱۴ ویں صدی ہجری کے آغاز ہی میں ان کا شہرہ پاک و ہند کی سرحدیں عبور کر کے حرمین شریفین' بلاد اسلامیہ' برما' چین' روس' امریکہ اور افریقہ تک پہنچ گیا تھا اور وہ مرجع خاص و عام ہو گئے تھے۔ اس پر ان کے فتاویٰ گواہ ہیں"۔ ۲۸

(۷) "امام احمد رضا اپنے وقت کے عظیم مدبر اور غیور سیاستدان تھے"۔ ۲۹

(۸) "وہ کوہ استقامت تھا' اس نے حق کی خاطر ہر بے راہ سے ٹکر لی اور اپنی ناموس و عزت کو اسلام اور شارع اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی ناموس پر قربان کر دیا"۔ ۳۰

(۹) "حضرت رضا بریلوی نظم و نثر دونوں میں باکمال تھے"۔ ۳۱

۲۶۔ آئینہ رضویات' ص

۲۷۔ جہان رضا' از مولانا مرید احمد چشتی' ص ۱۰' ۱۵

۲۸۔ حرف آغاز' پروفیسر مسعود احمد' آئینہ رضویات

۲۹۔ تقدیم' پروفیسر مسعود احمد' دوام العیش

۳۰۔ افتتاحیہ' پروفیسر مسعود احمد' تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا

۳۱۔ تقدیم' پروفیسر مسعود احمد' امام نعت گویاں

Marfat.com

(۱۰) مولانا احمد رضا خاں اس گلزار معرفت کے لئے نسیم سحری بن کر آئے' بلاشبہ اگر وہ نہ آتے تو اس گلشن پر بہار نہ آتی۔

ہے مجھ سے گریباں گل صبح معطر
میں عطر نسیم چمن و باد صبا ہوں"۔ ۳۲

(۱۱) "الغرض فاضل بریلوی کے خلفاء اور ان کی اولاد و تلامذہ نے تبلیغ و اشاعت دین کے لئے انتھک کوشش و جہد کی"۔ ۳۳

(۱۲) "امام احمد رضا خاں نے اپنی علمی بصیرت کی بناء پر بڑے بڑے فلاسفر اور سائنس دانوں پر تنقید کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنی تحقیق پر کتنا اعتماد تھا اور وہ فلسفہ جدیدہ و قدیمہ میں کتنی مہارت رکھتے تھے"۔ ۳۴

(۱۳) "امام احمد رضا مسلمان سائنس دانوں کے نقطہ نظر اور انداز فکر میں تبدیلی چاہتے ہیں کہ قرآن کی روشنی میں سائنس کو پڑھایا جائے یعنی کامل کی روشنی میں ناقص کو پرکھا جائے"۔ ۳۵

(۱۴) "امام احمد رضا منقولات و معقولات کے امام تو تھے ہی مگر وہ ایک سچے اور پکے مسلمان تھے"۔ ۳۶

(۱۵) "امام احمد رضا کو کون نہیں جانتا۔ یہ سب جانتے پہچانتے ہیں۔۔ امام احمد رضا کا عظیم مجموعہ فتاویٰ "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" ان کی فقاہت پر گواہ ہے۔۔ یہ امتیاز' یہ مقبولیت' یہ مرجعیت صرف اور صرف امام احمد رضا ہی کو حاصل تھی"۔ ۳۷

(۱۶) "امام احمد رضا نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہم کو پیغام دیا ہے' مذہبیات' درسیات'

۳۲- تقدیم' پروفیسر مسعود احمد' مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیہ شاعری
۳۳- افتتاحیہ' پروفیسر مسعود احمد' خلفائے اعلیٰ حضرت
۳۴- امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ از پروفیسر مسعود احمد' ص ۹
۳۵- امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ از پروفیسر مسعود احمد' ص ۲۲
۳۶- رہبر و رہنما' پروفیسر مسعود احمد' ص ۵
۳۷- رہبر و رہنما' پروفیسر مسعود احمد' ص ۳/۲

Marfat.com

سیاسیات، معاشیات، معقولات، عمرانیات وغیرہ وغیرہ۔ ان کے بیانات پر عمل کر کے ہم بہت کچھ پا سکتے ہیں۔ آیئے ان کی ہدایت کو گوشِ دل سے سُنیں اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ دین و دنیا کی فلاح پا سکیں"۔ ۳۸

کہاں تک لکھی جائیں مسعود و رضا کی باتیں۔۔ یہ افسانہ نہیں داستان حقیقت ہے۔۔۔۔ یہ ذکر۔۔۔ ذکر کو لذت اور فکر کو قوت عطا کرتا ہے۔۔۔۔ یہ محب و محبوب کی باتیں ہیں۔۔۔۔ ممدوح و مداح کی باتیں ہیں۔۔۔۔ حق و صداقت کی باتیں ہیں۔۔۔۔ حسن و عشق کی باتیں ہیں۔۔۔۔ علم و قلم اور علم و قلم والوں کی باتیں ہیں۔۔۔۔ معرفت کی باتیں ہیں۔۔۔

محبوب۔۔۔۔ جمال و کمال والا ہے۔۔۔۔ اور اس کے جلوؤں کو دکھانے والا اس کا والہ و شیدا بھی بڑی سج دھج والا ہے۔۔۔۔

مدنی محبوب نے بریلوی عاشق کو اپنے جمال و کمال سے ذرہ تابناک عطا کر کے اسے ایسا نور بار کر دیا ہے کہ بس عالم یہ ہے ؎

رشکِ قمر ہوں رنگِ رُخِ آفتاب ہوں
ذرہ جو تیرا اے شہِ گردوں جناب ہوں

تو اسی مدنی محبوب نے اپنے بریلوی عاشق کے فدائی کو بھی جمال علم عطا کر دیا ہے اور اس کے وجود کو اہل سنت و جماعت کے لئے مبارک و مسعود بنا دیا ہے۔۔۔۔ اللہ اللہ! اس ہستی مسعود۔۔۔۔ مسعود ملت کا جذبہ عشق تو دیکھئے۔۔۔۔ قربان جانے کو جی چاہتا ہے۔۔۔۔ سنئے گوش گوش ہوش سے سنئے۔

"ایک بار کچھ لوگوں نے مسعود ملت سے سوال کیا؟ آپ تو رضوی نہیں ہیں۔ پھر امام احمد رضا پر تحقیق و جستجو اور لکھنے لکھانے میں کیوں لگے ہوئے ہیں"۔

دیوانے نے کیا جواب دیا۔۔۔۔ اللہ اس مستانگی پر، فرزانگی پر قربان۔۔ فرمایا "یہ

۳۸۔ رہبر و رہنما، پروفیسر مسعود احمد، ص ۲۴

Marfat.com

بتائیے امام احمد رضا عاشق رسول تھے یا نہیں؟--ہاں معترضین بولے "ہاں تھے تو"----
"تو کیا عاشق رسول پر کام کرنا اچھا کام ہے برا" معترضین گونگے ہوگئے اور چلتے بنے۔

جذبۂ مسعود دیکھئے---- عاشق رسول سے محبت بھی محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور مسلک امام احمد رضا اور تعلیماتِ امام احمد رضا کو اُجاگر کرنا اور فروغ دینا بے شک مسلکِ حق اور تعلیماتِ مصطفوی کی اشاعت ہے۔ سنئے مسعود ملت کیا فرماتے ہیں:

"آگے بڑھئے اور ان کا دامن تھام لیجئے جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھاما ہے---- ہاں، انہی دامن تھامنے والوں میں ایک وہ عاشق بھی تھا جس نے عالم اسلام میں عشق مصطفیٰ کی دھوم مچادی"۔

زندہ باد--- امام احمد رضا--- زندہ باد

زندہ باد--- مسعود ملت--- زندہ باد ۳۹

۳۹۔ رہبر و رہنما از پروفیسر مسعود احمد، ص ا

Marfat.com

مآخذ و مراجع

کُتب

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ ۱۹۷۰ء لاہور

۲۔ شیر محمد اعوان، ملک: مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری، مطبوعہ ۱۹۷۰ء لاہور

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: عاشقِ رسول، مطبوعہ ۱۹۷۲ء لاہور

۴۔ مرید احمد چشتی، مولانا: جہانِ رضا، مطبوعہ ۱۹۷۷ء لاہور

۵۔ اختر الحامدی، مولانا: امامِ نعت گویاں، مطبوعہ ۱۹۷۷ء لاہور

۶۔ یاسین اختر مصباحی، مولانا: امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات، مطبوعہ ۱۹۷۸ء الہٰ آباد

۷۔ احمد رضا خاں، امام: دوام العیش فی الائمتہ القریش، مطبوعہ ۱۹۷۹ء لاہور

۸۔ برہان الحق جبل پوری، مفتی: اکرامِ امام احمد رضا، مطبوعہ ۱۹۸۱ء لاہور

۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: گناہ بے گناہی، مطبوعہ ۱۹۸۱ء لاہور

۱۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ ۱۹۸۱ء سیالکوٹ

۱۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: دائرہ معارف امام احمد رضا، مطبوعہ ۱۹۸۲ء کراچی

۱۲۔ حسنین رضا خاں، مولانا: وصایا شریف، مطبوعہ ۱۹۸۲ء کراچی

۱۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: اُجالا، مطبوعہ ۱۹۸۳ء کراچی

۱۴۔ آر۔ بی۔ مظہری: جہانِ مسعود، مطبوعہ ۱۹۸۵ء کراچی

۱۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: رہبر و رہنما، مطبوعہ ۱۹۸۶ء کراچی

۱۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات، مطبوعہ ۱۹۸۹ء کراچی

Marfat.com

۱۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: غریبوں کے غم خوار، مطبوعہ ۱۹۹۰ء لاہور

۱۸۔ محمد عبدالستار طاہر: منزل بہ منزل، مطبوعہ ۱۹۹۱ء حیدر آباد، سندھ

۱۹۔ عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، مطبوعہ ۱۹۹۱ء لاہور

۲۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تنقیدات و تعاقباتِ امام احمد رضا، مطبوعہ ۱۹۹۱ء لاہور

۲۱۔ صاحبِ فیضِ رضا، مطبوعہ ۱۹۹۲ء کراچی

۲۲۔ محمد صادق قصوری: خُلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ ۱۹۹۲ء کراچی

۲۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: گویا دبستاں کھل گیا، مطبوعہ ۱۹۹۲ء لاہور

۲۴۔ عبدالنعیم عزیزی، مولانا: تجلیاتِ شمس، مطبوعہ ۱۹۹۳ء کراچی

رسائل

۲۵۔ ماہنامہ المیزان، بمبئی ۱۹۷۶ء (امام احمد رضا نمبر)

۲۶۔ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۲ء کراچی

Marfat.com

تذکرۂ مسعود

پروفیسر سید محمد عارف
(شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج، بہاولپور)

حکیم پلوتارک کی مشہور کتاب "مشاہیر یونان و رومہ" کے مقدمے میں مولوی عبدالحق مرحوم نے لکھا ہے:۔

"مذہب ہو یا دنیاوی معاشرت، سیاست ہو یا دینیات، بغیر اخلاق کے چارہ نہیں۔ جب تک ان کی تہہ میں اخلاق نہ ہو کامیابی ممکن نہیں، لیکن قابل غور اور اہم سوال یہ ہے کہ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم کیونکر دی جائے کہ نوجوانوں کے دلوں میں اعلیٰ اور پاکیزہ خیالات اس طرح متمکن ہو جائیں کہ دنیاوی لالچ، خودغرضانہ خواہشات، دوستی اور مروت انہیں ڈانواں ڈول نہ کر سکے۔ اب صرف ایک ہی طریقہ باقی ہے، جو موثر بھی ہے اور طبیعتوں میں ولولہ اور جوش بھی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ کہ ان لوگوں کے حالات پڑھنے کو دیئے جائیں، جنہوں نے دنیا میں ایسے بڑے بڑے کام کئے جو کبھی مٹنے والے نہیں۔" ۱

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمعصر شخصیتوں میں سے ان لوگوں کے حالات منظر عام پر لائے جائیں جنہوں نے موجودہ بے راہروی کے دور سے نبرد آزما ہوتے ہوئے علم و عمل میں اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔۔ ہمارے ممدوح پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اسلاف کے جیتے جاگتے مظہر ہیں اور ہمارے ہی دور سے وابستہ ہیں، نئی پود کے لئے ان کی زندگی قابل تقلید نمونہ بن سکتی ہے، ہمارا ملی فرض ہے کہ ایسی سیرتوں کو اجاگر کریں۔

اذا انا بالمعروف لم اثن صادقا"
و لم شق لی مسامع و انعما

---

۱ مولوی عبدالحق: مقدمہ مشاہیر یونان ورومہ، جلد اول، مطبوعہ دہلی ۱۹۴۴ء ص ۱۲ و ۱۳

Marfat.com

(میں راست باز کی ثناء اس کی خوبی پر کیوں نہ کروں۔ مجھے زبان اور کان ملے ہیں تو کیوں؟)

ڈاکٹر مسعود احمد تقریباً ۱۹۳۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کی طرف سے نسباً فاروقی ہیں اور والدہ ماجدہ کی جانب سے سید ہیں۔ مسلکاً حنفی مشرباً نقشبندی و مجددی ہیں۔

جد امجد علیہ الرحم:۔

ڈاکٹر صاحب دہلی کے اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو علمی و دینی وجاہت میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کے جد امجد حضرت شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ (۱۸۳۴ء تا ۱۸۹۱ء) اواخر انیسویں صدی کے عظیم علماء و صوفیا میں سے تھے' ان کا سلسلہ نسب متعدد واسطوں سے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری (م' ۱۵۸۱ء) سے ملتا ہے۔۲۔ آپ نے بائیس برس کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر لئے تھے' سلسلہ حدیث صرف دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م' ۱۷۶۲ء) تک پہنچتا ہے۔۳۔ ہمعصر علماء و فضلا آپ کی علمی فضیلت کے معترف تھے۔ چنانچہ ایک معاصر تذکرہ نگار امیرالدین حنفی نے اپنی تالیف میں ان القاب و آداب کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے:۔

"زبدۂ فقہائے جہاں' واصلح صلحائے زماں' اعرف العرفاء' فاضل الفضلاء' فقیہ بے بدل' مفتی بے مثل' محقق مسائل دین' حضرت مولوی مفتی رحیم بخش المشہور مولانا مفتی محمد مسعود صاحب مفتی دہلی دام فیوضہ" ۴

حضرت شاہ محمد مسعود سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارف کامل حضرت امام علی شاہ علیہ الرحمہ (م ۱۸۶۵ء) سے بیعت تھے اور انہی سے چاروں سلاسل میں اجازت و

۲۔ محمد مسعود احمد: تذکرۂ مظہر مسعود' مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی' ص ۱۳
۳۔ ایضاً' ص ۱۷
۴۔ محمد امیرالدین حنفی: تفسیر ابر کرم' (مؤلفہ ۱۸۸۸ء) مطبوعہ دہلی

Marfat.com

خلافت حاصل تھی۔[5] حصولِ اجازت کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور مسجد[6] جامع فتح پوری میں خانقاہ مسعودیہ کی بنیاد رکھی اور علمی و روحانی فیض جاری فرمایا۔ انقلاب ۱۸۵۷ء کے زمانے میں آپ کے برادر نسبتی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ خاں[7] علیہ الرحمہ امام و خطیب تھے۔ انقلاب کے بعد امامت و خطابت آپ کو تفویض کی گئی۔ آپ اس منصب جلیلہ کی پوری پوری اہلیت رکھتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۰ رجب ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء بروز بدھ صبح نو بجے دہلی میں ہوا اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد امجاد میں پانچ صاحبزادگان:۔

☆ مولانا محمد سعید (م۔۱۸۸۹)
☆ مولانا احمد سعید (م۔ ۱۸۹۳ء)
☆ مولانا عبدالحمید (م۔ ۱۹۴۴ء)
☆ مولوی عبدالرشید (م۔۱۹۴۶ء) اور
☆ مولوی حبیب اللہ (م۔۱۹۶۱ء) اور ایک صاحبزادی ہوئیں اور خلفاء میں:۔
☆ مولانا حمید الدین گنوری
☆ مولانا محمد سعید (م۔۱۸۸۹ء)
☆ مولانا رحیم اللہ' مولانا رکن الدین (م۔۱۹۳۶ء)
☆ مولوی عبدالغفور

۵۔ شاہ محمد مسعود: فیوض محمدی سلوک مسعودی (تحفہ السالکین مسعودی ۱۲۸۰ء مکتوبہ محمد عظیم گوپاموی شعبان ۱۳۱۰ھ' ص ۲،۱

۶۔ جامع مسجد شاہجہانی کے بعد دہلی کی یہ سب سے بڑی مسجد ہے۔ سرسید احمد خاں نے لکھا ہے کہ یہ مسجد ۱۶۵۰ء میں نواب فتح پوری بیگم زوجہ شاہجہاں بادشاہ نے تعمیر کرائی تھی۔
مسجد فتح پوری کے متعلق مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں:
ا۔ سرسید احمد خاں: آثار الصنادید' مطبوعہ دہلی' ۱۸۴۷ء
ب۔ بشیرالدین احمد: واقعات دارالحکومت دہلی' جلد سوم' مطبوعہ آگرہ ۱۹۱۹ء ص ۳۴۲۔۳۴۴
ج۔ مرزا حیرت دہلوی: چراغ دہلوی' مطبوعہ کرزن پریس دہلی' ۱۹۰۳ء' ص ۳۵۱-۳۵۴

۷۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے جولائی ۱۸۵۷ء میں دہلی پر انگریزوں کے حملے کے وقت فتویٰ جہاد پر دستخط فرمائے۔ یہ فتویٰ بہادر شاہ ظفر کے حکم سے تمام دہلی کے مطبعوں میں چھپا۔ اس فتوے کا عکس "نوائے آزادی" (مطبوعہ بمبئی ۱۹۵۷ء' ص ۹/۸) اور ڈاکٹر اطہر عباس کی کتاب "سونتنز دہلی" میں شائع ہو چکا ہے۔
عارف

Marfat.com

☆ مولوی قمرالدین رحمہم اللہ تعالیٰ قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا رکن الدین علیہ الرحمہ کے خلفاء میں:۔

☆ حضرت مولانا مفتی محمد مظہراللہ اور حضرت شاہ محمد محمود الوریٰ مدظلہ العالی کے مریدین پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شاہ محمد مسعود کی متعدد تصانیف ہیں جو تصوف اور فقہ کے موضوعات پر ہیں۔ بیشتر قلمی ہیں، صرف دو ایک شائع ہوئی ہیں۔ ان تصانیف میں "فتاویٰ مسعودی" قابل ذکر ہے جو اس فن میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا واحد قلمی نسخہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے پاس محفوظ ہے موصوف نے اس کو از سرنو مدون کر لیا ہے۔ ۸

ڈاکٹر صاحب موصوف کے جد امجد حضرت مولانا محمد سعید علیہ الرحمہ حضرت شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے، صاحب نسبت بزرگ تھے، عالم جذب میں رہا کرتے تھے۔ طبیعت جلالی پائی تھی۔ آپ کا انتقال عین عالم جوانی میں ۲۱ شعبان ۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۸۸۹ء کو دہلی میں ہوا۔ مزار مبارک حضرت خواجہ باقی باللہ کی درگاہ میں ہے۔ آپ گو عالم جوانی میں وصال فرماگئے مگر صاحب اجازت و خلافت اور عالم و فاضل تھے۔ آپ کے فتوے بھی بعض کتابوں میں ملتے ہیں چنانچہ مجموعہ فتاویٰ (مطبوعہ لاہور ۱۸۹۲ء، ص ۱۱-۱۲) میں آپ کا ایک فتویٰ ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے خاندان مسعودیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا اور آپ کے صاحبزادے حضرت مفتی اعظم محمد مظہراللہ قدس سرہ العزیز سے روحانی اور نسبی سلسلہ خوب پھلا پھولا۔ جس کو دیکھ کر یہ کہا جائے تو بجا ہے:۔

اصلها ثابتة و فرعها فی السماء

والدِ ماجد علیہ الرحمہ

حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۸۶ء میں دہلی میں ہوئی۔ معاصرین علماء سے آپ نے معقولات و

۸۔ حضرت شاہ محمد مسعود علیہ الرحمہ کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو: تذکرۂ مظہر مسعود (حصہ اول) از ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء (عارف)

Marfat.com

منقولات کی تحصیل کی اور پھر اپنے قوت مطالعہ سے وہ کمال حاصل کیا کہ باید و شاید۔ خصوصاً تجوید و قرات، فقہ و تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مسائل فقیہ میں حضرت مفتی اعظم کو جو عبور حاصل تھا وہ ہر طبقہ فکر میں مسلم تھا۔ فتویٰ نویسی میں مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ کے فتوے پاک و ہند کے طول و عرض اور بیرونی مسلم ممالک میں تسلیم کیے جاتے تھے، آپ کے فتوؤں کا مجموعہ "فتاویٰ مظہری" کے نام سے ڈاکٹر صاحب نے مدون کیا ہے جو ۱۹۷۰ء میں کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ ۱۸۹۸ء میں تیرہ چودہ برس کی عمر میں اپنے جد امجد کے شیخ طریقت حضرت امام علی شاہ کے صاحبزادے حضرت صادق علی شاہ (م۔ ۱۸۹۹ء) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور اوائل انیسویں صدی میں حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا، پھر ۱۹۳۶ء میں سلاسل عالیہ قادریہ و چشتیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت شاہ محمد رکن الدین علیہ الرحمہ آپ کے جد امجد علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت مفتی اعظم کی ذات گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پاک و ہند میں خوب پھیلا۔ آپ مسجد جامع فتح پوری میں اپنے جد امجد حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ کے جانشین تھے اور امام و خطیب۔ نصف صدی سے زیادہ عرصے تک تبلیغ و ارشاد، امامت و خطابت اور فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ کے دم سے علم و عرفان کے چشمے ابل رہے تھے، پچاسی سال کی عمر میں ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو وصال فرمایا، جس کا اعلان آل انڈیا ریڈیو سے کیا گیا، مزار مبارک مسجد فتح پوری میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ 9

آپ کی اولاد میں سات صاحبزادے اور نو صاحبزادیاں ہوئیں جن میں تین صاحبزادگان اور چھ صاحبزادیاں بقید حیات ہیں۔ صاحبزادگان میں سب عالم و فاضل اور متبع

۹۔ حضرت مفتی اعظم کے تفصیلی حالات اور ایمان افروز واقعات کے لئے ڈاکٹر صاحب کی تالیفات تذکرۂ مظہر مسعود (حصہ دوم) مطبوعہ ۱۹۶۹ء، مکاتیب مظہری مطبوعہ ۱۹۶۹ء مواعظ مظہری مطبوعہ ۱۹۷۰ء فتاویٰ مظہری مطبوعہ ۱۹۷۰ء، ملاحظہ کریں۔

محمد صادق قصوری نے حضرت مفتی اعظم کی ملی خدمات پر تحقیق کی ہے، ان کا تحقیقی مقالہ بعنوان مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی ماہنامہ ترجمان اہلسنت (کراچی) کے شمارہ نومبر ۱۹۷۴ء میں شائع ہو چکا ہے اور قابل مطالعہ ہے۔ عارف

Marfat.com

شریعت ہیں' اس خصوص میں یہ خاندان دور جدید کے تمام علمی گھرانوں میں ممتاز نظر آتا ہے' صاحبزادگان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

☆ حضرت مولانا مفتی محمد مظفر احمد (م۔۱۹۷۱ء)

☆ حضرت مولانا مفتی محمد مشرف احمد

☆ حضرت مولانا محمد احمد (م۔۱۹۷۱ء)

☆ حضرت مولانا منور احمد (م۔۱۹۴۴ء)

☆ حضرت مولانا محمد منظور احمد (م۔۱۹۴۹ء)

☆ ہمارے ممدوح ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ ڈاکٹر محمد سعید احمد

خواجہ حسن نظامی کے صاحبزادے خواجہ حسن ثانی نظامی نے مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے صاحبزادگان کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی خدمات کو بطور خاص سراہا ہے:۔

"حضرت مفتی صاحب نے پانچ صاحبزادگان اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مولانا مظفر احمد صاحب

☆ مولانا مشرف احمد صاحب

☆ مولانا مسعود صاحب

☆ مولانا محمد احمد صاحب

☆ مولانا سعید احمد صاحب

یہ پانچوں کے پانچوں ماشاءاللہ عالم ہیں۔ مولانا مسعود صاحب تو قلمکار کی حیثیت سے ہندو پاک میں نمایاں مقام کے مالک ہیں اور ان کی کئی نگارشات منظر عام پر آچکی ہیں۔ ۱۰

۱۰۔ خواجہ حسن نظامی' رسالہ منادی' (نئی دہلی)' دسمبر ۱۹۶۶ء

Marfat.com

حضرت مفتی اعظم کے خلفاء میں۔

- ☆ حضرت مولانا مظفر احمد صاحب
- ☆ مولانا مشرف احمد صاحب
- ☆ سید قاری محمد حفیظ الرحمٰن صاحب
- ☆ مولانا محمد احمد صاحب
- ☆ مفتی مقبول الرحمٰن صاحب
- ☆ قاری محمد ادریس صاحب
- ☆ حضرت مولانا حکیم عبدالمجید صاحب
- ☆ مولانا محمد عثمان سیفی ٹونکی' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کا آپ کے معاصرین صوفیاء علماء اور سیاسی شخصیتوں نے پورا پورا احترام کیا ہے۔ تحریک خلافت میں آپ علی برادران (مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی کے ساتھ رہے اور ان سے بڑے مخلصانہ تعلقات تھے۔ ١١۔ بعد میں شرعی وجوہات پر سیاست سے علیحدگی اختیار فرمالی۔

قائداعظم محمد علی جناح' قائد ملت لیاقت علی خاں' ڈاکٹر ذاکر حسین' خواجہ حسن نظامی' مفتی محمد کفایت اللہ وغیرہ سب آپ کا احترام کرتے تھے۔ تحریک آزادی کے سلسلے میں آپ کے فتوے بنیادی اہمیت کے حامل رہے۔ ١٢

الغرض حضرت مفتی اعظم جلیل القدر عالم' فقید المثال فقیہ اور صاحب کشف و کرامت ولی تھے۔ پاک و ہند کے تمام دینی حلقوں میں معزز و محترم تھے اور ہر مکتب فکر کا عالم قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ ایسے نابغہ روزگار روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

١١۔ مولانا شوکت علی کی تجہیز و تکفین (٢٩ نومبر ١٩٣٨ء حضرت مفتی اعظم ہی کی نگرانی میں ہوئی (روزنامہ آزاد' دہلی' شمارہ ٢٩ نومبر ١٩٣٨ء)

١٢۔ روزنامہ نئی روشنی' (کراچی) دسمبر ١٩٦٦ء' اداریہ

Marfat.com

ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ' العالی:۔

حضرت مفتی اعظم جیسے برگزیدہ باپ کی نظر کیمیا اثر اور ان کے فیضان تربیت نے ہمارے ممدوح ڈاکٹر صاحب مدظلہ' کو بھی گوہر یکدانہ بنادیا ہے۔ ان کی زندگی مسلسل جدوجہد' علم و عمل اور اخلاقی عظمتوں سے عبارت ہے۔ وہ حقیقتاً" یقین محکم 'عمل پیہم اور محبت کے مجسم نمونہ ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں ان کی زندگی نئی پود کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہندوستان کے مشہور عالم و ادیب مولوی نذیر احمد دہلوی کے پوتے مسلم احمد (ایم۔اے) ڈاکٹر صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ابن علامہ دہر حضرت مفتی محمد مظہراللہ شاہ' برادر محترم میاں مسعود احمد صاحب جو اپنے والد بزرگوار کی خصوصی توجہات سے فلاح دارین کا حصول مسعود کرنے کے بعد آج اپنی ذات گرامی میں وہ خصوصیات پیدا کر چکے ہیں جو ایک ولی کامل کی اولاد میں ہونی چاہئے' جن کو حضرت مفتی صاحب کا ہر کفش بردار قابل صد تعظیم اس لئے سمجھتا ہے کہ وہ حقیقتاً" مظہر ہیں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عافیت کے ساتھ قائم رکھے' تاکہ مظہری شان کا جیتا جاگتا مظہر ہم گنہ گاروں کے لئے باعث افتخار ہو۔ آمین"

عنایات مظہری کا مجسمہ
مسلم احمد عفی عنہ

۲۳ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ یوم جمعہ

ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے قرآن کریم اور عربی و فارسی کی ابتدائی کتب ۱۹۳۵ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان اپنے والد ماجد سے ہی پڑھیں۔ ۱۹۴۱ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری میں داخلہ لیا اور وہاں چار برس تک علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی اور اس عرصے میں اپنے والد سے برابر مستفیض ہوتے رہے۔ اس کے بعد اورینٹل کالج (دہلی) میں داخلہ لیا اور دو سال (۱۹۴۶ء ۔ ۱۹۴۷ء) تک فارسی علوم و ادب سیکھے۔ ۱۹۴۸ء میں ادارۂ شرقیہ

Marfat.com

(دہلی) میں بھی علوم فارسی کی تحصیل کی اور اسی سال مشرقی پنجاب یونیورسٹی (سولن) سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کی زندگی حادثات سے معمور ہے۔ ۱۹۴۴ء میں ان کے برادر گرامی مولوی منور احمد کا انتقال ہوا۔ جس کے دل پر گزرتی ہے وہی خوب جانتا ہے لیکن وہ ان حوادث میں صبر و استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ ایک حادثہ اور سامنے آیا، دوسرے برادر گرامی مولوی منظور احمد مرحوم ۱۹۴۷ء میں پاکستان تشریف لے آئے تھے، یہاں آکر بیمار ہوگئے، ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر صاحب اٹھارہ برس کی عمر میں اپنی تعلیم کو ناتمام چھوڑ کر برادر محترم کی عیادت کے لئے دہلی سے پاکستان پہنچے لیکن دوسرے ہی سال ۱۹۴۹ء میں برادر گرامی کا انتقال ہوگیا۔ زندگی کے ابتدائی حصے میں یہ حادثات پوری زندگی کو المناک و غمناک بناسکتے تھے لیکن ؎

چلا جاتا ہوں، ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہوجائے

پھر تعلیم کو جاری کیا۔ یہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ اسباب معیشت کی فکر بھی دامن گیر تھی اس لئے علوم عربیہ کی بجائے جدید علوم کی طرف زیادہ توجہ دی کیوں کہ تقاضائے وقت ہی یہ تھا۔

۱۹۵۱ء میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ایک ہی سال میں دو امتحان پاس کئے، انٹرمیڈیٹ اور ادیب فاضل۔ تعلیم جاری رہی اور پنجاب یونیورسٹی ہی سے ۱۹۵۶ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ بی۔ اے میں انہوں نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا وہ ان کی غیر معمولی قابلیت کے معترف رہے۔ انگریزی اور عربی و فارسی میں اپنی ذاتی کوششوں سے جو لیاقت پیدا کی وہ ان کی آئندہ علمی کارناموں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

۱۹۵۶ء میں ڈاکٹر صاحب دہلی گئے اور وہاں اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

Marfat.com

مجددیہ 3 میں بیعت ہوکر سکون جاودانی حاصل کیا۔ ڈاکٹر صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"فی الحقیقت یہ تعلق بہار زندگی ہے۔ اگر بیعت نہ ہوتا تو باوجود تحصیل علوم کے ناتمامی کا شدید احساس رہتا۔ علوم و فنون ذہن کی اصلاح تو کرسکتے ہیں مگر دل کی اصلاح ان کے بس کی بات نہیں بلکہ دماغ کی اصلاح بھی دل ہی کی روشنی میں ہوتی ہے۔ ؎

کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے۔۱۴

بفضلہٖ تعالیٰ ۱۹۷۴ء میں حضرۃ العلام مفتی شاہ محمد محمود الوری دامت برکاتہم العالی نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ڈاکٹر صاحب مدظلہ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ڈگریاں حاصل کرلینا کوئی زیادہ کمال نہیں' اصل کمال طلب علم کی وہ لذت ہے جو چھٹائے نہ چھٹے۔ ڈاکٹر صاحب کو علم سے جو شغف تھا اس کی بدولت انہوں نے اردو' فارسی اور انگریزی میں وہ لیاقت حاصل کرلی تھی کہ آج تک جس کا عشر عشیر بھی ان ڈگریوں کے حاصل کرنے والوں میں نہیں ہوتا' چنانچہ ابھی بی۔ اے بھی نہ کیا تھا لیو پولڈ اسد کی کتاب Islam at the Cross Road کے بعض حصوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۵۶ء میں سندھ یونیورسٹی میں ایم اے داخلہ لیا۔ انہوں نے اپنی صلاحیتوں اور لیاقتوں سے اپنے اساتذہ کے دل موہ لئے اور انعامی مقابلے بھی جیتے۔ ۱۹۵۷ء

۱۳۔ ڈاکٹر صاحب کا سلسلہ طریقت اس ترتیب سے ہے۔
شاہ محمد محمود' شاہ محمد مظہراللہ' شاہ محمد رکن الدین الوری' سید صادق علی شاہ' شاہ محمد مسعود' سید امام علی شاہ' شاہ حسین' حاجی احمد متقی' شاہ محمد زمان' خواجہ محمد مظہری' خواجہ محمد رازداں' خواجہ محمد حنیف' خواجہ عبدالاحد' خواجہ محمد معصوم' حضرت مجدد الف ثانی' خواجہ باقی باللہ' خواجہ امکنگی' خواجہ محمد درویش' مولانا محمد زاہد' خواجہ عبیداللہ احرار' شیخ یعقوب چرخی' شاہ بہاؤالدین نقشبند' سید امیر کلال' بابا سماسی' خواجہ عزیزاں علی رامیتنی' خواجہ محمد ابوالخیری فغنوی' خواجہ محمد عارف ریوگری' عبدالخالق غجدوانی' خواجہ یوسف ہمدانی' خواجہ بو علی فارمدی' خواجہ ابوالحسن خرقانی' حضرت بایزید بسطامی' حضرت جعفر صادق' خواجہ قاسم' حضرت سلمان فارسی' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۴۔ محمد مسعود احمد: تذکرہ مظہر مسعود' مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۶۹ء' ص ۳۹۳

Marfat.com

میں سندھ یونیورسٹی میں مضمون نگاری کے ایک انعامی مقابلے میں وائس چانسلر سے واحد انعام حاصل کیا۔ [۱۵]

۱۹۵۸ء میں انہوں نے ہندوستان کے مشہور فاضل ڈاکٹر تارا چند کی کتاب "Influence of Islam on Indian Culture" کا ترجمہ "تمدن ہند پر اسلامی اثرات" کے عنوان سے کیا اور اس پر ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا جس کو ڈاکٹر وحید مرزا (صدر شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ' پنجاب یونیورسٹی' لاہور) نے قابل مبارک باد قرار دیا۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۴ء میں "مجلس ترقی ادب' لاہور" کے زیر اہتمام شائع ہو چکا ہے۔[۱۶] اسی سال ڈاکٹر صاحب نے سندھ یونیورسٹی کے سابق رجسٹرار محمد حسین ترک کی کتاب "The Economic History of Hyderabad" کا اردو ترجمہ کیا جو "حیدر آباد کی معاشی تاریخ" کے نام سے شائع ہوا۔[۱۷] اسی زمانے میں بعض علمی انگریزی کتب کے تراجم میں اپنے رفقاء کی بھی اعانت کی۔

۱۹۵۸ء میں ڈاکٹر صاحب نے ایم۔ اے کا امتحان دیا۔ وہ پوری یونیورسٹی میں اول رہے۔ چنانچہ اس شاندار کامیابی پر یونیورسٹی کی طرف سے طلائی اور نقرئی تمغات (گولڈ میڈل اور سلور میڈل) عطا کئے گئے۔ آپ کے استاد گرامی ڈاکٹر علامہ مصطفیٰ خاں[۱۸] (صدر' شعبۂ

۱۵۔ سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر علامہ آئی آئی قاضی نے انعامی مقابلہ مضمون نگاری کے لئے مندرجہ ذیل موضوع دیا تھا:

"Who is the Father of Rekhta Poery & Why? Do "You Find Analogy of the some sort in English Poetry?

ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایم۔ اے (سال اول) کی حیثیت سے اپنا ایک طویل مقالہ ـــ "ولی اور چاسر" ـــ کے عنوان سے پیش کیا' مقالہ کو بہت سراہا گیا۔ اس مقابلے میں ان کے سوا کسی اور نے مقالہ پیش نہیں کیا۔ چنانچہ انہیں سو روپے کا واحد انعام دیا گیا۔ (عارف)

۱۶۔ "تمدن ہند پر اسلامی اثرات" کراچی یونیورسٹی کے بی۔ اے (آنرز) سال سوم اور ایم۔ اے (سال اول) کے پہلے پرچے میں شامل ہے۔
(بحوالہ یونیورسٹی آف کراچی فیکلٹی آف آرٹس کورسز آف اسٹڈیز فار اردو' بی اے آنرز اور ایم اے وغیرہ ۱۹۷۳ء' ص ۱۲)

۱۷۔ یہ ترجمہ بھی یونیورسٹی کے نصاب میں شامل رہا ہے۔

۱۸۔ آپ کے حالات زندگی اور علمی کارناموں کے لئے ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مقالہ "استاد محترم" ـــ مطبوعہ ماہنامہ "رشاد" سیالکوٹ کے ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء کے شمارے ملاحظہ کریں۔ (عارف)

Marfat.com

اردو، سندھ یونیورسٹی) نے یہ سند عطاء فرمائی۔

Department of Urdu University of Sind Hyderabad(W.Pak)9.9.1958

(MONOGRAM)

Muhammad Masood Ahmad Sahib has recently passed his M.A. in Urdu in the First Division and with the First Position. He has been my best student in the long carreer of mine and I can rightly be proud of him. Students of his calibre and quality are seldom seen in the present circumstances. I with him all success in life.

Sd/- Ghulam Mustafa Khan
M.A. LL.B. Ph. D. Litt,

ترجمہ:۔ "محمد مسعود احمد صاحب نے حال ہی میں ایم۔ اے کیا ہے اور فرسٹ کلاس اور فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے۔ میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں، میں ان پر بجاطور پر فخر کر سکتا ہوں، ان جیسے باوقار، باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد رہیں"۔

ایک صاحب نظر اور کہنہ مشق استاد کا اپنے کسی شاگرد کو پوری زندگی میں سب سے بہترین شاگرد قرار دے دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سندھ یونیورسٹی کے اساتذہ اپنے اس عظیم شاگرد پر فخر کرنے میں واقعی حق بجانب ہیں۔

Marfat.com

ایم۔ اے کرنے کے بعد ہی ۱۱ اگست ۱۹۵۸ء کو گورنمنٹ کالج، میرپور خاص میں بحیثیت لیکچرر عارضی طور پر تقرر ہوا۔ اسی سال نومبر میں مغربی پاکستان پبلک سروسز کمیشن کے انٹرویو میں شریک ہوئے اور کامیاب رہے۔ ملازمت مستقل ہوگئی اور دو سال کے عبوری دور کے بعد گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے نومبر ۱۹۶۰ء میں اس کی توثیق بھی ہوگئی۔

طلب علم کے مختلف ادوار ہوتے ہیں۔

☆ پہلا دور، دور تلمذ ہے

☆ دوسرا دور، دور خودنگری و خوار ہے

☆ اور اس کی انتہا یہ ہے کہ مادامت الحیوۃ تحسن ؂

اکثر و بیشتر حضرات پہلے دو کی تکمیل کے بعد اپنے آپ کو مکمل سمجھ کر زوال پذیر ہوجاتے ہیں، کیوں کہ احساس کمال ہی نقطہ زوال ہے۔۔۔۔ بہت کم ہیں جو آگے بڑھ کر عظمت انسانیت دوبالا کرتے ہیں، ڈاکٹر صاحب ان میں سے ہیں جو

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو

کے مصداق مدرسہ، سکول، کالج اور یونیورسٹی کے بعد بھی علمی منازل طے کرتے رہے۔ وہ منصب معلمی پر فائز ہونے کے بعد علمی جستجو میں اور زیادہ منہمک ہوگئے۔ تدریسی فرائض کی ادائیگی کے بعد وہ اپنا وقت خوش گپیوں میں ضائع کرنے کی بجائے تحقیقات علمی میں مصروف ہیں۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں ایم اے کرنے کے بعد ہی آپ نے سندھ یونیورسٹی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے رجسٹریشن کرالیا تھا۔[19] اسی زمانے میں انہوں نے اپنے پرنسپل پروفیسر وائی۔ ایس۔ طاہر علی کے ترجمے تحفتہ الخواص (ترجمہ اردو، درۃ الخواص، مصنفہ ابوالقاسم بن علی الحریری) کے مسودے پر نظر ثانی کی۔ اس کتاب کی اشاعت پر مصنف نے ڈاکٹر صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا ہے۔[20] انہوں نے اسی دوران حضرت پیر محمد اسحاق جان سرہندی

۱۹۔ ڈاکٹریٹ کے مقالے کے لئے جو موضوع منتخب کیا اس کا عنوان تھا "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر"۔ یہ مقالہ فروری ۱۹۶۶ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔ بعد میں بہت سے اضافے کئے گئے یہ مقالہ ٹائپ شدہ ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۷۱ء میں آپ کو اس پر پی۔ ایچ ڈی کی سند عطا کی گئی۔ (عارف)

۲۰۔ تحفتہ الخواص مترجمہ پروفیسر وائی۔ ایس طاہر علی، مطبوعہ سندھ یونیورسٹی

Marfat.com

مد ظلہ کے سفرنامہ ایران (مطبوعہ میرپور خاص) پر نظرثانی اور اصلاح کی۔ اسی زمانے میں شیکسپیئر کے ڈرامے "The Two Gentlemen of Verrona" کا ترجمہ "ویرونا کے دو شریف زادے" پیش کیا۔ ۲۱

ڈاکٹر صاحب ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۶ء تک میرپور خاص میں رہے، اس عرصے میں ان کے مضامین اور تحقیق مقالات ملکی و غیر ملکی مقتدر رسائل میں شائع ہوتے رہے مثلاً"

☆ سروش نیو کاسل، انگلینڈ)

☆ اردو، اردو نامہ، فاران، قومی زبان (کراچی)

☆ برہان (دہلی) ۲۲

☆ معارف (اعظم گڑھ)

☆ الفرقان (لکھنؤ)

☆ اور نوائے ادب (بمبئی) وغیرہ۔

۱۹۶۳ء میں سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد میں "آل پاکستان اسلامک اسٹڈیز کانفرنس" (منعقدہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء) میں شرکت کی اور ۱۳ جنوری کے اجلاس (قرآنک سٹڈیز) میں جس کی صدارت قاضی نورالحق ندوی (صدر شعبہ دینیات، پشاور یونیورسٹی) کر رہے تھے اور وائس چانسلر ڈاکٹر رضی الدین صدیقی بھی شریک تھے، مندرجہ ذیل عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ پڑھا:

"بارہویں صدی ہجری میں قرآن پاک کے اردو تراجم و تفاسیر"

یہ مقالہ اجلاس میں سراہا گیا۔ ۲۳ غرضیکہ ڈاکٹر صاحب کے گرانقدر علمی و تحقیقی

حیدر آباد سندھ ۱۹۶۵ء ص کھ۔ کو

۲۱- اس ترجمے پر ۱۹۷۱ء میں نظرثانی کی اور بہت سے مفید اضافے کئے۔ (عارف)

۲۲- مقالہ "شیخ احمد سرہندی" خاص طور پر قابل ذکر ہے یہ مقالہ "معارف" اعظم گڑھ میں جون ۱۹۶۱ء سے فروری ۱۹۶۲ء تک بالترتیب نو اقساط میں شائع ہوا، اس مقالے کو ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ نے ستمبر ۱۹۶۱ء سے فروری ۱۹۶۲ء تک بالترتیب نو اقساط میں شائع کیا۔ اس کے علاوہ مقالہ "شاہ محمد غوث گوالیاری" بھی رسالہ "معارف" اعظم گڑھ کے پانچ شماروں (جولائی ۱۹۶۲ء تا دسمبر ۱۹۶۲ء میں میرپور خاص سے شائع ہو چکا ہے۔ اس قسم کے تحقیقی مقالات نے علمی حلقوں کو چونکا دیا۔ (عارف)

۲۳- یہ مقالہ بعد میں سہ ماہی "نوائے ادب" (بمبئی) جولائی ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔

Marfat.com

مقالات شائع ہوتے رہے۔ یہاں ان کے علمی مشاغل کی جھلک دکھانا مقصود تھی۔ تحریری مشاغل کے علاوہ تقریری مشاغل بھی رہے۔ ۶۶-۱۹۶۵ء میں گورنمنٹ کالج، میرپور خاص میں ایک "مجلس علمی" قائم تھی۔ اس کے ہفتہ وار اجلاس میں انہوں نے مہینوں شرکت کی اور مقالات پڑھے۔ پھر گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ میں بھی اس قسم کی مجالس میں مقالات پڑھے۔

گورنمنٹ کالج، میرپور خاص میں ملازمت کے دوران ہی دہلی کے مشہور خانوادہ سادات کے چشم و چراغ سید اکبر علی مرحوم (تلمیذ رشید شاہ محمد اسحاق دہلوی و خلیفہ امام علی شاہ کے گھرانے میں ۲ اگست ۱۹۶۴ء کو ڈاکٹر صاحب مدظلہ کا عقد ہوا۔[۲۴] شادی کے تقریباً" دو سال بعد جولائی ۱۹۶۶ء میں مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن نے پروفیسر کی حیثیت سے کلاس ون میں انتخاب کیا، چنانچہ انہوں نے ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء کو گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ میں شعبہ اردو میں چارج لیا، جہاں ایم۔ اے تک تعلیم دی جاتی تھی بعد میں وہ شعبہ اردو کے صدر ہو گئے۔

میرپور خاص کے دوران قیام جہاں ڈاکٹر صاحب نے علمی کارنامے سرانجام دیئے، وہاں اپنے حسن عمل سے نہ صرف طلباء کو گرویدہ بنایا بلکہ اپنے رفقاء کے دلوں میں بھی ایک مقام پیدا کرلیا۔ ان کے افسران بھی ان کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ چنانچہ جب راجہ ایف۔ ایم۔ ماجد صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر نظامت تعلیمات، لاہور) کو جوان کے پرنسپل رہ چکے تھے، کلاس ون میں ڈاکٹر صاحب کی ترقی کا علم ہوا تو انہوں نے تحریر فرمایا:۔

"کلاس ون ہونے پر مبارک باد قبول فرمایئے آپ کی ذات سے اس

۲۴۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب کی تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے ہیں۔
۱۔ کوکب جہاں، ولادت یوم جمعرات ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۶، ۱۴ جولائی ۱۹۶۶ء بمقام کراچی تاریخ نام انوار آمین خاتون ۱۳۸۶ھ۔
۔ ثروت جہاں، ولادت یوم پیر ۱۲ شعبان ۱۳۸۸ھ / ۴ نومبر ۱۹۶۸ء بمقام کراچی۔ تاریخی نام ثروت زہرہ جبیں (۱۳۸۸ھ)
۳۔ محمد مسرور احمد، ولادت یوم جمعہ ۱۱ شوال ۱۳۹۰۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۰ء بمقام کراچی۔ تاریخی نام شاہ مبشر احمد فاروقی ۱۳۹۰ھ
۴۔ سعدیہ بیگم، ولادت ۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ ۵ فروری ۱۹۷۵ء بمقام کراچی۔ تاریخی نام، سپہر آئین خاتون ۱۳۹۵ھ

Marfat.com

عہدے کو شرف پہنچے گا۔ اگر حقیقی معنوں میں کوئی اس کا حقدار ہے تو
وہ آپ ہیں"۔ ۲۵

میرپور خاص سے کوئٹہ جانے کے بعد میرپور خاص کے رفقائے کار نے اپنے خطوط میں جن دلی جذبات کا اظہار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات کے دل میں ڈاکٹر صاحب کی کیسی قدر و منزلت تھی' یہاں اظہار حقیقت کے لئے لیفٹیننٹ کمانڈر غلام حسین سچاروی (سابق صدر شعبہ عربی' گورنمنٹ کالج' میرپور خاص) کا مکتوب نقل کیا جاتا ہے:۔

"آپ کے جانے سے کالج میں جو خلاء پیدا ہوگیا ہے' وہ شاید ہی پر ہوسکے' ہر انسان میں قادر حکیم نے الگ الگ خوبیاں رکھی ہیں' جس طرح جسم کے تمام اعضاء اپنا جداگانہ مقام رکھتے ہیں تاہم قلب و جگر اور دماغ و نظر کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔
واصدق قال

لمس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد ۲۶

"آپ بحیثیت استاد ایک ایسے معلم تھے جس سے فقط طلبا بلکہ اساتذہ بھی فیض یاب تھے"۔

کسی کی عظمت کردار کے بارے میں ہر وقت کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کی گواہیاں بڑی وقیع ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے رفقاء کے یہ نیک جذبات ان کے حُسنِ خُلق کی نشاندہی کرتے ہیں اور جو لوگ ڈاکٹر صاحب سے ملے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اس میں مبالغہ کا شائبہ تک نہیں۔

۱۹۶۶ء میں میرپور خاص سے کوئٹہ پہنچنے کے کوئی تین ماہ بعد ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا ۲۸ نومبر کو دہلی میں وصال ہوگیا۔ یہ غم کوئی معمولی غم نہ تھا' لیکن ڈاکٹر صاحب نے نہایت صبر و استقامت سے کام لیا' حضرت مفتی اعظم خود پیکر

۲۵۔ مکتوب محررہ ۲۷ اگست ۱۹۶۶ء از لاہور
۲۶۔ مکتوب محررہ ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء از میرپور خاص (سندھ)

Marfat.com

صبر و استقامت تھے انہی کے روشن نمونے ان کے سامنے تھے۔ اس حادثہ جانکاہ کے بعد وہ حضرت مفتی اعظم کی تخلیقات و تحقیقات کی تدوین میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور قیام کوئٹہ کے دوران چار سال کے اندر اندر یہ تصانیف پیش کیں۔ ۲۷

- ☆ تذکرۂ مظہر مسعود مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۹ء
- ☆ مکاتیب مظہری مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۹ء
- ☆ مواعظ مظہری مطبوعہ کراچی' ۱۹۷۰ء
- ☆ فتاویٰ مظہری مطبوعہ کراچی' ۱۹۷۰ء
- ☆ مظہر اخلاق مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۸ء
- ☆ ارکان دین مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۹ء

نومبر ۱۹۶۸ء میں ڈائریکٹر تعلیمات' کوئٹہ ریجن' میجر محمد رفیع صاحب نے ڈاکٹر صاحب کا بحیثیت پرنسپل گورنمنٹ کالج' لورالائی (بلوچستان) میں تقرر کیا۔ لیکن موصوف نے اس منصب کو قبول نہ کیا کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اس قسم کے عہدوں پر فائز ہو کر ایک تو انسان کے لئے شریعت کا پاس و لحاظ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اس کے علاوہ علمی مطالعہ و تحقیقات سے بھی عاری ہو جاتا ہے اور صرف دفتری کاموں میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ وہ بحیثیت پروفیسر ہی اپنی تدریسی ذمہ داریوں میں مصروف رہے اور تحقیقی کام جاری رکھا۔ موجودہ دور میں عہدوں کی طلب اس کو ہوتی ہے جو جھوٹی عزت کا طلب گار ہو اور اسے ناموس شریعت کا پاس و لحاظ نہ ہو لیکن جس کو اللہ نے سچی عزت عطا فرمائی ہو اور اسے ناموس شریعت کا پورا پورا خیال ہو وہ ان عہدوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور رضائے مولیٰ کو سب عہدوں سے اعلیٰ و اولیٰ سمجھتا ہے۔

جون ۱۹۷۰ء میں ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد گورنر مغربی پاکستان نے بحیثیت پرنسپل' گورنمنٹ کالج' ٹنڈو محمد خان ان کا تبادلہ کر دیا۔ اس مرتبہ کیونکہ ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں منتقل کا مسئلہ تھا۔ اس لئے ۱۹ جولائی ۱۹۷۰ء کو انہوں نے اس عہدے کا چارج لیا

۲۷۔ ان کتابوں کے متعلق تفصیلات [illegible] اور طوالت کے باعث حذف کر دی گئیں [illegible]

Marfat.com

اور بحسن و خوبی سرکاری فرائض سرانجام دیئے' طلباء' اساتذہ اور کالج کے دوسرے ملازمین ان کے حسن خلق اور حسن انتظام کے گرویدہ ہوگئے بلکہ بعض اساتذہ نے تو یہاں تک کہا کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خلافت راشدہ کا دور آگیا ہو" بہرحال ۱۰ نومبر ۱۹۷۰ء کو یہ چارج چھوڑ دیا لیکن دنیا کو جتنا ٹھکرایا جائے۔ پیچھے لگتی ہے' اگست ۱۹۷۴ء میں پھر پرنسپل بنادیئے گئے۔ چنانچہ اس مرتبہ استخارہ مسنونہ کے بعد بطور تحدیث نعمت یہ عہدہ قبول کیا لیکن اسی جذبے کے ساتھ کہ خلاف شرع امور سے حتی الوسع اجتناب کریں گے۔ بہرکیف ستمبر ۱۹۷۴ء میں گورنمنٹ کالج' کھپرو (ضلع سانگھڑ' سندھ) میں بحیثیت پرنسپل چارج لیا پھر نومبر ۱۹۷۴ء میں گورنمنٹ کالج' مٹھی (ضلع تھرپارکر' سندھ) تبادلہ ہوا۔ آج کل وہاں پر پرنسپل ہیں فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

تدریسی فرائض کے علاوہ دوسرے فرائض بھی وقتاً" فوقتاً" ڈاکٹر صاحب کو تفویض کئے گئے' جو آپ نے بحسن و خوبی سرانجام دیئے۔ چنانچہ ۱۹۶۴ء میں وہ لوکل لیکچرز ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک ریجنل لیکچرز ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۶ء بورڈ آف اسٹڈیز شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی کے ممبر رہے اور اب پھر ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۶ء کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ سندھ یونیورسٹی' (۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۵ء) پنجاب یونیورسٹی (۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۱ء) حیدرآباد بورڈ (۱۹۶۲ء' ۱۹۷۱ء' ۱۹۷۳ء) اور کوئٹہ بورڈ (۱۹۷۰ء) میں بحیثیت پیپر سیٹر اور ممتحن مقرر ہوئے۔ علاوہ ازیں کراچی اور حیدرآباد کے نظامت تعلیمات نے ۱۹۶۰ء میں ریویور کی حیثیت سے تقرر کیا۔ ۱۹۶۸ء میں کوئٹہ قلات کے کلاس ون افسران کے اردو کے زبانی امتحان کے لئے حکومت مغربی پاکستان کی طرف سے بحیثیت ممتحن مقرر ہوئے۔

۱۹۷۱ء میں ڈاکٹر صاحب کو ان کے تحقیقی مقالے۔۔ "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" پر سندھ یونیورسٹی کی طرف سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند عطا کی گئی۔ یہ مقالہ انہوں نے آٹھ برس کی تحقیق و جستجو کے بعد ۱۹۶۶ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے پیش کیا تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے انہیں اس اعزاز پر ان تعریفی کلمات سے نوازا۔

Professor Ghulam Mustafa Khan

Marfat.com

M.A. LL.B, Ph.D D. Litt.
University of Sind Hyderabad.
HEAD OF THE DEPTT. OF URDU

It ismy proud privilege to certify the qualification of Dr. Muhammad Masood Ahmad. He has been a regular student of M.A. classes of this University, where he topped the list of the successful condidates in securing very high marks in the First Division. Then he was appointed as aLecturer in Government College and due to his extra-ordinary calibre in research and Scholarly teaching, he become a first class professor. On the 8th. Fed. 1971 he was declared successful in his Ph.D. degree for having written a meritorious work on the. Quranic Commentries of Urdu Literature

Sd/.

ترجمہ :۔ یہ موقع میرے لئے باعث فخر ہے کہ میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی اکتسابی لیاقتوں کی تصدیق کر رہا ہوں۔ وہ اس یونیورسٹی میں ایم اے کے طالب علم رہ چکے ہیں جہاں وہ فرسٹ ڈویژن میں بہت ہی اچھے نمبر حاصل کر کے کامیاب طلباء میں سرفہرست رہے۔ بعدازاں گورنمنٹ کالج میں ان کا تقرر بحیثیت لیکچرر ہو گیا۔ تحقیق و تدریس میں اپنی غیر معمولی قابلیت کی وجہ سے وہ درجہ اول کے پروفیسر ہو گئے۔ ۸ فروری ۱۹۷۱ء کو انہیں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کا

Marfat.com

مستحق قرار دیا گیا۔ یہ ڈگری انہیں "اردو ادب کی قرآنی تفاسیر و تراجم" کے عنوان پر ایک فاضلانہ مقالہ تحریر کرنے پر عطا ہوئی۔ اس وقت تک ان کے متعدد بلند پایہ تحقیقی مقالات شائع ہو چکے ہیں اور انہوں نے ملک میں نام پیدا کیا ہے۔ وہ ان (محققین) میں سے ہیں جن پر فضلاء اعتماد کر سکتے ہیں اور جن پر کسی بھی یونیورسٹی کو فخر ہو سکتا ہے"۔

شریعت مطہرہ کی پابندی ڈاکٹر صاحب موصوف کی سیرت کا نمایاں وصف ہے۔ ان کی ظاہری شخصیت میں بھی اسی کا رنگ جھلکتا ہے۔ اگر ان کی شخصیت و کردار کے بارے میں اختصار سے کام لیا جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ باشرع اور باوضع انسان ہیں۔ اتباع شریعت میں یہاں تک اہتمام ہے کہ پندرہ سالہ ملازمت میں آج تک کسی موقع پر فوٹو نہیں کھنچوایا' اس لئے ان کے فوٹو کالج کے کسی میگزین میں شائع نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر کے لفظ سے جو تصور ذہنوں میں ابھرتا ہے وہ اس سے قطعاً" مختلف ہیں' چہرے پہ داڑھی' سر پر ٹوپی' شیروانی یا صرف کرتے میں ملبوس اپنے متناسب اعضائے جسمانی کے ساتھ وہ بڑے وجیہہ نظر آتے ہیں۔ خوددار و پروقار ہیں لیکن اس کے ساتھ طبیعت میں مزاح بھی ہے' کبھی کبھی اپنے ادبی چٹکلوں سے محفل کو زعفران زار بنا دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اعزہ و اقارب اور احباب سے تعلقات قائم رکھنے میں صلہ رحمی کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں' خود بھی ملتے ہیں' دوسروں کو بھی ملاتے ہیں۔ اقربا کی ہر ممکن جائز اعانت کرتے ہیں' خط و کتابت میں اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ اندرون و بیرون ملک کے احباب کو بھی بزبان قلم قریب کر لیتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کوئی خط انہیں لکھا ہو اور اس کا انہوں نے جواب نہ دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اعزہ و اقارب کے علاوہ پاکستان' ہندوستان' افغانستان' سعودی عرب' لبنان' ترکی' جرمنی' فرانس' ہالینڈ' انگلینڈ' امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں ان کے احباب کی ایک طویل فہرست ہے۔

ڈاکٹر صاحب ادبی تحقیقات میں محققین میں شمار ہوتے ہیں اور یہ مقام انہوں نے بہت کم عرصے میں اپنی علمی لگن' انتھک محنت اور خلوص عمل کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔ وہ ایک مثالی متعلم' قابل تقلید معلم اور باصلاحیت منتظم ہیں۔ ان کی شخصیت دور جدید میں گم کردہ

Marfat.com

راہ نوجوانوں کے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

وہ دین اسلام کے پرجوش مگر خاموش مبلغ ہیں، ان کی تبلیغ نہایت ہی دلنشین و دل آویز ہے، وہ دلوں کو تھامے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، وہ اپنے نانا، شیر اسلام میر سید واحد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کی تعبیر ہیں[۲۸]۔ جنہوں نے فرمایا تھا:۔

"اگر دین کا چراغ روشن ہو گا تو میری صاحبزادی سے ہو گا"۔

خدا کی شان یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور آپ کے نواسے ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے خدمت اسلام کا بیڑا اٹھایا اور اپنی ننھیال و ددھیال دونوں کا نام روشن کر دیا۔

حرف آخر:

ڈاکٹر صاحب کی نگارشات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے متنوع موضوعات پر قلم اٹھایا ہے مثلاً "مذہبیات، قرآنیات، تصوف، اخلاقیات، سوانح، ادبیات، اقبالیات، تراجم، وغیرہ اور ان تمام موضوعات پر اپنے عالمانہ اور محققانہ انداز تحریر سے ایک بلند مقام حاصل کر لیا ہے۔

قرآنیات میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ قابل ذکر ہے جس کا ایک اجمالی خاکہ اوپر پیش کیا گیا۔ تصوف پر یوں تو بہت کچھ لکھا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور علامہ اقبال پر ان کے اثرات کے سلسلے میں موصوف نے جو مقالات تحریر کئے ہیں وہ نہایت وقیع ہیں۔ ادبیات اردو فارسی میں میر سید علی غمگین، عبدالرشید خاں لائق، عبدالواحد یکتا دہلوی، عبدالمجید خاں مجیدی وغیرہ اور فارسی شعراء کرام میں جمال الدین ہانسوی العخطب، خواجہ درد اور آقائے سرہندی وغیرہ

ادبیات اردو میں ایک اور تخلیق ان کا انشائیہ "تاثرات" ہے جو "ماہنامہ ضیائے حرم" (لاہور) میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ ان کے بیس سالہ تجربات، مشاہدات اور غور و فکر کا

۲۸۔ آپ صاحب شریعت و طریقت تھے، فقہ پر کامل عبور رکھتے تھے، ایسے ہر دل عزیز تھے کہ ہندو مسلمان دونوں اپنے معاملات میں آپ سے رجوع کرتے تھے، ۵۵ سال کی عمر میں ۱۴ رمضان المبارک کو دہلی میں وصول فرمایا، مرزا مبارک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے واقع ہے۔ یہیں پر آپ کے والد اور ڈاکٹر صاحب کے پرنانا فخر اسلام نیاز علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا مزار شریف بھی ہے۔ (عارف)

Marfat.com

نتیجہ ہے اندرون ملک اور بیرون ملک بہت مقبول ہے۔ سوانح میں بہت سے معروف و غیر معروف علماء و فضلا کو ایک نئے انداز سے متعارف کرایا ہے۔ مثلاً "شاہ محمد غوث گوالیاری (جن کے متعلق علامہ اقبال نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کوئی ان کی سیرت مرتب کرے) حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ محمد مسعود، حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہم الرحمہ وغیرہ

الغرض ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات و نگارشات ہر طبقہ فکر میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی گئیں۔ خود ان کے اساتذہ نے دل سے قدر کی چنانچہ محقق عصر استاذی حضرت الحاج ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ العالی (صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی) ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"عزیز گرامی پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے علمی دنیا میں متعارف نہیں، انہوں نے تھوڑے عرصے میں متعدد بلند پایہ مقالات شائع کئے ہیں جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان پر بہت دیر میں اضافہ ہو سکے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' سے متعلق تحقیقی مقالہ رسالہ "معارف" اعظم گڑھ میں نو اقساط میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اسے بالاقساط رسالہ "الفرقان" لکھنؤ میں بھی نقل کیا گیا اور بہت سے فضلاء نے تہنیتی خطوط ارسال فرمائے۔ ۲۹

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہ و خطیب مسجد فتح پوری دہلی کے صاحبزادے ہیں اور ایسے گہوارۂ تہذیب کے پروردہ ہیں، جہاں اسلامی اقدار خاص طور پر ملحوظ ہیں اس لئے عزیز موصوف ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق اپنے

۲۹۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں: پیش لفظ "شاہ محمد غوث گوالیاری مطبوعہ میرپور خاص ۱۹۶۴ء

Marfat.com

بزرگان سلف کے کارنامے پیش کرتے ہیں اور علم کے ساتھ قوم کی بھی خدمت کرتے ہیں۔ پھر بفضلہ تعالیٰ انہیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لئے حتی الوسع تمام مآخذوں کو کھنگال لیتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے۔" ۳۰

اسی طرح شاہ محمد غوث گوالیاری کی مشہور و معروف کتاب "جواہر خمسہ" پر مشہور مستشرق آنجہانی سی۔ اے۔ اسٹوری (مصنف دی پرشین لٹریچر) کے خلاف اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے "الجواہر الخمسہ" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلمبند کیا۔ اس مقالہ کو جب ڈاکٹر نجیب اشرف ندوی مرحوم ڈائریکٹر انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی نے ملاحظہ فرمایا تو ڈاکٹر صاحب کو لکھا:-

"پہلے آپ کا مکرمت نامہ اور پھر آپ کا پر مغز مقالہ موصول ہوئے۔ اس لطف خاص کے لئے مخصوص شکریہ قبول فرمایئے، میں خوش ہوں کہ مجھے آپ کے مقالے سے سب سے پہلے مستفید ہونے کا موقع ملا۔" ۳۱

خود آنجہانی سی۔ اے۔ اسٹوری کو جب اس کی غلطی سے آگاہ کیا تو اس نے جواباً" لکھا۔

Very many thanks for the information you have so kindly sent me about الجواہر الخمسہ I am glad to receive corrections of that kind always ۳۲

"آپ نے کمال مہربانی سے جواہر خمسہ کے متعلق جو اطلاع بہم پہنچائی ہے اس کے لئے بے حد مشکور ہوں۔ مجھے ایسی تصیح و اصلاح پر بڑی مسرت ہوتی ہے"۔

۳۰۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، پیش لفظ "تمدن ہند پر اسلامی اثرات" مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

۳۱۔ مکتوب محررہ ۲۹ اگست ۱۹۶۱ء از بمبئی

۳۲۔ ایضاً

Marfat.com

اسی طرح مولانا احمد رضا خاں بریلوی پر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جو تحقیقی مقالہ تحریر کیا تھا جب اس کو ڈاکٹر سید عبداللہ (صدر شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ' لاہور) نے ملاحظہ فرمایا تو تحریر فرمایا:۔

"آپ کا مقالہ رضا بریلوی' مل گیا ہے ماشاء اللہ بہت ہی فاضلانہ ہے ایک دفعہ پھر شکریہ"۔ ۳۳

ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات کو نہ صرف پاک و ہند بلکہ بیرونی ممالک کے محققین نے بھی سراہا ہے' چنانچہ مشہور مستشرق ڈاکٹر محمد حمید اللہ (پیرس) کو جب قرآنی تراجم و تفاسیر سے متعلق اپنی تحقیقات سے آگاہ کیا تو انہوں نے جواباً" تحریر فرمایا:

"مخدوم و محترم زاد الطفکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

آپ کا عنایت نامہ ملا' سوائے اس کے کیا عرض کروں کثر اللہ فینا امثالکم خدا آپ کو دارین میں مسعود فرمائے' آپ کے فراہم کردہ قیمتی معلومات کو پورے اظہار تشکر کے ساتھ ستعمال کروں گا"۔ ۳۴

ڈاکٹر صاحب کے مقالات کو مختلف علمی اداروں میں جس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب "انجمن ترقی اردو" (کراچی) نے سہ ماہی "اردو" کے پچاس سالہ مقالات و مضامین کا انتخاب (غالب۔ نام آور مطبوعہ کراچی) شائع کیا تو موصوف کا مقالہ بعنوان۔۔ "حضرت غمگین شاہجہان آبادی" اس میں شامل کیا گیا۔ اس مقالے کو بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا تھا اور اس کے مسودے پر تعریفی ریمارکس تحریر کئے تھے۔ اسی طرح "اقبال اکیڈمی" (کراچی) کی طرف سے اس کے سہ ماہی مجلہ "اقبال ریویو" (کراچی) کے مقالات کا بیس سالہ انتخاب

۳۳۔ مکتوب محررہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء از سسکس' انگلینڈ

۳۴۔ مکتوب محررہ ۱۵ رجب ۱۳۸۶ھ از پیرس (فرانس) ڈاکٹر محمد حمید اللہ پیرس میں رہتے ہوئے اپنے خطوط میں اسلامی تواریخ و سنین کا اہتمام کرتے ہیں۔

Marfat.com

شائع کیا جارہا ہے۔ اس انتخاب میں ڈائریکٹر "اقبال اکیڈمی" خواجہ عبدالحمید کمالی نے حضرت مجدد الف ثانی اور اقبال پر ڈاکٹر صاحب کے مندرجہ ذیل تین مقالات شامل کئے ہیں:۔

(۱) علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی (شمارہ اپریل ۱۹۶۴ء)

(۲) اقبال کے فلسفہ خودی میں مقام عبدیت (شمارہ جولائی ۱۹۶۴ء)

(۳) شریعت و طریقت افکار اقبال کی روشنی میں (شمارہ جنوری ۱۹۶۵ء)

ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی مقالات سے نہ صرف پاک و ہند بلکہ بیرونی ممالک کے فضلا نے بھی استفادہ کیا ہے۔ محمد عارف رضوی ضیائی نے "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے اختتامیہ میں ڈاکٹر صاحب کے مختصر حالات لکھے ہیں اس میں انہوں نے متعدد فضلا کی نشاندہی کی ہے جنہوں نے استفادہ کیا ہے' یہ اور ان کے علاوہ دوسری تفصیلات یہ ہیں:۔

پاکستان میں:

(الف) محمد بہاء الحق قاسمی: تذکرہ اسلاف' مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء

(ب) ڈاکٹر معین الحق: اخبار رنگین' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء

(ج) ڈاکٹر محمد اسلم: تاریخی مقالات' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

(د) ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی: Ulema in Politics مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء

(ہ) محمد فضل حق خیر آبادی علامہ: الثورۃ الہندیہ (باغی ہندوستان مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء حاشیہ صفحہ ۲۲۴ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

The Minart Karachi, August, 1974.

Syed Anwar Ali, Religion the Science of Life, Karachi

(ح) گل محمد فیضی: آزادی کی ان کہی کہانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء

(ط) نور محمد قادری: اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

ہندوستان میں:

(الف) پروفیسر عبدالشکور: شاہ غمگین' مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۴ء

(ب) ڈاکٹر عبدالسلام: اردو رباعیات مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۶ء

Marfat.com

(ج) رضا محمد : مخزن الاسرار، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۶ء

بیرون ملک:

ڈاکٹر حفیظ ملک Muslim Nationalism India and Pakistan مطبوعہ واشنگٹن (امریکہ) ۱۹۶۲ء

المختصر ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی مقالات کی اس قدر دانی اور فضلاء کی آراء سے اندازہ ہوتا ہے کہ محققین میں ان کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔

جہاں تک طرز تحریر کا تعلق ہے ان کی تحریر کا سب سے نمایاں وصف ان کا بارعب اور باوقار انداز بیان ہے۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام سے انہیں عقیدت ہے اور ان کی سوانح عمریاں ڈاکٹر صاحب کی اکثر و بیشتر نگارشات کا محور رہی ہیں۔ اس تعلق نے ان کے انداز تحریر کو بھی متاثر کیا ہے اسی لئے ان کی تحریروں پر خواہ وہ محققانہ ہوں یا عالمانہ، ادیبانہ ہوں یا ظریفانہ، تقدس کی فضاء چھائی رہتی ہے۔ ابتذال سے ان کا دامن پاک ہے۔ وہ شعرائے متقدمین و متوسطین کے اردو اور فارسی اشعار نگارشات میں اس طرح استعمال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے اسی موقع کے لئے شعر کہا تھا، کلام اقبال سے وہ بالخصوص استفادہ کرتے ہیں۔ وہ دہلوی ہیں ان کے ہاں، دہلویت، نمایاں ہے لیکن طبعاً" وہ آفاقی ہیں۔

ہمسایہ جبریل امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

اپنے مضامین میں جب کبھی بے تکلف لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں تو اردوئے معلیٰ کی سی بہار نظر آتی ہے اور دلی کی ٹکسالی زبان کا نکھار بھی۔

مندرجہ بالا صفحات میں ڈاکٹر صاحب کی ۴۲ سالہ زندگی کا مختصر تعارف پیش کیا گیا نہ معلوم ابھی کتنی منزلیں مرحلے باقی ہیں۔

ہر لحظہ نیا شوق نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

آمین!

Marfat.com

کتابیات

۱۔اشتیاق حسین قریشی ڈاکٹر مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء

۲۔انعام الحق کوثر، ڈاکٹر بلوچستان میں اردو لاہور ۱۹۶۸ء

۳بشیر الدین احمد، مولوی واقعات دار الحکومت دہلی جلد سوم آگرہ ۱۹۹۱ء

۴حفیظ الدین ملک، ڈاکٹر Muslim Nationalism In India and Pakistan واشنگٹن 1962ء

۵جضرت مرزا، دہلوی چراغ دہلی دہلی ۱۹۰۳ء

۶۔رضا محمد حضر تجی مخزن الاسرار لکھنؤ ۱۹۶۶ء

۷۔سلطانہ جہاں پاکستان یونیورسٹی کے ادباء قلمی ۱۹۶۶ء

۸ سید احمد خاں، سر آثار الصنادید دہلی ۱۸۴۷ء

۹عبد الجمیل سندھ میں اردو مطبوعات لاہور ۱۹۷۰ء

۱۰عبد الحق، مولوی مقدمہ مشاہیر یونان و روما دہلی ۱۹۴۴ء

۱۱عبد السلام، ڈاکٹر اردو رباعیات لکھنؤ ۱۹۶۶ء

۱۲عبد الشکور، پروفیسر شاہ غمگین لکھنؤ ۱۹۶۴ء

۱۳محمد اسلم، پروفیسر تاریخی مقالات لاہور ۱۹۷۰ء

۱۴محمد اقبال مجددی ماثر المعاصرین زیر تدوین

۱۵محمد امیر الدین، مولوی تفسیر ابر کرم مطبوعہ دہلی مولفہ ۱۸۸۸ء

۱۶محمد بہاؤ الحق قاسمی مولوی تذکرۂ اسلاف، لاہور ۱۹۶۲ء

۱۷محمد طاہر فاروقی، پروفیسر پاکستان میں اردو پشاور ۱۹۶۵ء

۱۸محمد مسعود شاہ، مفتی فیوض محمدی و سلوک مسعودی قلمی ۱۸۹۲ء

۱۹محمد مسعود احمد، پروفیسر تذکرۂ مظہر مسعود کراچی ۱۹۶۹ء

Marfat.com

۲۰ محمد مسعود احمد، پروفیسر	مکاتیب مظہری	کراچی ۱۹۷۰ء
۲۱ محمد مسعود احمد، پروفیسر	فاضل بریلوی اور ترک موالات	لاہور ۱۹۷۳ء
۲۲ محمد مسعود احمد، پروفیسر	تمدن ہند پر اسلامی اثرات	لاہور ۱۹۶۴ء
۲۳ محمد مسعود احمد، پروفیسر	شاہ محمد غوث گوالیاری	میرپور خاص ۱۹۶۴ء
۲۴ محمد مسعود احمد، پروفیسر	اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر	قلمی ۱۹۶۶ء
۲۵ معین الحق، ڈاکٹر	اخبار رنگین	مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء
۲۶ وائی۔ ایس طاہر علی پروفیسر	تحفتہ الخواص	حیدر آباد سندھ ۱۹۶۵ء

سید محمد عارف

پروفیسر

گورنمنٹ کالج، بہاول پور (پاکستان)

۱۵ مئی ۱۹۷۶ء

Marfat.com

جہاں نما

۱۹۵۷ء-----۱۹۷۷ء

ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی، اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ابن حضرت مفتی أعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی بیس سالہ علمی اور ادبی خدمات کا تاریخی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا تعلق دھلی کے ایک مشہور علمی اور روحانی خاندان سے ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے پردادا حضرت مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۸۹۲ء) اور والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۶ء) دہلی کے علماء و صوفیہ میں نہایت ہی ممتاز نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے پرنانا فخر الاسلام سید نیاز علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور نانا شیر اسلام سید واحد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی نہایت ہی متورع، متقی اور صاحب فیض بزرگ تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے اجداد میں حضرت مولانا قاری محمد مصطفیٰ علیہ الرحمتہ (م۔ ۱۸۵۷ء) کو انقلاب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دہلی میں فتویٰ جہاد پر دستخط کرنے کا فخر حاصل رہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد کا علمی سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۷۶۲ء) سے ملتا ہے اور روحانی سلسلہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۶۲۴ء) سے۔ ڈاکٹر صاحب کے اجداد روحانیت اور علمیت کے جامع تھے۔ چنانچہ جد امجد حضرت مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تقریباً ۱۸۵۸ء سے ۱۸۹۲ء تک مسجد جامع فتح پوری، دہلی میں رشد و ہدایت، امامت و خطابت اور فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ "فتاویٰ مسعودی" آپ کی علمی یادگار ہے۔ یہی فرائض ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۰۶ء سے ۱۹۶۶ء تک انجام دیئے۔ "فتاویٰ مظہری" آپ کی علمی یادگار ہے۔ دہلی کی مذہبی اور سیاسی فضاء کو حضرت مفتی اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت اور مومنانہ بصیرت نے بے حد متاثر کیا۔ آپ کے معتقدین و مریدین پاک و ہند کے دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب تقریباً" ۱۹۳۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم اور عربی و فارسی علوم اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ اور دوسرے علماء سے حاصل کئے۔ ۱۹۴۹ء میں وہ پاکستان آگئے اور یہاں انگریزی علوم کی طرف توجہ دی۔ چنانچہ لاہور' بہاولپور اور حیدر آباد' سندھ میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۵۸ء میں سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد' سندھ سے اردو میں ایم۔اے کیا اور پوری یونیورسٹی میں اول آئے۔ طلائی نقرئی تمغے بھی ملے پھر ۱۹۷۱ء میں اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل کی۔

۱۹۵۸ء میں ڈاکٹر صاحب نے ملازمت کا آغاز کیا۔ میر پور خاص (سندھ)' کوئٹہ (بلوچستان)' ٹنڈو محمد خان (سندھ) کے کالجوں میں بحیثیت لیکچرار' پروفیسر اور پرنسپل متعین رہے۔ انہوں نے ایم۔اے تک درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۷۴ء میں کھپرو' سندھ اور بعد میں مٹھی' سندھ کے کالجوں میں پرنسپل ہوئے۔ آج کل گورنمنٹ سائنس کالج' مٹھی (ضلع تھرپارکر' سندھ) میں بحیثیت پرنسپل اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہیں اور اجازت و خلافت حضرت پیر سید زین الدین شاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت علامہ مفتی محمد محمود دامت برکاتہم العالیہ سے حاصل ہے۔

مضمون نگاری اور تصنیف و تالیف کا ڈاکٹر صاحب کو ابتداء ہی سے شوق رہا ہے۔ وہ طالب علمی کے زمانے (۱۹۵۶ء) سے اس طرف متوجہ ہیں' ان کی ادبی اور تحقیقی کاوشوں کو ملک اور بیرون ملک کے بہت سے فضلاء اور محققین نے سراہا ہے اور استفادہ بھی کیا ہے.... تقریر کا سلسلہ بھی تقریباً" ۱۹۵۴ء سے جاری ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی تقاریر کو جمع کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب مرتب ہو سکتی ہے.... ادبی اور علمی مکتوب نگاری کا سلسلہ بھی عرصہ دراز سے جاری ہے' ڈاکٹر صاحب کے بہت سے علمی اور ادبی خطوط مختلف حضرات کے پاس محفوظ ہیں یہ سب اگر جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم مجلد تیار ہو سکتی ہے۔

پیش نظر مقالے "جہاں نما" میں ڈاکٹر صاحب کے بیس سالہ تحریری سرمایہ کے اعداد و شمار کو یکجا کیا گیا ہے جس میں تقریباً" ۲۵ مطبوعات ہیں' ۱۰۰ مقالات و مضامین' ۳۵ تقاریظ و

Marfat.com

پیش لفظ اور ۱۵ تبصرے.... آخر میں ڈاکٹر صاحب سے متعلق ۱۵۰ حوالے بھی پیش کر دیئے گئے ہیں تاکہ محققین کو ڈاکٹر صاحب پر کام کرنے میں سہولت رہے۔

۱۲ اگست ۱۹۷۷ء

(ڈاکٹر) شرف الدین اصلاحی
ادارۂ تحقیقات اسلامی
اسلام آباد

مصنفات

(۱) شاہ محمد غوث گوالیاری — مطبوعہ میر پور خاص — ۱۹۶۴ء

عہد اکبری کے مشہور صوفی حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری (م ۹۷۰ھ / ۱۵۶۲ء) کے حالات پر پہلی محققانہ تصنیف جس کو ملک اور بیرون ملک قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ بالخصوص امریکہ اور انگلستان کے فاضلوں نے اس سے استفادہ کیا۔

شائع کردہ.... سید خطیرالدین شاہ شطاری، میرپور خاص

(۲) تذکرہ مظہر مسعود — مطبوعہ کراچی — ۱۹۶۹ء

دہلی کے مشہور عالم اور صوفی حضرت فقیہہ الہند مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء) اور مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہراللہ رحمتہ اللہ (م ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) کے حالات اور علمی کارناموں پر ایک محققانہ تصنیف

شائع کردہ.... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(۳) اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر — قلمی — ۱۹۷۰ء

مقالہ ڈاکٹریٹ جو ۱۹۷۰ء میں سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد (سندھ) میں پیش کیا گیا اور ۱۹۷۱ء میں اس پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی۔ اس مقالے میں ۶۰۰ سے زیادہ اردو تراجم و تفاسیر کا جائزہ لیا گیا ہے اور مقدمہ میں ۵۰ سے زیادہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔

Marfat.com

(۴) فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

پاک وہند کے مشہور عالم مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کی سیاسی بصیرت پر ایک تحقیقی مقالہ جس کو ملک اور بیرون ملک قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اب تک اس کے چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

شائع کردہ.... مرکزی مجلس رضا، لاہور

(۵) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے تبحر علمی اور حرمین شریفین میں آپ کی مقبولیت پر ایک تحقیقی مقالہ جس نے پہلی بار مولانا مرحوم کا موثر تعارف کرایا۔ اب تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

شائع کردہ..... مرکزی مجلس رضا، لاہور

(۶) حیات مظہری مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء

مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی نہایت جامع، مختصر، دل پذیر و دل نشین سوانح۔

شائع کردہ.... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(۷) عاشق رسول مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

اس رسالے میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے متعلق بہت سے فضلاء کی آراء کو دل نشین انداز میں مرتب کیا ہے.... اب تک اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

شائع کردہ..... مرکزی مجلس رضاء، لاہور

Marfat.com

(۸) سیرت مجدد الف ثانی　　مطبوعہ کراچی　　۱۹۷۷ء

پاک و ہند کے مشہور و معروف عالم و صوفی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۰۳۴ھ ــ ۱۶۲۴ء) کے حالات اور علمی و اصلاحی خدمات پر ایک عظیم تصنیف، جس میں سینکڑوں نایاب مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے اور بہت سے نادر عکس بھی شامل کئے گئے ہیں۔

شائع کردہ.... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(۹) موج خیال　　مطبوعہ کراچی　　۱۹۷۷ء

مقبول سلسلہ تاثرات کا مجموعہ جو ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۶ء کے درمیان ماہنامہ "رشاد" سیالکوٹ اور ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور میں شائع ہوتا رہا۔ اس مجموعے میں ۱۳۰ ذیلی عنوانات پر موثر و دل نشین اظہار کیا گیا ہے۔

شائع کردہ.... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(10)NEGLECTED GENIUS OF THE EAST, LAHORE, 1977

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے حالات اور علمی کارناموں پر ایک تحقیقی مقالہ.... مرکزی مجلس رضا لاہور، شائع کر رہی ہے۔

(۱۱) حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال　　لاہور　　۱۹۷۷ء

اس مقالے میں علامہ اقبال کے افکار و خیالات پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اثرات کا محققانہ جائزہ لیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ علامہ اقبال کا تصور خودی حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے تصور وحدۃ الشہود سے مستفاد ہے۔ اقبالیات کے سلسلے میں یہ مقالہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے.... صاحب زادہ جمیل احمد (شرقپور) اس کو شائع کر رہے ہیں۔

Marfat.com

(۱۲) تقسیم ہند کی پہلی مفصل تجویز
لاہور ۱۹۷۷ء

محمد عبدالقدیر علیہ الرحمہ (م-۱۳۷۹ھ — ۱۹۶۰ء) نے ۱۹۲۰ء میں تقسیم ہند کی مفصل تجویز پیش کی تھی' اس کتاب میں اس تجویز کا محققانہ جائزہ لیا گیا ہے اور اس امکان کو روشن کیا ہے کہ علامہ اقبال کا تصور پاکستان مولانا موصوف کے تصور سے مستفاد معلوم ہوتا ہے.... یہ کتاب تاریخ پاکستان میں ایک بنیادی اضافہ کا حکم رکھتی ہے....

(۱۳) تحریک آزادی ہند اور ماہنامہ السواد الاعظم
لاہور ۱۹۷۷ء

اس مقالے میں مراد آباد کے ماہنامہ السواد الاعظم کی روشنی میں پاک و ہند کے علمائے اہل سنت و جماعت بالخصوص مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا مفتی محمد عمر نعیمی علیہما الرحمہ کی سیاسی بصیرت کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور اس پر ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں تحریک آزادی ہند پر جامع بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب تاریخ آزادی ہند میں ایک قیمتی اضافہ ہے.... مرکزی مجلس رضا' لاہور اس کو شائع کر رہی ہے۔

(۱۴) محبت کی نشانی
لاہور ۱۹۷۷ء

اس رسالے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سنت داڑھی کے بارے میں نئے انداز سے فقیہانہ' عارفانہ اور عاشقانہ بحث کی گئی ہے۔

انجمن غلامان مصطفیٰ' قصور اس کو شائع کر رہی ہے۔

(۱۵) حیات فاضل بریلوی
لاہور ۱۹۷۷ء

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے حالات اور علمی کارناموں پر ایک مبسوط سوانح جس میں سینکڑوں ماخذ سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ یہ کتاب ہنوز زیر تدوین ہے۔ اس میں مولانا مرحوم کی بہت سی تحریرات' سندات' مکتوبات وغیرہ کے عکس بھی شامل کئے جائیں گے.... اس عنوان سے ایک مختصر سوانح بھی لکھی ہے۔ جو ۱۹۷۷ء میں مکتبہ قادریہ' لاہور شائع کر رہا ہے۔

Marfat.com

مؤلفات

۱۹۶۷ء مطبوعہ کوئٹہ

(۱) دائمی تقویم

کراچی کے اوقات سے متعلق مولانا محمد منظور احمد علیہ الرحمتہ (م۔ ۱۹۴۹ء) ابن مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کی تالیف جس کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے نئے انداز سے مرتب کیا ہے اور مولف کے سبق آموز حالات کا اضافہ کر کے اس کو اور مفید بنا دیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے خود شائع کیا ہے۔

۱۹۶۸ء مطبوعہ کراچی

(۲) مظہر الاخلاق

مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی تالیف جس میں اخلاقی فضائل و رذائل بیان کئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے از سرنو مرتب کیا ہے اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے حالات بھی شامل کر دیئے ہیں۔

شائع کردہ.... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

۱۹۶۹ء مطبوعہ کراچی

(۳) ارکان دین

فرائض چہار گانہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور قربانی سے متعلق ضروری مسائل پر مشتمل حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تالیف جس کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے نئے سرے سے مرتب کر کے مفید اضافے کئے ہیں۔ اس رسالے کا پہلا ایڈیشن دھلی سے شائع ہوا، دوسرا کراچی سے اور تیسرا قصور سے۔

شائع کردہ.... انجمن غلامان مصطفیٰ، قصور، و مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

۱۹۶۹ء مطبوعہ کراچی

(۴) مکاتیب مظہری

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سات سو سے زیادہ مکتوبات شریف کا نادر مجموعہ جس میں بہت سے عکس بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس میں قابل قدر اضافے کئے ہیں۔

شائع کردہ.... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

Marfat.com

(۵) فتاویٰ مظہری　　　　مطبوعہ کراچی　　　　۱۹۶۹ء

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ۳۰۰ علمی و فقہی فتوؤں کا مجموعہ .... ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس میں حضرت مفتی اعظم کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جس سے یہ مجموعہ فتاویٰ نہایت ممتاز ہو گیا ہے۔

شائع کردہ .... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(۶) مواعظ مظہری　　　　مطبوعہ کراچی　　　　۱۹۶۹ء

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ۹ مواعظ کا قابل قدر مجموعہ جس کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے بڑی محنت سے جدید انداز میں مرتب کیا ہے اور بہت سے مفید اضافے کئے ہیں۔

شائع کردہ .... مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(۷) مظہرالعقائد　　　　مطبوعہ سیالکوٹ　　　　۱۹۷۶ء

عقائد اہل سنت و جماعت سے متعلق حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا جامع رسالہ جس کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے جدید اضافہ کے ساتھ از سر نو مرتب کیا ہے اور زیادہ موثر بنا دیا ہے۔

شائع کردہ .... مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ

(۸) فتاویٰ مسعودی　　　　مطبوعہ سیالکوٹ

فقیہہ الہند حضرت شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء) ۲۰۰ سے زیادہ محققانہ اور فاضلانہ فتوؤں کا نادر مجموعہ جس کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے چار سال کی عرق ریزی کے بعد مرتب کیا ہے اور اس میں بہت سے مفید اضافے کئے ہیں۔

مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ اس کو شائع کر رہا ہے۔

Marfat.com

(۹) مرقع مظہری مطبوعہ سیالکوٹ

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ رحمہ کے ایک سو سے زیادہ اصل فتوؤں کے نادر عکس کا مجموعہ جس کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے مرتب کیا ہے اور اس پر مقدمہ بھی لکھا ہے۔ مکتبہ نعمانیہ' سیال کوٹ اس کو شائع کر رہا ہے

تراجم

(۱) حیدر آباد کی معاشی تاریخ مطبوعہ حیدر آباد' سندھ ۱۹۵۸ء

سندھ یونیورسٹی کے سابق رجسٹرار محمد حسین ترک کی انگریزی تالیف The Economic History of Hyderabad کا اردو ترجمہ....... اس کتاب میں دور قدیم سے لے کر ۱۹۵۸ء تک حیدر آباد' سندھ کے معاشی و اقتصادی حالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

شائع کردہ.... انٹرنیشنل بک کارپوریشن' حیدر آباد' سندھ

(۲) تمدن ہند پر اسلامی اثرات مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

ہندوستان کے مشہور فاضل آنجہانی ڈاکٹر تارا چند کی انگریزی تالیف The Influence of Islam on Indian Culture کا اردو ترجمہ.... اس کتاب میں مولف نے سرزمین پاک و ہند میں پہلی صدی ہجری سے آنے والے مسلمان صوفیہ' علماء' فاتحین اور تاجروں کے ہندوستانی تمدن پر اثرات کا محققانہ جائزہ لیا ہے.... ڈاکٹر مسعود احمد نے ترجمہ پر مبسوط مقدمہ کا اضافہ کر کے اس کو اور وقیع بنا دیا ہے۔

شائع کردہ.... مجلس ترقی ادب' لاہور

(۳) ویرونا کے دو شریف زادے مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

شیکسپیئر کے انگریزی ڈرامے The Two Gentlemen of Verona کا اردو ترجمہ.... ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس ترجمہ کے ساتھ دوسرے ضروری اضافے کر کے گراں قدر بنا دیا ہے۔

Marfat.com

شائع کردہ.... مکتبہ شاہکار، لاہور

تحقیقی مقالات

۱۔ ۱۹۵۸ء

ولی اور چاسر، مقالہ انعام یافتہ مقابلہ مضمون نگاری، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد (پاکستان)، ۱۹۵۸ء

۱۹۵۹ء

۲۔ اسلامی رواداری

☆ لطیف، میرپور خاص، ۱۹۵۹

☆ سروش، نیو کاسل، انگلستان، ۱۹۶۰ء

۳۔ حضرت غمگین، غالب کی نظر میں[۱]، اردو، کراچی اکتوبر ۱۹۵۹ء

۱۹۶۰ء

۴۔ حضرت غمگین، شاہجہان آبادی،

☆ ماہنامہ اردو (کراچی) اپریل ۱۹۶۰ء

☆ ماہنامہ برہان (دہلی)، مئی ۱۹۶۰ء تا جولائی ۱۹۶۰ء

۵۔ خواجہ خورد اور ان کی فارسی رباعیات، ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، اکتوبر نومبر ۱۹۶۰ء،

۶۔ جمال الدین ھانسوی **الخطیب**، ماہنامہ برہان، دہلی نومبر دسمبر ۱۹۶۰ء

۷۔ حضرت غمگین شاہجہان آبادی، ماہنامہ برہان دہلی، اپریل مئی ۱۹۶۱ء

۸۔ حضرت غمگین کا مرزا غالب کے جواب میں ان کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب،

ماہنامہ معارف، **اعظم گڑھ**، مئی ۱۹۶۱ء

۱۔ انجمن ترقی اردو، کراچی نے "غالب نام آور" کے نام سے غالب کی صد سالہ برسی کے موقع پر رسالہ "اردو" کا پچاس سالہ انتخاب شائع کیا تھا۔ یہ مقالہ جدید اضافوں کے ساتھ اس مجموعے میں شامل کیا گیا ہے---- اصلاحی

Marfat.com

۹۔ شیخ احمد سرہندی،۲

☆ ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، جون ۱۹۶۱ء تا ستمبر ۱۹۶۱ء

☆ ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ ستمبر ۱۹۶۱ء تا دسمبر ۱۹۶۱ء

۱۹۶۲ء

۱۰۔ شیخ احمد سرہندی، ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، جنوری فروری ۱۹۶۲ء

۱۱۔ شاہ محمد غوث گوالیاری ۳، ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ جولائی ۱۹۶۲ء تا دسمبر ۱۹۶۲ء

۱۲۔ شیخ احمد سرہندی، ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ، جنوری ۱۹۶۲ء تا اپریل ۱۹۶۲ء

۱۳۔ الجواہر الخمسہ، ماہنامہ برھان، دھلی، اپریل ۱۹۶۲ء

۱۴۔ غالب کے متصوفانہ خیالات، صریر خامہ (شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد) ۱۹۶۲ء

۱۹۶۳ء

۱۵۔ میر سید علی غمگین، ماہنامہ نوائے ادب، بمبئی اپریل ۱۹۶۳ء

۱۶۔ مکاتیب غالب، مجلہ لطیف (میرپور خاص)، ۱۹۶۳ء

۱۷۔ بارھویں صدی ہجری میں قرآن پاک کے اردو تراجم و تفاسیر۔۴ نوائے ادب، بمبئی
جولائی ۱۹۶۳ء

۱۹۶۴ء

۱۸۔ علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی

☆ اقبال ریویو کراچی، جنوری ۱۹۶۴ء

☆ مخزن (ہالہ، سندھ)

۲۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے "سیرت مجدد الف ثانی" کے عنوان سے اس مقالے کو از سر نو مرتب کیا ہے اور قابل قدر اضافے کئے ہیں۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی ۱۹۷۷ء تک اس مقالے کو شائع کردے گی ---- اصلاحی

۳۔ یہ مقالہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ۱۹۶۴ء میں میرپور خاص (سندھ) سے کتابی شکل میں شائع کیا تھا۔ بیرونی ممالک میں اس مقالے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ---- اصلاحی

۴۔ آل پاکستان اسلامک سٹڈیز کانفرنس منعقدہ سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ (۱۲۔۱۳۔۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء) کے اجلاس ۱۳ جنوری (قرآنک اسٹڈیز) میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے یہ مقالہ پڑھا۔

Marfat.com

۱۹۔ اقبال کے فلسفہ خودی میں مقام عبدیت' اقبال ریویو' کراچی جولائی ۱۹۶۴ء

۲۰۔ پاک و ہند میں قرآن حکیم کا پہلا ہندی ترجمہ اور تفسیر' لطیف (میر پور خاص) ۱۹۶۴ء

۲۱۔ مرزا غالب کا ایک غیر مطبوعہ فارسی مکتوب' ماہنامہ اردو نامہ' کراچی

اکتوبر دسمبر ۱۹۶۴ء

۱۹۶۵ء

۲۲۔ شریعت و طریقت افکار اقبال کی روشنی میں۵' اقبال ریویو' کراچی جنوری ۱۹۶۵ء

۲۳۔ حضرت مجدد مغرب میں' ماہنامہ فکر و نظر' اسلام آباد ستمبر ۱۹۶۵ء

۲۴۔ رباعیات غمگین' لطیف میر پور خاص' ۱۹۶۵ء

۱۹۶۶ء

۲۵۔ اردو کے مختلف نام اور ان کی تاریخ' ماہنامہ نوائے ادب' بمبئی جولائی تا اکتوبر ۱۹۶۶ء

۱۹۶۷ء

۲۶۔ عبدالرشید خان لائق' ماہنامہ قومی زبان' کراچی' اکتوبر نومبر ۱۹۶۷ء

۲۷۔ آقائے سرہندی' ماہنامہ قومی زبان' کراچی' ۱۹۶۷ء

۲۸۔ شاہ محمد مسعود' ماہنامہ ثقافت' لاہور' نومبر ۱۹۶۷ء

۱۹۶۹ء

۲۹۔ یکتا دہلوی' ماہنامہ قومی زبان' کراچی اپریل مئی ۱۹۶۹ء

۱۹۷۱ء

۳۰۔ مرآۃ حقیقت' ماہنامہ فکر و نظر' اسلام آباد' جون ۱۹۷۱ء

۵۔ مندرجہ ذیل تین مقالات "حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال" کے عنوان سے کتابی شکل میں مرتب کر دیئے گئے ہیں یہ کتاب ۱۹۷۷ء میں شرقپور (ضلع شیخو پورہ' پنجاب) سے شائع ہو جائے گی۔

(الف) علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی۔

(ب) اقبال کے فلسفہ خودی میں مقام عبدیت

(ج) شریعت و طریقت افکار اقبال کی روشنی میں ---- اصلاحی

Marfat.com

۱۹۷۲ء

۳۱۔ حیات شوکت' (قلمی) جون ۱۹۷۲ء

۱۹۷۴ء

۳۲۔ فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور فاروق اعظم نمبر مئی و جون ۱۹۷۴ء

۳۳۔ کلام یکتا دھلوی' ماہنامہ قومی زبان' کراچی' جون جولائی نومبر ۱۹۷۴ء

۳۴۔ اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر' ماہنامہ فکر و نظر' اسلام آباد' دسمبر ۱۹۷۴ء

۱۹۷۵ء

۳۵۔ اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر' ماہنامہ فکر و نظر' اسلام آباد' جنوری فروری ۱۹۷۵ء

۳۶۔ حضرت عبدالمجید مجیدی' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' فروری ۱۹۷۵ء

۳۷۔ ڈاکٹر مصطفیٰ خان کی علمی خدمات' سہ ماہی العلم کراچی' جنوری تا مارچ ۱۹۷۵ء

۱۹۷۶ء

۳۸۔ حیات اقبال' ماہنامہ السیف' اسلام آباد' فروری ۱۹۷۶ء

۳۹۔ طب روحانی' ماہنامہ الجامعہ' محمدی شریف جھنگ' جولائی ۱۹۷۶ء

۴۰۔ حیات مسعودی' ماہنامہ نور اسلام' شرقپور' اولیائے نقشبند نمبر' ۱۹۷۶ء

۴۱۔ حیات مظہری' ماہنامہ نور اسلام' اولیائے نقشبند نمبر شرقپور' ۱۹۷۶ء

۱۹۷۷ء

۴۲۔ مفتی اعظم کی سیاسی خدمات' مشمولہ "تحریک پاکستان کے کارکن" مرتبہ حکیم آفتاب احمد قرشی' لاہور

۴۳۔ اقبال کی اردو شاعری' ماہنامہ السیف' اسلام آباد' مارچ ۱۹۷۷ء

۴۴۔ شاعر محبت .... حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی' ماہنامہ السیف' اسلام آباد' اپریل ۱۹۷۷ء

Marfat.com

مقالات برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

☆ سید علی غمگین، برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

☆ رضاخاں بریلوی، مطبوعہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور جلد دہم، جز پنجم

☆ احمد رضاخاں (انگریزی) برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، لیڈن (ہالینڈ)

تعارف مجلّات

مجلّہ

(۱) اردو نامہ .... سہ ماہی مجلّہ .... انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی

(۲) اردو نامہ .... ماہنامہ .... اردو ترقیاتی بورڈ، ٹھٹھہ، کراچی

(۳) اقبال ریویو .... سہ ماہی مجلّہ .... اقبال اکیڈمی، لاہور

(۴) برھان .... ماہنامہ .... ندوۃ المصنفین، دہلی

(۵) ثقافت .... ماہنامہ .... ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

(۶) الزبیر .... سہ ماہی مجلّہ .... اردو اکیڈمی، بہاول پور

(۷) السیف .... ماہنامہ .... بین الصوبائی رابطہ کمیٹی، حکومت پاکستان، اسلام آباد

(۸) العلم .... سہ ماہی مجلّہ .... آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی

(۹) فکر و نظر .... ماہنامہ .... ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

(۱۰) قومی زبان .... ماہنامہ .... انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی

(۱۱) معارف .... ماہنامہ .... دارالمصنفین، اعظم گڑھ

(۱۲) نوائے ادب .... ماہنامہ .... انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بمبئی

Marfat.com

مضامین

۱۹۵۷ء

۱۔ نقطۂ کمال، معمار حرم، لاہور، اپریل ۱۹۵۷ء

۱۹۵۹ء

۲۔ غمگین دہلوی، ماہنامہ فاران، کراچی، ستمبر ۱۹۵۹ء

۱۹۶۰ء

۳۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد، (ترجمہ)، ماہنامہ فاران، کراچی مارچ ۱۹۶۰ء

۴۔ جگر مراد آبادی (حیدر آباد)، ۱۹۶۰ء

۱۹۶۱ء

۵۔ اسلام اغیار کی نظر میں، الاسلام، دہلی، ۱۹۶۱ء

۶۔ اقبال اور نظریہ پاکستان، ماہنامہ فاران، کراچی اگست ۱۹۶۱ء

۱۹۶۲ء

۷۔ ولی کے محاسن سخن، لطیف، میرپور خاص، ۱۹۶۲ء

۸۔ بابائے اردو سے چند ملاقاتیں، ماہنامہ قومی زبان، کراچی، یکم مئی ۱۹۶۲ء

۱۹۶۳ء

۹۔ Fallacy of Possession، لطیف، میرپور خاص، ۱۹۶۳ء

۱۰۔ رسالہ فتوتیہ

☆ ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ، مئی ۱۹۶۴ء

☆ المظہر، کراچی، مئی ۱۹۶۲ء

۱۹۶۵ء

۱۱۔ The Nut and the Shell، لطیف، میرپور خاص، ۱۹۶۵ء

۱۹۶۶ء

۱۲۔ فارسی پر اردو کے اثرات، لطیف، میرپور خاص، ۱۹۶۶ء

Marfat.com

۱۳۔ The Word' لطیف' میر پور خاص ۱۹۶۶ء

۱۹۶۷ء

۱۴۔ غیر ملکی زبانوں میں تصانیف اقبال کے تراجم' صریر خامہ (شعبہ اردو) سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد' ۱۹۶۷ء

۱۵۔ آداب نبوی' ماہنامہ سلسبیل' لاہور' نومبر ۱۹۶۷ء

۱۹۶۸ء

۱۶۔ شعر و شاعری' ماہنامہ فاران کراچی' اگست ۱۹۶۸ء

۱۷۔ اردو کی ترقی پر تقسیم ہند کے اثرات' چلتن' کوئٹہ ۱۹۶۸ء

۱۸۔ حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ'

☆ سعادت' لائلپور' ۱۹۶۸ء

☆ پیام مشرق' دہلی' ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء

۱۹۶۹ء

۱۹۔ اہل علم و دانش نے کہا.... نعرہ حق' کوئٹہ' ۱۳ اپریل ۱۹۶۹ء

۲۰۔ جہاد' جہاں نما' لاہور ۱۹۶۹ء

۱۹۷۰ء

۲۱۔ حیات مظہریہ' بزم ارباب طریقت' لاہور' ۱۹۷۰ء

۱۹۷۱ء

۲۲۔ سردار جوگندر سنگھ.... ایک نو مسلم' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' اپریل ۱۹۷۱ء

۲۳۔ حیرت افزا' حنفی' لاہور اپریل ۱۹۷۱ء

۲۴۔ علمائے پاک و ہند کی چند تفسیریں' ماہنامہ سیارہ' لاہور' مئی ۱۹۷۱ء

۲۵۔ سعادت' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جون ۱۹۷۱ء

۲۶۔ اسرار خودی کا اجمالی جائزہ' ماہنامہ سیارہ' لاہور' جولائی ۱۹۷۱ء

۲۷۔ قرآن حکیم' الکریم (ٹنڈو محمد خاں)' ۱۹۷۱ء

Marfat.com

۱۹۷۲ء

۲۸۔ وابستگان دامن رسالت سے اقبال کی عقیدت'

ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' مئی ۱۹۷۲ء

۲۹۔ مرزا غالب .... غم اور ضبط غم' ماہنامہ الزبیر' بہاولپور' اپریل تا جون ۱۹۷۲ء

۳۰۔ محشر بداماں' ماہنامہ رشاد' سیالکوٹ' اگست ۱۹۷۲ء

۳۱۔ مرزا غلام احمد' اقبال کی نظر میں' ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' ستمبر ۱۹۷۲ء

۳۲۔ افکار پریشاں' ماہنامہ رشاد' سیالکوٹ' دسمبر ۱۹۷۲ء

۱۹۷۳ء

۳۳۔ افکار پریشاں' ماہنامہ رشاد' سیالکوٹ' جنوری ۱۹۷۳ء

۳۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد مظفر احمد رحمتہ اللہ علیہ'

ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' فروری ۱۹۷۳ء

۳۵۔ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں بریلوی'

ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی' مارچ ۱۹۷۳ء

۳۶۔ تاثرات' ماہنامہ رشاد' سیالکوٹ' فروری مارچ اپریل مئی ۱۹۷۳ء

۳۷۔ حضرت مجدد .... غم اور ضبط غم' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جون ۱۹۷۳ء

۳۸۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جون جولائی ۱۹۷۳ء

۳۹۔ میرے استاد (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں)

ماہنامہ رشاد' سیالکوٹ' اگست' ستمبر' اکتوبر ۱۹۷۳ء

۱۹۷۴ء

۴۰۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جنوری' فروری ۱۹۷۴ء

۴۱۔ تاثرات و تجاویز' ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' فروری ۱۹۷۴ء

۴۲۔ تحریک پاکستان پر فاضل بریلوی کے اثرات' ماہنامہ فیض رضا' لائل پور' مارچ ۱۹۷۴ء

۴۳۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' اپریل ۱۹۷۴ء

۴۴۔ Hazrat Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم' الکریم (ٹنڈو محمد خاں)' ۱۹۷۴ء

Marfat.com

۴۵۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جولائی ۱۹۷۴ء

۴۶۔ شہید محبت' ماہنامہ قومی زبان' بابائے اردو نمبر' کراچی' اگست ۱۹۷۴ء

۴۷۔ حیات شاہ رکن الدین علیہ الرحمہ'

مشمولہ رکن دین (کتاب الصلوۃ) مطبوعہ سیالکوٹ' ۱۹۷۴ء

۴۸۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' ستمبر ۱۹۷۴ء

۴۹۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی' آفاق' لاہور' ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۴

۵۰۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' اکتوبر ۱۹۷۴ء

۱۹۷۵ء

۵۱۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جنوری ۱۹۷۵ء

۵۲۔ اعجاز فاروقی' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جنوری ۱۹۷۵ء

۵۳۔ حضرت شاہ محمد رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ'

ماہنامہ انوار الصوفیہ' قصور جنوری ۱۹۷۵ء

۵۴۔ حالات مبارک علامہ مفتی محمد محمود الوری' مشمولہ رکن دین' حصہ دوم (سیالکوٹ)' ۱۹۷۵ء

۵۵۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نعتیہ شاعری' الجاہد' کانپور' ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء

۵۶۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' مئی ۱۹۷۵ء

۵۷۔ امیر ملت قدس سرہ' ہفت روزہ انوار الصوفیہ' قصور' مئی و جون ۱۹۷۵ء

۵۸۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' مئی ۱۹۷۵ء

۵۹۔ گردش ایام' ماہنامہ الجاہد' کانپور' یکم اگست ۱۹۷۵ء

۶۰۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' اگست ۱۹۷۵ء

۶۱۔ مفتی محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ' ہفت روزہ الہام' بہاولپور' ۱۴۔ اگست ۱۹۷۵ء

Marfat.com

۶۲۔ فاضل بریلوی شیخ الاسلام مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ'
ہفت روزہ الہام' بہاولپور' اکتوبر ۱۹۷۵ء
۶۳۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' اکتوبر نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء

۱۹۷۶ء

۶۴۔ تاثرات' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جنوری فروری ۱۹۷۶ء
۶۵۔ حیات فاضل بریلوی' مشمولہ الاستمداد' لاہور (مصنفہ احمد رضا خاں)' ۱۹۷۶ء
۶۶۔ نظام مصطفیٰ' ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' ۷ مارچ ۱۹۷۶ء
۶۷۔ احمد رضا خاں بریلوی' شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا' لاہور' ۱۵ اپریل ۱۹۷۶ء
۶۸۔ تاثرات ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' اپریل مئی جون جولائی ۱۹۷۶ء
۶۹۔ حیرت کدہ مٹی' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' ستمبر ۱۹۷۶ء
۷۰۔ وجود و شہود' ماہنامہ الجامعہ' محمدی شریف' ستمبر ۱۹۷۶ء
۷۱۔ حیرت کدہ مٹی' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' اکتوبر نومبر ۱۹۷۶ء

۱۹۷۷ء

۷۲۔ سیٹھ احمد میمن' مشمولہ "تحریک پاکستان کے کارکن"
مرتبہ حکیم آفتاب احمد قرشی لاہور
۷۳۔ حیرت کدہ مٹی' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جنوری ۱۹۷۷ء
۷۴۔ مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف' روزنامہ جنگ' کراچی' ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء
۷۵۔ مولانا احمد رضا خاں کے خلفاء' روزنامہ جنگ' کراچی' ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء
۷۶۔ مولانا احمد رضا خاں کے خلفاء' روزنامہ جنگ' کراچی' ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء
۷۷۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی' روزنامہ جنگ' کراچی' ۱۹ فروری ۱۹۷۷ء
۷۸۔ حیرت کدہ مٹی' ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' جون ۱۹۷۷ء

Marfat.com

مقدمے

(مندرجہ ذیل کتب پر مقدمے تحریر کیے گئے)

۱۹۶۹ء

۱۔ محمد مظہر اللہ، مفتی: مکاتیب مظہری، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۹ء

۲۔ محمد مظہر اللہ، مفتی: مواعظ مظہری، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۹ء

۳۔ محمد مظہر اللہ، مفتی: فتاویٰ مظہری، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۹ء

۱۹۷۳ء

۴۔ شیر محمد خان اعوان ملک، مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۳ء

۵۔ محمد اقبال مجددی پروفیسر، احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۳ء

۱۹۷۴ء

۶۔ انور علی، سید: دیوان بوٹم، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۴ء

۱۹۷۵ء

۷۔ محمد امیر شاہ گیلانی، انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی شریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

۸۔ انور علی سید، اسلام دی ریلیجن، (انگریزی)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۵ء

۹۔ ظاہر شاہ میاں قادری، سیرت مصطفیٰ، مطبوعہ مدین، سوات، ۱۹۷۵ء

۱۹۷۶ء

۱۰۔ عبدالحکیم شرف قادری، محمد مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

۱۹۷۷ء

۱۱۔ محمد انوار اللہ نعیمی مفتی، فتاویٰ نوریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

۱۲۔ فیاض احمد خاں کاوش، پروفیسر، آفتاب ولایت، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۷ء

۱۳۔ محمد صادق قصوری، خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۱۴۔ محمد مرغوب اختر الحامدی: مولانا، امام نعت گویاں، مطبوعہ ساہیوال، ۱۹۷۷ء

۱۵۔ فیاض احمد خاں کاوش: پروفیسر: دیوان نور و نکہت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

Marfat.com

۱۶۔ محمد مرید احمد چشتی سیالوی، مولانا: فاضل بریلوی دانشوروں کی نظر میں، جلد اول
مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۱۷۔ احمد میاں برکاتی، مولانا: اسلام اور عصری ایجادات، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۱۸۔ محمد مسعود شاہ محدث دہلوی، مفتی: فتاویٰ مسعودی، مطبوعہ حیدر آباد، سندھ

۱۹۔ محمد مظہر اللہ مفتی، مرقع مظہری، سیالکوٹ

۲۰۔ فیاض احمد خاں کاوش، پروفیسر: پیران پیر، کراچی

۲۱۔ محمد مرید احمد چشتی سیالوی، مولانا: فاضل بریلوی دانشوروں کی نظر میں، جلد دوم، لاہور (زیر طبع)

۲۲۔ عبدالرحمٰن چھوہروی مولانا: سحیر العقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول المسمٰی بہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، لاہور (زیر طبع)

پیش لفظ

(مندرجہ ذیل کتابوں پر پیش لفظ تحریر کئے گئے)

۱۹۶۹ء

۱۔ محمد مظہر اللہ، مفتی: ارکان دین، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۲۔ محمد مظہر اللہ، مفتی: مظہر الاخلاق، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۹ء

۱۹۷۲ء

۳۔ تاج محمد صدیقی قادری، الصدیق العتیق، مطبوعہ پشاور، ۱۹۷۲ء

۱۹۷۶ء

۴۔ محمد مظہر اللہ، مفتی: مظہر العقائد، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء

۱۹۷۸ء

۵۔ قمر یزدانی، مولانا، ذکر خیر الوریٰ، لاہور (۱)

۶۔ محمد خلیل خاں برکاتی، مفتی: پاکیزہ خواتین، حیدر آباد سندھ، (زیر طبع)

۷۔ سعید احمد کندھر، پروفیسر: عہد رسالت اور عہد خلافت کی جنگیں (سندھی)

۱۔ اس کی طباعت "مہر درخشاں" کے عنوان سے ہوئی۔

Marfat.com

پیغامات

(مندرجہ ذیل پیغامات جاری کئے)

۱۹۷۲ء

۱۔ پیغام برائے یوم رضا مرکزی مجلس رضا' لاہور' مشمولہ "پیغامات یوم رضا"
مرتبہ محمد مقبول احمد' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

۱۹۷۴ء

۲۔ پیغام برائے مجلس مذاکرہ "فاضل بریلوی اور تخلیق نظریہ پاکستان" منعقدہ ۹ مارچ ۱۹۷۴ء
خالق دینا ہال' کراچی

۳۔ پیغام برائے سالانہ اجلاس انجمن طلباء اسلام منعقدہ ۲۹۔۳۰ نومبر یکم دسمبر ۱۹۷۴ء لاہور

۱۹۷۶ء

۴۔ پیغام برائے یوم نظام مصطفیٰ' ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' جون ۱۹۷۶ء

۵۔ پیغام برائے ماہنامہ The Message International ورلڈ اسلامک مشن'
کراچی

مکاتیب

(مندرجہ ذیل کتب و رسائل اور اخبارات میں مکتوبات شائع ہوئے)

۱۹۷۲ء

۱۔ ماہنامہ مہر و ماہ' لاہور' شمارہ ۱۹۷۲ء

۱۹۷۳ء

۲۔ ماہنامہ رشاد' سیالکوٹ' شمارہ' جنوری ۱۹۷۳ء

۳۔ خبرنامہ اسلامک انٹرنیشنل' کراچی' نومبر ۱۹۷۳ء

۱۹۷۵ء

۴۔ ہفت روزہ الہام' بہاولپور' شمارہ دسمبر ۱۹۷۵ء

Marfat.com

۱۹۷۶ء

۵۔ ماہنامہ الدعوۃ الاسلامیہ' (بریڈ فورڈ) شمارہ جنوری ۱۹۷۶ء

۶۔ ماہنامہ نور الحبیب' بصیر پور' شمارہ جولائی ۱۹۷۶ء

۱۹۷۷ء

۷۔ تذکرۃ المحدثین' (مولفہ مولانا غلام رسول سعیدی) مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۷ء

۸۔ محمد نور' (مولفہ مولانا محمد منشا تابش قصوری) مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۷ء

۹۔ ماہنامہ اشرفیہ' (مبارک پور' اعظم گڑھ)' شمارہ مئی ۱۹۷۷ء

۱۰۔ فتاویٰ نوریہ' (مصنفہ مفتی محمد نور اللہ نعیمی) مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۷ء

تبصرے

(مندرجہ ذیل کتب و رسائل پر تبصرے تحریر کئے گئے)

۱۹۶۸ء

۱۔ انعام الحق کوثر' ڈاکٹر: "بلوچستان میں اردو" مطبوعہ لاہور' ۱۹۶۸ء

تبصرہ مطبوعہ سہ ماہی "اردو" کراچی' شمارہ ۱۹۷۱ء

۱۹۷۱ء

۲۔ محمد امیر شاہ گیلانی' مولانا سید: "سوانح حضرت شاہ عبد اللہ المعروف بہ صحافی"

مطبوعہ پشاور ۱۹۷۱ء

۱۹۷۲ء

۳۔ محمد امیر شاہ گیلانی' مولانا سید: "تذکرہ علماء و مشائخ سرحد" حصہ دوم'

مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۲ء

(تبصرہ مطبوعہ پندرہ روزہ الحسن' پشاور' ۱۵ مارچ ۱۹۷۴ء)

۴۔ محمد امیر شاہ گیلانی' مولانا: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ' مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۲ء

۱۹۷۴ء

۵۔ حضور احمد سلیم' پروفیسر: دوبیتی باباطاہر عریاں' مطبوعہ حیدر آباد' سندھ ۱۹۷۴ء

Marfat.com

۶۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ختم نبوت نمبر، لاہور دسمبر ۱۹۷۴ء
(تبصرہ مطبوعہ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور فروری ۱۹۷۵ء)
۷۔ ظاہر شاہ میاں قادری، مولانا: تعظیم مصطفیٰ در مملکت کبریا، مطبوعہ مدین
۸۔ ظاہر شاہ میاں قادری، مولانا: ضیاء الصدور لمنکر التوسل باهل القبور، مدین، سوات
(تبصرہ مطبوعہ پندرہ روزہ "الحسن"، پشاور یکم جون ۱۹۷۴ء)
۹۔ عبدالشاهد خان شیروانی: باغی ہندوستان، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۴ء
۱۰۔ محمد نوراللہ نعیمی، مفتی: فتاویٰ نوریہ، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
۱۱۔ محمد منشا تابش قصوری، مولانا: محمد نور، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
(تبصرہ مشمولہ "اغثنی یا رسول اللہ" مرتبہ محمد منشاء تابش قصوری مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء)

۱۹۷۵ء

۱۲۔ انور علی، سید: دیوان خورشید، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۵ء

۱۹۷۶ء

۱۳۔ اقدس تسبیحی: مراسم عروس ایرانی، مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۷۶ء
۱۴۔ شریف احمد شرافت نوشاہی، سید: منتخب اعجاز التواریخ (مرتبہ سید عارف نوشاہی)
مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء
۱۵۔ اسلم بستوی، مولانا: اوراق گل، مطبوعہ بلرام، ۱۹۷۶ء
(تبصرہ مشمولہ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ شمارہ مئی و جون ۱۹۷۷ء)
۱۶۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور شمارہ جون ۱۹۷۶ء

حوالے

(ان کتب ورسائل اور اخبارات کی فہرست جن میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے یا ان کی کتابوں پر تبصرہ کیا ہے یا ان کا ذکر کیا گیا ہے)

کتب

۱۹۶۲ء

Marfat.com

۱۔ رضا محمد حضرت جی: مخزن الاسرار، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۲ء

۲۔ معین الحق، ڈاکٹر: اخبار رنگین، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء

۱۹۶۳ء

حفیظ ملک، ڈاکٹر: مسلم نیشنلزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ واشنگٹن ۱۹۶۳ء

۱۹۶۴ء

۳۔ عبدالشکور، پروفیسر: شاہ غمگین، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۴ء

۱۹۶۵ء

۴۔ محمد طاہر فاروقی، پروفیسر: پاکستان میں اردو، مطبوعہ پشاور ۱۹۶۵ء

۵۔ وائی۔ ایس۔ طاہر علی، پروفیسر: تحفتہ الخواص (ترجمہ اردو درۃ الغواص للحریری) مطبوعہ حیدر آباد، سندھ ۱۹۶۵ء

۱۹۶۶ء

۶۔ عبدالسلام، ڈاکٹر: اردو رباعیات، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۶ء

۷۔ سلطانہ جہاں، پروفیسر: پاکستانی یونیورسٹیوں کے ادباء، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد ۱۹۶۶ء

۱۹۶۸ء

۸۔ رپورٹ پنجاب یونیورسٹی، لاہور برائے سال ۱۹۶۷ء۔ ۱۹۶۸ء مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء

۹۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر: بلوچستان میں اردو، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء

۱۹۶۹ء

۱۰۔ محمد مسعود احمد ڈاکٹر: تذکرہ مظہر مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۱۹۷۰ء

۱۱۔ عبدالجمیل اسلام اختر: سندھ میں اردو مطبوعات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

۱۲۔ محمد اسلم، پروفیسر: تاریخی مقالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

۱۳۔ محمد بہاؤ الحق قاسمی: تذکرہ اسلاف، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

۱۹۷۱ء

۱۴۔ محمد عارف رضوی: اختتامیہ فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء

Marfat.com

۱۹۷۳ء

۱۵۔ اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر: علماء ان پالیٹکس، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۳ء
عبدالحق سرہندی، پروفیسر: جن ڈور وسایا ڑہ، مطبوعہ حیدر آباد، ۱۹۷۳ء

۱۹۷۴ء

۱۶۔ انور علی، سید: ریلجین دی سائنس آف لائف، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۴ء
۱۷۔ محمد موسیٰ امرتسری، حکیم: حاشیہ باغی ہندوستان، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۴ء
۱۸۔ گل محمد فیضی: آزادی کی ان کہی کہانی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۴ء

۱۹۷۵ء

۱۹۔ رحیم بخش شاہین، پروفیسر: اوراق گم گشتہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء
۲۰۔ شمس بریلوی، ''مولانا احمد رضاخاں کے نعتیہ کلام کا تحقیقی وادبی جائزہ''
مشمولہ حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۵ء
۲۱۔ عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد: یاد اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء
۲۲۔ محمد منشا تابش قصوری، مولانا: اغثنی یارسول اللہ، مطبوعہ لاہو، ۱۹۷۵ء
۲۳۔ نور محمد قادری، سید: اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء
۲۴۔ نور محمد قادری، سید: اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء

۱۹۷۶ء

۲۵۔ خلیل اشرف قادری، مولانا: طمانچہ، مطبوعہ ساہیوال، ۱۹۷۶ء
۲۶۔ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری، مولانا: رسائل رضویہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء
۲۷۔ جمیل احمد شرقپوری، صاحب زادہ: مسلک مجدد، شرقپور، ۱۹۷۶ء
۲۸۔ عبدالرشید، میاں: اسلام براعظم پاک وہند میں، لاہور، ۱۹۷۶ء
۲۹۔ محمد حنیف محمد: نائب غوث، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء
۳۰۔ محمد سلیمان اظہر، مولانا: احمد رضا خاں بریلوی اور تحریک آزادی برصغیر،
مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء
۳۱۔ محمد صادق قصوری، اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

Marfat.com

۳۲۔ محمد صادق قصوری، تکملہ تذکرہ نقشبندیہ، مولفہ نور بخش توکلی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

۳۳۔ محمد فاروق القادری، پروفیسر سید: تحریک پاکستان اور علماء دیوبند، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

۳۴۔ محمد مقبول احمد قادری، رپورٹ مرکزی مجلس رضا، لاہور مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء ☆
(برائے سال ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۶ء)

۱۹۷۷ء

۳۵۔ احمد اقبال قاسمی، پروفیسر: مسلمانوں کی قرآنی خدمات میں سندھ کا حصہ،
سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد، سندھ

۳۶۔ زاہد حسین انجم، انسائیکلوپیڈیا پاکستان، لاہور

۳۷۔ زاہد القادری، ابو سعید: امام احمد رضا اکابر کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۳۸۔ غلام رسول سعیدی، مولانا: تذکرۃ المحدثین، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۳۹۔ محمد اقبال مجددی، پروفیسر: مآثر المعاصرین، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۴۰۔ محمد عارف، پروفیسر سید: تذکرہ مسعود (مشمولہ سیرت مجدد الف ثانی)
مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۷ء

۴۱۔ معراج الدین قریشی، پروفیسر: اردو کی ترقی میں صوبہ سندھ کی خدمات، سندھ یونیورسٹی
مقالۂ ڈاکٹریٹ (زیر ترتیب)

۴۲۔ (۸) مقبول احمد قادری: مختصر رپورٹ، مرکزی مجلس رضا، لاہور مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

رسائل

۱۹۶۱ء

۴۳۔ ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ، شمارہ ستمبر ۱۹۶۱ء

۱۹۶۴ء

۴۴۔ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، شمارہ فروری ۱۹۶۴ء

☆ نوٹ: مولانا افتخار احمد (الجامعہ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ) نے ۱۹۷۶ء میں ہندوستان کے کسی رسالے میں ایک فعال شخصیت کی حیثیت سے ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا تعارف کرایا تھا ---- اصلاحی

Marfat.com

۴۵۔ ماہنامہ عقیدت' نئی دہلی' شمارہ جولائی' اگست ۱۹۶۴ء

۴۶۔ ماہنامہ الرحیم' حیدر آباد' سندھ شمارہ جون ۱۹۶۴ء

۱۹۶۵ء

۴۷۔ ماہنامہ معارف' اعظم گڑھ' شمارہ فروری ۱۹۶۵ء

۴۸۔ ماہنامہ منادی' دہلی' شمارہ' ۱۹۶۵ء

۱۹۶۶ء

۴۹۔ ماہنامہ برھان' دہلی' شمارہ فروری ۱۹۶۶ء

۵۰۔ ماہنامہ منادی' دہلی' شمارہ دسمبر ۱۹۶۶ء

۱۹۶۸ء

۵۱۔ رپورٹ پنجاب یونیورسٹی' لاہور' ۱۹۶۸ء

۱۹۷۱ء

۵۲۔ ماہنامہ رضوان' لاہور' شمارہ اپریل' مئی ۱۹۷۱ء

۵۳۔ ماہنامہ عرفات' لاہور' شمارہ اپریل' مئی ۱۹۷۱ء

۵۴۔ ماہنامہ حنفی' لاہور' شمارہ مئی ۱۹۷۱ء

۵۵۔ ماہنامہ فیض رضا' لائل پور' شمارہ مئی ۱۹۷۱ء

۵۶۔ ماہنامہ رضائے حبیب' گجرات' شمارہ جون ۱۹۷۱ء

۵۷۔ ماہنامہ فکر و نظر' اسلام آباد' شمارہ جولائی ۱۹۷۱ء

۵۸۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' شمارہ جولائی ۱۹۷۱ء

۵۹۔ ماہنامہ سیارہ' لاہور' شمارہ جولائی ۱۹۷۱ء

۶۰۔ ماہنامہ الحبیب' لاہور' شمارہ جولائی و اگست ۱۹۷۱ء

۶۱۔ ماہنامہ اسرار حکمت' لاہور' شمارہ ستمبر اکتوبر ۱۹۷۱ء

۶۲۔ ماہنامہ فیض الاسلام' راولپنڈی' شمارہ ستمبر ۱۹۷۱ء

Marfat.com

۶۳۔ ماہنامہ کتاب' لاہور' شمارہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۷۱ء

۶۴۔ ماہنامہ العلم' کراچی' شمارہ اکتوبر و دسمبر ۱۹۷۱ء

۶۵۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ' گوجرانوالہ' شمارہ ۱۹۷۱ء

۱۹۷۲ء

۶۶۔ ماہنامہ مہر و ماہ' لاہور' شمارہ ۱۹۷۲ء

۶۷۔ ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' شمارہ ستمبر ۱۹۷۲ء

۱۹۷۳ء

۶۸۔ ماہنامہ رشاد سیالکوٹ' شمارہ جنوری ۱۹۷۳ء

۶۹۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ' قصور شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء

۷۰۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ' گوجرانوالہ' شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء

۷۱۔ ماہنامہ فیض رضا' لائل پور' شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء

۱۹۷۴ء

۷۲۔ ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' شمارہ جنوری ۱۹۷۴ء

۷۳۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' شمارہ جنوری ۱۹۷۴ء

۷۴۔ ماہنامہ فیض الاسلام' راولپنڈی' شمارہ جنوری ۱۹۷۴ء

۷۵۔ ماہنامہ فکر و نظر' اسلام آباد' شمارہ مارچ ۱۹۷۴ء

۷۶۔ ماہنامہ Minart' کراچی' شمارہ اگست ۱۹۷۴ء

۷۷۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' شمارہ نومبر ۱۹۷۴ء

۷۸۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ' قصور' شمارہ دسمبر ۱۹۷۴ء

۷۹۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ' گوجرانوالہ' شمارہ دسمبر ۱۹۷۴ء

۱۹۷۵ء

۸۰۔ ماہنامہ المعارف' لاہور' شمارہ جنوری و فروری ۱۹۷۵ء

۸۱۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' شمارہ جنوری و فروری ۱۹۷۵ء

۸۲۔ پندرہ روزہ الحسن' پشاور' شمارہ ۱۰ فروری ۱۹۷۵ء

Marfat.com

۸۳۔ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ' لاہور' شمارہ اپریل ۱۹۷۵ء

۸۴۔ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ' لاہور' شمارہ اپریل ۱۹۷۵ء

۸۵۔ ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' شمارہ مئی ۱۹۷۵ء

۸۶۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ' گوجرانوالہ' شمارہ جون ۱۹۷۵ء

۸۷۔ ماہنامہ رضائے حبیب' گجرات' شمارہ جون ۱۹۷۵ء

۸۸۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ' قصور' شمارہ مئی و جون ۱۹۷۵ء

۸۹۔ ماہنامہ اردو' کراچی' شمارہ اپریل تا جون ۱۹۷۵ء

۹۰۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

۹۱۔ ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' شمارہ اگست ۱۹۷۵ء

۹۲۔ ماہنامہ عرفات' لاہور' شمارہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۷۵ء

۱۹۷۶ء

۹۳۔ ماہنامہ الدعوۃ الاسلامیہ' بریڈ فورڈ' شمارہ جنوری ۱۹۷۶ء

۹۴۔ ماہنامہ الرشید' لاہور' شمارہ فروری و مارچ ۱۹۷۶ء

۹۵۔ ماہنامہ المیزان' بمبئی' شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء

۹۶۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء

۹۷۔ شاہکار انسائیکلوپیڈیا' لاہور' شمارہ یکم مئی ۱۹۷۶ء

Marfat.com

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ادبی خدمات

از ـــــ ڈاکٹر غلام یحییٰ مصباحی

نام محمد مسعود، والد ماجد مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (شاہی امام جامع فتح پوری دہلی) ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام سیدہ عائشہ بیگم بنت سید واحد علی شاہ ہے۔ محمد مسعود ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۳۰ء مسجد فتح پوری، دہلی کے قریبی محلے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۱ء کے قریب محمد مسعود احمد کے نانا سید واحد علی شاہ نے پیش گوئی کی کہ ان کی بیٹی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو عالم اسلام میں نام پیدا کرے گا۔ وہ بیٹی محمد مسعود احمد صاحب کی والدہ ماجدہ تھیں۔ پروفیسر صاحب مسلکاً سنی حنفی ہیں۔ مشرباً نقشبندی مجددی اور نسبتاً والدہ کی جانب سے صدیقی اور والدہ کی طرف سے سید ہیں۔ مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی ان کے پردادا، مفتی محمد سعید دادا اور مفتی عبدالمجید دہلوی ثم الاجمیری برادر جد امجد ہیں۔ مولانا سید واحد علی شاہ دہلوی نانا اور مولانا سید نیاز علی شاہ دہلوی پرنانا ہیں۔

۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء میں ہندوستان دہلی سے انہوں نے پاکستان ہجرت کی۔ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ / ۱۲ اگست ۱۹۶۴ء کو کراچی پاکستان میں سیدہ نعیمہ بیگم بنت سید مظہر علی سے پروفیسر صاحب کا نکاح ہوا۔ پروفیسر صاحب کی موجودہ مستقل رہائش کراچی میں ہے

۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۷ء تک ان کے والد ماجد مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی نے ان کی پرورش و پرداخت کی۔ ۱۹۴۸ء میں ان کے زیر نگرانی قرآن مجید ختم کیا۔ ۱۳ شوال ۱۳۰۹ھ / ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ عربیہ جامع مسجد فتح پوری، دہلی میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۴ء تک پانچ برس عربی علوم و فنون کی تحصیل کی۔ اسی کے ساتھ اپنے والد گرامی سے بھی عربی و فارسی علوم کی تحصیل کرتے رہے۔ ۱۹۴۲ء میں محمد مسعود احمد کے بزرگ برادر مولانا محمد منور احمد کا عالم شباب میں انتقال ہوا۔ مسلم لیگ کے دہلی سیشن منعقدہ ۱۹۴۳ء اجمیری گیٹ، نئی دہلی میں شرکت کی جس کی صدارت قائد اعظم پاکستان محمد علی جناح کر رہے تھے۔ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء میں اورینٹل کالج، مسجد فتح پوری، دہلی میں داخلہ لیا اور فارسی

Marfat.com

علوم و فنون کی تحصیل کے بعد فاضل فارسی کے نصاب کی تکمیل کی اور مشرقی پنجاب یونیورسٹی شملہ سے امتحان پاس کیا۔ ادارہ شرقیہ' جامع مسجد دہلی میں ۱۳۳۸ھ / ۱۹۴۸ء میں داخلہ لیا اور چند ماہ پڑھا۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں دہلی سے حیدر آباد روانہ ہوئے جہاں انہوں نے عمہ محترمہ کے ہاں ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۸ء تک مستقل قیام کیا اور حیدر آباد ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ۱۹۴۸ء اور ۱۹۵۸ء کا درمیان عرصہ میں ان کی عمہ محترمہ حمیدہ بانو اور ہمشیرہ محترمہ فاطمہ بیگم نے ان کے ساتھ شفقت و کفالت کا برتاؤ کیا۔ ان کے بڑے بھائی مولانا محمد منظور احمد کا ۱۳۶۹ھ / ۲۸ مئی ۱۹۴۹ء کو حیدر آباد (سندھ) میں انتقال ہوا۔

پنجاب یونیورسٹی 'لاہور سے ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا لیو پولڈ اسد کی انگریزی کتاب Islam at the cross road کے بعض ابواب کا "اسلام دوراہے پر" کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۵۲ء میں کریسنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ' خیر آباد (سندھ) سے ٹائپنگ کا کورس مکمل کر کے ڈپلومہ حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء میں فاضل اردو کا امتحان پاس کیا۔ اسی یونیورسٹی سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۵۳ء میں پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ نے یہ پیش گوئی کی کہ محمد مسعود احمد اپنے تمام بھائیوں سے آگے نکل جائیں گے اور اپنے اجداد کا نمونہ ثابت ہوں گے۔ ۱۹۵۴ء میں ان کے والد ماجد نے اپنا سیاہ رنگ کا جبہ ان کو دیا اور خاص خاندانی عملیات اور حصن و حصین کی اجازت دی۔ پنجاب یونیورسٹی' لاہور سے ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ لاہور میں "بزم مظہریہ" کی بنیاد رکھی جس کی سرپرستی میں پہلی بار داتا دربار میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۸ نومبر ۱۹۵۶ء کو منعقد کی۔ سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد (سندھ) میں شعبہ اردو میں ایم اے میں داخلہ لیا اور ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۸ء میں اس یونیورسٹی سے ایم اے (اردو) پاس کیا۔ شرقی علوم کے امتحانات اور ایم اے اور ایم ایڈ کے امتحانات میں اول آئے۔ چانسلر سندھ یونیورسٹی کی طرف سے گولڈ میڈل ملا اور وائس چانسلر کی طرف سے سلور میڈل ملا۔ مقالہ ڈاکٹریٹ "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر اور تاریخی جائزہ" مکمل کر کے سندھ یونیورسٹی میں پیش کیا جس پر اسی سال وائیوا ہوا اور فروری ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی' جام شورو نے پی ایچ ڈی

Marfat.com

کی ڈگری دینے کا اعلان کیا۔ ان کے اساتذہ میں مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی اور پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (سندھ یونیورسٹی) قابل ذکر ہیں۔

۱۱ اگست ۱۹۵۸ء کو شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میرپور خاص، ضلع تھرپارکر، سندھ میں لیکچرر کی حیثیت سے پروفیسر محمد مسعود احمد کا تقرر ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں سندھ یونیورسٹی حیدر آباد (سندھ) کے بورڈ آف سٹڈیز کے ممبر کی حیثیت سے ان کی پہلی تقرری ہوئی۔ ۱۹۶۲ء میں پروفیسر صاحب سندھ یونیورسٹی کے پیپر سیٹر اور ایگزامنر مقرر ہوئے۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، حیدر آباد سندھ میں پیپر سیٹر اور ممتحن ۲۸ سال تک رہے۔ ۱۹۶۵ء میں لیکچرر ایسوسی ایشن میرپور خاص تھرپارکر، سندھ یونٹ کے صدر منتخب ہوئے۔ بعد میں ریجنل ایسوسی ایشن سندھ حیدر آباد کے صدر رہے۔ مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن، لاہور نے پروفیسر (کلاس ون جونیئر) کی حیثیت سے ۶ر جولائی ۱۹۶۶ء / ۱۳۸۵ھ کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا انتخاب کیا۔ ۱۸ اگست ۱۹۶۶ء کو شاہ عبداللطیف گورنمنٹ ڈگری کالج، میرپور خاص میں لیکچرر کی حیثیت سے فارغ ہو کر ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء کو گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ (بلوچستان) میں شعبہ اردو کے پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں گورنمنٹ کالج، لورالائی (بلوچستان) کے پرنسپل کی حیثیت سے تقرر ہوا۔ کمشنر کوئٹہ اور قلات ڈویژن نے گزٹیڈ افسروں کے زبانی امتحان کے لئے ممتحن مقرر کیا۔ مغربی پاکستان کا ون یونٹ ختم ہونے کے بعد کوئٹہ (بلوچستان) سے گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں، سندھ میں تبادلہ ہوا۔ جہاں ۲۰ جولائی ۱۹۷۰ء کو پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ سے تبادلہ ہوا اور ۲۳ نومبر ۱۹۸۹ء کو گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر، سندھ میں پرنسپل کی حیثیت سے چارج لیا۔ محمد مسعود احمد صاحب پروفیسر کے عہدے پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان کے کئی دوسرے ممتاز عہدوں پر بھی فائز رہے۔ غرض وہ ۲۱ اپریل ۱۹۹۱ء کو اپنی طویل ملازمت سے ریٹائر ہوئے اور کراچی سکونت اختیار کی اور اسی سن میں حج کیا۔

تصنیف و تالیف

Marfat.com

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے ملازمت کی تمام تر ذمہ داریوں کے ساتھ اردو ادب کی بہت خدمات انجام دی ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کو دنیائے اردو ادب میں بلند مقام حاصل ہو گیا ہے۔ مختلف دینی و علمی موضوعات کے علاوہ صرف رضویات پر ان کی گراں قدر تصانیف و مقالات منظرعام پر ارباب علم و دانش سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک لمبے عرصہ سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی شخصیت اور علمی کارناموں پر نئے انداز میں مختلف جہتوں سے تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے مولانا بریلوی کی شخصیت کو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر روشناس کرانے کی بے لوث خدمات انجام دی ہیں۔ ڈاکٹر مسعود کی شخصیت گذشتہ کئی سالوں میں نہ صرف ہندو پاک بلکہ بیرون ممالک میں بھی متعارف ہو چکی ہے تعارف کا واحد سبب ان کی علمی و تحقیقی کاوشیں ہیں۔ یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کو امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس منعقدہ شیرٹن ہوٹل کراچی کے پہلے سیشن میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (کراچی) کی طرف سے پروفیسر صاحب کو امام احمد رضا پر عالمی سطح کی بیس سالہ تحقیقی کاوشوں کے اعتراف کے طور پر گولڈ میڈل دیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے زمانہ طالب علمی (۱۹۵۷ء) ہی سے مضمون نگاری کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ہندو پاک کے رسائل و جرائد و اخبارات مثلاً" معارف (اعظم گڑھ)' برہان (دہلی) نوائے ادب (بمبئی) ماہنامہ اشرفیہ (مبارک پور' اعظم گڑھ) العلم (کراچی) اخبار جہاں' (کراچی) ماہنامہ اظہار (کراچی) فکر و نظر (اسلام آباد) قومی زبان (کراچی) فاران (کراچی) سیارہ (لاہور) رشاد (سیالکوٹ) جہاں نما (لاہور) وغیرہ میں علمی و ادبی مضامین لکھتے رہے۔ ان کے مضامین مقبولیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے۔ مختلف کتابوں کے ترجمے کئے اور ان پر مبسوط مقدمے بھی لکھے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین' مقدمے اور تبصرے دو سو سے زائد متجاوز ہیں۔ ادب' تاریخ سیرت و سوانح اور اسلامیات کے موضوع پر ان کی علمی و فنی کاوشیں ہیں۔ سندھ یونیورسٹی کے مضمون نگاری کے مقابلہ میں حصہ لیا اور اول انعام پایا۔ وزارت امور مذہبی' حکومت پاکستان کی طرف سے اسلام آباد میں دسمبر ۱۹۸۳ء میں سیرت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ایک مقالہ بعنوان

Marfat.com

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت دہندہ نظام معیشت" پیش کیا جو بعد میں وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان نے "مقالات سیرت" میں شائع کر دیا۔ آل پاکستان اسلامک سٹڈیز کانفرنس منعقدہ سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد میں ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء کو مقالہ پیش کیا جس کا عنوان یہ تھا "بارہویں صدی ہجری میں پاک و ہند میں اردو تراجم قرآن" بعد میں یہ مقالہ نوائے ادب، بمبئی (شمارہ جولائی ۱۹۶۳ء) میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کئی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں مقالے اور مضامین پیش کئے اور انعام و اکرام سے نوازے گئے۔

انداز نگارش اتنا دلکش، موثر، سائنٹفک اور پرکشش ہوتا ہے جس میں حسن و جمال، پاکیزگی و درخشانی، انداز اسلوب میں سلیم الفطرت طبع مومنانہ کی عاشقانہ جولانی ایک ایک جملے اور ایک ایک لفظ سے جھلک رہی ہے۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کے مقالات و مضامین کے علاوہ ان کی تصنیفات و تالیفات بھی مذکورہ بالا خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کی تصانیف، تالیفات و تراجم کی مجموعی تعداد ۷۴ ہے لیکن ان کے پاس اب بھی اتنا مواد موجود ہے کہ آسانی سے نو دس کتابیں مدون ہو سکتی ہیں۔ مثلاً" ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد ماجد کے حالات اور کارناموں پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن اس کے باوجود اُن کے پاس مکاتیب کا ایک بڑا ذخیرہ اب بھی موجود ہے جو "مکاتیب مظہری" جلد دوم میں سمیٹا جائے گا۔ والد گرامی کے بہت سے قلمی فتوے بھی ان کے پاس ہیں جو "مرقع مظہری" کے عنوان سے ایک ضخیم جلد بن سکتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کے پاس مشاہیر کے خطوط کا بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے جو "خطوط مشاہیر" کے نام سے مرتب کیا جا سکتا ہے۔ عبدالواحد یکتا دہلوی شاگرد بیخود دہلوی کے خطوط کی تو ایک پوری فائل ہے جو "مکاتیب عبدالواحد یکتا دہلوی" کے عنوان سے مرتب ہو سکتی ہے۔ ان کے بہت سے مکاتیب مختلف احباب و عقیدتمندوں کے پاس ہیں جو "مکاتیب مسعودی" کے نام سے مرتب ہو سکتے ہیں۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کو علمی اور تاریخی تحقیق کا فطری ذوق ہے مذکورہ بالا تصنیفات، تالیفات، تراجم وغیرہ سے ان کی شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ان تصنیفات وغیرہ کو دیکھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان کو اردو ادب سے بہت گہرا لگاؤ ہے انہوں نے اس کی خوب خوب خدمات انجام دیں۔ جن کا اردو ادبی خدمات میں نمایاں کردار انجام دینے کا

Marfat.com

اعتراف کرنا پڑے گا۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب محققانہ انداز فکر کے ساتھ ساتھ غیر متعصب قلب و نظر بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حقائق کو بے لاگ پیش کرتے ہیں۔ نہ کسی کی دل آزاری ان کا مقصود ہوتا ہے اور نہ کسی کی تذلیل و تحقیر۔ بعض اہل قلم حقائق کو ایک طے شدہ رائے کی بنیاد پر لاتے ہیں مگر پروفیسر صاحب اس کے برعکس رائے کو حقائق کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں عارف دہلوی مدیر ماہنامہ الاشرف' (کراچی) لکھتے ہیں۔

"جتنے پیارے اور دل موہ لینے ولے انداز میں گفتگو فرماتے ہیں اس سے کہیں زیادہ دلکش انداز تحریر کے مالک ہیں۔ نقد و نظر اور تحقیق کا سلیقہ عطیہ خداوندی کی صورت میں ملا ہے"

ڈاکٹر محمود حسین (وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) تحریر فرماتے ہیں۔

"ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا انداز بیان نہایت دل آویز اور ان کی زبان بڑی شگفتہ ہے۔ آج کا قاری اس سے پوری طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے۔"

علامہ اقبال احمد فاروقی (لاہور) لکھتے ہیں:

"آپ کے انداز تحریر نے اہل ذوق کو داد تحسین دینے پر مجبور کر دیا ہے۔"

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی شخصیت کا اندازہ علماء' صوفیہ' ارباب سیاست و حکومت' فضلاء و محققین کی طرف سے آنے والے اردو اور انگریزی مکاتیب سے لگایا جا سکتا ہے۔ علماء و صوفیاء کی جانب سے آنے والے مکاتیب کی تعداد پندرہ ہے۔ ارباب سیاست و حکومت کی طرف سے ۳ مکاتیب ہیں ان میں ایک مکتوب ڈاکٹر ذاکر حسین صدر جمہوریہ ہند کی طرف سے دوسرا میراں محمد شاہ (سابق مرکزی وزیر حکومت پاکستان) کی طرف سے ہے۔ پروفیسر صاحب کے نام انگریزی زبان میں آئے ہوئے مکاتیب کی تعداد پندرہ ہے جو امریکہ' کناڈا' ہالینڈ اور جرمنی وغیرہ سے آئے ہوئے ہیں۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب بیک وقت مصنف' مولف' مترجم' مضمون نگار اور خطوط نگار بھی ہیں۔ جواب کراچی (پاکستان) میں بقید حیات ہیں اور تصنیف و تالیف وغیرہ میں مصروف ہیں۔

Marfat.com

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک عظیم چشم و چراغ

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر۔ حیدر آباد' سندھ

ڈاکٹر محمد مسعود احمد ہندوپاک میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک عظیم خانقاہ' "خانقاہ مسعودیہ مظہریہ" کے ایک ایسے چشم و چراغ ہیں جنھوں نے ایک طرف مسند رشد و ہدایت کو آباد رکھا تو دوسری طرف تحریر و تحقیق میں اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ جنھوں نے اپنے "قلب اور قلم" دونوں کے ذریعہ اپنے علمی اور روحانی فیوضات سے ایک جہاں کو فیض یاب کر کے اس عظیم نقشبندی خانقاہ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے علمی' تاریخی اور تحقیقی میدان میں جو بڑے بڑے محیرالعقول کارنامے انجام دیئے ہیں' اگرچہ دنیا والوں کی طرف سے آپ کو اس پر کئی گولڈ میڈلز اور ستارۂ امتیاز وغیرہ مل چکے ہیں لیکن فقیر کی نظر میں آپ کے لئے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیاروں نے آپ کو اپنا پیارا بنا کر اپنے دین کی اشاعت' اور اپنے عشق کے فروغ کے لئے چن لیا ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ کرم کے بغیر اتنے بڑے بڑے کام قبلہ ڈاکٹر صاحب کے بس کے نہ تھے۔ یہ سب ان کا کرم ہے۔ اس اعزاز و اکرام پر ڈاکٹر صاحب جتنا ناز کریں کم ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے' یہ بڑے نصیب کی بات ہے

آباء و اجداد

آپ کے والد گرامی جامع مسجد فتح پوری دہلی کے امام اور ہندوپاک کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت حضرت مفتی اعظم ہند مفتی محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ جن کی ۱۴/ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ / مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو وفات ہوئی۔ آپ کے وصال کی خبر ہندوستان اور پاکستان کے قومی اخبارات اور رسائل نے ان الفاظ میں شائع کی۔

"دنیائے تصوف کا شہنشاہ اور آسمان علم و عمل کا آفتاب غروب ہو گیا"

کسی نے لکھا'

"شریعت و طریقت کے ایوانوں میں اداسی چھا گئی" ----

Marfat.com

کسی نے لکھا،

"آسمان سلوک و طریقت کا آفتاب غروب ہو گیا"----

کسی نے لکھا،

"علوم شریعت و معرفت کے اس بے بہا خزینہ کو ہمیشہ کے لئے سپرد خاک کر دیا گیا"۔

کسی نے لکھا،

"عالم باعمل، فاضل بے بدل، فقیہہ یگانہ، شریعت و طریقت کا یہ خورشید تاباں غروب آفتاب کے وقت نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گیا"---

کسی نے کہا،

"دہلی کی بزم صوفیا و اتقیاء، علماء سونی ہو گئی"----

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی مسلمانان عالم کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اسی مفتی اعظم اور اسی ولی کامل اور یگانہ زمانہ کی آغوش رحمت میں پرورش پائی ہے پھر کیوں نہ آپ بھی یگانہ ہوں گے۔

ڈاکٹر صاحب کے جد امجد فقیہہ الہند حضرت خواجہ شاہ محمد مسعود دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے بعد جامع مسجد فتح پوری دہلی سے باقاعدہ درس حدیث اور فتویٰ نویسی کا اس وقت آغاز کیا جب ہندوستان میں دیوبند، بریلی وغیرہ کا کوئی مدرسہ معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔ آپ کی تدریس کا انداز ہی ایسا نرالا تھا کہ درس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت طلباء کو روحانی طور پر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہو جایا کرتی تھی۔ آپ کی علمی اور روحانی عظمتوں کو کون بیان کر سکتا ہے۔ آپ کے متعلق ایک معروف نقشبندی بزرگ حضرت مولانا ہدایت علی جے پوری رحمتہ اللہ علیہ کے اس جامع تبصرہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

"حضرت مولوی مسعود صاحب کی تعریف کیا کی جائے کہ جن کے مرشد سید صاحب (سید امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ) جیسے ہوں۔ اور ان کے خلیفہ و طالب مولوی رکن الدین (الوری رحمتہ اللہ علیہ)

Marfat.com

جیسے ہوں"۔

حضرت خواجہ مفتی رحیم بخش الملقب بہ شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۰ر رجب المرجب ۱۳۰۹ھ ر ۱۸۹۲ء دہلی میں وفات پائی اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کے وصال پر غالباً" حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ قطعہ تاریخ وفات لکھا:

مسعود شہ فرد جہاں ہم شمع بزم عارفاں
محبوب رب لم یزل' صلوا علیہ والہ
شاہ نبی' جاہ علی ہم نور حق سرتابہ پا
برہان ایمان وملل' حسنت جمیع خصالہ
صیت نوالش' چار سو من فیضہ لا تقنطو
بدر الدجی صدر الاجل' کشف الدجی بجمالہ
برداشت از عالم قدم پے سال وصلش از عدم
سعدی بگفتا از ازل' بلغ العلی بکمالہ
۱۳۰۹

حضرت فقیہہ الہند شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے فتوؤں کے مجموعہ "فتاویٰ مسعودی" اور "فتاویٰ مظہری" کے نام سے ڈاکٹر صاحب نے مرتب کر کے شائع کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان دونوں حضرات کے حالات پر "تذکرہ مظہر مسعود" کے نام سے ایک ضخیم کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے ان مذکورہ کتابوں سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔۱

۱۔ مذکورہ بالا کتب مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی نے شائع کی ہیں۔

Marfat.com

ولادت

قبلہ ڈاکٹر صاحب کے نانا سید واحد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ان کی بیٹی سیدہ عائشہ کے یہاں ایک ایسا ہونہار بچہ پیدا ہو گا جو عالم اسلام میں نام پیدا کرے گا۔ چنانچہ ان کی پیش گوئی کے مطابق ۱۳۴۸ھ ر ۱۹۳۰ء کو جامع مسجد فتح پوری' دہلی کے قریبی محلہ میں ڈاکٹر صاحب کی ولادت ہوئی۔

تعلیم

قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی کے زیر نگرانی حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۳۵۹ھ ر ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ عربیہ مسجد جامع فتح پوری' دہلی میں داخل ہو کر پانچ سال علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں اورنٹیئل کالج دہلی سے فارسی علوم کی تحصیل کر کے مشرقی پنجاب یونیورسٹی' شملہ سے فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور حیدر آباد میں اپنی عمہ محترمہ کے یہاں ۱۹۵۸ء تک قیام کیا۔ یہاں آپ نے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک' انٹر' بی۔ اے اور فاضل اردو کے اور سندھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے اردو' ایم ایڈ اور علوم شرقیہ کے امتحانات پاس کیے۔ اور سندھ یونیورسٹی سے گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کیے۔ ۱۹۷۱ء میں اسی یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ملازمت

آپ نے تعلیم سے فراغت کے بعد تعلیم ہی کا مقدس پیشہ اپنایا۔ ۱۹۵۸ء میں بحیثیت لیکچرار شاہ عبد اللطیف گورنمنٹ کالج' میر پور خاص میں آپ کی تقرری ہوئی۔ ۱۹۶۸ء میں آپ کو گورنمنٹ کالج' لورالائی (بلوچستان) کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ٹنڈو محمد خاں' کھپرو' مٹھی' سکرنڈ اور ٹھٹھہ کے کالجوں میں پرنسپل رہے اور آخر میں سندھ سیکرٹریٹ میں ایڈیشنل سیکرٹری تعلیمات کی حیثیت سے اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ ۱۹۹۱ء میں آپ ریٹائر ہو گئے۔

بیعت و خلافت

۱۹۵۶ء میں آپ نے اپنے والد گرامی مفتی اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور اپنے آباؤ اجداد کے روحانی فیوضات و برکات سے اپنے قلب کو منور کیا۔ ادھر حیدر آباد میں اپنے والد گرامی کی بے حد محبوب اور سب سے زیادہ منظور نظر ذات' اپنے وقت کے قطب اور عارف باللہ حضرت شاہ مفتی محمد محمود الوری رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے خوب فیض یاب ہوئے۔ اور اپنے قلب و روح کو تسکین و طمانیت کی دولت سے مالا مال کر لیا۔ چنانچہ راقم الحروف کے نام اپنے ایک مکتوب میں حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق جو اس وقت بقید حیات تھے' ڈاکٹر صاحب نے تحریر فرمایا۔

> "حضرت مدظلہ العالی کی زیارت کو دل چاہتا ہے۔ خلوت میں اپنے علمی کاموں میں مصروف رہتا ہوں مگر جب یاد آتی ہے' خلوت میں جلوت کا لطف اٹھاتا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت کا مبارک سایہ قائم و دائم رکھے۔ کیا بتاؤں کہ ان کی ذات گرامی سے کتنی تسکین ملتی ہے"۔

حضرت شاہ مفتی محمد محمود الوری رحمتہ اللہ علیہ کو ڈاکٹر صاحب سے اور ڈاکٹر صاحب کو حضرت قبلہ سے بے پناہ محبت تھی۔ جب کبھی کوئی پریشانی یا غم لاحق ہوتا تو فوراً" حضرت قبلہ کو آپ عریضہ ارسال کرتے اور حضرت قبلہ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب کو تصوف کے وہ وہ اسباق لکھ کر ارسال فرماتے کہ جو آپ کی قلبی طمانیت اور تسکین کا باعث بنتے چلے جاتے تھے۔ چنانچہ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا منظور احمد رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پر ان کی جدائی کے غم سے مضطرب ہو کر ڈاکٹر صاحب نے حضرت قبلہ کو خط ارسال فرمایا تو اس کے جواب میں حضرت نے آپ کو معرفت سے بھرے ہوئے جام ارسال کر کے آپ کے لئے یوں تسلی و تشفی کا ساماں مہیا کیا' فرمایا:

> "بے شک مولانا منظور احمد صاحب کی یاد نے آپ کو ضرور بے چین کیا ہو گا' وہ یاد ہی کے قابل تھے۔ اس دنیا کی ناپائیداری ظاہر ہو کر اس سے بے زاری اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے باعث شوق عقبیٰ حاصل ہوتا ہے۔ طبیعت میں چستی پیدا ہوتی ہے۔ جو منشاء تخلیق ہے۔ پھر قاری صاحب کی ماشاء اللہ صوفیانہ زندگی ضرور

Marfat.com

معاون ہوتی ہو گی۔ حق تعالیٰ کے حکیمانہ فعل پر نظر رکھنے میں تسکین ہے کہ حکیم تلخ دوا بھی دیتا ہے تو نفع ہوتا ہے۔ حکیم مطلق کے افعال کی حکمتوں پر نظر کیجئے کہ مصائب کے تلخ اور رنج کی کڑوی جرعوں میں نہ معلوم کیا کیا روحانی منافع آپ کے لئے ہیں۔ جو اس نے تجویز فرمائے ہیں۔ اس سے انشاء اللہ تسکین ہو گی"۔

ڈاکٹر صاحب سے قلبی محبت کے باعث حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان کے دکھ اور غم پر بے قرار ہو جاتے ----- اور ان کی خوشی پر اپنی قلبی فرحت و مسرت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ڈاکٹر صاحب نے آپ کو اپنی کسی تقریب میں مدعو کیا تو آپؒ نے اپنے مکتوب گرامی میں ارشاد فرمایا۔

"بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جناب کی تقریب مسرت میں یہ حقیر شریک نہ ہو۔ انشاء اللہ ہفتہ کے روز بعد نماز مغرب احباب کے ساتھ شریک طعام ہوں گا"۔

اور خط کے اختتام پر دعائیں دیتے ہوئے فرمایا:

"مزید دعائے ترقی دارین پر یہ تحریر ختم کرتا ہوں"۔

یقیناً یہ ایک ولی کامل کے قلم سے نکلی ہوئی دعا تھی جو بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت پا کر ڈاکٹر صاحب کی ترقی دارین کا سبب بنتی چلی گئی۔

ایک روز مٹھی کے زمانہ قیام کے دوران ڈاکٹر صاحب کا ایک مکتوب گرامی راقم الحروف کا نام آیا جس میں وہاں کے مذہبی حالات کا ذکر تھا۔ اسی ضمن میں وہاں کی مسجد کے امام صاحب کا تذکرہ بھی آ گیا۔

"امام صاحب جامع مسجد بہت مہربان ہیں بلکہ عاشق زار ہیں۔ ایک ہفتہ سے مصر ہیں کہ مرید کر لیں۔ بوڑھے ہیں مگر اظہار افسوس میں بے باک۔ اس سیہ کار سے یہ حسن ظن، نہ صاحب اجازت نہ اجازت کے لائق۔ پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہا ہوں"۔

Marfat.com

جب فقیر نے یہ مکتوب حضرت قبلہ والد گرامی شاہ مفتی محمد محمود الوری رحمتہ اللہ علیہ کو سنایا تو آپ نے بے اختیار اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ

مولانا کو لکھ دو کہ انکار کرنے کی ضرورت نہیں۔ ماشاء اللہ یہ جوہر قابل اس لائق ہے کہ اس عظیم منصب کو سنبھال سکے۔ للہٰذا ہماری طرف سے ان کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت ہے۔ طالبان حق کو بیعت کر کے خوب فیض پہنچائیں اور ان کے قلوب کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اس کے دین متین کی محبت سے روشن اور منور کر کے ان کو عامل بالسنتہ بنائیں"----

فقیر نے ۲۷ نومبر ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر صاحب کے نام اپنے ایک مکتوب میں یہ مژدۂ جاں فزاء تحریر کیا اور ساتھ ہی اپنی طرف سے قلبی تبریکات بھی پیش کیں۔

اس طرح ڈاکٹر صاحب کے جد امجد حضرت خواجہ محمد مسعود شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی جو روحانی میراث تھی، حضرت شاہ مفتی محمد محمود رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ ان تک پہنچ بھی گئی اور ان کے والد گرامی حضرت مفتی اعظم مفتی محمد مظہر اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی سنت بھی ادا ہوگئی۔ کہ ان کے والد کو ان کے آباؤ اجداد کی روحانی امانت وراثت حضرت خواجہ محمد رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ نے پہنچائی اور ان کے صاحب زادے کو خواجہ محمد رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے نے یہ امانت ان کے سپرد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس آستانہ مسعودی کو ہمیشہ آباد رکھے اور اس کے فیض سے عالم کو منور و مستفیض رکھے۔ آمین!

اس کے بعد لورائی شریف کے سجادہ نشین حضرت شاہ زین العابدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی قبلہ ڈاکٹر صاحب کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔

ڈاکٹر صاحب نے ۳ ذیقعد ۱۳۹۴ھ ۱۹۷۴ء سے بیعت کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ چونکہ آپ کے آباؤ اجداد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے آتے ہیں اس لئے آپ کو بھی یہی سلسلہ زیادہ محبوب ہے اور اسی سلسلہ میں آپ بالعموم بیعت فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے ایک سوانح نگار ایک اچھے ادیب جناب محمد عبد الستار طاہر صاحب نے آپ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہونے کی آرزو ظاہر کی آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

"میں تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں بیعت کرتا ہوں"۔

علمی اور تحقیقی کام

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے تحریری طور پر اب تک جو علمی اور تحقیقی کام کیا ہے وہ بڑی وسعت کا حامل ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ کے سینکڑوں مضامین و مقالات اور کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ جن میں بعض مقالات تو دنیا کے مختلف ملکوں میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر اہل علم سے داد و تحسین وصول کر چکے ہیں۔ ہند و پاک کا شاید ہی کوئی ایسا دینی معیاری رسالہ یا مجلّہ ہو گا جس میں آپ کی تحقیقی تحریر شامل اشاعت نہ ہوئی ہو۔ آپ کے بہت سے مقالات کے فارسی، عربی، انگریزی، فرانسیسی، ڈچ، ہندی، گجراتی وغیرہ میں ترجمے ہو کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل چکے ہیں۔ اور ان علاقوں کے باشندوں کی اصلاح اور ہدایت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ چونکہ آپ کی تحریر میں دلائل کا وزن اور محبت کی حلاوت ہوتی ہے۔ اس لئے اپنوں بیگانوں سب کے لئے وہ یکساں قابل قبول اور روح پرور ہوتی ہے۔

بعض اہم نزاعی مسائل پر ڈاکٹر صاحب کی تحریر چونکہ قرآن و حدیث اور فقہاء کے اقوال سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی اور پیار بھرا رنگ لئے ہوئے ہوتی ہے اس لئے آپ کی وہ تحریر جتنی علماء میں مقبول ہوتی ہے، اسی طرح وہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ آپ کا سب سے بڑا اہم کارنامہ یہ ہے کہ بعض مذہبی، دینی اور سیاسی تحریکیں اور انکے بعض اہم کردار اور قائدین، جن پر دجل وفوب کے پردے ڈال کر حقائق کو بالکل مسخ کر دیا گیا تھا۔ آپ نے مستند تاریخ کی روشنی میں ان حقیقتوں کو عالم آشکارا کر دیا۔ جن میں تحریک نجدیت، تحریک بالاکوٹ، تحریک ترک موالات، تحریک خلافت، تحریک پاکستان کے سلسلہ میں بعض اہم انکشافات پر مشتمل آپ کے تحقیقی مقالات انتہائی اہمیت اور افادیت کے حامل ہیں۔ یوں تو آپ نے بہت سے موضوعات پر سینکڑوں مضامین، مقالات اور کتابیں تحریر کی ہیں لیکن آپ کی بعض اہم تحریریں خاص طور پر قابل ذکر ہیں مثلاً"

☆ اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر---ایک تاریخی جائزہ

اس موضوع پر آپ کا یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے جس پر آپ کو سندھ یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔

Marfat.com

☆ عجائب القرآن

مشہور خطاط خورشید عالم گوہر نے قرآن پاک کا ایک ایسا نادر نسخہ تحریر کیا ہے جس میں گزشتہ چودہ صدیوں سے رائج سینکڑوں رسم الخط کے ذریعہ قرآن پاک کو لکھا گیا ہے۔ اس نایاب نسخہ کے لئے قبلہ ڈاکٹر صاحب نے مقدمہ قلم بند فرمایا۔ جو ۱۹۸۲ء میں "آخری پیغام" کے نام سے کراچی سے شائع ہوا۔ جس کے لئے مولانا منتخب الحق صاحب نے فرمایا۔

"یہ قرآنیات پر بہترین کتاب ہے"

☆ میلاد اور سیرت

اس موضوع پر بہت سے مضامین و مقالات کے علاوہ جان جاں' جان ایمان' جشن بہاراں' دعائے خلیل' علم غیب' تعظیم و توقیر جیسی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے آپ کی ایک مختصر مگر جامع تحریر "عیدوں کی عید" کو اللہ تعالیٰ نے وہ شرف قبولیت عطا فرمایا کہ مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم ہو چکی ہے۔ عربی زبان میں اس کے ترجمہ کی مدینہ شریف میں تقسیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی مقبولیت کا بین ثبوت ہے۔

☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر آپ کے تحقیقی مضامین معارف' اعظم گڑھ اور الفرقان' لکھنؤ میں شائع ہوئے اور ان مقالات پر بڑے بڑے محققین سے داد و تحسین وصول کی۔ چنانچہ مولانا محمد منظور نعمانی نے لکھا۔

"آپ نے اس موضوع پر بہت سا ایسا مواد بھی فراہم کیا ہے جو ہم جیسوں کی دسترس سے باہر تھا۔ ہم جیسوں پر آپ نے بڑا احسان فرمایا"۔

مولانا غلام رسول مہر نے لکھا۔

"حضرت مجدد پر جو مقالہ پروفیسر مسعود احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ ہر لحاظ سے قابل قدر ہے"۔

Marfat.com

مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا۔

"مضمون سرسری طور پر "معارف" میں پڑھا اور پڑھتے وقت پسند بھی کیا۔ بلکہ جابجا اس سے مستفید بھی ہوا تھا۔ کتابی صورت میں اُسے چھپوانے کا مشتاق رہوں گا"۔

الغرض یہ تحقیقی مقالہ "سیرت مجدد الف ثانی" کے نام سے کراچی سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔

☆ حضرت سید صادق علی شاہ، حضرت مفتی محمد مسعود شاہ اور حضرت شاہ مفتی محمد مظہر اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کی تفصیلی سوانح، ان کے فتاویٰ، ان کے مکاتیب، ان کے مضامین، ان کے خطبات پر آپ نے بہت سا تحقیقی کام کیا ہے۔ جس میں سے بہت سا کام چھپ کر منظر عام پر بھی آ چکا ہے۔

ماہر رضویات

آپ کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ عالم اسلام کی ایک اہم شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات اور خدمات سے نہ صرف یہ کہ جدید علمی دنیا کو متعارف کرایا بلکہ تعصّبات کے دبیز پردوں کو ہٹا کر ان کے حقیقی انوار اور فیوضات سے ایک عالم کو منور کر دیا۔ یہ آپ ہی کی محنت شاقہ کا ثمرہ ہے کہ آج پاکستان اور بیرونی ممالک میں امام احمد رضا کے نام سے کئی ادارے قائم ہو گئے ہیں۔ جو آپ کی سرپرستی میں ان کی تصانیف کی اشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں۔ ان کی شخصیت پر عالمی سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کرا رہے ہیں۔ ان کے علمی اور تاریخی کاموں پر تحقیق کر رہے ہیں۔ دنیا بھر کی بہت سی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ حضرت پر کچھ کام ہو چکا ہے، اور پانچ فضلاء ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں اور دس ایم۔ فل کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ جبکہ اس وقت دس یونیورسٹیوں میں اس موضوع پر اعلیٰ تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ ایک دفعہ راقم الحروف ٹھٹھہ میں ڈاکٹر صاحب کے یہاں گیا تو دیکھا ایک غیر ملکی خاتون جو باہر کسی یونیورسٹی میں اعلیٰ حضرت پر تحقیقی کام کر رہی ہیں وہ معلومات کے لئے ڈاکٹر صاحب کے پاس آئیں ہوئی تھیں۔ اور اپنے مقالہ کے لئے مفید اور قیمتی تاریخی مواد حاصل کر رہی تھیں۔

Marfat.com

اسی طرح اردن، ایران، فرانس اور پاکستان کے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اعلیٰ حضرت پر اہم تحقیقی مقالات کی شمولیت بھی ڈاکٹر صاحب ہی کا کارنامہ ہے۔ اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے بعض اہم گوشوں ---- کی شخصیت کے بعض اہم گوشوں پر لکھی گئی ڈاکٹر صاحب کی کتب اور مقالات میں بعض تو اس قدر مقبول ہوئے ہیں کہ ساری دنیا میں ایک سال کے اندر کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں بلکہ کئی زبانوں میں ان کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ الغرض امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے آپ کے تحقیقی کاموں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اس کی تفصیلات میں اب تک کئی کتابیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں لیکن اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب کا کام جاری ہے اور ان تمام کاموں کے ذکر کے لئے بھی کئی مجلدات درکار ہیں۔

جناب عبد الستار طاہر نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ

"یوں لگتا ہے جیسے حضرت مسعود ملت اور رضویات ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ جہاں اعلیٰ حضرت پر بات ہوتی ہے وہاں حضرت مسعود ملت کا بھی تذکرہ ہوتا ہے"۔

اور سچ کہا سید وجاہت رسول قادری صاحب نے،

"سچ تو یہ ہے کہ مسعود ملت کا دنیائے رضویت ہی پر نہیں بلکہ تمام دینائے سنیت نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام پر احسان ہے۔ اس لئے کہ مسعود ملت نے کمال عبد مصطفیٰ یعنی کمال الاولیاء سے لوگوں کو روشناس کرایا جو صحیح معنوں میں اللہ رب العزت کی معرفت کا ذریعہ ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ جب ڈاکٹر صاحب دورۂ ہندوستان کے دوران بریلی گئے تو وہاں "جامعہ نوریہ رضویہ" میں بھی آپ کو استقبالیہ دیا گیا۔ یہ وہ ادارہ ہے جس کے سربرستوں اور منتظمین اور مدرسین میں مفتی اختر رضا خاں صاحب، علامہ تحسین رضا خاں صاحب، مولانا محمد منان رضا خاں صاحب، مولانا تطہیر احمد صاحب اور مولانا محمد حنیف خاں صاحب جیسے حضرات شامل ہیں۔ وہاں ۲ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو تمام علماء، اساتذہ اور طلباء کی موجودگی میں ڈاکٹر

Marfat.com

صاحب کو سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ اس میں آپ کی خدمات کا برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا گیا۔

"تقریبا" بائیس سال سے جس ہستی نے علمی دنیا میں امام احمد رضا کے نام کا سکہ اپنوں اور غیروں کے قلوب و اذہان پر جما رکھا ہے۔ جن کی بدولت امام احمد رضا کا اسم گرامی ہندو پاک کی حدود سے نکل کر امریکہ' افریقہ' برطانیہ' سعودی عرب' ہالینڈ' مصر اور افغانستان کی یونیورسٹیوں میں پہنچ چکا ہے۔ جہاں کثیر تعداد میں ریسرچ اسکالر' پروفیسر' ڈاکٹر امام وقت کی جلیل القدر شخصیت پر تحقیقی مقالے لکھنے میں مصروف ہیں انہیں آج دنیا "ماہر رضویات" کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ انہوں نے امام اہل سنت پر اتنا لکھا کہ پوری ایک جماعت مل کر بھی نہ لکھ سکی۔ امام ہمام کی حیات طیبہ اور انکے کارناموں کے ان گوشوں کو عیاں کر دیا جو حیز خفا میں تھے اور امتداد زمانہ کی دبیز تہوں میں چھپ چکے تھے۔ جن پر اپنوں کی بے توجہی کے پردے پڑ چکے تھے۔ اور اغیار کی چابکدستی بے بنیاد الزامات کے ذریعہ جن کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دینا چاہتی تھی۔ خداوند قدوس کا ان پر یہ خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے اس عظیم کام کے لئے خاص طور پر ان کا انتخاب فرمایا اور یہ سعادت ان کے حصہ میں آئی"۔

بریلی سے شائع ہونے والے "سنی دنیا" کے مدیر مولانا عبد النعیم عزیزی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھا'

"مسعود ملت وہ مبارک و مسعود وجود ہے جس کے دنیائے رضویت میں ورود مسعود سے تازہ بہار آگئی اور جس کا وجود ملت اسلامیہ یعنی جماعت اہل سنت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے 'ایک روشنی ہے"۔

عادات و فضائل

آپ بے حد متقی اور پرہیز گار ہیں۔ آپ کے تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ بقول پروفیسر

Marfat.com

ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب کہ

"جب ٹھٹھہ کے ایک ڈپٹی کمشنر نے یوم اقبال کے موقع پر آپ کو دعوت دی تو اس کھانے کو آپ نے اس خیال سے نہیں کھایا کہ کہیں کسی غریب پر ظلم کر کے یہ پیسہ حاصل نہ کیا گیا ہو"۔

محبت اور اخلاص اتنا کہ آپ کا ہر طالب علم آپ کو اپنے والد کی طرح عزیز رکھے اور آپ کا ادب کرے۔ حتیٰ کہ اس نفرت اور عصبیت کے دور میں راقم الحروف نے دیکھا کہ سندھ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ تنظیمیں عصبیت پر چل رہی تھیں، ان کے طلباء ایک دوسرے کو قتل کئے ڈال رہے تھے، ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگین کر رہے تھے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کے سامنے آکر مودب کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور آپ کی بات غور سے سنا کرتے تھے۔ عصبیت کے باوجود آپ سے بے پناہ محبت اور پیار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ زمانہ مٹھی کے قیام کے دوران ہندو بھی آپ کی زلف محبت کے اسیر ہو گئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ

"مسلمان تو ایک ہی دیکھا ہے مولانا مسعود صاحب"۔

جب آپ کا مٹھی سے تبادلہ ہوا تو آپ کی جدائی پر مسلمان، کافر، اور ہندو بھی رو رہے تھے۔

آپ بے شمار علمی کاموں کے باوجود اپنے چاہنے والوں کو بڑی پابندی سے خطوط کے جواب عنایت فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع ہے۔ اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک سے سینکڑوں خطوط آتے ہیں لیکن آج تک کسی کو جواب میں تاخیر تک کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔

ہر ماہ "بزم ارباب طریقت" کے تحت ایک روحانی محفل منعقد کرتے ہیں۔ جس میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے وظائف کے علاوہ نعت خوانی اور آپ کا خصوصی خطاب ہوتا ہے۔ جس میں آپ اپنے محبین کی روحانی تربیت فرماتے ہیں۔۔۔ اس کے علاوہ ہر ہفتہ "مکتوبات امام ربانی" کا درس بھی دیتے ہیں۔ الغرض صورت و سیرت اور علم و عمل میں اپنے آباء و اجداد اور اسلاف کا نمونہ ہیں۔ اور علمی روحانی فیوضات سے ایک عالم کو بہرہ ور کر

Marfat.com

رہے ہیں۔ ان تمام علمی عظمتوں اور شہرتوں کے باوجود تواضع اور انکساری کا یہ عالم ہے کہ اپنے ایک مکتوب میں فقیر راقم الحروف کو تحریر فرمایا:

"یہ ساری باتیں تحدیث نعمت کے طور پر لکھی گئیں۔ ورنہ فقیر تو سیہ کار و گناہگار ہے شاید اتنا سیہ کار کوئی نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین!"

اولاد

۲۳ر ربیع الاول ۱۳۸۴ھ ر ۱۹۶۴ء کو کراچی میں آپ کی شادی ہوئی۔ جس میں آپ کے والد گرامی اور راقم الحروف کے نانا حضرت مفتی اعظم ہند مفتی محمد مظہر اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ پاکستان تشریف لائے اور شادی میں شرکت فرمائی۔

آپ کی تین صاجزادیاں اور ایک صاجزادے ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب ہیں۔ صاجزادہ صورت و سیرت میں ماشاء اللہ اپنے والد ماجد کے مظہر اتم ہیں۔ یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ہی زیر نگرانی روحانی تربیت بھی حاصل کر رہے ہیں۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے حج کے موقع پر حرم شریف میں ان کو بیعت بھی فرمایا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت بھی عطا فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے آباء و اجداد کی وارثت کا صحیح امین بنائے اور اس مسند کو تاقیامت آباد رکھے۔ آمین

خلفاء

ڈاکٹر صاحب نے اب تک جن حضرات کی تربیت فرما کر ان کو اجازت و خلافت عطا فرمائی ہے' ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ صاجزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب

۲۔ مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد رحمتہ اللہ علیہ (سجادہ نشین درگارہ خواجہ باقی باللہ' دہلی)

۳۔ علامہ مفتی محمد مکرم احمد صاحب (خطیب و امام شاہی مسجد فتح پوری' دہلی)

۴۔ علامہ مولانا محمد عبد الحکیم خاں اختر شاہجہان پوری' لاہور

۵۔ حکیم محمد عاقل چشتی مظہری (دھام پور' بجنور' بھارت)

Marfat.com

۶۔ الحاج غلام قادر خان مظہری، راولپنڈی

۷۔ صوبیدار نبی شاہ، صوبہ سرحد

۸۔ مولانا جاوید اقبال مظہری ایڈووکیٹ، کراچی

(زیر نظر مقالہ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب کے ضخیم مقالہ ڈاکٹریٹ "سندھ کے صوفیائے نقشبند" کا ایک باب ہے--- یہ مقالہ کمپوز ہو چکا ہے اور دو جلدوں میں عنقوبب حیدر آباد، سندھ سے شائع ہو رہا ہے۔)

Marfat.com

دور حاضر کی ایک نادر شخصیت

ڈاکٹر علامہ مفتی محمد مکرم احمد شاہی امام مسجد جامع فتح پوری، دہلی

قرآن مجید میں رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

یُؤتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ۗ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (البقرہ:۲۶۹)

ترجمہ: "اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے"۔

صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ "حکمت" کی تشریح یوں فرماتے ہیں:

حکمت سے یا قرآن و حدیث و فقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوت"۔۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ عظمت پناہ سے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔ الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمت ملنے پر صرف خیر نہیں فرمایا بلکہ خیر کثیرا" فرمایا ہے۔ یعنی "بہت بھلائی"۔۔ آخرت کی چھوٹی سے چھوٹی نعمت کے آگے دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت بھی ہیچ ہے۔ جب آخرت کی چھوٹی نعمت کا اتنا عظیم مرتبہ ہے تو آخرت کی بڑی نعمت (خیر کثیر) کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔ سچ ہے! جسے خیر کثیر ملی وہ دارین میں سرفراز ہوا۔

ہر ذی ہوش انسان یہ چاہتا ہے کہ اسے بھلائی ملے، برائی نہ ملے۔۔ بھلائی بھی بہت ملے کم نہ ملے۔ دنیا میں ایسے لوگ بے شمار ہیں جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ دنیا بھی فانی ہے اور اس کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے، ناپائیدار دنیا کی فانی نعمتوں کے پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں۔۔ ایسے لوگ اپنی بیش قیمت زندگی برباد کرتے رہتے ہیں اور انہیں اس ناقابل تلافی نقصان کا احساس تک نہیں ہوتا۔۔ اگر یہ سب اللہ کے محبوب بندے دین کی حفاظت اور اس کو پھیلانے کا کام نہ کرتے تو آج دنیا میں دین و مذہب کی اتنی روشنی نہ پھیلتی اور بندگان خدا ضلالت و گمراہی میں بھٹکتے رہتے۔ اس نے ہر زمانہ میں دین کی خدمت کے لئے مخلوق میں سے کچھ بندوں کا انتخاب کیا، جنہوں نے اپنی زندگی کے ہر گوشے سے سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی روشنی کو پھیلایا اور اپنی تمام زندگی اسی نیک کام کے لئے وقف کر دی۔۔

ایسی ہی ایک پاکیزہ کردار، تقویٰ شعار برگزیدہ شخصیت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کی ہے جن کی زندگی کا گوشہ گوشہ ملت اسلامیہ کے لئے انمول نادر و نایاب نعمت کا درجہ رکھتا ہے۔۔ سارے عالم میں قبلہ پروفیسر صاحب کا علمی و روحانی فیض کسی نہ کسی انداز میں پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے۔ آج کے اس دنیا پرستی اور نفس پروری کے دور میں پروفیسر صاحب کی شخصیت بہت سی حیثیتوں سے قابل تقلید ہے۔ یہ کہنا بجا ہے کہ اللہ نے انہیں حکمت سے نوازا ہے جو وہ علوم قرآن اور علوم حدیث پر عبور رکھتے ہیں، زہد و تقویٰ میں بے مثال ہیں، اتباع سنت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مالامال ہیں۔ آپ صوفی باصفا، پیکر صدق و وفا، منبع جود و سخا ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے آمین!

تقسیم ہندوستان کا سانحہ براعظم کا ایک ایسا تاریخی المیہ ہے جسے تاریخ کا ایک سیاہ باب کہنا چاہئے۔۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے بھارت میں انگریزوں کی حکومت تھی۔ ہندوستانیوں نے ان کو وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو انہوں نے اس کا بدلہ لیا اور ہندوؤں مسلمانوں میں نفرت کا ایسا بیج بویا جس کا شجر بڑھ رہا ہے، گھٹنے کا کوئی امکان ہی نظر نہیں آتا۔۔ پاکستان تو وجود میں آگیا لیکن اس حادثہ میں لاکھوں گھر والے بے گھر ہو گئے، ہزارہا افراد نے اپنی جانوں سے ہاتھ دھولئے۔ باطل پرستوں نے اہل اسلام کے خلاف اپنے دلوں کی آتش عداوت کو خوب بجھایا تھا۔ لاکھوں بچے یتیم و یسیر بنا دیئے گئے۔ ہزارہا عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ ۱۹۴۷ء کا ایک ایسا قیامت خیز منظر تھا جسے دیکھنے والے کبھی نہیں بھلا سکتے اور جس کے سننے سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل سے یہی دعا نکلتی ہے کہ آئندہ کبھی اور کہیں بھی مسلمانوں کو ایسا قیامت خیز منظر دیکھنا نہ پڑے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ کی عمر اس وقت تقریباً اٹھارہ برس یا کچھ کم تھی۔ آغاز شباب کے ان حسین ایام میں پورے انہماک کے ساتھ اپنے والد ماجد شیخ الاسلام ولی کامل حضرت علامہ مفتی اعظم محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی میں علوم دینیہ کی تحصیل میں مصروف تھے۔۔ اچانک تقسیم ہند کا قیامت خیز منظر پیش آگیا۔ اللہ کا حکم یہ ہوا کہ

Marfat.com

پروفیسر صاحب کے بڑے بھائی مولوی منظور احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ہندوستان کو خیرباد کہہ کر حیدر آباد' سندھ کو اپنا مستقر بنایا۔ ابھی آپ کو حیدر آباد میں کچھ ہی روز ہوئے تھے کہ علیل ہو گئے اور تیمارداری کے لئے پروفیسر صاحب کو دہلی سے حیدر آباد جانا پڑا۔ یہ وہ وقت تھا کہ سفر بالکل غیر مامون تھا۔ گھر سے نکلنا مصائب و شدائد کو دعوت دینا تھا۔ حضرت مفتی اعظم کے ارشاد پر آپ حیدر آباد تشریف لے گئے۔ راستہ میں جن مشکلات کا سامنا ہوا' ان کی تفصیل سن کر پروفیسر صاحب کی دانشمندی اور عزم و استقلال کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس نوعمری میں بھی آپ سنجیدگی اور مستقل مزاجی کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ کئی دنوں کی متواتر مشقت اور صبر آزما مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے جب پروفیسر صاحب حیدر آباد پہنچے تو اس وقت برادر کلاں مولوی منظور احمد رحمتہ اللہ علیہ کو شدید بیمار پایا۔ وطن سے دور' حالات سے چور' گوناگوں مشکلات میں رنجور آپ مولانا موصوف کی تیمارداری میں مصروف ہو گئے۔ چند ہی ماہ بعد فاضل اجل مولوی منظور احمد نے داغ مفارقت دیا اور دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پروفیسر صاحب کے لئے وقت کتنا مشکل ہو گا' اس کا اندازہ ہر دردمند لگا سکتا ہے۔ نہ اپنا گھر تھا اور نہ در' پھوپھی صاحبہ کا سایہ ضرور تھا لیکن والدین کا سایہ عاطفت وہاں موجود نہ تھا۔ سب ہی بھائی اور بہنوں سے دور غربت کے ایام میں اپنی زندگی کو بنانا سنوارنا شروع کیا اور علوم متداولہ کی تحصیل میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ جواں سال بھائی کی جدائی کا صدمہ تنہا ہی برداشت کیا اور اس سرزمین کو ہمیشہ کے لئے اپنانے کا فیصلہ کر لیا جس سرزمین پر جوان العمر عالم و فاضل بھائی نے رحلت فرمائی تھی۔ آپ کے جد اعلیٰ فقیہ الہند شاہ محمد مسعود علیہ الرحمتہ کا روحانی فیض تھا کہ قدم قدم پر فلاح و کامرانی نے آپ کا استقبال کیا اور حالات سازگار ہوتے چلے گئے۔ اس نوعمری میں آپ نے اپنی سبھی خواہشات نفسانیہ کو خیرباد کہہ دیا اور ہمہ تن تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کے لئے پروفیسر صاحب کو پروان چڑھانا تھا۔ کسے معلوم تھا کہ وطن سے مجبور یہ نوعمر طالب علم آگے چل کر آفتاب عالم تاب کے منصب پر فائز ہو گا۔

طالب علمی کے دور سے ہی آپ بہت ذہین تھے۔ متعلقہ مضامین پر آپ کو عبور تھا اور آپ کی ذہانت کا چرچا اساتذہ اور طلباء میں یکساں تھا۔ تعلیم کے دوران ہی بے شمار طلبہ

Marfat.com

کی رہنمائی فرمائی اور ازراہ محبت وہمدردی فارغ اوقات میں طلبہ کو پڑھانا بھی شروع کردیا۔ کبھی بھی آپ نے پڑھانے کا معاوضہ نہیں لیا بلکہ اپنے پاس سے ضرورت مندوں کی ہمیشہ مدد کی اور ایثار سے کام لیتے ہوئے اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دی۔ آپ کا نام طلباء میں مشہور ہوگیا اور شائقین علوم کا تانتا سا لگ گیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پروفیسر صاحب نے کبھی کسی کو منع نہیں کیا۔ دن میں طلباء کو پڑھایا اور راتوں کو خود پڑھا۔ آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ ایثار اور جذبہ اٹھارہ سال کی کم عمری میں غربت کے ایام میں حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت تھی۔ یہ سب آپ کے والد ماجد شیخ کامل مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا فیض تھا جو جاری رہا۔ دوران طالب علمی آپ نے کچھ کتابوں کے تراجم بھی کئے اور ہر طرح علمی فیض جاری رہا۔

علم و فضل

ہر امتحان میں پروفیسر صاحب نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور ایم اے کے امتحانات میں طلائی اور نقرئی تمغوں سے آپ کو سرفراز کیا گیا اور ادبیات پر آپ کو بے مثال دسترس حاصل ہے جو آپ کی تصنیفات سے پوری طرح ظاہر و باہر ہے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے آپ نے خالصتاً "دینی جذبہ" کے تحت موضوع کا انتخاب فرمایا اور "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" کے عنوان سے نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحقیقی مقالہ سپرد قلم فرمایا جس کو ممتحن نے بہت زیادہ پسند کیا اور آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے سرفراز کیا گیا۔ تحقیقی موضوع کے اس انتخاب سے آپ کے فطری دینی ذوق اور جذبہ کا پتہ لگتا ہے۔ اللھم زد فزد

شفقت و محبت

متداولہ علوم پر عبور کی شہرت نے پروفیسر صاحب کو ہر اک کی نظر میں محبوب و محترم بنا رکھا تھا۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کالج میں شعبہ اردو کے لیکچرر ہوگئے۔ آپ کا طرز تدریس نرالا تھا۔ مخلصانہ اور مشفقانہ انداز میں درس دیتے جس سے طلباء کے ذہنوں میں اصل موضوع راسخ ہوتا چلا جاتا۔ کلاس میں پڑھایا ہوا مضمون سالوں یاد رہتا اور تلامذہ آپ سے شرف تلمذ پر فخر کرتے۔ اسی لئے ہمیشہ آپ کا نتیجہ اعلیٰ رہا۔ مزید برآں انتظامی اور علمی ممتاز صلاحیتوں کی وجہ سے بہت جلد آپ پر نظر انتخاب پڑی اور آپ کالج کے شعبہ اردو کے صدر باوقار

Marfat.com

بنائے گئے۔ ذمہ داریوں کی انجام دہی میں آپ نے صداقت و دیانت کا جو بے مثال مظاہرہ فرمایا اس سے آپ کی قدر و منزلت افسران اور سٹاف کی نظروں میں دوبالا ہوتی چلی گئی۔ چند ہی سال میں آپ کالج کے پرنسپل مقرر فرمادیئے گئے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۲ء تک چھ متعدد کالجوں میں صوبہ سندھ میں سروس کا ایک طویل وقفہ اسی جلیل القدر منصب پر گزارا۔ حکومت پاکستان آپ کی امانت اور دیانت' قابلیت اور حسن انتظام کے لئے ہمیشہ آپ کو قدر سے دیکھتی رہی۔ آخر ایام میں آپ کراچی میں وزارت تعلیم کے دفتر میں ایڈیشنل سیکرٹری کے عظیم عہدے پر فائز ہوئے۔ پروفیسر صاحب وزراء کے قرب کو دل سے مرغوب نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے چند ماہ بڑی لگن کے ساتھ اس دفتر میں کام فرمایا اور تھوڑی مدت میں سالوں کے التواء میں پڑے ہوئے کام انجام دے دیئے۔ آپ کے ہوتے ہوئے ماتحتوں کو "حق خدمت" لینے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ اللہ کا کرنا ہوا کہ دوبارہ آپ سکھر میں پرنسپل کے عہدے پر مامور فرمادیئے گئے اور اسی منصب سے ریٹائر ہوئے۔ پروفیسر صاحب نے سروس کی طویل مدت میں کبھی بھی اپنے عظیم منصب کا بے جا استعمال نہیں فرمایا' بلکہ پوری مستعدی کے ساتھ کالج کی خدمت کو فرض اولین سمجھا' آپ نے سروس کو حصول زر کے لئے نہیں اپنایا بلکہ آپ کے سامنے آقائے دوجہاں رحمتہ للعالمین کی حدیث پاک تھی:

لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم

"اے علی! تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اگر ایک آدمی کو بھی راہ ہدایت فرمادی تو یہ نعمت تمہارے لئے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے زیادہ قیمتی ہے"۔

چنانچہ پروفیسر صاحب نے سروس کو ملت کی خدمت کا انمول موقع جانا اور ہزارہا فرزندان توحید کو اپنے کردار و گفتار سے راہ ہدایت عطا فرمائی۔ آپ کے حسن اخلاق معیاری ایڈمنسٹریشن اور فضل و کمال سے طلباء مرعوب رہتے تھے اور دل سے عزت بھی کرتے تھے۔ آپ کے زمانہ پرنسپل شپ میں ہر کالج برابر ترقی کرتا رہا۔ دنیاوی علوم میں مہارت کے ساتھ آپ کے متشرع تابناک نورانی چہرے کی زیارت سے طلباء کا باطن بھی جگمگا جاتا تھا۔ آپ کا ہر آرڈر طلباء کے لئے رحمت ہوتا تھا۔ یہ پروفیسر صاحب کی ایک ایسی نایاب اور نادر خصوصیت ہے جس کی مثال دوسروں میں ناممکن نہیں تو نادر الوجود ضرور ہے۔۔

Marfat.com

پروفیسر صاحب کی مقبولیت اور احترام جتنا کالج میں تھا اتنا ہی گھر میں اور رشتہ داروں میں بھی تھا۔ عام طور پر سکالروں میں یہ صفت بہت کم پائی جاتی ہے۔ باہر کے لوگ تو فن پر عبور ہونے یا بیرونی خلوص اور مصلحت پسندی کی وجہ سے تعریف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن گھر والوں کی نظر میں ان کا وہ احترام نہیں ہوتا جو باہر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ بالکل فطری ہے وہ یہ ہے کہ جو باہر کے لوگوں سے محبت کا برتاؤ کرتے ہیں اور گھر میں بچوں اور رشتہ داروں سے ان کا برتاؤ محبت کا نہیں ہوتا بلکہ ان پر برتری کا رعب جھاڑتے ہیں تو ان کو اپنوں میں مقبولیت اور احترام حاصل نہیں ہوتا۔ پروفیسر صاحب اس صفت میں ممتاز ہیں۔ وہ جتنی اپنے دوستوں اور احباب سے محبت فرماتے ہیں اتنی ہی محبت قریبی رشتہ داروں سے بھی فرماتے ہیں۔ آپ جتنی محبت اور شفقت تلانذہ پر فرماتے ہیں اتنی ہی محبت قریبی رشتہ داروں، بچوں اور روحانی اولاد (مریدین) پر بھی فرماتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر جگہ پر آپ کو یکساں عظمت و احترام حاصل ہے۔ آپ کے اندر لگتا ہے کہ غصہ ہے ہی نہیں۔ نہ کبھی تلانذہ پر ناراض ہوتے کسی نے دیکھا اور نہ ماتحتوں پر، نہ اپنی اولاد پر اور نہ روحانی اولاد پر۔ لیکن آپ کی تربیت کا انداز اتنا پیارا ہے کہ محبت اور شفقت سے ہی غصہ کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ رعب ڈال کر اور بے جا غصہ ہو کر اپنا اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ پروفیسر صاحب اس طرز کو پسند نہیں فرماتے اور بڑی کامیابی سے غلطیوں کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔۔ اس طرف سب کو توجہ دینے کی ضرورت ہے اور تربیت کا یہی طریقہ مسنون بھی ہے تو کیوں کر کامیاب نہ ہو۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی غصہ فرماتے تھے اور نہ کبھی بچوں کو ڈانٹتے اور نہ مارتے تھے۔ محبت سے ہی ہمیشہ اصلاح فرما دیتے تھے۔ پروفیسر صاحب نے اسی کی پیروی کی اور کامیاب ہوئے۔

فرض شناسی

پروفیسر صاحب نے کالج کی ذمہ داریوں کو پورے انہماک کے ساتھ انجام دینے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اپنے وقت کو مرتب انداز میں تصنیف و تالیف اور تعمیری کاموں میں مصروف رکھا۔ کالج کی پرنسپل شپ کی ذمہ داری کوئی کم نہیں ہوتی۔ آئے دن فتنے سر اٹھاتے رہتے ہیں اور پرنسپل حضرات مشکلات کا شکار رہتے ہیں، کچھ پرنسپل حضرات اپنے افسران بالا

Marfat.com

کی خوشامد اور چاپلوسی میں اس قدر مصروف ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہی نہیں رہتا اور اصل ذمہ داری سے غفلت ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشن میں ناکام ہو جاتے ہیں۔۔ پروفیسر صاحب کی باعمل شخصیت کا فیض یہ تھا کہ کالج میں ہر ایک مصروف عمل نظر آتا تھا۔ اساتذہ بھی اپنے کام میں مصروف ہو جاتے تھے اور طلباء بھی۔ خال خال ہی پروفیسر صاحب کو تنبیہہ یا تاکید کرنے کی نوبت آتی تھی۔ استاد ہو یا طالب علم ہر ایک اپنے پرنسپل کی فرض شناسی اور احساس ذمہ داری سے اخلاقی طور پر مرعوب نظر آتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ پروفیسر صاحب یکسوئی سے تالیف و تصنیف کے کام میں مصروف رہتے۔

حکام بالا سے بوقت ضرورت ملتے تھے لیکن پوری عظمت اور وقار کے ساتھ۔ کبھی نام و نمود یا شہرت کے لئے آپ کسی سے نہیں ملے۔ آپ کی شہرت پورے پاکستان میں تھی لیکن کبھی آپ نے اپنے لئے کسی افسر سے کوئی بات نہ کی۔ جب اور جہاں متعلقہ وزارت تعلیم نے ضرورت محسوس کی' تبادلہ کیا۔ آپ نے بلا تامل قبول کیا۔ ایک وقت تو یہ بھی آیا کہ پروفیسر صاحب کو مٹھی میں کالج کا پرنسپل بنا کر بھیجا گیا۔ آپ نے بخوشی قبول فرمایا۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں غیر مسلم آبادی ۸۰ فیصد یا کم و بیش تھی۔ آپ نے اس کالج کی تعمیر کرائی اور غیر مسلم طلباء میں وہ مقبولیت حاصل کی کہ شاید و باید۔۔ آپ نے کبھی بھی کالج کے کسی فنڈ کو بے دریغ اسراف سے خرچ نہیں فرمایا اور ہر کالج کی تعمیر میں بے حد محنت فرمائی۔ پروفیسر صاحب کے حسن اخلاق کی وجہ سے غیر مسلم طلبہ و اساتذہ بھی بہت پسند کرنے لگے اور اسلام سے قریب آگئے۔ کالج میں آپ نے باجماعت نماز کی ادائیگی کا انتظام کیا اور اس طرح سے دین کی خدمت فرمائی۔ دو کالجوں میں مسجدیں بھی بنوائیں۔

جذبہ خدمت

اس کے علاوہ سروس کے دوران آپ نے بے شمار اداروں کی علمی خدمت فرمائی۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اس کی تابندہ مثال ہے۔ ادارہ کے کارکنوں کے دل سے پوچھئے کہ وہ پروفیسر صاحب کے کتنے مرہون منت ہیں اور دل سے دعا گو ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو درست ہو گا کہ اہل سنت کے روشن مینار پروفیسر صاحب ہیں' جنہوں نے فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کا پرچار سارے جہاں میں فرما دیا اور مسلک اہل سنت کی وہ خدمت فرمائی

Marfat.com

جس کی نظیر نہیں ملتی۔

کالج کے پرنسپل کا ایک بڑا مرتبہ ہوتا ہے۔ اس کی شان و شوکت دیدنی ہوتی ہے۔ اس کے پاس کار اور بنگلہ ہوتا ہے اور ٹیلی فون وغیرہ کی سہولیات بدرجہ اتم ہوتی ہیں۔ پروفیسر صاحب نے اس قسم کے امور میں غایت درجہ احتیاط سے کام لیا۔ آپ نے سرکاری گاڑی یا سرکاری ٹیلی فون کو بھی ضرورت کے لئے استعمال نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے ماتحت سٹاف اور طلباء نے اس احتیاط اور دیانت داری سے بہت کچھ سبق لیا اور اس احتیاط کی وجہ سے پروفیسر صاحب کی قدرو منزلت رفقاء' طلباء اور ماتحتوں میں بہت بلند ہوتی چلی گئی۔۔ آپ کی یہ خصوصیت رہی کہ آپ نے کبھی اپنے کام کو دوسروں کے سپرد نہیں کیا بلکہ پورا وقت دے کر اپنے سے متعلقہ امور کو خود انجام دیا۔ البتہ اپنے ماتحتوں کے کام میں ان کی رہنمائی فرما کر مدد کی۔ جس سے ماتحت سٹاف آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ یہ مثال بھی بہت کم پائی جاتی ہے۔

تواضع وانکساری

اپنے پاس آنے والوں کی خاطر تواضع میں آپ بہت فیاض اور خوش خلق ہیں۔ گھر آنے والوں کی خاطر تواضع بشاشت کے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس معاملہ میں آپ کی اہلیہ ماجدہ کا اخلاق اور ضیافت کا جذبہ بھی قابل تحسین ہے۔ ان سب کے باوجود کبھی آپ نے سرکاری پیسہ میں سے اس کا حساب نہیں لیا۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ ایسا ہے جو سرچشمہ رشد وہدایت ہے۔ جس نے لوگوں کے دلوں پر انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں۔ نتیجہ یہ تھا کہ آپ کے حلقہ میں کہیں بھی رشوت یا بددیانتی کی کسی کو ہمت نہیں ہوتی تھی۔

دنیا سے بے رغبتی

تصنیف و تالیف کو آپ نے کبھی حصول زر کا ذریعہ نہیں بنایا۔ آج کل یہ بھی آمدنی کا بہترین ذریعہ ہے کہ کتاب لکھ دی جائے اور رائلٹی کے نام پر پبلشرز سے معاوضہ حاصل کیا جائے۔ آپ نے اس حرص آمیز رسم کو عملاً" ختم فرمایا۔ آپ نے جو بھی کتاب لکھی وہ معیاری پبلشرز کو بلا معاوضہ دی تاکہ پبلشرز کم قیمت پر اسے زیادہ سے زیادہ طبع کرائے۔ یہ بھی خدمت کا ایک نہایت تابناک باب ہے جس پر مصنفین اور مولفین کو توجہ کرنے کی

Marfat.com

ضرورت ہے۔ آپ نے ہر عمل کو رضاء الہٰی کے حصول کے لئے کیا اور ماشاء اللہ وہ آپ کو حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ پروفیسر صاحب تقریباً" ۰۷ تحقیقی تصانیف کے مصنف اور مولف ہیں جو نہ صرف براعظم ایشیا میں بلکہ سارے عالم میں مقبول ہیں اور ان کے تراجم عالمی زبانوں میں بھی شائع ہو رہے ہیں۔۔ پروفیسر صاحب کی تحریر میں شگفتگی اور شائستگی بدرجہ اتم پائی ہے۔ ان تصانیف سے جہاں فرزندان توحید فیض یاب ہو رہے ہیں وہاں دوسرے مذاہب کے پیرو بھی فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اب تک پروفیسر صاحب نے جن موضوعات پر تصانیف رقم فرمائی ہیں ان میں سے چند اہم موضوعات یہ ہیں:۔

☆ سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم
☆ اتباع سنت کی اہمیت
☆ قرآن کریم کی عظمت
☆ قرآن کریم کا عالمی پیغام دعوت
☆ قرآن کریم کے اردو تراجم و تفاسیر
☆ سوانح حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمہ
☆ سوانح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
☆ سوانح حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
☆ علم حدیث
☆ علم فقہ
☆ ادبیات اردو
☆ ادبیات فارسی
☆ ادبیات انگریزی
☆ علامہ اقبال
☆ تمدن ہندوستان
☆ حیدر آباد کی معاشی تاریخ

سینکڑوں فکر انگیز اصلاحی مضامین اور مقالات (ان کی مکمل تفصیل قبلہ پروفیسر صاحب کی سوانح کے حوالے سے سرہند پبلی کیشنز کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتاب "منزل بہ منزل" مرتبہ محمد عبدالستار طاہر۔ میں ملاحظہ فرمادیں۔ منزل بہ منزل دسمبر ۱۹۹۲ء تک کی تحریرات کی ہبلوگرافی ہے)۔

ابھی تصانیف کا سلسلہ جاری ہے۔ پروفیسر صاحب بڑی محنت اور کاوش کے ساتھ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جامع مبسوط کتاب تحریر فرما رہے ہیں جس میں آقائے دوجہاں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور صداقت دوسرے ادیان کی روشنی

Marfat.com

میں ثابت فرمائیں گے۔ تاکہ یہ کتاب عالمی طور پر دعوت الی اللہ کی اہمیت کی حامل ہو۔ یہ کتاب نہ صرف فرزندان توحید کے لئے بلکہ دیگر ادیان کے ماننے والوں کے لئے بھی بے حد مفید اور قابل مطالعہ ہوگی۔ انشاء اللہ یہ مبسوط تصنیف اپنی نوعیت کی بے مثال اور یکتا تصنیف ہوگی۔

پروفیسر صاحب کے ساتھ ایک نہایت تعجب خیز بات یہ ہے کہ آپ کی بیشتر بلکہ سب ہی تحقیقی عظیم تصانیف سروس کے زمانہ کی ہیں جو آپ کا بے حد مصروف زمانہ تھا۔ اس بات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی اپنے وقت کو منظم اصولوں کے مطابق گزارنے کا عہد کرلے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کی دستگیری فرماتا ہے اور اس پروردگار کی دستگیری کے بعد وسائل تابع اور فرماں بردار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جس "وقت" کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ کسی کے لئے نہیں رکتا اور تیزی سے گزر جاتا ہے۔ وہی "وقت" اللہ والوں کے تابع نظر آتا ہے اور وہ اپنے بڑے بڑے کام اسی مختصر سے وقت میں انجام دے دیتے ہیں۔ پروفیسر صاحب مدظلہ کی عظیم تصانیف اس دعوے کی شہادت کے لئے کافی ہیں۔ تعلیمی میدان میں اتنی کامیاب کارکردگی کے ساتھ قابل قدر بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب سب ہی کے ساتھ بلاامتیاز محبت اور اخلاق کا معاملہ کرتے ہیں۔ آپ کا عمل احادیث شریفہ کی روشنی میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رشتے ناطے جوڑو، ان سے بھی جو جوڑتے ہیں اور ان سے بھی جو توڑتے ہیں۔ تمہارے لئے تمہارا عمل ہے، اگر کوئی رشتے توڑتا ہے اور اپنے مسلم بھائی بہن سے تین دن سے زیادہ بول چال بند کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں آجاتا ہے۔

شفقت و محبت

آپ کی زندگی کا ایک اور تابناک گوشہ یہ بھی ہے کہ بے حد مصروفیات کے باوجود آپ احباب کی دلجوئی میں سنت سنیہ کی پوری پیروی فرماتے ہیں۔ احباب کی دعوت قبول فرماتے ہیں اور کبھی ناگواری کا اظہار بھی نہیں فرماتے۔ آپ اپنی مصروفیات کو دوسروں پر بوجھ بناکر نہیں پیش فرماتے بلکہ احباب کی خاطر خود بھی مشکلات کو جھیلتے اور برداشت کرتے ہیں۔

حضرت پروفیسر صاحب شیخ طریقت بھی ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد الحمدللہ کافی

Marfat.com

ہے اور آپ کا روحانی فیضان جاری ہے۔ مریدین ہر طرح کے ہوتے ہیں' باادب بھی اور بے ادب بھی۔ آپ مریدین کی اصلاح اور تربیت میں بڑی برداشت اور عفو و صلح سے کام لیتے ہیں۔ کچھ مشائخ اپنے مریدین کو ڈانٹتے اور مارتے بھی ہیں۔ کچھ مشائخ مریدین سے ملازموں اور نوکروں کا برتاؤ کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کا معاملہ ہی نرالا ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ سنت کی پیروی کا آئینہ دار ہے۔ مریدین پر آپ کی عظمت کی ہیبت نہیں ہوتی۔ وہ محبت سے قریب آتے چلے جاتے ہیں۔ آپ کی مجالس میں ظرافت اور علمیت کا مناسب امتزاج ہوتا ہے۔ مریدین آداب مجلس سیکھنے میں پریشان نہیں ہوتے بلکہ بغیر کسی مشکل کے آداب مجلس سے آشنا اور اس کے خوگر ہو جاتے ہیں۔

آپ مریدین کو زیادہ اوراد و وظائف کی تلقین بھی نہیں فرماتے بلکہ اس بارے میں آپ کا عمل اپنے مرشد و والد ماجد شیخ الاسلام حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ کے طرز پر ہے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ اپنے مریدین کو ادائیگی فرائض' تلاوت قرآن کریم اور اتباع سنت کی تاکید فرماتے' زیادہ سے زیادہ استغفار اور درود پاک کا ورد بتاتے۔ بس یہی پروفیسر صاحب کا طریقہ ہے۔ آپ مریدین کے اندر اپنی نظر فیض اثر سے وہ ملکہ پیدا فرما دیتے ہیں کہ وہ خود بخود شریعت اور سنت کے خوگر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ کے مریدین سنت سے آراستہ اور شریعت سے واقف ہوتے ہیں۔ غیر شرعی اور لایعنی باتوں سے احتراز کرنے کا ملکہ ان کے اندر بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ احباب و مریدین پر مشتمل ایک روحانی محفل کراچی میں ہر ماہ منعقد ہوتی ہے جس کی سرپرستی اور نگرانی خود پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔ یہ ماہانہ محفل کیا ہوتی ہے' ایک اصلاحی کورس ہوتا ہے۔ اس محفل میں ہر طرح کی تربیت ملحوظ خاطر رہتی ہے۔ جو نو آموز ہوتے ہیں ان کی حیثیت کے مطابق رہنمائی کی جاتی ہے۔ مختصر اور جامع بیان ہوتا ہے جس میں سنت سنیہ کی تعلیم بڑے حسین اور دلچسپ پیرائے میں کی جاتی ہے۔ اس محفل کی رونق اور فیض قابل رشک ہوتا ہے۔ اس میں شریک ہونے والے ہر ماہ اس محفل کا انتظار کرتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں۔۔ آپ بڑی سے بڑی بیماری پر اللہ کا شکر فرماتے ہیں۔ برداشت بے پناہ ہے۔ زبان سے کلمہ شکوہ نہیں ادا فرماتے۔ اسی بات کی تلقین عملاً" مریدین کو ہو جاتی ہے اور وہ بھی صبر کا پیکر بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

پروفیسر صاحب اپنے اخلاق کریمانہ سے محبت کا برتاؤ فرماتے ہیں اور ہر خط لکھنے والے کو خط کا جواب بڑی مستعدی اور پابندی سے عنایت فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی پروفیسر صاحب اپنے والد ماجد شیخ کامل حضرت مولانا مفتی محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ کی عادت شریفہ کے مطابق عمل فرماتے ہیں۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب کی بھی یہ عادت شریفہ تھی کہ ہر خط لکھنے والے کو بڑی پابندی سے خطوط کا جواب عنایت فرماتے تھے اور باوجود ضعف' علالت اور نقاہت کے بھی خود ہی خطوط کے جوابات تحریر فرماتے تھے۔ حضرت پروفیسر صاحب مدظلہ کی بھی یہی عادت شریفہ ہے۔ آپ نے ہر زمانہ میں اپنے معجبین کی بھرپور دلجوئی فرمائی اور کبھی خطوط کے سلسلہ میں لاپروائی نہیں فرمائی۔ بلکہ معجبین کے خطوط ملنے میں اگر تاخیر ہوتی ہے تو آپ خود کرم فرماتے ہیں اور خیریت کا استفسار فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ عمل بھی سنت کا آئینہ دار ہے۔

پروفیسر صاحب کے شاگردوں کا دائرۂ احباب و متوسلین بے حد وسیع ہے۔ سارے عالم میں تقریباً" آپ کے تلامذہ پائے جاتے ہیں۔ چونکہ آپ کے پاس آنے والے خطوط علمی ہوتے ہیں۔ اکثر خطوط میں نہایت دقیق معاملات میں استفسار ہوتے ہیں جن کا آپ کا تحقیقی جواب لکھتے ہیں۔ اس طرح آپ کا فیض بلاواسطہ اور بالواسطہ جاری رہتا ہے۔ پروفیسر صاحب خطوط کے جواب خود ہی لکھتے ہیں۔ آپ نے کبھی کسی سے یہ مطالبہ نہیں فرمایا کہ جوابی لفافہ ساتھ رکھیں یہ آپ کی فیاضی اور غایت محبت کی اعلیٰ مثال ہے۔

پروفیسر صاحب کی ایک خصوصیت ایسی ہے جو سب پر غالب ہے اور وہ ہے چھوٹوں سے محبت اور ان کی ہمت افزائی۔ آپ میں حسد اور خود پسندی نام کو بھی نہیں ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے چھوٹوں کی ہمت افزائی نہیں کرتے بلکہ ہر جگہ خود ہی آگے رہنا پسند کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے ہمیشہ کم علم اور چھوٹوں کی ہمت افزائی فرمائی اور انہیں آگے بڑھایا ہے۔ اسی جذبہ شفقت کا اثر ہے کہ آج آپ کے مریدین میں آپ کی اس تربیت کی مثال ملتی ہے اور نجی مجالس میں آپ کے مریدین اور معجبین کامیابی سے تقریر کرتے ہیں اور تحریر کا ملکہ پاچکے ہیں۔ روحانی تربیت کے سلسلہ میں بھی پروفیسر صاحب کا عمل حضرت قبلہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر ہے۔ آپ عموی مجالس میں لمبی لمبی تقاریر کو پسند نہیں

Marfat.com

فرماتے تھے' یہی پروفیسر صاحب کا طریقہ ہے۔ آپ کی محفل اتباع شریعت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ مجلس میں لایعنی باتوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ غیبت اور الزام تراشیوں سے آپ کی محفل خالی ہوتی ہے۔ مجلس میں خشکی نہیں ہوتی بلکہ اتباع سنت میں ظرافت اور شائستگی کا امتزاج ہوتا ہے۔ کم اور کام کی بات پر آپ کا دھیان ہوتا ہے۔ اسی صحبت کا اثر ہے کہ آپ کے صحبت یافتہ مریدین اور محبین بھی اسی پر عمل کرتے ہیں اور گناہ سے بچے رہتے ہیں۔

پروفیسر صاحب کے مزاج میں سادگی اور تواضع ہے۔ پاکیزگی' عفت' شرم و حیا میں آپ لاثانی ہیں۔ **الحیاء شطر الایمان** (حدیث پاک) "حیا ایمان کا جزو ہے" پر آپ کا پورا عمل ہے۔ لباس میں' قول و فعل میں' کردار اور گفتار میں آپ عاجزی اور سادگی کو پسند فرماتے ہیں۔ وہ تکلّف جو افسران یا مشائخ میں پائے جاتے ہیں' آپ ان سے دور رہے اور اسی کی تاکید فرماتے رہے۔ آپ کا سلوک بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ محبت اور خلوص کا ہوتا ہے۔ ماتحتوں سے محبت کا برتاؤ کرنا اور ملازموں کے کاموں کو ہلکا کرنا آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ اسی وجہ سے آپ ہر کالج اور ہر دفتر میں محبوب رہے اور آپ کا تبادلہ سٹاف اور ملازموں کے لئے ایک دوست کی جدائی کا وحشت اثر ہوا کرتا تھا۔ سٹاف آبدیدہ ہوکر آپ کو رخصت کرتا تھا اور ساری زندگی آپ کی سادگی اور محبت کو یاد رکھتا تھا۔

اس عاجزی اور تواضع کا ثمرہ ہے کہ پروفیسر صاحب سٹیج پر تشریف رکھنے سے گریز فرماتے ہیں۔ آپ اپنی سادگی میں ایک بہترین مثال ہیں۔ خدمات کے سلسلہ میں آپ کو جو سرکاری اعزازات سے نوازا گیا اس میں بھی آپ نے اپنے صاحبزادے مسرور میاں کو اعزاز کے وصول کرنے کا حکم دیا اور خود احتراز فرمایا۔ اس طرز میں آپ نے دو انمول باتوں پر عمل فرمایا۔ ایک تو یہ کہ انسان کو دنیاوی اعزازات کے مقابلہ میں آخرت کے اعزازات کو حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہئے اور دوسرے سٹیج پر نمود و نمائش سے احتراز کرنا۔

آپ ہمیشہ اپنے چھوٹوں کی غلطیوں کی نشاندہی بڑی محبت سے فرماتے ہیں۔ اصلاح کا انداز اس قدر پیارا ہوتا ہے کہ دل بھی نہ ٹوٹے اور اصلاح بھی ہو جائے۔ اس کا تجربہ بے شمار مواقع پر اکثر و بیشتر لوگوں کو ہوا ہے۔ خود عاجز کو تجربہ ہے۔ احقر اوائل عمری سے ہی پروفیسر صاحب سے خط و کتابت کا خوگر تھا۔ دس گیارہ سال کی عمر سے برابر خط و کتابت کا

Marfat.com

شوق رہا۔ ماشاء اللہ پاکستان میں عاجز کے رشتہ دار بہت ہیں لیکن پروفیسر صاحب کی دلجوئی اور شفقت نے اس کی ہمت بندھائی۔ آپ میرپور خاص' کالج میں تھے' یہ غالباً "۱۹۶۳ء کی بات ہے۔ احقر نے پروفیسر صاحب کو خط لکھا اور حیدر آباد کی سپیلنگ Haiderabad لکھ دی۔ پروفیسر صاحب نے جواب میں خط لکھا اور بڑی محبت کے ساتھ احقر کی غلطی کو نشاندہی فرمائی اور انگلش میں حیدر آباد کی سپیلنگ بڑے اور چھوٹے انگریزی حروف میں لکھ کر بھیجی۔ گویا آپ یہ چاہتے ہوں کہ میں دونوں طرح اس کی مشق کرلوں' چنانچہ اس روز جو احقر کی اصلاح ہوئی آج تک وہ نقوش ذہن میں محفوظ ہیں۔ اگرچہ وہ پوسٹ کارڈ محفوظ نہیں رہا لیکن وہ تحریر اور اصلاحی نقوش اب بھی ذہن میں محفوظ ہیں۔ اسی طرح بے شمار موقعوں پر آپ نے عربی' فارسی' اردو اور انگریزی الفاظ کی اصلاح فرمائی اور یہ نقوش بحمد للہ محفوظ ہیں۔ اس انداز میں بھی پروفیسر صاحب کا انداز نرالا اور اچھوتا ہے۔ سچ ہے اللہ تعالیٰ نے پروفیسر صاحب کو حکمت بدرجہ اتم عطا فرمائی ہے۔ دنیا میں ان کا مقام و منصب اعلیٰ ہے' انشاء اللہ آخرت میں بھی ان کا مقام نہایت اعلیٰ اور ارفع ہوگا۔۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے اور صحت و تندرستی سے نوازے تاکہ ملک و ملت زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہو سکے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وبارک وسلم۔

Marfat.com

تعارف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ترتیب: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کراچی

نام

محمد مسعود احمد

والد ماجد

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی

مجددی دہلوی (م۔ ۱۴شعبان ۱۳۸۶ھ / ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء)

(شاہی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری، دہلی

و شیخ طریقت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ و مفتی اعظم ہندوستان)

والدہ ماجدہ

سیدہ عائشہ بیگم بنت سید واحد علی شاہ

دادا

مفتی شاہ محمد سعید دہلوی (م۔ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)

پردادا

مفتی شاہ محمد مسعود محدث دہلوی (م۔ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء)

تاریخ پیدائش

۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء ۔۔۔ دہلی، انڈیا

Marfat.com

مسلک و مشرب

سنی حنفی نقشبندی مجددی

شیخ طریقت

شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی

شیخ مجاز

☆ مفتی محمد محمود شاہ الوری
ابن مفتی محمد رکن الدین شاہ الوری (م۔ ۱۳۵۵ھ)
بسلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ (حیدر آباد، سندھ)

☆ پیر زین العابدین شاہ گیلانی
بسلسلہ عالیہ قادریہ (لواری شریف) سندھ

برادران

☆ مفتی محمد مظفر احمد (م۔ ۶ دسمبر ۱۹۷۱ء)

☆ مفتی محمد مشرف احمد (م۔ ۱۹۸۱ء)

☆ مولانا حافظ محمد احمد (م۔ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۰ء)

☆ مولانا محمد منور احمد (م۔ ۱۹۴۵ء)

☆ مولانا محمد منظور احمد (م۔ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء)

☆ ڈاکٹر مولوی محمد سعید احمد (م۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ / ۱۸ فروری ۱۹۹۲ء)

تعلیم

☆ مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتح پوری، دہلی سے ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء میں درس نظامیہ کی تعلیم سے فارغ ہوئے۔ والد ماجد کے علاوہ کئی ممتاز علماء سے استفادہ کیا۔

☆ اورینٹل کالج، دہلی سے علوم شرقیہ کی سند ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۷ء میں حاصل کی۔

Marfat.com

☆ فاضل فارسی کی سند مشرقی پنجاب یونیورسٹی سے ۱۳۶۸ھ /۱۹۴۸ء میں حاصل کی۔

☆ بی۔اے کی سند پنجاب یونیورسٹی' لاہور سے ۱۳۷۶ھ /۱۹۵۶ء میں حاصل کی۔

☆ ایم۔اے (اردو) کی سندھ یونیورسٹی سے ۱۳۷۸ھ /۱۹۵۸ء میں سند حاصل کی اور ساتھ ہی گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔

☆ پی۔ایچ۔ڈی کی اعلیٰ سند بھی سندھ یونیورسٹی سے ۱۳۹۱ھ /۱۹۷۱ء میں حاصل کی۔

آپ نے اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ بعنوان "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" پروفیسر ایمریطس ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی نگرانی میں پیش کیا تھا۔

تدریسی خدمات

☆ ایس۔اے۔ایل گورنمنٹ ڈگری کالج' میرپور خاص ضلع تھرپارکر' سندھ

۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۶ء ---- بحیثیت لیکچرار و صدر شعبہ اردو

☆ گورنمنٹ ڈگری کالج' کوئٹہ' بلوچستان

۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۰ء ---- بحیثیت پروفیسر شعبہ اردو

☆ گورنمنٹ ڈگری کالج' ٹنڈو محمد خاں' ضلع حیدر آباد' سندھ

۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۴ء ---- بحیثیت پرنسپل و پروفیسر

☆ گورنمنٹ کالج کھپرو' ضلع تھرپارکر' سندھ

۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۸ء ---- بحیثیت پرنسپل

☆ گورنمنٹ سائنس کالج سکرنڈ' ضلع نواب شاہ' سندھ

۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۰ء ---- بحیثیت پرنسپل

☆ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ' سندھ

۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۰ء ---- بحیثیت پرنسپل

گورنمنٹ ڈگری کالج و پوسٹ گریجویٹ سینٹر' سکھر

۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۱ء ---- بحیثیت پرنسپل

Marfat.com

☆ ایڈیشنل سیکرٹری، محکمہ تعلیم، حکومت سندھ ---- ۱۹۹۱ء

☆ گورنمنٹ ڈگری کالج و پوسٹ گریجویٹ سینٹر، سکھر

۱۹۹۱ء تا ریٹائرمنٹ ۳۰ اپریل ۱۹۹۲ء ---- بحیثیت پرنسپل

تصنیفی خدمات

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تصنیفی زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ء ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ جب انہوں نے انگریزی کتاب Islam at the Cross Road کے چند ابواب کا ترجمہ کیا تھا۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کے مضامین و مقالات انڈیا پاکستان کے بیشتر معروف جرائد میں چھپتے رہے جس میں معارف، الفرقان، لکھنؤ، نوائے ادب، بمبئی اور ضیائے حرم لاہور قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کئی سمت میں لکھا ہے۔

۱۔ خاندانی بزرگوں کے حالات و افکار

۲۔ امام احمد رضا محدث بریلوی

۳۔ سیرت طیبہ و اصلاح معاشرہ

۴۔ متفرقات

۵۔ تراجم

☆ خاندان و سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے متعلق تصانیف و تالیفات

۱۔ دائمی تقویم (تصنیف مولانا محمد منظور احمد) مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۶۷ء

۲۔ مظہر اخلاق، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۶۸ء

۳۔ ارکان دین، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۶۹ء

۴۔ مکاتیب مظہری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۶۹ء

۵۔ مواعظ مظہری مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۶۹ء

۶۔ فتاویٰ مظہری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۶۹ء

Marfat.com

۷۔ تذکرہ مظہر مسعود، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۶۹ء

۸۔ حیات مظہری، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۹۷۴ء

۹۔ مظہر العقائد، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۹۷۶ء

۱۰۔ سیرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۷۷ء

۱۱۔ فتاویٰ مسعودی، مطبوعہ سرہند پبلی کیشنز، کراچی ۱۹۷۸ء

۱۲۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۹۸۰ء

۱۳۔ ماہ و انجم، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۹۸۳ء

۱۴۔ شجرہ طیبہ خاندان عالیہ نقشبندیہ مظہریہ، بزم ارباب طریقت، کراچی، ۱۹۸۴ء

☆ امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی سے متعلق قلمی شاہکار

۱۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور، ۱۹۷۰ء

۲۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور، ۱۹۷۳ء

۳۔ عاشق رسول، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور، ۱۹۷۶ء

۴۔ حیات فاضل بریلوی، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور، ۱۹۷۸ء

۵۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۹۸۱ء

۶۔ گناہ بے گناہی، مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۸۱ء

۷۔ اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، ۱۹۸۱ء

۸۔ دائرہ معارف امام احمد رضا، مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۸۲ء

۹۔ اجالا، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۸۳ء

۱۰۔ امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۸۳ء

۱۱۔ رہبر و رہنما، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۸۶ء

۱۲۔ تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۹۸۸ء

۱۳۔ غریبوں کے غمخوار، مطبوعہ رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد، ۱۹۹۰ء

Marfat.com

۱۴۔ سراج الفقہا، مطبوعہ مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور، ۱۹۹۰ء

۱۵۔ امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ، مطبوعہ مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور، ۱۹۹۰ء

۱۶۔ گویا دبستان کھل گیا، مطبوعہ مجلس امام اعظم، لاہور ۱۹۹۱ء

۱۷۔ امام احمد رضا اور عالمی جامعات، مطبوعہ رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد ۱۹۹۱ء

۱۸۔ ارمغان رضا، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۹۴ء

۱۹۔ محدث بریلوی، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۹۴ء

۲۰۔ انتخاب حدائق بخشش، مطبوعہ سرہند پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۹۵ء

۲۱۔ عشق ہی عشق، مطبوعہ رضا اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۵ء

☆ قرآن، سیرت طیبہ اور اصلاح معاشرہ

۱۔ اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر (قلمی) ۱۹۷۰ء (پی۔ایچ۔ڈی کے لئے محررہ مقالہ)

۲۔ آخری پیغام، مطبوعہ سرہند پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۸۶ء

۳۔ جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ انٹرنیشنل پبلی کیشنز، حیدر آباد سندھ، ۱۹۸۸ء

۴۔ جان ایماں، مطبوعہ مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور، ۱۹۸۹ء

۵۔ جشن بہاراں، مطبوعہ رضا اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۹ء

۶۔ رحمۃ اللعالمین، مطبوعہ رضا اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۰ء

۷۔ علم غیب، مطبوعہ مظہری پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۹۳ء

۸۔ جان جاں، مطبوعہ مظہری پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۹۳ء

۹۔ تعظیم و توقیر، مطبوعہ دارالخیر، کراچی، ۱۹۹۴ء

۱۰۔ عیدوں کی عید، مطبوعہ مظہری پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۹۴ء

۱۱۔ عورت اور پردہ، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی، ۱۹۹۵ء

۱۲۔ نسبتوں کی بہاریں، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی، ۱۹۹۵ء

Marfat.com

۱۳۔ قیام و سلام' مطبوعہ ادارہ مسعودیہ' کراچی ۱۹۹۶ء

۱۴۔ قبلہ' مطبوعہ ادارہ مسعودیہ' کراچی' ۱۹۹۶ء

۱۵۔ نئی نئی باتیں' مطبوعہ ادارہ مسعودیہ' کراچی' ۱۹۹۶ء

☆ متفرقات

۱۔ شاہ محمد غوث گوالیاری' مطبوعہ میر پور خاص' ۱۹۶۴ء

۲۔ موج خیال' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی' ۱۹۷۷ء

۳۔ شاعر محبت شاہ عبداللطیف بھٹائی' مطبوعہ مرکزی مجلس رضا' لاہور' ۱۹۷۸ء

۴۔ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور' ۱۹۷۹ء

۵۔ محبت کی نشانی' مطبوعہ سرہند پبلی کیشنز' کراچی' ۱۹۸۰ء

۶۔ نور و نار' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی' ۱۹۸۳ء

۷۔ قیامت' مطبوعہ انٹرنیشنل پبلی کیشنز' حیدر آباد' ۱۹۹۳ء

۸۔ دو قومی نظریہ اور پاکستان' مطبوعہ ادارہ مظہر اسلام' لاہور' ۱۹۹۵ء

☆ تراجم

۱۔ سندھ یونیورسٹی کے سابق رجسٹرار محمد حسین ترک کی انگریزی کتاب The Economic History of Hyderabad کا اردو ترجمہ "حیدر آباد کی معاشی تاریخ" مطبوعہ انٹرنیشنل بک کارپوریشن' حیدر آباد' ۱۹۸۵ء

۲۔ ڈاکٹر تارا چند کی انگریزی کتاب The Influence of Islam on Indian Culture کا اردو ترجمہ "تمدن ہند پر اسلامی اثرات" مطبوعہ مجلس ترقی ادب' لاہور' ۱۹۶۴ء

اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کی کئی کتب کے انگریزی' عربی' ہندی' فارسی' سندھی' گجراتی اور فرنچ زبان میں تراجم شائع ہوئے ہیں۔ چند اہم نام ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

☆ عربی

۱۔ دور الشیخ احمد رضا الہندی البریلوی' مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی ۱۹۹۵ء التعریب !ممتاز احمد السدیدی' لاہور

۲۔ الشیخ احمد رضا خاں البریلوی' مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی' ۱۹۹۱ء التعریب !محمد عارف اللہ مصباحی

۳۔ فقیہ العصر (الامام الہمام احمد رضا خاں) مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی ۱۹۹۳ء التعریب !شیخ الحدیث محمد نصر اللہ خاں الافغانی

☆ انگریزی

1- Neglected Geneius of the East, 1976.

2- A Baseless Blame 1991. (گناہ بے گناہی)
Translated by :Prof. M.A. Qadir

3- The Reformer of the Muslim World 1995.
(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی)
Translated by V. Rahmetuallh (India)

4- The Novelties 1995.(نئی نئی باتیں)
Translated by prof Azimi F.M. Sheikh.

5- Spiriitual Siginificance of Affirity 1994.
-----(نسبتوں کی بہاریں)
Translated by Prof. Azimi F.M. Sheikh.

6- The Knowedege of the Unseen 1994.
-----(علم غیب)
Translated by Prof. Azimi F.M. Sheikh.

Marfat.com

7- Eid of Eids (Festivity above all Festivities) 1994.

-----(عیدوں کی عید)

Translated by Prof. Azimi F.M. Sheikh.

8- Imam Ahmed Raza Reflections Impressions 1992.

-----(گویا دبستاں کھل گیا)

Translated by Prof. Zainuddin Siddiqui.

9- The Saviour 1991.----(رہبر و رہنما)

10- Guide and Gudiance 1992.----(رہبر و رہنما)

Translated by Nigar Erfaney

11- The Light 1991.----(اجالا)

Translated by Prof. M.A. Qadir.

ان تمام تصنیفات و تالیفات اور تراجم کے علاوہ آپ نے ۱۵۰ سے زیادہ مختلف عنوانات پر مقالات تحریر کیے ہیں جو ملکی غیر ملکی جرائد' اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں۔

☆ ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے متعلق اور دیگر عنوانات پر لکھی جانے والی متعدد کتب اور رسائل پر مقدمات' پیش لفظ' تقدیم' حرف اول' ابتدائیہ' حرف آغاز' کثیر تعداد میں لکھے ہیں۔ صرف اعلیٰ حضرت سے متعلق کتب پر آپ کے مقدمات اور تقدیمات وغیرہ کو اب تک "آئینہ رضویات" کے عنوان سے تین جلدوں میں شائع کیا جا چکا ہے۔

آپ کی علمی خدمات کو کئی مولفین نے جمع کیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

☆ جہان مسعود' مرتبہ آر۔ بی۔ مظہری مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی' ۱۹۸۵ء

☆ منزل بہ منزل' مرتبہ محمد عبدالستار طاہر' مطبوعہ انٹرنیشنل پبلی کیشنز' حیدر آباد' ۱۹۹۱ء

Marfat.com

☆ مسعود ملت اور رضویات' مرتبہ محمد عبدالستار طاہر' مطبوعہ رضا اکیڈمی' لاہور' ۱۹۹۴ء

☆ تخصصات مسعود ملت' مرتبہ محمد عبدالستار طاہر' مطبوعہ ادارہ مظہر اسلام' لاہور' ۱۹۹۴ء

☆ تذکار مسعود ملت' مرتبہ محمد عبدالستار طاہر (زیر طبع)

خلفاء

☆ علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری (م۔ ۱۹۹۲ء)' لاہور (مترجم کتب احادیث)

☆ ڈاکٹر مولانا محمد سعید احمد دہلوی (م۔۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء) برادر اصغر سجادہ خانقاہ باقی باللہ

☆ مولانا مفتی محمد مکرم احمد دہلوی نبیرہ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی نقشبندی' شاہی امام و خطیب مسجد جامع فتح پوری' دہلی

☆ پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد رفیق' لاہور

☆ الحاج غلام قادر خاں مظہری' راولپنڈی

☆ مولوی عطا محمد درس ٹھٹھی' سندھ

☆ صوبیدار نبی شاہ' کرک' سرحد

☆ مولانا جاوید اقبال مظہری' کراچی

☆ صاحبزادہ محمد مسرور احمد (جانشین)' کراچی

☆ حکیم محمد عاقل مظہری چشتی' دھام پور' بجنور' بھارت

☆☆☆☆

Marfat.com

پاکستان ہجرت

۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء

نکاح مسنون

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۶۴ء کراچی

مع سیدہ نعیمہ بیگم بنت سید مظہر علی

اولاد

☆ آنسہ کوکب جہاں زوجہ سید راشد شوکت

☆ آنسہ ڈاکٹر ثروت جہاں زوجہ سید شاہد ندیم

☆ صاحبزادہ محمد مسرور احمد

☆ سعدیہ بیگم زوجہ محمد اطہر باڑی

Ph.D اسناد کے سلسلے میں سرپرستی

☆ احقر نے آپ کی نگرانی میں شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی سے ۱۹۹۳ء میں بعنوان "کنزالایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم" پر Ph.D کی اعلیٰ سند حاصل کی۔

☆ جناب محمد اسحاق مدنی استاد وفاقی گورنمنٹ اردو آرٹس کالج، کراچی آپ کی نگرانی میں جامعہ کراچی سے Ph.D کا مقالہ بعنوان "برصغیر پاک و ہند کی سیاسی تحریکات میں فتویٰ رضویہ کا حصہ" تیار کر رہے ہیں۔

☆ مولانا منظور احمد سعیدی امام جامع مسجد رحمانیہ، طارق روڈ، کراچی ڈاکٹر صاحب کی نگرانی میں بعنوان "مولانا احمد رضا کی خدمات علوم حدیث کا تحقیقی جائزہ" پر Ph.D مقالہ تیار کر رہے ہیں۔

☆☆☆☆

Marfat.com

اعزازات

☆ سلور میڈل ---- سندھ یونیورسٹی، ۱۹۵۸ء

☆ گولڈ میڈل ---- سندھ یونیورسٹی، ۱۹۵۸ء

☆ گولڈ میڈل ---- ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۹۱ء

☆ گولڈ میڈل ---- انٹیلی کچوئل فورم، پاکستان ۱۹۹۲ء

☆ اعزاز فضیلت ---- حکومت پاکستان، ۱۹۹۳ء

القابات

☆ مسعود ملت

☆ فنافی الرضا

☆ افتخار سنیت

☆ ماہر رضویات

☆ سعادت لوح وقلم

تاثرات

ڈاکٹر محمود حسین

(سابق شیخ الجامعہ کراچی)

"ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا انداز بیان نہایت دل آویز اور ان کی زبان بڑی شگفتہ ہے۔ آج کا قاری اس سے پوری طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے"۔۱

۱۔ تقدیم، سیرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عادل

(سابق صدر شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی)

"پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد جانے پہچانے زود نگار قلم کار ہیں۔ انہوں نے وجدان، وراثت اور فطرت کی بدولت اپنا نام پیدا کر لیا ہے اور فن تحریر و تقریر میں مہارت بہم پہنچائی ہے"۔ ۲

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

(صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج، فیصل آباد)

"آپ کی تحقیقی مساعی نے بہت سے غبار دور کر دیئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے رسائل و کتب نے وہ کام کیا ہے جو واعظین کی پوری جماعت بھی نہ کر سکتی تھی۔ کالج کے طلبہ کے ہاتھ میں آپ کی کتب اکثر دیکھی جاتی ہیں۔ خوشی ہوتی ہے کہ آخر کوئی تو اس علمی قرض کو چکا رہا ہے"۔ ۳

سید انور علی ایڈووکیٹ

(ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان، انگریزی زبان میں ۸ جلدوں کے مفسر قرآن)

"پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب محققانہ انداز فکر کے ساتھ ساتھ غیر متعصب قلب و نظر بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حقائق کو بے لاگ پیش کرتے ہیں نہ کسی کی دل آزاری ان کا مقصود ہوتی ہے اور نہ کسی کی تذلیل و تحقیر"۔ ۴

۲۔ تبصرہ، فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

۳۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۴۔ تقدیم "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیکر تقویٰ و تقدس اور تاریخ ساز شخصیت

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ' لوہاری گیٹ' لاہور

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں' اس میں شک نہیں کہ کرامت اللہ تعالیٰ کا بندے پر وہ احسان اور لطف و کرم ہے جو عقل کو ورطہ حیرت میں ڈال دے' آج کے مادہ پرست ماحول میں عقل محض کی غلامی کے خوگر افراد کرامات کو افسانوی قصوں سے زیادہ اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں' علامہ اقبال نے عقل کے بارے میں بجا طور پر کہا ہے۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے' منزل نہیں ہے

کسی بھی بندۂ مومن کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند ہو' اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ اور تعلیمات کا پیروکار اور چلتا پھرتا نمونہ ہو' امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نہ صرف یکتائے زمانہ عالم دین تھے بلکہ اتباع شریعت و سنت کا پیکر مجسم تھے' عقائد' اعمال' احوال اور اخلاق میں ایسے مرد مومن تھے جو اسلام کا مطلوب و مقصود ہے۔ ان میں سب سے بڑی کرامت تو ان کی حق گوئی' استقامت' دینی صلابت اور پاسبانی اسلام ہے' دوسری بڑی کرامت جس سے کوئی باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا یہ ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ ایسا دانش ور اور سحر طراز قلمکار ان کے تعارف کا وکیل اور انکے افکار کا ترجمان بن گیا۔

مخالفین نے دیدہ دانستہ کوشش کی کہ امام احمد رضا بریلوی کی قد آور شخصیت کو منظر عام پر نہ آنے دیا جائے اور پروپیگنڈے کے ذریعے اتنا گرد و غبار اڑایا جائے کہ ان کا دینی' علمی اور تحقیقی کام نگاہوں سے اوجھل ہو جائے' اپنوں نے تساہل سے کام لیتے ہوئے انہیں

Marfat.com

ایک نعت گو شاعر کی حیثیت سے متعارف کرانے پر اکتفا کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے ۱۹۷۰ء میں مرکزی مجلس رضا' لاہور کے پہلے صدر فضیلتہ الشیخ محمد عارف قادری ضیائی مدظلہ العالی کی دعوت اور مولانا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری رحمتہ اللہ علیہ کی تحریک پر ایک پر مغز مقالہ "فاضل بریلوی اور ترک موالات" لکھا جو ۱۹۷۱ء میں مرکزی مجلس رضا' لاہور نے شائع کیا' پھر اس مقالے کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے' جدید علمی اور تحقیقی انداز نگارش نے اہل علم کے بڑے طبقے کو نئے سرے سے سوچنے پر مجبور کر دیا۔

ممکن تھا کہ پروفیسر صاحب کا راہوار قلم کسی اور طرف متوجہ ہو جاتا کہ ایک واقعہ نے انہیں "کار رضا" کے لئے مختص کر دیا' محترم محمد عبد الستار طاہر کے نام ایک مکتوب میں انہوں نے خود تحریر کیا کہ۔

> "کوئٹہ یونیورسٹی کے اساتذہ کو عصرانہ پر بلایا گیا' سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی کا ذکر چل نکلا' پھر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کا ذکر نکل آیا' جس پر ایک سینئر استاد نے فرمایا "وہ جاہلوں کے امام"! ۔۔۔۔ یہ جملہ ایک تازیانہ ثابت ہوا"[1]

اس کے بعد تو پروفیسر صاحب نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تصانیف اور ان کی سوانح حیات کا بھرپور اور مسلسل مطالعہ کیا اور حاصل مطالعہ بیسیوں تصانیف' رسائل اور مقالات مثلاً"

☆ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

☆ اجالا

☆ رہبر و رہنما

☆ غریبوں کے غمخوار

☆ امام احمد رضا اور عالمی جامعات

---

1 محمد عبد الستار طاہر۔ مسعود ملت اور رضویات' رضا اکیڈمی' لاہور ۱۹۹۴ء ص۔ ۵ (مکتوب محررہ یکم مئی ۱۹۹۰ء)

Marfat.com

☆ دائرہ معارف امام احمد رضا..... وغیرہ

کی صورت میں قلم بند کر کے علمی دنیا کے سامنے پیش کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت اور ان کے کارنامے سنی مدارس اور محافل میلاد سے نکل کر بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں تحقیق کا موضوع بن گئے' جہاں پہلے ان کا نام لیا جانا بھی گوارا نہیں کیا جاتا تھا۔ دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں ان پر ایم۔اے' ایم ایڈ' ایم فل اور ڈاکٹریٹ کے مقالے لکھے گئے' اور اب بھی لکھے جا رہے ہیں۔ اور اب تو بقول امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ کیفیت ہو گئی ہے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو؟ کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

اس میں سب سے زیادہ اور نمایاں حصہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کا ہے ایک دفعہ ایک غیر مقلد صاحب نے کہا تھا

"ہم تو احمد رضا بریلوی کو دفن کر چکے تھے' لیکن ایک پروفیسر نے انہیں قبر سے نکال کر پھر زندہ کر دیا ہے' اب ہمیں مزید پچاس سال کام کرنا پڑے گا"۔

ان کی تحریر میں متانت اور شائستگی ہے۔ معقولیت اور تسلسل ہے' دریا کی روانی اور سمندر کی گہرائی ہے شبنم کی لطافت اور گلاب کی جاذبیت ہے' جو لکھتے ہیں باحوالہ اور دلائل کی روشنی میں لکھتے ہیں عقیدت اور عقیدے کی بنا پر تاریخ وضع نہیں کرتے' بلکہ تاریخی حقائق کے رخ سے نقاب الٹ دیتے ہیں۔ انداز بیان اتنا دل نشیں کہ نتیجہ دو اور دو چار کی طرح سامنے آ جاتا ہے۔ ان کی ہر تحریر نیا بانکپن لئے منظر عام پر آتی ہے۔ اور براہ راست دروازہ دل پر دستک دیتی ہے۔ وہ جو کچھ لکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اور دین متین کا پیغام قارئین تک پہنچانے کے لئے لکھتے ہیں' جلب زر اور تحصیل منفعت کے لئے نہیں لکھتے اور اس پر دنیاوی معاوضہ بھی طلب نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں ایک دانشور نے کہا تھا کہ

"پروفیسر صاحب اگر ناول اور افسانہ کی دنیا میں چلے جاتے تو

Marfat.com

انہیں سونے اور چاندی سے تول دیا جاتا"۔

وہ تیرو نشتر کی زبان میں بات نہیں کرتے' ان کا لہجہ مشفق دوست اور محب ناصح کا ہے' ان کی ہر تحریر ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ۔ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (قرآن کرم ۱۶ر۱۲۵)

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے بحث کیجئے"....کی آئینہ دار ہے۔

ایک دفعہ پروفیسر صاحب نے کہا تھا

"امام احمد رضا بریلوی نے بڑا میجر اپریشن کیا تھا' اب ہمیں نرسوں کے فرائض انجام دینا چاہئیں"

ان کی تحریرات کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کے مقالات نہ صرف یہ کہ پاک وہند کے کئی اداروں نے شائع کئے ہیں بلکہ کئی مقالات کے عربی' ہندی' سندھی' پشتو' گجراتی' فارسی اور انگریزی میں تراجم ہو چکے ہیں۔

اگر ان کی محنت اور کوشش سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے مقبول بندے امام احمد رضا بریلوی کا تعارف دنیا بھر میں ہوا ہے تو خود آثار یہ بتا رہے ہیں کہ خود پروفیسر صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہو چکی ہے' اسی لئے وہ عوام و خواص میں محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کسی فاضل نے پروفیسر صاحب سے پوچھا کہ

"آپ نقشبندی مجددی ہونے کے باوجود مولانا احمد رضا پر لکھے جا رہے ہیں" پروفیسر صاحب نے کہا کہ

"کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے محب صادق نہیں ہیں؟"

انہوں نے کہا کہ

"ہاں ہیں تو سہی"۔

پروفیسر صاحب نے فرمایا۔

Marfat.com

"پھر تفریق کی وجہ؟"

اس پر وہ خاموش ہو گئے' یعنی پیش نظر تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق تھا' اس لئے پروفیسر صاحب سیرت طیبہ کی طرف متوجہ ہوئے تو کئی کتابیں منظر عام پر لے آئے۔ مثلاً"

☆ جان جاں

☆ جان ایماں

☆ جان جاناں

☆ جشن بہاراں...... وغیرہ۔

پروفیسر صاحب ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی کے سرپرست ہیں۔ یہ ادارۂ مختلف زبانوں میں امام احمد رضا بریلوی کی دینی و ملی خدمات اور افکار پر لٹریچر شائع کر کے پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کرتا ہے اور امام احمد رضا بریلوی پر دنیا کے کسی بھی ملک میں ریسرچ کرنے والے حضرات کی خاطر خواہ امداد کرتا ہے' نیز ہر سال کراچی اور اسلام آباد میں امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کرتا ہے۔

راقم کا ان سے ۱۹۷۱ء سے رابطہ ہے۔ ان کی عادت کریمہ یہ ہے کہ اپنے نام آنے والے ہر مکتوب کا جواب باقاعدگی سے دیتے ہیں' کوئی مصروفیت آڑے آ جائے تو تاخیر سے ہی سہی تاہم جواب ضرور ارسال کرتے ہیں۔ اس دوران ان کے کئی اعزہ و اقرباء داغ مفارقت دے گئے' لیکن انہوں نے ہمیشہ دامن صبر و سکون سے تھامے رکھا۔ بعض اوقات اپنی علالت کی اطلاع دی اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے' کیونکہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کی یاد زیادہ آتی ہے۔ ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لائے تو آپ کے مرید پروفیسر محمد رفیق نے مجھے اطلاع دی کہ پروفیسر صاحب فلاں تاریخ کو فلاں وقت لاہور آ رہے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اسٹیشن پر جا کر ان کا استقبال کروں۔ ملاقات ہوئی' حسب معمول شفقت و محبت سے پیش آئے پھر ہندوستان چلے گئے۔ کئی دنوں بعد پروفیسر محمد رفیق زید مجدہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا۔

"پروفیسر صاحب ہندوستان سے واپس نہیں آئے" انہوں نے بتایا کہ

Marfat.com

"وہ آکر کراچی چلے گئے ہیں" میں نے کہا کہ

"مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟" انہوں نے کہا کہ

"پروفیسر صاحب نے اس سے پہلے ہی اطلاع دینے پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا اب کیسے اطلاع دے دیتا؟"

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ تعالیٰ کی تحریر، تقریر اور عام گفتگو متانت اور شائستگی کا اعلیٰ نمونہ ہوتی ہے، بلا مبالغہ وہ اسلاف کی یادگار ہیں، ان کی ہر گفتگو دینی مسائل اور معاملات پر مشتمل ہوتی ہے۔ انکی گفتگو معقول، مدلل اور اخلاص پر مبنی ہوتی ہے، اس لئے سامعین اور حاضرین سراپا گوش ہو کر سنتے ہیں، اس کے ساتھ ہی مزاح کی حس لطیف بھی رکھتے ہیں، ۲۷ رجب ۱۴۱۵ھ کو پیر صاحب پگارا کی دعوت پر عید معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر پیر جو گوٹھ، خیر پور میرس میں تشریف لائے۔ ختم بخاری شریف کی تقریب میں شریک ہوئے، تقریب کے بعد کھانا کھانے لگے تو کھانے میں حلوے کی ڈش بھی موجود تھی، حلوہ بہت لذیذ تھا، حضرت مولانا مفتی محمد رحیم سکندری مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ نے فرمایا۔

"کچھ لوگ حلوے کا انکار کرتے ہیں اس لئے ہم حلوے کا اہتمام کرتے ہیں"۔

پروفیسر صاحب نے فرمایا۔

"مفتی صاحب! وہ کوئی اور حلوہ ہو گا جس کا منکرین انکار کرتے ہیں اگر یہ حلوہ کھالیں تو انکار کرنا چھوڑ دیں"۔

اس پر تمام محفل کشت زعفران بن گئی۔

ایک مکتوب میں بڑی پر لطف بات تحریر کی، فرمایا: جس کی شادی نہ ہو رہی ہو، وہ امام احمد رضا بریلوی پر تحقیق کرے انشاءاللہ العزیز اس کی شادی ہو جائے گی۔

☆ مولانا مشتاق احمد شاہ فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف، جامعہ ازہر شریف میں داخل تھے، انہوں نے امام احمد رضا کے فقہی مقام پر مقالہ لکھنا شروع کیا، ان کی شادی ہو گئی۔

☆ شیخ سید حازم استاذ جامعہ ازہر شریف لاہور آئے، انہوں نے امام احمد

Marfat.com

رضا بریلوی کا عربی کلام بساتین الغفران کے نام سے ترتیب دیا۔
ان کی لاہور میں شادی ہوگئی۔

☆ ہندوستان کی ایک خاتون نے امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ منظور کرایا' اس دوران ان کی شادی ہوگئی۔

☆ کیرالہ کے رہنے والے "الباقیات الصالحات" کے فاضل اور عربی زبان کے ماہنامہ الثقافتہ' دہلی کے مدیر مولانا شاہ الحمید' امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں' وہ پاکستان آئے تو کراچی میں ان کی منگنی ہوگئی۔

غرض یہ کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ پر تحقیق حل مشکلات کے لئے نسخہ کیمیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی عظیم علمی اور روحانی خانوادے کے فرد فرید ہیں۔ آپ کے والد ماجد مفتی اعظم مولانا مفتی شاہ محمد مظہراللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شاہی امام مسجد جامع فتحپوری' دہلی بھارت' جد امجد مفتی محمد سعید دہلوی (آپ کا انتقال عالم شباب میں ۲۱ شعبان ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء کو دہلی میں ہوا) پردادا مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی' نانا شیر اسلام مولانا سید واحد علی شاہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ سب کے سب شریعت و طریقت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ پروفیسر صاحب کے تمام بھائی بھی اصحاب علم و عمل تھے۔

آپ کے نانا سید واحد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے تقریباً ۱۹۲۱ء میں پیش گوئی کی تھی کہ ان کے بیٹی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو عالم اسلام میں ناموری حاصل کرے گا' ان کی صاحبزادی پروفیسر صاحب کی والدہ ماجدہ تھیں اس پیش گوئی کا مصداق پروفیسر صاحب ہیں جن کا نام دنیائے سنیت میں محققین قلمکاروں کی صف اول میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

پروفیسر صاحب نسبی طور پر صدیقی ہیں اور ان کی والدہ محترمہ سیدہ تھیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء میں دہلی میں ہوئی۔ قرآن پاک اور عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری' دہلی میں داخل ہو کر علوم عربیہ کی باقاعدہ تحصیل کی' اس دوران والد ماجد کی علمی راہنمائی بھی شامل حال رہی۔ چار سال عربی علوم و فنون کی تحصیل کے بعد ۱۹۴۵ء میں اورینٹل کالج مسجد فتح

Marfat.com

پوری، دہلی میں داخلہ لیا اور فارسی علوم و ادب میں دسترس حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں مشرقی پنجاب یونیورسٹی (سولن) سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

اسی سال آپ کے برادر محترم پاکستان تشریف لے آئے اور یہاں آکر سخت علیل ہو گئے۔ پروفیسر صاحب ان کی تیمارداری کے لئے حیدر آباد پاکستان آ گئے۔ برادر محترم مولانا منظور احمد رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۴۹ء میں انتقال فرما گئے۔ یہ بہت بڑا صدمہ تھا، لیکن عمہ محترمہ کی شفقتوں نے سہارا دیا، اور ان کی شفقت کی بدولت ہی پھر تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے میٹرک، ۱۹۵۳ء میں پہلے فاضل اردو پھر انٹرمیڈیٹ، ۱۹۵۶ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۵۶ء میں سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد، سندھ سے ایم اے کیا اور پوری یونیورسٹی میں اول رہے، گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے انہیں گولڈ میڈل اور وائس چانسلر کی طرف سے سلور میڈل دیا گیا۔

اس جگہ اس امر کا تذکرہ دلچسپی کا موجب ہو گا کہ پروفیسر صاحب نے ایم۔ اے میں داخلہ لینے کے سلسلے میں والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی، تو انہوں نے فرمایا داخلہ لے لیں، لیکن شرط یہ کہ کلاس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نہ ہو۔

اس شرط کا تذکرہ کلاس کے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مجددی سے کیا تو انہوں نے کہا کہ

"یہ یونیورسٹی ہے، یہاں کسی طالبہ کے داخلے پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی"۔

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی دیکھئے کہ اس سال ایم۔ اے کی کلاس میں کسی لڑکی نے داخلہ نہیں لیا۔ بلاشبہ یہ بات کرامت سے کم نہیں ہے۔

اللہ اللہ کیا بابرکت دور تھا، اور اولاد اپنے ماں باپ کی کس قدر فرماں بردار تھی؟ علامہ اصغر علی روحی، بھاٹی دروازہ لاہور کے اندر رہتے تھے۔ ان کے صاحبزادے ڈاکٹر صوفی ضیاء الحق نے ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا تو ان کا ایک ممتحن انگلینڈ کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ یونیورسٹی کی طرف سے انہیں حکم ملا کہ انگلینڈ جا کر اس پروفیسر کو انٹرویو دیں۔ والد ماجد سے اجازت طلب کی تو انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ وہاں کوئی چیز نہیں کھاؤ گے۔ سعادت مند بیٹے نے یہ شرط اس طرح پوری کی کہ کھانا اور پانی پاکستان سے اپنے ساتھ لے گئے، ایئر

Marfat.com

پورٹ سے اتر کر سیدھے پروفیسر کے پاس گئے اور انٹرویو دے کر انگلینڈ کی کوئی چیز کھائے پیے بغیر پاکستان واپس آ گئے۔ آج اگر اساتذہ اور والدین کا وہ ادب اور احترام نہیں ہے تو علم و عمل میں وہ برکت بھی نہیں رہی۔

۱۳۹۱ھ ر ۱۹۷۱ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی' موضوع تھا۔

"اردو میں قرآنی تراجم اور تفاسیر"

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت ہوئے' بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> "۱۹۵۶ء میں راقم دہلی حاضر ہوا تھا' حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرما کر سکون جاوداں بخشا' فی الحقیقت یہ روحانی تعلق بہار زندگی ہے' اگر بیعت نہ ہوتا تو باوجود تحصیل علوم کے ناتمامی کا شدید احساس رہتا علوم و فنون ذہن کی اصلاح تو کر سکتے ہیں مگر دل کی اصلاح ان کے بس کی بات نہیں' بلکہ دماغ کی اصلاح بھی دل ہی کی روشنی میں ہوتی ہے۔☆

حضرت علامہ مفتی محمد محمود شاہ الوری رحمہ اللہ تعالیٰ (حیدر آباد' سندھ) نے انہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

۲۳ ربیع الاول مطابق ۲ اگست ۱۳۸۴ھ ر ۱۹۶۴ء کو آپ کا نکاح مسنون محترمہ سیدہ نعیمہ بیگم بنت سید مظہر علی سے ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ آپ کی تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ محمد مسرور احمد ہے' ماشاء اللہ صاحبزادے الولد سر لابیہ کے مطابق تبع شریعت و سنت' متین' متواضع اور ملنسار ہیں۔

پروفیسر صاحب ۱۹۵۸ء میں ڈگری کالج' میر پور خاص سندھ میں لیکچرار اور صدر شعبہ اردو مقرر ہوئے۔ پھر ڈگری کالج' کوئٹہ میں پروفیسر رہے۔ ۱۹۷۰ء میں ٹنڈو محمد خان پھر

☆ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: تذکرہ مظہر مسعود' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

Marfat.com

کھپرو، مٹھی، سکرنڈ، ٹھٹھہ اور سکھر کالجوں میں پرنسپل رہے۔ ۱۹۹۱ء میں محکمہ تعلیم، حکومت سندھ کے ایڈیشنل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہوئے، لیکن انہوں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ اس عہدے پر رہنے سے تمام وقت انتظامی امور میں صرف ہو جاتا ہے اور تعلیم و تصنیف کی گنجائش نہیں رہتی، اس لئے استعفا دے کر گورنمنٹ ڈگری کالج، سکھر کے پرنسپل کے عہدہ کا چارج لے لیا، جہاں سے ۳۰ اپریل ۱۹۹۲ء کو ریٹائرڈ ہوئے۔

پروفیسر صاحب نے ۱۹۵۴ء میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے لیوپولڈ اسد کی کتاب کے کچھ ابواب کا ترجمہ بعنوان "اسلام دوراہے پر" کیا۔ اس کے بعد ان کا قلم مسلسل چلتا گیا۔

☆ انہوں نے اپنے خاندان کے بزرگوں کے احوال و افکار پر لکھا۔

☆ امام احمد رضا بریلوی پر لکھا۔

☆ قرآن پاک سیرت طیبہ اور اصلاح معاشرہ پر لکھا، ترجمے کئے۔

☆ مختلف کتابوں پر مقدمے لکھے، اور چشم بد دور اتنا لکھا کہ تنہا ان کا کام ایک اکیڈمی پر بھاری ہے۔

پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے اپنے مقالہ ۲ میں پروفیسر صاحب کی تصانیف کی فہرست دی ہے جس کے مطابق خاندان اور سلسلہ نقشبندیہ سے متعلق ۱۴۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے بارے میں ۲۱۔ قرآن پاک سیرت طیبہ اور اصلاح معاشرہ سے متعلق ۱۵۔ متفرقات کے ضمن میں ۸۔ تراجم کے ذیل میں ۲ کتابوں کی فہرست دی ہے، تین مقالوں کا عربی ترجمہ چھپ چکا ہے۔ دس مقالات کا انگریزی میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں "عیدوں کی عید" کا ترجمہ عربی، فارسی، سندھی، ہندی اور انگریزی میں چھپ چکا ہے۔ غرض یہ کہ آج کے دور میں جن قلمکاروں کو قبولیت عامہ کی سند حاصل ہے ان میں پروفیسر صاحب کا نام نہایت ممتاز ہے۔

پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے پروفیسر صاحب کے گیارہ خلفاء کی فہرست بھی

---

۲ "تعارف پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد" مشمولہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس، کراچی، شمارہ ۱۹۹۶ء

Marfat.com

دی ہے، جن میں

☆ علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۹۹۲ء)
مترجم کتب حدیث

☆ مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء)
برادر اصغر، سجادہ نشین حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ مولانا مفتی محمد مکرم احمد، شاہی امام و خطیب مسجد جامع فتح پوری، دہلی۔

☆ پروفیسر قاری محمد رفیق، لاہور

☆ جناب مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی اور

☆ صاحبزادہ محمد مسرور احمد، کراچی (جانشین) کے نام نمایاں ہیں۔

پروفیسر صاحب کے مریدین کا حلقہ بھی ماشاء اللہ بہت وسیع ہے، اور ان میں تربیت کے دینی اور روحانی اثرات واضح دکھائی دیتے ہیں۔

پروفیسر صاحب کے مرید محترم محمد عبدالستار طاہر نے "تذکار حضرت مسعود ملت" کے نام سے اصحاب علم کے وہ مقالات جمع کیے ہیں جو پروفیسر صاحب کی شخصیت اور ان کی علمی اور قلمی خدمات پر لکھے گئے ہیں۔ پروفیسر صاحب کے مرید محترم محمد سعید مجاہد آباد، لاہور نے مجھے بھی لکھنے کی فرمائش کی، راقم تفصیل سے تو نہیں لکھ سکا، تاہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ چند صفحات لکھ کر میں بھی پروفیسر صاحب کے قدردانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا ہوں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۶ر شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ / ۱۷ دسمبر ۱۹۹۶ء

Marfat.com

رضویات پر بین الاقوامی اتھارٹی

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رضوی لکھنوی
صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی

ڈاکٹر صاحب اپنی تحقیقی تخلیقات کے حوالے سے کسی تعارف کے محتاج نہیں خصوصاً" امام احمد رضا کی عبقری شخصیت ان کے علمی اور ملی کارناموں اور ان کے فکر و مشن کے حوالے سے گذشتہ ۲۰' ۲۵ سال میں جتنا لٹریچر شائع ہو کر منظر عام پر آیا ہے وہ زیادہ تر آپ ہی کی تحریر و تحقیق اور ترغیب و تشویق کا مرہون منت ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علمی اور تحقیقی دنیا کی ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ گذشتہ ۲۵ سالوں میں نہ صرف بر صغیر پاک و ہند بلکہ براعظم ایشیاء' امریکہ اور یورپ کے ممالک میں بھی متعارف ہو چکے ہیں' وہ علمی حلقوں میں ایک محقق' مورخ اور قلمکار کی حیثیت سے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اردو' عربی فارسی اور انگریزی پر یکساں عبور رکھتے ہیں ڈاکٹر صاحب کا حلقہ احباب کافی وسیع ہے۔ دنیا کے تقریباً" تین سو سے زیادہ شہروں میں ان کے سینکڑوں عقیدت مند اور احباب پھیلے ہوئے ہیں اور عالمی جامعات کے محققین کے ساتھ ان کی مراسلت بھی ہے' باایں ہمہ علم و فضل ملکی اور عالمی سطح پر ڈاکٹر صاحب کی پذیرائی ہوئی ، ان کی ان تحقیقی نگارشات کی وجہ سے ہوئی جو وہ گذشتہ بیس سال سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی شخصیت اور علمی کارناموں پر مسلسل پیش کر رہے ہیں۔ بلاشبہ ۱

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فیضان نظر نے ڈاکٹر صاحب کے قلب کو وہ جلا اور قلم کو وہ جولانی بخشی کہ ان کی ہر تحریر' علم و تحقیق کے وہ گوہر پارے تلاش کر لاتی ہے جس پر

۱۔ معارف رضا' ص ۱۰ مطبوعہ کراچی' ۱۹۹۲ء

Marfat.com

آج تک بہت سے اہل علم کی نظر نہ گئی اور تحقیق کے معیار کے اعتبار سے خوب سے خوب تر کا نمونہ ہوتی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے سب سے پہلے ۱۹۷۰ء میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت پر "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے نام سے ایک مقالہ تحریر کیا۔ جو اُسی سال مرکزی مجلس رضا' لاہور نے شائع کیا بر صغیر پاک و ہند کے علمی حلقوں میں یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی۔ اس کے اب تک کئی ایڈیشن مختلف مقامات سے شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی امام احمد رضا کی شخصیت پر دوسری تصنیف "فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں" ۱۹۷۳ء میں منظر عام پر آئی جس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اب تک ہزاروں کی تعداد میں پاک و ہند کے متعدد شہروں سے شائع ہو چکی ہے اس کے بعد سے آج تک ڈاکٹر صاحب امام احمد رضا فاضل بریلوی کے علمی' ملی اور دینی کارناموں پر مسلسل اور برابر لکھ رہے ہیں اور بڑے تحقیقی اور تجدیدی انداز میں مختلف جہتوں سے کام کر رہے ہیں وہ اب تک امام احمد رضا کی سیرت اور کارناموں پر بیسیوں کتب و تالیفات و مقالات ضبط تحریر میں لا چکے ہیں۔ ان کے مضامین و مقالات' بر صغیر پاک و ہند' بنگلہ دیش اور افریقہ کے مختلف رسائل و اخبارات میں بھی شائع ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کئی کتابوں کا سندھی' پشتو اور انگریزی زبان میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبقری شخصیت کو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر روشناس کرانے کی عظیم اور بے لوث خدمت انجام دی ہے' اور آج بلاشبہ وہ امام احمد رضا کی شخصیت پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج پاکستان' ہندوستان اور یورپین ممالک کی کئی جامعات میں آپ کی زیر سرپرستی اور ہدایت' امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے اور ڈاکٹریٹ کے مقالات لکھے جا رہے ہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ اس کو پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد جیسے فاضل اور بے لوث شخص کی سرپرستی حاصل ہے۔ ۲

آپ دنیائے رضویت میں اپنی تحقیقات اور امام احمد رضا قدس سرہ العزیز پر اپنی بہترین محققانہ نگارشات کے باعث ایک محبوب و مشہور شخصیت ہیں۔ بلاخوف تردید یہ بات

۲۔ آئینہ رضویات' جلد اول ص ۸/۶۔ مطبوعہ کراچی

Marfat.com

کہی جاسکتی ہے کہ آپ نے اپنی فکر کے انمٹ اور انمول جواہر پارے جو دنیائے رضویت کے سامنے پیش کئے ہیں۔ خواجہ تاشان رضویت اس کے شکر سے کسی طرح بھی عہدہ براء نہیں ہوسکتے۔

آپ نے اپنے زور قلم سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علمی، تحقیقی اور مذہب حنفی پر آپ کی فقید المثال تحریروں کا لوہا غیروں سے بھی منوالیا۔ آپ پندرہ سال سے شب و روز اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ زمانے کی نامساعدت سے جو دبیز پردے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی عروس فکر پر پڑے ہوئے تھے، ان کو اٹھا کر اس شاہد رعنا جمال ہوش ربا سے نگاہوں کو حیرت زدہ کردیں۔ آپ کی تخلیقات میں "اجالا" ایک شاہکار حیثیت رکھتا ہے[۳]۔ ادارہ نے اس کا سندھی میں ترجمہ آپ کی خدمت میں ۱۹۸۶ء میں پیش کیا۔ اس سال آپ کے قلم کا ایک اور شاہکار اور فکر کی ایک اچھوتی تخلیق "رہبر و رہنما" پیش کرکے ہم اپنا سرافتخار سے بلند کررہے ہیں۔[۴]

ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف اپنی تخلیقی سرگرمیوں کے ذریعے فاضل بریلوی کی شخصیت اور ان کے دینی و علمی کارناموں کو عوام الناس میں روشناس کروایا ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی تصانیف کو متعارف کروانے میں بھی بڑی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی زیر نگرانی ملکی اور غیر ملکی اسکالرز مختلف جامعات میں تحقیقی مقالات قلمبند کررہے ہیں۔ حال ہی میں اوشا سانیال نے کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) سے پی ایچ ڈی کا مقالہ "امام احمد رضا اور علماء اہلسنّت" مکمل کرکے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اوشا سانیال نے زیادہ تر مواد ڈاکٹر صاحب کی نگرانی میں تیار کیا۔ اس کے علاوہ لندن یونیورسٹی سے پروفیسر غیاث الدین قریشی تحقیقی مقالہ تیار کررہے ہیں۔ جس کی ڈاکٹر صاحب مکمل نگرانی کررہے ہیں۔ پاکستان میں جامعہ کراچی سے ڈاکٹر صاحب کی ڈائریکٹر شپ میں پروفیسر محمد اسحاق مدنی بھی اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ تیار کررہے ہیں۔

۳۔ "اجالا" اور "رہبر و رہنما" کے متعدد زبانوں میں تراجم ہوچکے ہیں۔۔ طاہر

۴۔ مجلہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۲ء

Marfat.com

حضرت مسعود ملت فیض ورجت کا یہ عالم ہے کہ ان کی زبان و قلم پر اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ ایسا فیضان ہے کہ ان کی ہر تحریر پڑھ کر دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

جہاں تک "ماہر رضویات" مسعود ملت محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت کا تعلق ہے تو راقم سمجھتا ہے کہ اس بارے میں نوجوان قلمکار محترم محمد عبدالستار مظہری صاحب کا تبصرہ اس قدر جامع ہے کہ اس میں ایک حرف کے اضافے کی گنجائش محسوس نہیں ہوتی چنانچہ اپنے "افتتاحیہ" میں مسعود ملت کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "آج اکناف عالم میں جہاں جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے وہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر بات ہوتی ہے وہاں حضرت مسعود ملت کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ذکر تو ہو اور حضرت مسعود ملت کا ذکر نہ ہو۔ جہاں پھول وہاں خوشبو۔۔۔ یہ بات ہے ساری نسبت کی۔"

> مسعود ملت کی تقریظ کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے موصوف اپنے اسی افتتاحیہ میں تحریر کرتے ہیں۔

> "یوں لگتا ہے جیسے حضرت مسعود ملت اور رضویات ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ رضویت کے حوالے سے کسی نگارش کا حسن نکھرتا ہی نہیں جب تک کہ حضرت مسعود ملت کی تقدیم و تقریظ سے اس کی آرائش و زیبائش نہ کی جائے اس میں وہ اپنے مطالعہ کا ماحصل پیش فرما دیتے ہیں اور پیشِ نظر مباحث میں رہ جانے والی کمی کو کماحقہ پورا فرما دیتے ہیں۔"

> دراصل آج کی تحریر و تقریر اور تدقیق و تحقیق کی دنیا میں "نسبت مصطفوی" کے حوالے سے یہ نسبتی تعلق۔۔۔ مسعودِ ملت۔۔۔ اعلیٰ

Marfat.com

حضرت --- قاسم رحمت صلی اللہ علیہ وسلم --- ہی معتبر ہے، جو نگارش اس سہ آتشہ نسبت سے خالی ہوگی وہ سب کچھ ہو سکتی ہے لیکن نسبتِ مُصطفوی سے عاری ہوگی۔ جب تک اس دنیائے رنگ و بو میں "مُصطفیٰ جان رحمت" صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جاتا رہے گا، اس وقت تک "عبدالمصطفیٰ" احمد رضا خاں کے لئے رحمت کی دعا مانگی جاتی رہے گی اور جب تک اس عاشقِ مُصطفیٰ "عبدالمُصطفیٰ" کا نغمۂ شوق،

مُصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اس کائنات کی فضاؤں میں گونجتا رہے گا، اس وقت تک "عاشقِ عبدالمُصطفیٰ" مسعود ملت کا اسم گرامی بھی "وظیفہ مسعود" کے طور سے دہرایا جاتا رہے گا۔

سچ تو یہ ہے کہ مسعود ملت کا دنیائے رضویت ہی نہیں بلکہ تمام دنیائے سنیت نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام پر احسان ہے۔ اس لئے کہ مسعود ملت نے "کمالِ عبدِ مُصطفیٰ" یعنی "کمالِ اولیا" سے لوگوں کو روشناس کرایا جو صحیح معنوں میں اللہ رب العزت کی معرفت کا ذریعہ ہے اور جو کمالاتِ اولیاء سے بے بہرا رہا اس نے یقیناً "خُدا کو بھی نہیں پہچانا" ؎

ہر کس کہ کمال اولیاء را نہ شناخت
ایں رحمت خاص بے بہا را نہ شناخت
پس شکر نہ گفت و حب ایشاں نہ گزید
میداں بہ یقین کہ اوخدا را نہ شناخت ۵

مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہٗ العالی بر صغیر پاک و ہند کے نامور محقق، مصنف، ماہر تعلیم اور استادوں کے استاد معظم ہیں۔ وہ علومِ اسلامیہ کے ساتھ ساتھ علومِ جدیدہ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ گذشتہ ۲۵ سالوں میں نہ صرف بر صغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش بلکہ ایشیاء، امریکہ اور یورپ کے دیگر ممالک میں بھی متعارف ہو چکے ہیں۔ ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے جس میں مختلف

۵- اظہار خیال برائے آئینہ رضویات جلد دوم۔ مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء

Marfat.com

علوم و فنون کے نامی گرامی ماہرین وقت شامل ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بحیثیت عالم دین اور عارف کامل ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ عالمی جامعات کے محققین سے ان کے روابط اور مراسلت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی سطح پر ڈاکٹر صاحب کی پذیرائی اور مقبولیت میں جو اضافہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ وہ ان کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ اور امام وقت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے روحانی فیض کی کرامت ہے۔ ڈاکٹر صاحب گذشتہ تیئس سالوں سے امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت اور علمی کارناموں پر اپنی تحقیقی نگارشات مسلسل پیش کر رہے ہیں اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گذشتہ ۲۰' ۲۵ سالوں میں امام احمد رضا کے حوالے سے جو کچھ تصنیفی اور تحقیقی کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ سب کا سب یا تو ڈاکٹر صاحب کی ذاتی تحریر و تحقیق یا ان کی تحریک و تشویق کا مرہون منت ہے۔ ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا محدث بریلوی ان کا موضوع تحقیق ہے۔ وہ اس موضوع پر جدید انداز سے متنوع جہتوں پر کام کر رہے ہیں۔ اب تک امام احمد رضا کی سیرت اور کارناموں پر بیسیوں کتابیں' مقالات و مضامین' تقدیمات اور مقدمات قلم بند کر چکے ہیں۔ یہ تعداد دو سو سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ **فالحمد للہ علی ذالک۔**

ڈاکٹر صاحب کی متعدد تصانیف اور مقالات کا عربی' انگریزی' سندھی' گجراتی' پشتو' ہندی' فرانسیسی وغیرہ بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی عبقری شخصیت کو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر روشناس کرانے کے لئے عظیم اور بے لوث جدوجہد کی ہے۔ **فجزاہم اللہ احسن الجزاء**

آج آپ کی سرپرستی میں دنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے اور ایم فل اور ڈی فل وغیرہ کے مقالات لکھے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب امام احمد رضا کی شخصیت پر پوری دنیا میں ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔ اگر رضویات کو علم و فن کی ایک شاخ قرار دیا جائے تو ڈاکٹر صاحب یقیناً "ماہر رضویات" قرار پاتے ہیں۔ انہوں نے گذشتہ ۲۰' ۲۵ سالوں میں "رضویات" پر اتنا کچھ کام کیا ہے کہ اگر پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت ہوتی تو وہ ڈاکٹر صاحب کو ان کی خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری ضرور دیتی مگر الحمد للہ وہ تو خود ڈاکٹر ہیں اور سرکاری اور دنیوی

Marfat.com

اعزازات سے بالکل بے نیاز۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب مفکر اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی اور ان کے افکار و نظریات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے مسلسل مطالعہ کیا ہے اور مسلسل لکھا ہے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جدید تکنیک کو سامنے رکھا ہے ان کی زبان نہایت سلیس و سادہ، تحقیق بلند پایہ، طرز بیان عالمانہ و فاضلانہ ہونے کے ساتھ ساتھ دل آویز و دلنشیں۔۔۔

جام پہ جام لائے جا، شان کرم دکھائے جا
پیاس میری بجھائے جا، روز نئی پلائے جا ۶

"پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد" آج بحمد للہ علمی، تحقیقی اور دینی اقلیم کا ایک معتبر و مستند اسم گرامی ہے۔

اسم کی تعریف یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ کسی شے کی معرفت کراتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اسم بامسمیٰ ہے، ان کی سیرت و کردار، انداز تکلم و طرز تحریر سے ایک "عاشق مصطفیٰ" (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عرفان اور اس کے عشق سرمدی کی لذت آشنائی حاصل ہوتی ہے۔

یوں تو محترم محمد مسعود احمد صاحب کی علمی و تصنیفی زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ء کے اوائل سے ہوتا ہے، جب آپ نے ایک انگریزی کتاب

"Islam at the Cross Road"

کے بعض ابواب کا اردو ترجمہ کیا، لیکن بارگاہ الٰہی سے ان کے قلم کو وقار و تمکنت اور ان کی تحریروں کو عزت و افتخار اس وقت سے عطا ہوا، جب سے ان کا رہوار قلم ادبی تحقیق کے ریگ زار سے گزر کر حصول رضائے احمد کے لئے بحر عشق میں غوطہ زن ہوا اور احمد رضا کے چشمہ آب حیواں سے اپنی علم و تحقیق کی تشنگی کو سیراب کیا۔ اسی "ریاضت عشق" نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کو "مسعود ملت" کی مسند پر صدر نشیں کیا، ان کے قلم کو عزت و وقار اور

۶۔ ابتدائیہ "محدث بریلوی" ص ۶/۸ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

Marfat.com

ان کی تحریروں کو قبول عام کی سند بخشی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کو عالم کل، عقل کائنات اعلم کائنات، عالم ماکان وہ مایکون، اور اللہ الہ مکنون صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ قدس سے علم و حکمت کے جو گوہر نایاب اور جواہر پارے عطا ہوئے، مسعود ملت کی آئینہ صفت تحریر نے ان کی اصل چمک دمک اور جوہر حسن و جمال کی جھلک سے ہر صاحب بصیرت، حامل علم و حکمت کے دیدۂ و دل کو پر نور کیا اور اندھے دلوں کی بصارت کو متحیر و بے نور کر کے بجھا دیا کہ

پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

دیکھا جائے تو ممدوح محترم کی عدم النظیر اور گراں قدر شخصیت، اخلاق کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کی مجمع البحرین ہے، جہاں آپ علوم جدیدہ کے ماہر استاد فن ہیں، وہیں آپ ایک باوقار صاحب طریقت و شریعت عالم دین بھی، آپ علمی اور تحقیقی دنیا میں ایک عادل مصنف، ایک غیر جانبدار اور ایک غیر متعصب مورخ اور سیرت نگار کی حیثیت سے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ سلاست و روانی، عدل و توازن، تحقیق و تدقیق، شائستگی و شستگی، نرم گفتاری و شگفتگی آپ کی تحریر کا طرۂ امتیاز ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریر احباب و اغیار دونوں میں مقبول ہے اور عادل متین طباع ان سے اثر پذیر ہوتی ہیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فیضان نظر نے ڈاکٹر صاحب کے قلب کو وہ جلا اور قلم کو وہ جولانی بخشی کہ ان کی ہر تحریر خصوصاً" امام احمد رضا کے حوالے سے، علم و تحقیق کے وہ گوہر آبدار تلاش کراتی ہے جن پر آج تک بہت سے اہل علم کی نظر نہ گئی اور تحقیق کے معیار کے اعتبار سے خوب سے خوب تر کا نمونہ ہوتی ہے۔ پروفیسر صاحب ۱۹۶۹ء سے امام احمد رضا کی شخصیت و افکار پر مقالات و تاثرات قلمبند کرتے آرہے ہیں اور بحمد للہ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، وہ بڑے تحقیقی اور تجدیدی انداز میں مختلف جہتوں سے کام کر رہے ہیں، اب تک امام احمد رضا کی سیرت اور کارناموں پر تقریباً" ۱۳۰ سے زیادہ مقالات اور ۶۰ سے زیادہ تقدیمات اردو، انگریزی اور عربی میں سپرد قلم کر چکے ہیں، اس کی ایک فہرست "آئینہ رضویات" حصہ دوم مطبوعہ ۱۹۹۳ء میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، ان میں متعدد مقالات کا سندھی، پشتو انگریزی اور ہندی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی عبقری شخصیت کو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر روشناس کرانے کی سعی بلیغ کی ہے اور اس طرح سے اہل سنت کے اہل قلم اور علماء و دانشوروں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر کے ایک عظیم اور بے لوث خدمت انجام دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ۲۶ سال کے اس تصنیفی اور تحقیقی سفر کے بعد ڈاکٹر صاحب امام احمد رضا پر تحقیق و تدقیق کے حوالے سے ایک اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں اور "اقبالیات" کے طرز پر "رضویات" بھی میدان تحقیق و تصنیف کی ایک فرع قرار پائی ہے' چنانچہ آج برصغیر پاک و ہند اور دنیا کی دیگر ۲۵ سے زیادہ جامعات میں پی ایچ ڈی اور ایم فل کی سطح پر جو کچھ کام ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ ہی کے تحریر شدہ لٹریچر اور تجویز کردہ تصانیف و تالیفات کی بنیاد پر اور آپ ہی کی زیر سرپرستی و زیر نگرانی انجام پذیر ہو رہا ہے۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب کی باوقار عظیم علمی شخصیت آج کے دور قحط الرجال میں ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس سے منزل کی طرف رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

ایسے افراد ملت روز روز نہیں پیدا ہوتے' صدیوں میں قوموں کو یہ خوش نصیبی میسر آتی ہے' ہمیں ان کی قدر کرنی چاہئے' یہ ہماری بڑی قیمتی متاع ہیں ؎

نکہت جاں بخش دارد خاک کوئے گل رخاں
عارفاں زانجا مشام عشق مشکیں کردہ اند

(حافظ) ۷

"محقق عصر محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اس وقت عالمی سطح پر امام احمد رضا کی شخصیت و کردار اور علمی فکری کارناموں کے حوالے سے ایک اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا پر عالمی جامعات میں (تقریباً ۲۵ جامعات میں) جس سطح پر بھی اور جو کچھ تحقیقی کام ہو رہا ہے اور دنیا بھر میں جہاں جہاں کوئی شخصیت یا ادارہ تصنیفی و تحقیقی حوالے سے یا نشریاتی کام کر رہا ہے وہ سب ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی ذاتی توجہ اور نگرانی کا ممنون ہے۔ امام احمد رضا کے حوالے سے کسی تحقیق پر بحیثیت نگراں آپ

۷۔ حرف آغاز "آئینہ رضویات" جلد سوم' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

Marfat.com

کے اسم گرامی کا ثبت ہونا اس کے بلند معیار تحقیق کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ امام احمد رضا اور دیگر قرآنی اور اسلامی عنوانات پر آپ کی تصانیف و تالیفات کی تعداد دو سو سے تجاوز کر چکی ہے اور الحمدللہ تصنیف و تالیف کا کام روز و شب جاری ہے۔ ماشاء اللہ آپ نے تیس سال کی قلیل مدت میں اسلامی لٹریچر پر اتنا کثیر خزانہ مہیا کر دیا ہے جو بذات خود کئی پی۔ ایچ۔ ڈی مقالات کا متقاضی ہے۔ ۸

۸۔ معارف رضا، جلد ۱۶، ص ۱۲/۱۳، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۶ء

Marfat.com

مینارۂ نور

پروفسر فیاض احمد خاں کاوش
(صدر شعبہ اردو' شاہ عبداللطیف گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور خاص' سندھ)

"مولانا محمد مسعود احمد کی صحبت میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی"۔ مولانا محمد عمر سموں (اے' ڈی' آئی۔ ایس) جوش و مستی میں کہے جا رہے تھے' شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج' میرپور خاص کے پرنسپل آفس میں موجود پروفیسر صاحبان حیرت و استعجاب سے یہ الفاظ سن رہے تھے۔۔ "بخدا ہم تو اب مسلمان ہوئے ہیں"۔ کہنے والے خود درویش صفت آدمی ہیں' ان کے جوش عقیدت میں ڈوبے ہوئے بیان سے مجھے تو کچھ بھی تعجب نہ ہوا کیوں کہ میں اس سے پہلے ہی مشاہدہ کر چکا تھا کہ ٹنڈو محمد خاں میں گورنمنٹ کالج کے ہوسٹل کا بڑا کمرہ جو شراب خانہ بنا ہوا تھا' استاد محترم محمد مسعود احمد کے نورانی اثرات سے وہ "مسجد" میں تبدیل ہو گیا۔ "ساقی" اب اذان دیا کرتا تھا' اور جب حضرت کا یہاں سے تبادلہ ہوا تو اس سے پہلے جو طلبہ لسانی و صوبائی تعصب میں بدمست رہا کرتے تھے' اب ڈاکٹر صاحب کی بے پناہ شفقت و محبت کے اثر سے اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کا معصوم نذرانہ لئے کھڑے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کا تبادلہ صوبہ سندھ کے دور افتادہ ریگستان "تھر" کے آخری مقام "مٹھی" میں ہوا تھا جہاں جاتے ہوئے سب لوگ گھبراتے تھے' مگر ڈاکٹر صاحب کی صفت تسلیم و رضا نے

آلام روزگار کو آسان بنا دیا

یہ سب نتیجہ ہے ڈاکٹر صاحب قبلہ کی پاکیزہ تربیت کا!

۱۹۳۰ء میں آپ نے ایک سیدہ کی آغوش میں آنکھ کھولی۔ والد ماجد' حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ دودمان فاروقی کے چشم و چراغ اور خاندان مجددیہ

Marfat.com

نقشبندیہ کے گل سرسبد، علم و فضل، زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار اور ارض ہند میں فقہ و تصوف کا مینار پر انوار تھے۔ جد امجد حضرت شاہ محمد سعید علیہ الرحمہ اور پردادا حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ اپنے اپنے دور میں شریعت و طریقت کے گلستان پر بہار تھے۔

تعلیم و ملازمت

آپ نے ابتدائی تعلیم والد ماجد حضرت مفتی اعظم ہند، شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (شاہی امام مسجد فتح پوری، دہلی) سے ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۹ء کے درمیان حاصل کی۔ پھر ۱۹۳۹ء میں مدرسہ عالیہ فتح پوری، دہلی میں داخل ہوگئے اور ۱۹۴۳ء تک پانچ برس علوم عربیہ کی تحصیل کی اور اس عرصہ میں برابر حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے پڑھتے رہے۔ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۷ء کے درمیان دو سال اورینٹل کالج، دہلی میں علوم فارسیہ کی تحصیل کی۔ ۱۹۴۸ء میں ادارۂ علوم شرقیہ، جامع مسجد میں بھی پڑھا اور سنہ مذکور ہی میں مشرقی پنجاب یونیورسٹی سے سند فراغت حاصل کی۔

۱۹۴۸ء میں پاکستان ہجرت کی اور حیدر آباد سندھ میں سکونت پذیر رہے، کچھ عرصہ بہاولپور اور لاہور میں بھی رہے۔ ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کیا۔ پھر ۱۹۵۳ء میں انٹرمیڈیٹ اور ۱۹۵۶ء میں اسی سال یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ اس کے بعد سن مذکور میں سندھ یونیورسٹی ایم۔ اے (اردو) میں داخلہ لے لیا اور ۱۹۵۸ء میں سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سے ایم اے کیا۔ یونیورسٹی میں اول آئے، گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کیے۔ ۱۹۷۱ء میں اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل کی۔

۱۹۵۸ء میں شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج، میرپور خاص، سندھ میں لیکچرار مقرر ہوئے۔۔ ۱۹۶۶ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ (بلوچستان) میں پروفیسر مقرر ہوئے۔۔ ۱۹۷۱ء میں گورنمنٹ کالج، ٹنڈو محمد خاں میں پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں گورنمنٹ کالج کھپرو (سندھ) تبادلہ ہوا۔ سنہ مذکور ہی میں گورنمنٹ کالج ٹھٹھی (سندھ) تبادلہ ہوا۔ آج کل اسی کالج میں بحیثیت پرنسپل سرکاری فرائض انجام دے رہے ہیں"۔۱

۱۔ پروفیسر صاحب اب تدریسی فرائض سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ طاہر

Marfat.com

اثر پذیری

ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی میں مختلف شخصیات سے متاثر ہوئے، جن ہستیوں نے تعمیر حیات میں اہم کردار ادا کیا ان میں حضرت مفتی اعظم ہند کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے۔

☆ عملی زندگی کے اسباق حضرت مفتی اعظم اور اپنی والدہ ماجدہ سے سیکھے۔

☆ تدریس کا ڈھنگ حضرت مولانا سجاد حسین صاحب (صدر مدرس مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری، دہلی) اور حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحب (پرنسپل اورینٹل کالج، دہلی) سے سیکھا اور تدریس میں تقویٰ و احتیاط، حضرت مولانا ولایت احمد اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب (مدرسین مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری، دہلی) سے حاصل کیا۔

☆ تحقیق کا سلیقہ استاد گرامی حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب (صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ) سے سیکھا۔

☆ تقریر و تحریر کا رنگ ان کا اپنا ہے۔

فیض پدری

ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد محترم حضرت مفتی اعظم سے بیعت ہیں اور اجازت و خلافت حضرت علامہ مفتی محمود الوری علیہ الرحمہ (مفتی اعظم حیدر آباد، سندھ) سے حاصل ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب کے جد امجد حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمہ کے خلیفہ اکبر اور فرزند ارجمند ہیں، انہوں نے ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے بیسیوں علماء، صلحاء اور امراء و وزراء کو اکتساب فیض کے لئے اپنے والد بزرگوار کے پاس آتے جاتے دیکھا، اس لئے شروع ہی سے فقر و غنا کا رنگ غالب ہوتا گیا۔ چنانچہ موصوف شروع ہی سے اپنی نشست زمین پر رکھتے ہیں۔ سب سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ خطوط کے جوابات نہایت مستعدی اور پابندی سے دیتے ہیں۔ صلہ رحمی کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ لڑنا جھگڑنا ان کے مسلک میں نہیں۔ موصوف کی زندگی تو اس شعر کی تفسیر ہے۔

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں مروت با دشمناں مدارا

Marfat.com

وہ اپنے دشمن کو محبت کی تلوار سے شکار کرتے ہیں۔ ان کا مسلک 'مسلک محبت ہے۔ اس لئے اپنے بدخواہوں کو بھی دعائیں دیتے ہیں۔ مخالفین کے بھی خیر خواہ رہتے ہیں۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے ڈاکٹر صاحب پر پے درپے حادثات گزرے ہیں۔ غم والم ہی نے ان کے اخلاق و کردار کی حنابندی کی ہے!

مستقل مصائب و آلام کی بھٹی میں تپ کر کندن بنے ہیں۔ ۱۶ سال کی عمر میں گھر سے چار پانچ جنازے اٹھتے دیکھ چکے تھے۔ پھر ۱۹۴۷ء آگیا۔۔۔ شاہی مسجد فتح پوری سنسان پڑی تھی۔ تمام علماء و فضلاء اور جاں نثار طلبہ بھاگ چکے تھے' ہر طرف گولیوں کی سنساہٹ اور گولوں کی گھن گرج میں کشت و خون کا بازار گرم تھا۔۔۔ اس افراتفری میں اگر کسی کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی تو وہ محمد مسعود احمد صاحب کے والد بزرگوار۔۔۔ ہندوستان کے مفتی اعظم۔۔۔ محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ' امام شاہی مسجد فتح پوری دہلی تھے۔ جن کے سایہ عاطفت میں نوعمر محمد مسعود احمد صاحب بھی وہیں موجود رہے۔۔ مسجد کو چاروں طرف سے دشمنان اسلام نے گھیر رکھا تھا۔ برابر کی عمارت سے مفتی اعظم کو ہلاک کرنے کے لئے مسجد فتح پوری میں بم کے گولے پھینکے جا رہے تھے' مگر اللہ کے نیک بندے اللہ کا گھر چھوڑ کر کہیں نہیں گئے۔ آخر خود دشمنوں نے شکست مان لی اور زندگی نے موت پر فتح پائی۔

۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر صاحب پاکستان تشریف لائے لیکن حادثات نے یہاں بھی نہ چھوڑا۔ سال کے اندر ہی جواں سال بھائی کا انتقال ہوا۔ ۱۹۶۶ء میں شفیق پدر محترم مفتی اعظم کا دہلی میں وصال ہوا۔ آل انڈیا ریڈیو سے یہ روح فرسا خبر سن کر ڈاکٹر صاحب یہاں تڑپتے رہے اور میت میں بھی شریک نہ ہو سکے اور پھر ۱۹۷۰ء میں پے درپے دو بزرگ عالم بھائیوں کا ایک ہی سال میں پرملال وصال ہوا۔ یہ سارے حادثے موصوف کی جان زار پر ٹوٹتے رہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب قبلہ کا قدم کسی منزل پر نہ ڈگمگایا۔ علمی سفر جاری رکھا۔

ڈاکٹر صاحب کی علمی زندگی کا آغاز ۱۹۵۷ء سے ہوا۔ موصوف نے ... یونیورسٹی میں مضمون نگاری کے مقابلے میں حصہ لیا اور "ولی اور چاسر" کے عنوان سے ۱۵۰ صفحات پر

Marfat.com

مشتمل تحقیقی مقالہ لکھ کر واحد انعام حاصل کیا۔

عشق نبرد پیشہ طلب گار مرد تھا

اس کے بعد وہ مستقل لکھتے رہے۔ موصوف نے ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا جس پر سرے سے فضلاء نے یا تو لکھا ہی نہیں یا لکھا تو سرسری' اس لئے ڈاکٹر صاحب کی تصانیف اور مقالات و مضامین علم و ادب میں اضافہ کا حکم رکھتے ہیں۔٢ جنہیں پاک و ہند کے چوٹی کے علماء و فضلاء نے سراہا ہے۔ مثلاً "ڈاکٹر محمد شفیع (صدر دائرۃ المعارف اسلامیہ' پنجاب یونیورسٹی' لاہور) ڈاکٹر وحید مرزا (لکھنؤ یونیورسٹی' بھارت) ڈاکٹر مختار الدین آرزو (علی گڑھ یونیورسٹی' بھارت) ڈاکٹر محمود حسین (کراچی یونیورسٹی' پاکستان) اس ضمن میں چند حضرات کی آراء ملاحظہ فرمائیں:۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب صدر شعبہ اردو' سندھ یونیورسٹی

"عزیزی گرامی پروفیسر محمد مسعود احمد علمی دنیا میں متعارف ہیں۔ انہوں نے اس تھوڑے سے عرصہ میں متعدد بلند پایہ مقالات شائع کئے ہیں جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان پر بہت دیر میں اضافہ ہو سکے گا۔ بفضلہ تعالیٰ انہیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لئے حتی الوسع تمام مآخذوں کو کھنگال لیتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے"۔٣

بالعموم معیاری مجلات کسی چھپے ہوئے مقالے کو شامل اشاعت نہیں کرتے' لیکن جب ڈاکٹر صاحب کا حضرت مجدد الف ثانی پر تحقیقی مقالہ نو اقساط میں معارف (اعظم گڑھ) ١٩٦١ء اور ١٩٦٢ء میں شائع ہوا تو ماہنامہ الفرقان (لکھنؤ) نے اس کو برابر نقل کیا اور بہت

٢۔ تمام آثار علمیہ کی تفصیل "منزل بہ منزل" مرتبہ محمد عبد الستار طاہر مطبوعہ انٹرنیشنل پبلی کیشنز' ١٩٩١ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

٣۔ (پیش لفظ شاہ محمد غوث گوالیاری مطبوعہ میر پور خاص' ص ١-٢)

Marfat.com

سراہا۔

شاہ معین الدین احمد (مدیر معارف، اعظم گڑھ)

"(حضرت مجدد کے عنوان پر) یہ مضمون بہت پسند کیا گیا اس کی تعریف میں خطوط بھی آئے اور رسالہ "الفرقان" (لکھنؤ) اس کو مسلسل نقل کر رہا ہے۔ اس مقبولیت پر مبارک باد قبول فرمائیے"۔۴

ڈاکٹر محمود حسین (وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی)

"پروفیسر محمد مسعود احمد نے یہ سوانح (سیرت مجدد الف ثانی) لکھ کر ایک بڑی دینی اور علمی خدمت انجام دی ہے۔ مصنف کی نظر تمام مستند ماخذوں پر رہی ہے اور انہوں نے ہر ماخذ سے اس طرح کام لیا ہے جس طرح اس سے کام لینا چاہیے"۔۵

پروفیسر ڈاکٹر نجیب اشرف ندوی (بمبئی)

"آپ کا پر مغز مقالہ موصول ہوا۔ لطف خاص کے لئے مخصوص شکریہ قبول فرمائیے۔۔ میں خوش ہوں کہ مجھے آپ کے مقالہ سے سب سے پہلے مستفید ہونے کا موقع ملا"۔۶

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (پیرس)

خدا آپ کو دارین میں مسعود فرمائے۔۔ آپ کی فراہم کردہ قیمتی

۴۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۱ء از اعظم گڑھ

۵۔ تعارف مولف "سیرت مجدد الف ثانی" مطبوعہ کراچی

۶۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۹ اگست ۱۹۶۱ء از بمبئی

Marfat.com

معلومات کو پورے اظہار و تشکر کے ساتھ استعمال کروں گا"۔ ے

ڈاکٹر صاحب کا علمی حلقہ بہت وسیع ہے۔ مختلف بیرونی ممالک کے محققین ان کے حلقے میں داخل ہیں۔ مثلاً" برطانیہ' امریکہ' فرانس' ہالینڈ' سوئٹزرلینڈ' ایران' افغانستان' ترکی' سعودی عرب' نائیجیریا وغیرہ وغیرہ۔ جہاں سے آئے ہوئے ڈھیروں خطوط اس حقیقت کے شاہد ہیں۔

علمی حلقے کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کا حلقہ احباب بھی بہت وسیع ہے۔ راقم نے ایک دفعہ موصوف کی ڈائری کا مطالعہ کیا تو اس میں پاکستان اور بیرونی ممالک کے دو سو شہروں کے سینکڑوں پتے نظر سے گزرے۔ اس سے آپ کے علمی اور ادبی حلقے کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب قبلہ کے پاس آئے ہوئے سینکڑوں ملکی و غیر ملکی علماء و فضلا کے خطوط کا ذخیرہ راقم کے پاس محفوظ ہے۔ مثلاً" آنجہانی ڈاکٹر اے جے آر بری۔ آنجہانی سی اے اسٹوری۔ آنجہانی مارین مولے۔ ڈاکٹر فری لینڈ ایبٹ۔ ڈاکٹر یوحنا فریڈ مین۔ ڈاکٹر جے ایم ایس بلیان۔ ڈاکٹر این میری شمل۔ ڈاکٹر اسمتھ۔ ڈاکٹر جینی۔ ڈاکٹر تارا چند۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ ڈاکٹر ذاکر حسین۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور۔ ڈاکٹر نجیب اللہ اشرف ندوی۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی۔ ڈاکٹر سید عبداللہ۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن۔ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی۔ پروفیسر آل احمد سرور۔ مولانا غلام رسول مہر۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اور بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم وغیرہ۔

ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔

سیرت و سوانح۔ اخلاقیات۔ تاریخ۔ مذہبیات۔ اقبالیات۔ قرآنیات۔ فلسفہ۔ لسانیات۔ سیاسیات۔ تاثرات۔ اسلامیات۔ نفسیات۔ ادبیات۔

ڈاکٹر صاحب کے مقالات کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب

ے۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' پیرس محررہ ۱۹۶۶ء

Marfat.com

انجمن ترقی اردو (پاکستان) کے سہ ماہی مجلّے کا انتخاب "غالب نام آور" شائع ہوا تو ڈاکٹر صاحب کا مقالہ اس میں شامل کیا گیا۔ اسی طرح اقبال اکیڈمی (کراچی) کے سہ ماہی مجلّے "اقبال ریویو" کا انتخاب مرتب کیا گیا تو اس میں ڈاکٹر صاحب کے تین مقالات شامل کئے گئے۔ ڈاکٹر صاحب اس حدیث پر یقین رکھتے ہیں کہ:

"جس کے دو دن یکساں گزر گئے وہ خسارے میں رہا"۔

اس لئے ان کی تخلیقات کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اب تک اوسطاً" ہر سال ٦ مضامین و مقالات اور ایک تصنیف یا تالیف عالم وجود میں آتی رہی ہے۔ اس وقت مقالات و مضامین مطبوعہ کی مجموعی تعداد ١٠٨ کے لگ بھگ ہے اور تصانیف و تراجم وغیرہ کی تعداد ١٨ ہے۔

مطبوعہ مضامین و مقالات کے علاوہ تقریباً" ٣٠ مضامین مسودات کی شکل میں محفوظ ہیں۔ ١٠ کتابوں پر تبصرے لکھے جو شائع ہو چکے ہیں۔ ١٥ کتابوں پر مقدمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ نیز ان کے مقالات "انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" میں شامل کئے جا چکے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی روز مرہ زندگی میں ایسے محیرالعقول واقعات دیکھنے میں آتے ہیں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا طرہ امتیاز رہے ہیں۔ بلا مبالغہ ڈاکٹر صاحب سے مل کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان کی پرکشش شخصیت سے کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ان کا دل محبت و شفقت کے امڈے ہوئے جذبات کا بحر ناپیدا کنار ہے۔ ان کا سینہ انوار و تجلیات کا خزینہ ہے۔ آپ کی نورانی تربیت سے نہ جانے کتنے بھٹکے ہوئے انسان راہ راست پر آ گئے اور آپ کے روحانی اثرات سے نہ جانے کتنے تاریک دل نُورِ ایمانی سے جگمگانے لگے۔

"بلاشُبہ اِس گئے گزُرے زمانے میں ڈاکٹر صاحب کی ہمہ گیر شخصیت ایک ایسا مینارۂ نُور ہے جس کی روشنی میں علم و عمل میں ہم آہنگی پیدا کر کے منزلِ مُراد حاصل کی جا سکتی ہے"۔

(ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور' نومبر ١٩٧٦ء)

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے نام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے خطوط

شاہجہان بیگم، جام شورو، سندھ

جد امجد علیہ الرحمہ

ڈاکٹر صاحب دہلی کے اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو علمی و دینی وجاہت میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کے جد امجد حضرت شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ (۱۸۳۴ء تا ۱۸۹۱ء) اواخر انیسویں صدی کے عظیم علماء و صوفیا میں سے تھے، ان کا سلسلہ نسب متعدد واسطوں سے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری (م ۱۵۸۱ء) سے ملتا ہے۔ آپ نے بائیس برس کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر لئے تھے، سلسلہ حدیث صرف دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ (م ۱۷۶۲ء) تک پہنچتا ہے۔ ہمعصر علماء و فضلا آپ کی علمی فضیلت کے معترف تھے چنانچہ ایک معاصرہ تذکرہ نگار امیر الدین حنفی نے اپنی تالیف میں ان القاب و آداب کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے:۔

"زبدۂ فقہائے جہاں، اصلح صلحائے زماں، اعراف العرفاء، فاضل الفضلاء، فقیہ بے بدل، مفتی بے مثل، محقق مسائل دین، حضرت مولوی مفتی رحیم بخش المشہور مولانا مفتی محمد مسعود صاحب مفتی دہلی دام فیوضہ"

حضرت شاہ محمد مسعود علیہ الرحمہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارف کامل حضرت امام علی شاہ علیہ الرحمہ (م۔ ۱۸۶۵ء) سے بیعت تھے اور انہی سے چاروں سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حصول اجازت کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور مسجد جامع فتح پوری میں خانقاہ مسعودیہ کی بنیاد رکھی اور علمی و روحانی فیض جاری فرمایا۔ انقلاب ۱۸۵۷ء کے زمانے میں آپ کے برادر نسبتی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ خاں علیہ الرحمہ امام و خطیب تھے۔ انقلاب کے بعد امامت و خطابت آپ کو تفویض کی گئی۔ آپ اس منصب

Marfat.com

جلیلہ کی پوری پوری اہلیت رکھتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۰ رجب ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء بروز بدھ صبح نو بجے دہلی میں ہوا اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ میں مدفون ہیں۔

آپ کی اولاد میں پانچ صاحبزدگان:۔

☆ مولانا محمد سعید علیہ الرحمہ (م۔۱۸۸۹ء)

☆ مولانا احمد سعید علیہ الرحمہ (م۔۱۸۹۳ء)

☆ مولانا عبدالحمید علیہ الرحمہ (م۔۱۹۹۴ء)

☆ مولوی عبدالرشید علیہ الرحمہ (م۔۱۹۴۶ء)

☆ اور مولوی حبیب اللہ علیہ الرحمہ (م۔۱۹۶۱ء) اور ایک صاحبزادی ہوئیں اور

خلفاء میں

☆ مولانا حمیدالدین گنوری

☆ مولانا محمد سعید (م۔۱۸۸۹)

☆ مولانا رحیم اللہ

☆ مولانا رکن الدین (م۔۱۹۳۶ء)

☆ مولوی عبدالغفور

☆ مولوی قمرالدین رحمہم اللہ تعالیٰ قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا رکن الدین علیہ الرحمہ کے خلفاء میں

حضرت مولانا مفتی محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ محمد محمود الوری مدظلہ العالی کے مریدین پاک وہند کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ کی متعدد تصانیف ہیں جو تصوف اور فقہ کے موضوعات پر ہیں۔ بیشتر قلمی ہیں، صرف دو ایک شائع ہوئی ہیں۔ ان تصانیف میں "فتاویٰ مسعودی" قابل ذکر ہے جو اس فن میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا واحد قلمی نسخہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے پاس محفوظ ہے، موصوف نے اس کو از سر نو مدون کر لیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے جد امجد حضرت مولانا محمد سعید علیہ الرحمہ حضرت شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے، صاحب نسبت بزرگ تھے، عالم

Marfat.com

جذب میں رہا کرتے تھے۔ طبیعت جلالی پائی تھی۔ آپ کا انتقال عین عالم جوانی میں ۲۱ شعبان ۱۳۰۷ھ میں مطابق ۱۸۸۹ء کو دہلی میں ہوا۔ مزار مبارک حضرت خواجہ باقی باللہ کی درگاہ میں ہے۔ آپ گو عالم جوانی میں وصال فرماگئے، مگر صاحب اجازت و خلافت و عالم و فاضل تھے۔ آپ کے فتوے بھی بعض کتابوں میں ملتے ہیں چنانچہ مجموعہ فتاویٰ (مطبوعہ لاہور ۱۸۹۲ء، ص ۱۱-۱۲) میں آپ کا ایک فتویٰ ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے خاندان مسعودیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا اور آپ کے صاحبزادے حضرت مفتی اعظم محمد مظہراللہ قدس سرہ العزیز سے روحانی اور نسبی سلسلہ خوب پھلا پھولا۔ جس کو دیکھ کر یہ کہا جائے تو بجا ہے:

اصلھا ثابتۃ و فرعھا فی السماء

والد ماجد علیہ الرحمہ

حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے والد ماجد ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۸۶ء میں دہلی میں ہوئی۔ معاصرین علماء سے آپ نے معقولات و منقولات کی تحصیل کی اور پھر اپنی قوت مطالعہ سے وہ کمال حاصل کیا کہ باید و شاید۔ خصوصاً "تجوید و قرأت، فقہ و تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مسائل فقہ میں حضرت مفتی اعظم کو جو عبور حاصل تھا وہ ہر طبقہ فکر میں مسلم تھا۔ فتویٰ نویسی میں مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ کے فتوے پاک و ہند کے طول و عرض اور بیرونی مسلم ممالک میں تسلیم کئے جاتے ہیں، آپ کے فتوؤں کا مجموعہ "فتاویٰ مظہری" کے نام سے ڈاکٹر صاحب نے مدون کیا ہے جو ۱۹۷۰ء میں کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ ۱۸۹۳ء میں تیرہ چودہ برس کی عمر میں اپنے جد امجد کے شیخ طریقت حضرت امام علی شاہ کے صاحبزادے حضرت صادق علی شاہ (م۔ ۱۸۹۹ء) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور اوائل انیسویں صدی میں حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا، پھر ۱۹۳۶ء میں سلاسل عالیہ قادریہ و چشتیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت شاہ محمد رکن الدین علیہ الرحمہ آپ کے جد امجد علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت مفتی اعظم کی ذات گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پاک و ہند میں خوب پھیلا۔ آپ مسجد جامع فتح پوری

Marfat.com

میں اپنے جد امجد حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ کے جانشین تھے اور امام و خطیب۔

نصف صدی سے زیادہ عرصے تک تبلیغ و ارشاد' امامت و خطابت اور فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ کے دم سے علم و عرفان کے چشمے ابل رہے تھے۔ پچاسی سال کی عمر میں ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو وصال فرمایا' جس کا اعلان آل انڈیا ریڈیو سے کیا گیا' مزار مبارک مسجد فتح پوری میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

آپ کی اولاد میں سات صاحبزادے اور نو صاحبزادیاں ہوئیں۔ جن میں تین صاحبزادگان اور چھ صاحبزادیاں بقید حیات ہیں۔ صاحبزادگان میں سب عالم و فاضل اور متبع شریعت ہیں' اس خصوص میں یہ خاندان دور جدید کے تمام علمی گھرانوں میں ممتاز نظر آتا ہے' صاحبزادگان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

☆ حضرت مولانا مفتی محمد مظفر احمد (م۔ ۱۹۷۱ء)

☆ حضرت مولانا مفتی محمد مشرف احمد

☆ حضرت مولانا محمد احمد (م۔ ۱۹۷۱ء)

☆ حضرت مولانا منور احمد (م۔ ۱۹۴۴ء)

☆ حضرت مولانا محمد منظور احمد (م۔ ۱۹۴۹ء)

☆ ہمارے ممدوح ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ ڈاکٹر محمد سعید احمد (م۔ ۱۹۹۶ء)

خواجہ حسن نظامی کے صاحبزادے خواجہ حسن ثانی نظامی نے مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے صاحبزادگان کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی خدمات کا بطور خاص ذکر کیا ہے:۔

> "حضرت مفتی صاحب نے پانچ صاحبزادگان اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ مولانا مظفر احمد صاحب' مولانا مشرف احمد صاحب' مولانا سعید احمد صاحب۔ یہ پانچوں کے پانچوں ماشاء اللہ عالم ہیں۔ مولانا مسعود صاحب تو قلمکار کی حیثیت سے ہند و پاک میں نمایاں مقام کے مالک ہیں اور ان کی کئی نگارشات منظر عام پر آچکی ہیں"۔

Marfat.com

حضرت مفتی اعظم کے خلفاء میں

☆ حضرت مولانا مظفر احمد

☆ مولانا مشرف احمد صاحب

☆ سید قاری محمد حفیظ الرحمٰن صاحب

☆ مولانا محمد احمد صاحب

☆ مفتی مقبول الرحمٰن

☆ قاری محمد ادریس صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کا آپ کے معاصرین صوفیاء علماء اور سیاسی شخصیتوں نے پورا پورا احترام کیا ہے۔ تحریک خلافت میں آپ علی برادران (مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی) کے ساتھ رہے اور ان سے بڑے مخلصانہ تعلقات تھے۔ بعد میں شرعی وجوہات کی بناء پر سیاست سے علیحدگی اختیار فرمالی۔ قائداعظم محمد علی جناح، قائد ملت لیاقت علی خان، ڈاکٹر ذاکر حسین، خواجہ حسن نظامی، محمد کفایت اللہ وغیرہ سب آپ کا احترام کرتے تھے۔ تحریکِ آزادی کے سلسلے میں آپ کے فتوے بنیادی اہمیت کے حامل رہے۔

الغرض حضرت مفتی اعظم جلیل القدر عالم، فقید المثال فقیہ اور صاحب کشف و کرامات ولی تھے۔ پاک و ہند کے تمام دینی حلقوں میں معزز و محترم تھے اور ہر مکتب فکر کا عالم قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ ایسے نابغہ روزگار روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ڈاکٹر محمد مسعود احمد مد ظلہ العالی

حضرت مفتی اعظم جیسے برگزیدہ باپ کی نظر کیمیا اثر اور ان کے فیضان تربیت نے ہمارے ممدوح ڈاکٹر صاحب مد ظلہ کو بھی گوہر یکدانہ بنادیا ہے۔ ان کی زندگی مسلسل جدوجہد، علم و عمل اور اخلاقی عظمتوں سے عبارت ہے۔ وہ حقیقتاً "یقین محکم، عمل پیہم اور محبت کے مجسم نمونہ ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں ان کی زندگی نئی پود کے لئے مشعل راہ کی

Marfat.com

حیثیت رکھتی ہے۔ ہندوستان کے مشہور عالم و ادیب مولوی نذیر احمد دہلوی کے پوتے مسلم احمد (ایم۔اے) ڈاکٹر صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ابن علامہ دہر حضرت مفتی محمد مظہر اللہ شاہ' برادر محترم میاں مسعود احمد صاحب جو اپنے والد بزرگوار کی خصوصی توجہات سے فلاح دارین کا حصول مسعود کرنے کے بعد آج اپنی ذات گرامی میں وہ خصوصیات پیدا کر چکے ہیں جو ایک ولی کامل کی اولاد میں ہونی چاہئیں' جن کو حضرت مفتی صاحب کا ہر کفش برادر قابل صد تعظیم اس لئے سمجھتا ہے کہ وہ حقیقتاً" مظہری ہیں۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عافیت کے ساتھ قائم رکھے' تاکہ مظہری شان کا جیتا جاگتا مظہر ہم گناہ گاروں کے لئے باعث افتخار ہو۔ آمین:

عنایت مظہری کا مجسمہ
مسلم احمد عفی عنہ

۲۳ ذی قعد ۱۳۸۷ھ یوم جمعہ

ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے قرآن کریم اور عربی و فارسی کی ابتدائی کتب ۱۹۳۵ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان اپنے والد ماجد سے ہی پڑھیں۔ ۱۹۴۱ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری میں داخلہ لیا اور وہاں چار برس تک علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی اور اس عرصے میں اپنے والد سے برابر مستفیض ہوتے رہے۔ اس کے بعد اورینٹل کالج، دہلی میں داخلہ لیا اور دو سال (۱۹۴۶ء - ۱۹۴۷ء) تک فارسی علوم و ادب سیکھے۔ ۱۹۴۸ء میں ادارۂ شرقیہ (دہلی) میں بھی علوم فارسی کی تحصیل کی اور اسی سال مشرقی پنجاب یونیورسٹی (سولن) سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کی زندگی حادثات سے معمور ہے۔ ۱۹۴۴ء میں ان کے برادر گرامی مولوی منور احمد کا انتقال ہوا۔ ۱۹۴۶ء میں ہمشیرہ محترمہ کا وصال ہوا۔ پھر ۱۹۴۷ء میں والدہ مرحومہ کا انتقال ہوا' جس کے دل پر گزرتی ہے وہی خوب جانتا ہے' لیکن وہ ان حوادث میں صبر و استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ زندگی کے ابتدائی حصے میں

Marfat.com

یہ حادثات پوری زندگی کو المناک و غمناک بنا سکتے تھے لیکن

چلا جاتا ہوں، ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

یہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ اسباب معیشت کی فکر بھی دامن گیر تھی اس لئے علوم عربیہ کی بجائے جدید علوم کی طرف زیادہ توجہ دی کیوں کہ تقاضائے وقت ہی یہ تھا۔

۱۹۵۱ء میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا' بی۔اے میں انہوں نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا وہ ان کی غیر معمولی قابلیت کے معترف رہے۔ انگریزی اور عربی و فارسی میں اپنی ذاتی کوششوں سے جو لیاقت پیدا کی وہ ان کی آئندہ علمی کارناموں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

۱۹۵۶ء میں ڈاکٹر صاحب دہلی گئے اور وہاں اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر سکون جاودانی حاصل کیا۔ ڈاکٹر صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"فی الحقیقت یہ تعلق بہار زندگی ہے' اگر بیعت نہ ہوتا تو باوجود تحصیل علوم کے ناتمامی کا شدید احساس رہتا۔ علوم و فنون ذہن کی اصلاح تو کر سکتے ہیں مگر دل کی اصلاح ان کے بس کی بات نہیں۔ بلکہ دماغ کی اصلاح بھی دل ہی کی روشنی میں ہوتی ہے۔

کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

بفضل تعالیٰ ۱۹۷۴ء میں حضرت علامہ مفتی شاہ محمد محمود الوری دامت برکاتہم العالی نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا۔ ڈاکٹر صاحب کا سلسلہ طریقت اس ترتیب سے ہے:

شاہ محمد محمود' شاہ محمد مظہر اللہ' شاہ رکن الدین الوری' سید صادق علی شاہ' شاہ محمد مسعود' سید امام علی شاہ' شاہ حسین' حاجی احمد سعید' خواجہ محمد زمان' خواجہ محمد مظہری' خواجہ

Marfat.com

محمد رازداں، خواجہ محمد حنیف، خواجہ عبدالاحد، خواجہ محمد معصوم، حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ باقی باللہ، خواجہ امکنگی، خواجہ محمد درویش، مولانا محمد زاہد، خواجہ عبیداللہ احرار، شیخ یعقوب چرخی، شاہ بہاؤالدین نقشبند، سید امیر کلال، بابا سماسی، خواجہ عزیزاں علی رامتین، خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی، خواجہ محمد عارف ریوگری، عبدالخالق غجدوانی، خواجہ یوسف ہمدانی، خواجہ بو علی قادری، خواجہ ابوالحسن خرقانی، حضرت بایزید بسطامی، حضرت جعفر صادق، خواجہ قاسم، حضرت سلمان فارسی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایم۔اے کرنے کے بعد ہی ۱۱ر اگست ۱۹۵۸ء کو گورنمنٹ کالج میرپور خاص میں بحیثیت لیکچرر عارضی طور پر تقرر ہوا۔ اسی سال نومبر میں مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن کے انٹرویو میں شریک ہوئے اور کامیاب رہے۔ ملازمت مستقل ہوگئی اور دو سال کے عبوری دور کے بعد گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے نومبر ۱۹۶۰ء میں اس کی توثیق بھی ہوگئی۔

مقالہ برائے ایم۔اے (اردو) سال دوم
(سندھ یونیورسٹی، جام شورو، سندھ، ۱۹۸۰ء)

Marfat.com

پاکستانی یونیورسٹیوں کے ادباء

سلطانہ جہاں' ایم۔اے

جناب محمد مسعود احمد گورنمنٹ کالج' میرپور خاص میں استاد شعبہ اردو ہیں۔ اگرچہ آپ سندھ یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے استاد کی حیثیت تو نہیں رکھتے ہیں۔ تاہم آپ کا یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے ایسا تعلق ہے کہ آپ کے اساتذہ بھی آپ کے بڑے مداح ہیں اور آپ کو شعبہ اردو سے الگ نہیں سمجھتے۔ پھر آپ کی اردو خدمات بھی نظرانداز نہیں کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے آپ کو سندھ یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے اساتذہ کے ساتھ شامل کرنا ضروری خیال کیا گیا۔ راقمہ نے مقالے کے سلسلے میں آپ سے آپ کی اردو خدمات وحیات کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا۔ جس کے جواب میں آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ پھر اس سلسلے میں کئی خطوط آئے گئے۔ آپ کا آخری خط ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

عزیزہ سلمہا!

سلام مسنون' آپ کی فرمائش پر حسب وعدہ اپنی سوانح عمری اور تصانیف کی تفصیل لکھ لی ہے۔ اور آئندہ ہفتہ تک ارسال کردوں گا۔ اپنا مستقل پتہ تحریر کریں تاکہ بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ بھیج دوں۔

احقر
مسعود احمد

پھر کچھ دن بعد ہی آپ کا ارسال کردہ کتابچہ موصول ہوا۔ جو راقمہ کے مقالے کے لئے معاون ومددگار ثابت ہوا۔ مسعود صاحب کی ادبی خدمات کا جائزہ لینے سے پہلے آپ کے مختصر حالات زندگی کا لکھنا ضروری اور موزوں معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ آپ کے تفصیلی کارناموں کے ساتھ ساتھ آپ کے سوانح حالات سے بھی تھوڑی بہت واقفیت ہوجائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی اردو خدمات کا تعلق آپ کے گھریلو ماحول اور آباؤ اجداد کی

Marfat.com

ہم مجلسی و ترتیب کا پرتو بھی ہے۔ سب سے پہلے آپ کی مختصرا" سوانح تحریر کی جاتی ہے اور پھر تصانیف کی فہرست پیش کی جائے گی۔

سوانح حیات:

پیدائش: ۱۹۳۰ء مطابق ۱۳۴۹ھ مقام دہلی پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا اسم گرامی سید مسعود احمد ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مفتی اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ ہے' آپ خطیب شاہی مسجد جامع فتح پوری دہلی تھے۔ مسعود احمد صاحب کا سلسلہ والد کی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے دادا کے والد مسعود احمد شاہ دہلی کے مشہور اور مقتدر علماء میں سے تھے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم مسعود احمد صاحب نے اپنے والد ماجد جناب مفتی مظہر اللہ صاحب سے حاصل کی۔ پھر ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری میں علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی۔ والد ماجد کی تعلیم و تربیت کے علاوہ مولانا شریف اللہ' مولانا عبد الرحمن' مولانا ولایت احمد مرحوم' مولانا اشفاق الرحمن موحوم' مولانا عبد القادر مرحوم' مولانا سجاد حسین اور مولانا ناصر خلیق وغیرہ سے عربی کی تعلیم حاصل کی اور استفادہ کیا۔

۱۹۴۵ء میں علوم فارسی کی طرف رجوع کیا اور ابتدائی کتابوں کے علاوہ دیوان نظیری' رباعیات ابو سعید ابوالخیر' قصائد عربی' قصائد قاآنی' العروض والقوانی' شعراء عجم وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں والد بزرگوار سے پڑھیں۔ اس کے علاوہ مولانا محبوب الہی' مولانا محمد ادریس اور مولانا عبد السمیع سے استفادہ کیا۔

- ☆ ۱۹۸۴ء میں پنجاب یونیورسٹی سے فارسی میں آنرز کیا۔
- ☆ ۱۹۴۹ء میں دہلی سے حیدر آباد' سندھ تشریف لائے۔
- ☆ ۱۹۵۱ء میں میٹرک کیا۔
- ☆ ۱۹۵۳ء میں انٹرمیڈیٹ کیا اور اسی سال اردو میں آنرز کیا۔
- ☆ ۱۹۵۶ء میں سندھ یونیورسٹی میں ایم۔ اے میں داخلہ کیا اور ۱۹۵۸ء میں ایم۔ اے اردو کیا۔

Marfat.com

جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

☆ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب مدظلہ العالی صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی، جامشورو

☆ جناب رشید اللہ صاحب سینئر لیکچرار سندھ یونیورسٹی شعبہ اردو

☆ جناب سید سخی احمد ہاشمی صاحب لیکچرار سندھ یونیورسٹی شعبہ اردو

۱۹۵۸ء میں

Who was the father of Rekhta Poetry and why, find out its analogy in English culture.

اس موضوع پر طویل مقالہ لکھ کر انعام حاصل کیا۔ اگرچہ پہلے انعام کا اعلان کیا گیا مگر دوسرا دیا گیا۔

☆ ۱۹۵۸ء میں ہی السنہ شرقیہ میں اول آنے پر نقرئی تمغہ حاصل کیا۔ اور ایم۔اے میں اول آنے پر دو انعام حاصل کئے۔ ایک پوری فیکلٹی میں اول آنے پر، دوسرا انعام تمام زبانوں میں اول آنے پر، ایک طلائی تمغہ اور دوسرا کانسی کا تمغہ ملا۔

مشاغل: استاد شعبہ اردو گورنمنٹ کالج، میرپور خاص ۱۹۵۸ء تا حال۔۔۔۔ لکھنے کا شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں ایک طویل مقالہ لکھ کر انعام حاصل کیا تھا۔ پھر موجودہ رجسٹرار جناب محمد حسین صاحب کی کتاب،

The Economic History of Hyderabad

کا صرف بیس یوم میں ترجمہ کیا۔ یہ کتاب ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ ایم۔اے فائنل میں مقالہ کی بجائے تارا چند کی کتاب،

The Influence of Islam on Indian cultrue

کا اردو میں ترجمہ کر کے اس پر سیر حاصل مقدمہ لکھا۔

آپ کی تدریسی زندگی کا آغاز میرپور خاص کی ملازمت کے بعد ہی سے ہوتا ہے۔ اس ملازمت کے دوران محترم نے تقریباً" چھیالیس علمی و تحقیقی مقالے لکھے ہیں۔ آپ کے

Marfat.com

کے مقالے پاک وہند کے مشہور رسائل مثلاً "معارف" اعظم گڑھ، "برہان" دہلی، "الفرقان" لکھنؤ، "نوائے ادب" بمبئی، "اردو" کراچی، "فکر ونظر" اسلام آباد وغیرہ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

مندرجہ ذیل مقالات مجالس مذاکرہ اور مجلس علمی گورنمنٹ کالج کی مختلف نشستوں میں پڑھے گئے:

	عنوان	نام مجلس	سنہ
۱۔	فارسی پر اردو کے اثرات	مجلس علمی	۱۹۶۵ء
۲۔	اردو ادب پر تقسیم ہند کے اثرات	مجلس مذاکرہ	۱۹۶۵ء
۳۔	اقبال کی نظر میں شعروشاعری	مجلس علمی	۱۹۶۶
۴۔	اردو ادب پر جنگ ستمبر ۶۵ء کے اثرات	مجلس مذاکرہ	۱۹۶۶ء
۵۔	تصانیف اقبال کے غیر ملکی زبانوں میں ترجمے	مجلس علمی	۱۹۶۶ء

ان تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف، مقالات اور زیر تدوین تصانیف کے علاوہ محمد مسعود احمد کے پاس بعض مشاہیر کے ایسے مکاتیب موجود ہیں جو انہوں نے تحقیق کے سلسلے میں مختلف فضلاء سے مراسلت کر کے حاصل کئے ہیں۔ یہ خطوط ایک علمی سرمایہ ہیں۔ ذیل میں ان حضرات کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ جن کے مکاتیب موجود ہیں۔

۱۔ علامہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم، لاہور

۲۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم، کراچی

۳۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب، حیدر آباد

۴۔ پیر حسام الدین راشدی، کراچی

۵۔ ڈاکٹر شیخ محمد اکرم، لاہور

۶۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، کراچی

۷۔ چوہدری عبدالعزیز، کراچی

۸۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی، دریا آباد

۹۔ ڈاکٹر ذاکر حسین، دہلی

Marfat.com

۱۰۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی، مرحوم، حیدر آباد (دکن)

۱۱۔ مولانا امتیاز علی ہوش، رام پور

۱۲۔ ڈاکٹر آدیری، انگلستان

۱۳۔ ڈاکٹر اسوزی، انگلستان

۱۴۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی، انگلستان

۱۵۔ ڈاکٹر جے۔ایم۔ایس۔بلیان، ہالینڈ

۱۶۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیرس

۱۷۔ آنجہانی مارین مورلے، پیرس

۱۸۔ ڈاکٹر این۔ میری شمل، جرمنی

۱۹۔ ڈاکٹر جینی، امریکہ

۲۰۔ ڈاکٹر اسمتھ، کینیڈا

Marfat.com

شریعت اور جدید افکار کا امتزاج

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
(استاد شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی، کراچی)

"سندھ کے ایک فاضل مورخ، محقق، مصنف، شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد صاحب ابن مولانا مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی نقشبندی مجددی خطیب و امام شاہی مسجد فتح پوری، دہلی (م۔۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) نے امام احمد رضا محدث بریلوی پر ۱۹۷۱ء سے لکھنا شروع کیا اور مسلسل پچھلے ۲۵ برس سے لکھتے چلے آرہے ہیں۔ اس دوران آپ نے کئی تحقیقی مقالات امام احمد رضا پر لکھے، جو دنیا کے مختلف انسائیکلوپیڈیا میں عربی، فارسی، انگریزی، اردو زبانوں میں شائع بھی ہوئے۔ اس کے علاوہ درجنوں کتابیں اور کئی سو مقالات، مضامین، تقدیم، مقدمات، پیش لفظ لکھ کر سندھ کی اہلسنت و جماعت کی طرف سے دوستی، عقیدت اور محبت کا حق ادا کر دیا۔

راقم نے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کے حوالے سے بعنوان "کنزالایمان اور دیگر اردو قرآنی تراجم" پر جامعہ کراچی سے آپ ہی کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کی سند ۱۹۹۳ء میں حاصل کی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی میں دنیا کی کئی جامعات میں محققین ڈاکٹریٹ کے مقالات تحریر کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب آج امام احمد رضا پر اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں، جو اہل سندھ کے لئے ایک انمول اعزاز ہے اور میں سمجھتا ہوں اللہ بخش عقیلی نے امام احمد رضا پر سندھ سے مضمون لکھ کر جس مشن کی ابتدا کی تھی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا اور امام احمد رضا پر تحقیق کے دروازے کھول دیئے"۔۱

"ڈاکٹر صاحب ایک طویل عرصہ سے امام احمد رضا کی شخصیت اور علمی کارناموں پر جدید انداز میں مختلف جہتوں سے تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کی عبقری

۱۔ مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: امام احمد رضا اور علمائے سندھ، مطبوعہ کراچی ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء

Marfat.com

شخصیت کو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر روشناس کرانے کی عظیم اور بے لوث' خدمت انجام دی ہے۔ آج وہ امام احمد رضا پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔۲

دانشوران گرامی قدر میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ مجھے ایک منفرد دانشور نظر آئے۔ اگرچہ آپ کی ذات گرامی میں مشیخت بھی بدرجہ اتم موجود ہے' لیکن میں نے آپ کو ایک دانشور کی حیثیت سے منفرد پایا کہ آپ کی ذات کو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح متغرق پایا کہ کسی اور دانشور میں مجھے یہ رنگ نظر نہ آیا۔ یہ اپنی اپنی نظر ہے' قبلہ مسعود صاحب کی یہ انفرادیت فراموش نہیں کی جاسکتی کہ شریعت اور جدید افکار کا امتزاج آپ کی ذات میں اس طرح رچا بسا ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا اس سے بہرہ ور ہو۔ میں نے جو چیز آپ سے سیکھی وہ یہ ہے کہ انسان اپنی بات ضرور کہے' لیکن دوسرے پر اعتراض سے گریز کرے' اور میں نے محسوس کیا کہ ان کا یہ مثبت عمل کا نمونہ خود ان کی زندگی میں مشمو اعتبار و اعتماد اور نتائج مفیدہ سے بہرہ ور ہے"۔۳

دور حاضر کے عظیم محقق' مسعود ملت' فنافی الرضا حضرت سیدی استاذی' پیر طریقت' رہبر شریعت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ تمام سنی بریلوی مسلمان اگر ان کا شکریہ ادا کریں اور ان کا احسان تسلیم کریں تو بے جانہ ہو گا کہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو انہوں نے اس جگہ بھی پہنچادیا جہاں نام لینا شجر ممنوعہ تھا۔ آپ نے امام احمد رضا پر سو سے زیادہ رسائل' کتابیں' مقدمات اور پیش لفظ لکھ کر سنی مسلمان پر احسان عظیم کیا ہے۔۴

امام احمد رضاخاں قادری برکاتی محدث بریلوی کے مختلف علمی گوشوں پر عالم اسلام کے یگانہ روزگار محقق' ماہر تعلیم' مسعود ملت' شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ابن حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ (سابق ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ تعلیم حکومت سندھ و سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج و پوسٹ گریجویٹ سنٹر سکھر) پچھلے ۲۵ سال سے تحقیق میں مصروف ہیں' اس کے باوجود ۱۹۹۳ء میں شائع ہونے والی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

۲۔ آر۔ بی مظہری: جہان مسعود' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء' ص ۴ص ۶۴/۶۰

۳۔ مجید اللہ قادری' پروفیسر ڈاکٹر: مکتوب محررہ ۱۸ جولائی ۱۹۹۲ء

۴۔ مجید اللہ قادری' پروفیسر ڈاکٹر: امام احمد رضا اور علمائے لاہور' مشمولہ معارف رضا' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

Marfat.com

"۲۲ سال مسلسل مطالعہ کے بعد یہ راز کھلا کہ وہ علم و دانش کا ایک سمندر تھے۔ ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے"۔

(محدث بریلوی ص ۱۱)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"امام احمد رضا کی شخصیت و فکر پر جو پردے پڑے تھے' ان کو اٹھانے کے لئے راقم نے ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا کو موضوع تحقیق بنایا اور امام احمد رضا کی تلاش میں چل پڑا۔ اب تک چل رہا ہوں۔ پانے کی جستجو میں لگا ہوا ہوں۔ ایک منزل آتے ہی دوسری منزل نظر آنے لگتی ہے"۔

(محدث بریلوی ص ۱۸)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ' العالی امام احمد رضا کے مختلف علمی پہلوؤں پر متعدد مقالات' کتابیں اور کتابچے اردو میں تحریر کر چکے ہیں۔ متعدد کتب و رسائل کے ترجمے عربی' انگریزی' گجراتی' سندھی وغیرہ میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں چند کو بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب کے لکھے ہوئے کئی مقالات دنیا کے مختلف اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں بھی شائع ہوئے ہیں اور کچھ زیر طبع ہیں' مثلاً" پاکستان سے شائع ہونے والے دائرہ معارف اسلامیہ میں امام احمد رضا پر آپ ہی کا لکھا ہوا مقالہ شائع ہوا ہے' اسی طرح ایران اور اردن سے نکلنے والے انسائیکلوپیڈیا میں بھی امام احمد رضا پر لکھے ہوئے ڈاکٹر صاحب کے مقالات فارسی اور عربی میں شائع ہو رہے ہیں۔ آپ کی تحریک پر ۱۹۸۰ء سے اب تک نہ صرف پاکستان میں بلکہ انڈیا' بنگلہ دیش' ہالینڈ' انگلینڈ اور افریقہ میں متعدد انجمنیں' ادارے' اکیڈمیاں اور بیسیوں لائبریریاں قائم ہو چکی ہیں جو امام احمد رضا کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے میں مصروف عمل ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب نے اہم ترین کارنامہ یہ انجام دیا کہ درس و تدریس سے تعلق رکھنے والے اہل علم و دانش کو تصنیفی اور تخلیقی کاموں کی طرف رغبت دلائی جس کے باعث M.Ed' B.Ed' M.A کی سطح کے ساتھ ساتھ تنظیم المدارس کے طلبہ نے بھی امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر مقالات تحریر کئے اگر ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو ایک بڑا ذخیرہ سامنے آسکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ M.Phil اور Ph.D کی سطح پر بھی ڈاکٹر صاحب نے اساتذہ اور ہونہار طالب علموں کو امام احمد رضا کے مختلف گوشوں پر تحقیق کرنے کے لئے متوجہ کیا جس کے نتیجے میں پچھلے سالوں میں ۳ فضلاء نے انڈیا سے '۲ فضلاء پاکستان سے اور ایک فاضلہ نے امریکہ سے امام احمد رضا پر تحقیق کر کے Ph.D کی اعلیٰ اسناد حاصل کیں' ڈاکٹر صاحب نہ صرف اس تحقیق کے محرک ہیں بلکہ علمی تعاون کے ساتھ ساتھ اپنے قیمتی مشوروں سے بھی طلبہ کی ہر ممکن مدد فرماتے ہیں۔ اس وقت عالمی سطح پر ۱۵ جامعات میں اسکالرز ڈاکٹر صاحب کی بلاواسطہ یا بالواسطہ نگرانی میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے علوم و فنون پر Ph.D کے تحقیقی مقالات لکھنے میں مصروف ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک شخصیت پر اتنی کثیر تعداد میں Ph.D کے مقالات آج تک نہیں لکھے گئے ہوں گے۔ یہ تعداد مستقبل میں بڑھتی ہی جائے گی انشاء اللہ۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ ایک موضوع ختم نہیں ہوتا تو دوسرا موضوع نظر آنے لگتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخصیت ۷۰ سے زیادہ علوم و فنون پر ہزار کے لگ بھگ قلمی یادگاریں پیچھے چھوڑ گئی ہو اس کے کام کو سمیٹنے کے لئے بھی ایک شخصیت نہیں بلکہ درجنوں تحقیقی ادارے درکار ہیں کہ

جس سمت آگئے ہیں سکے جما دیئے ہیں

راقم الحروف نے جولائی ۱۹۹۳ء میں ڈاکٹر صاحب کی نگرانی میں "کنزالایمان اور دیگر معروف اردو قرآن تراجم" پر جامعہ کراچی سے Ph.D کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ اوشا سانیال نے کولمبیا یونیورسٹی سے "امام احمد رضا اور تحریک اہل سنت و جماعت" پر انگریزی میں تحقیقی مقالہ پیش کر کے Ph.D کی سند حاصل کی۔ یہ مقالہ ۱۹۹۶ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، نئی دہلی نے شائع کر دیا ہے۔ اس ہندو خاتون کو تمام تر مواد ڈاکٹر صاحب نے اس وقت فراہم کیا تھا جب وہ اس سلسلے میں پاکستان آئی تھیں اور اردو نہ پڑھنے کی وجہ سے

Marfat.com

اس کے عشر عشیر سے بھی وہ استفادہ نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ جامعہ ملیہ کالج کے استاد محترم اور ٹھٹھہ کی قدیم شاہی مسجد کے امام و خطیب حضرت علامہ مولانا حافظ ڈاکٹر عبدالباری صدیقی صاحب نے سندھی زبان میں امام احمد رضا کے حالات و افکار پر تحقیقی مقالہ پیش کر کے جولائی ۱۹۹۳ء میں سندھ یونیورسٹی، جام شورو سے Ph.D کی سند حاصل کی۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری صاحب نے بھی اپنے مقالے کے سلسلے میں ڈاکٹر مسعود صاحب سے بھرپور رہنمائی حاصل کی اس کے علاوہ پچھلے دو سالوں میں انڈیا سے تین حضرات Ph.D کی سند حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ان کی علمی سرپرستی بھی ڈاکٹر صاحب نے فرمائی اور کئی اسکالرز کی ڈاکٹر صاحب نگرانی اور سرپرستی فرما رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے امام احمد رضا محدث بریلوی پر بیسیوں کتابیں اور درجنوں مقالات تحریر فرمائے ہیں، اس کام کو آپ کے فرزند طریقت جناب محمد عبدالستار طاہر نے اپنی تالیف "مسعود ملت اور رضویات" (مطبوعہ رضا اکیڈمی، لاہور) میں سمیٹا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریک پر امام احمد رضا کے مختلف علمی پہلوؤں پر لکھی جانے والی متعدد کتب پر آپ کے مقدمات، پیش لفظ، افتتاحیہ، ابتدائیہ وغیرہ کی صورت میں بھی ایک بڑا ذخیرہ تحریری طور پر محفوظ ہو چکا ہے۔ امام احمد رضا پر لکھنے والے قلم کاروں کی یہ شدید خواہش ہوتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب ان کی کتاب پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں تاکہ ان کا لکھا ہوا بھی سند ہو جائے اور آپ حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ضرور لکھ دیتے ہیں، چنانچہ جب ماضی پر نظر ڈالی تو پچھلے سالوں میں اس قسم کے مقدمات اور پیش لفظ کی ایک کثیر تعداد نظر آتی ہے جو ایک قیمتی علمی سرمایہ ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا پر لکھی جانے والی مختلف کتابوں پر جو مقدمات لکھے ہیں وہ امام احمد رضا کی مختلف جہتوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے مناسب سمجھا کہ ان تمام مقدمات کو اکٹھا شائع کیا جائے تاکہ قارئین کو ایک ہی کتاب میں اعلیٰ حضرت کی مختلف علمی جہتوں سے آگاہی حاصل ہو سکے اور "رضویات" کے اس آئینہ کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا جا سکے، چنانچہ راقم الحروف نے ادارہ ہذا کے صدر صاحبزادہ وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں اس قسم کے ۱۴ مقدمات جمع کئے اور ان کو

Marfat.com

"آئینہ رضویات" (جلد اول) کے نام سے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔ یہ ۱۴ مقدمات حالات و افکار، تصوف، فقہ، رد بدعات، معقولات، سیاسیات، منظوم اردو ادب اور امام احمد رضا کے خلفاء و تلامذہ جیسے عنوانات پر مشتمل تھے۔ ہماری ایسی کاوش کو مقبولیت حاصل ہوئی اور جلد ہی اس کی دوسری جلد ادارہ ہذا کے محب اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے فرزند طریقت جناب عبدالستار طاہر صاحب نے مکمل فرمائی جس میں ڈاکٹر صاحب کے لکھے ہوئے ۳۴ مقدمات شامل کئے گئے تھے۔ یہ جلد دوم ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی، اس میں سیرت اعلیٰ حضرت، قرآن، فقہ، ادبیات، تنقیدات وغیرہ جیسے عنوانات پر مقدمات جمع کئے گئے تھے۔ جناب عبدالستار صاحب کی ہمتِ بلند نے آئینہ رضویات کی تیسری جلد بھی تیار کرلی ہے اور اس جلد میں ۲۶ مقدمات مختلف عنوانات پر جمع کئے گئے ہیں اور ادارہ ہذا جلد ہی اس کی اشاعت کا بندوبست کر رہا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہٗ العالی کے تحریر کردہ "مقدمات" امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کے مختلف علوم و فنون کا آئینہ ہیں، جب کوئی ان کو پڑھتا ہے تو وہ امام احمد رضا کے مختلف فنون سے آگاہ ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ اعتراف کرتا ہے کہ کون سا علم و فن ایسا ہے جس سے وہ واقف نہ تھے، چنانچہ یہ مقدمات اعلیٰ حضرت کی مختلف جہات کی عکاسی کرتے ہیں۔ آئینہ رضویات، جہاں امام احمد رضا کے علوم و فنون کا آئینہ ہے وہیں آئینہ رضویات کے خالق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی شخصیت کا بھی آئینہ ہے بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ ڈاکٹر صاحب "آئینہ رضا" ہیں، جہاں جس محفل میں امام احمد رضا کا ذکر ہو رہا ہو گا وہاں ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا ذکر ضرور ہو رہا ہو گا، بلکہ کوئی محقق جب اعلیٰ حضرت پر تحقیق کرتا ہے تو وہ پہلے اس "آئینہ رضا" کی طرف رجوع کرتا ہے یا کوئی مقرر کوئی تحقیقی بات اعلیٰ حضرت کے حوالے سے کرتا ہے تو وہ ڈاکٹر صاحب کی لکھی جانے والی کتاب کے حوالے ہی سے کرتا ہے اور خود اس "آئینہ رضا" کا یہ حال ہے کہ جہاں کہیں کسی سے بھی گفتگو فرماتے ہیں تو سلام و دعا کے بعد اعلیٰ حضرت کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ فقیر کی، حضرت سے سینکڑوں دفعہ نشست ہوئی ہے مجھے یاد نہیں آتا کہ کسی نشست میں اعلیٰ حضرت کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ گویا آپ "فنا فی الرضا" کے مقام پر فائز ہیں، یعنی اعلیٰ حضرت اور ڈاکٹر صاحب ایک

Marfat.com

دوسرے کی پہچان بن گئے ہیں کہ اگر ڈاکٹر صاحب کا ذکر کیا جارہا ہو تو اس ذکر میں ڈاکٹر صاحب کی اعلیٰ حضرت سے متعلق کاوشوں کا ذکر ہو رہا ہو گا اور اگر اعلیٰ حضرت کے کسی گوشے پر ذکر کیا جارہا ہو گا تو اس کا ماخذ ڈاکٹر صاحب کی ذات یا کتاب ہوگی' اس لحاظ سے اگر کوئی آئینہ رضویات کا مطالعہ کرتا ہے اور تحریر کو بغور پڑھتا ہے تو وہ "آئینہ رضا" کا بھی مطالعہ کر رہا ہو گا۔ الحاصل ڈاکٹر صاحب "آئینہ رضا" ہیں۔ ۵

"ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب تو اس زمانے کے وہ انمول موتی ہیں جن کو دنیا صدیوں دعائیں دیتی رہے گی' کیونکہ آپ نے جس عاشق صادق پر ۲۵ سال قبل قلم اٹھایا تھا' آج اس کی بہاریں الحمدللہ وہ خود زندگی میں دیکھ رہے ہیں اور اب آپ "فنافی الرضا" کے مقام سے آگے "فنافی الرسول" کی منزل کی طرف گامزن ہیں اور آپ نے اپنی زندگی میں یہ ثابت کیا کہ "فنافی الرسول" کا مرتبہ بغیر اولیائے کاملین کی محبت کے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ انہوں نے جب کامل ولی کا دامن تھاما تو اللہ نے آپ کو یہ مقام دیا کہ ہر جگہ اب آپ کی ذات آئینہ رضا بن گئی ہے اور احقر کیونکہ بہت قریب سے حضرت کو دیکھ رہا ہے اس لئے بلا مبالغہ یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ پورے کراچی میں علماء کی صفوں میں چند میں سے ایک ہیں اور اتباع رسول میں سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ولیٔ کامل سے ہمیں دیر تک مستفیض ہونے کا موقع عطاء فرمائے۔ آمین۔۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ ولیٔ کامل کی زندگی کی ہر ساعت کو محفوظ فرما رہے ہیں۔ ۶

۵۔ مجید اللہ قادری' پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضا مشمولہ آئینہ رضویات جلد سوم' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

۶۔ مکتوب محررہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۶ء از کراچی بنام محمد عبدالستار طاہر

Marfat.com

پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی

علامہ محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ' اندرون لوہاری گیٹ' لاہور

قدیم وجدید علوم کے جامع 'عظیم محقق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی' مجددی ایم۔اے' پی۔ایچ ڈی (پرنسپل گورنمنٹ کالج' سکرند ضلع نواب شاہ) بن مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مظہر اللہ بن حضرت مولانا محمد سعید بن اعلیٰ حضرت شاہ محمد مسعود (رحمهم اللہ تعالیٰ) دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک عظیم علمی و روحانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب متعدد واسطوں سے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسوی رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

آپ کے جدّ اعلیٰ حضرت مولانا محمد مسعود نقشبندی مجددی (م۔ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء) انیسویں صدی کے آخر کے عظیم علماء و صوفیا میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنے علم و فضل اور روحانیت سے دہلی کی فضاؤں کو چالیس سال تک منور و مستفیض رکھا۔

آپ کے والد حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مظہر اللہ قدس سرہ' علوم اسلامیہ کے یکتائے روزگار عالم گزرے۔ شاہی جامع مسجد فتح پوری میں خطابت وامامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ مختلف علم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ' /۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء) کو آپ نے اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔

پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ نے قرآن کریم اور عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی میں داخلہ لیا اور باقاعدہ علوم عربیہ کی تحصیل شروع کی۔ ۱۹۴۵ء میں آپ نے اورینٹل کالج مسجد

Marfat.com

فتح پوری، دہلی میں داخل ہو کر دو سال فارسی زبان و ادب کی تحصیل کی۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے مشرقی پنجاب یونیورسٹی (سولن) سے فاضل فارسی (منشی فاضل) کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۴۸ء میں آپ اپنے برادر مولانا منظور احمد رحمہ اللہ کی تیمارداری کے سلسلے میں پاکستان تشریف لائے اور پھر مستقل یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

حیدر آباد (پاکستان) میں آپ نے اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہاں قیام فرمایا اور انہی کی جانب سے حوصلہ افزائی پر آپ نے سلسلہ تعلیم جاری کیا۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ادیب فاضل اور پھر ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور پھر اسی سال سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد میں داخلہ لیا۔

۱۹۵۸ء میں آپ نے ایم۔ اے اردو کا امتحان نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔ پوری یونیورسٹی میں آپ اول رہے۔ جس کے صلے میں گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل اور وائس چانسلر کی طرف سے سلور میڈل دیا گیا۔ آپ کے اساتذہ میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں ایم اے جیسی معروف شخصیت کے علاوہ درج ذیل اساتذہ کے نام آتے ہیں۔

۱۔ حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مظہر اللہ قدس سرہ (والد ماجد)
۲۔ مولانا محمد شریف
۳۔ مولانا سجاد حسین
۴۔ مولانا عبدالرحمٰن
۵۔ مولانا ولایت احمد
۶۔ مولانا اشفاق الرحمٰن
۷۔ مولانا عبدالقادر
۸۔ مولانا ناصر خلیق
۹۔ ڈاکٹر خان رشید اللہ خان
۱۰۔ مولانا محبوب الٰہی
۱۱۔ ڈاکٹر سخی احمد ہاشمی
۱۲۔ پروفیسر غلام مرتضیٰ خاں
۱۳۔ مولانا محبوب الٰہی
۱۴۔ مولانا محمد ادریس
۱۵۔ مولانا عبدالسمیع
۱۶۔ پروفیسر مقبول احمد
۱۷۔ پروفیسر عبدالرشید

۱۹۵۶ء میں آپ نے دہلی میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔

Marfat.com

علامہ مفتی محمد محمود الوری اور پیر زین الدین شاہ گیلانی کی جانب سے آپ کو خلافت حاصل ہے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کی عملی زندگی کا آغاز گورنمنٹ کالج' میر پور سے ہوا' جہاں عارضی طور پر بحیثیت لیکچرار آپ کا تقرر ہوا۔ نومبر ۱۹۵۸ء میں آپ نے (اس وقت) کے مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن لاہور کے اجلاس میں انٹرویو دیا جس میں کامیابی پر ۱۹۶۰ء میں آپ کی ملازمت کو مستقل کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۶۶ء تک اسی کالج میں نمایاں طور پر تعلیمی خدمات انجام دیں۔

۵ اگست ۱۹۶۵ء کو آپ نے مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن لاہور کے اجلاس میں اردو پروفیسر کی ایک اسامی کے لئے انٹرویو دیا اور کامیابی حاصل کی' چنانچہ گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ کے لئے بحیثیت پروفیسر منتخب ہوئے۔

آج کل آپ گورنمنٹ سائنس کالج، سکرنڈ، ضلع نواب شاہ کے پرنسپل کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں' جب کہ اس سے قبل آپ گورنمنٹ کالج' ٹنڈو محمد خاں میں پرنسپل اور گورنمنٹ کالج مٹھی ضلع تھرپارکر اور گورنمنٹ کالج کھپرو کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ نظامت تعلیم' کراچی کی طرف سے اردو نصاب کی کتب کے لئے ریویور اور سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد کے زیر اہتمام بی اے اور ایم اے (اردو) کے نصاب کی تدوین کے سلسلہ میں ممبر بورڈ آف سٹڈیز مقرر ہیں۔

سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد' پنجاب یونیورسٹی' لاہور' بورڈ سیکنڈر ایجوکیشن' حیدر آباد' کوئٹہ اور گورنر مغربی پاکستان کی جانب سے بی اے' ایم اے' ایف اے' ادیب عالم اور درجہ اول افسران کے امتحانات کے لئے ممتحن مقرر ہیں۔

حضرت پروفیسر موصوف نے میدان تحقیق و تحریر میں جو کام کیا ہے یا کر رہے ہیں' صفحات تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔

آپ نے طالب علمی کے دور ہی سے مضمون نگاری کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے ان گنت رسائل و جرائد اور اخبارات میں آپ نے بیسیوں تحقیقی مقالے لکھے۔ مختلف کتب کے تراجم کئے اور ان پر مبسوط مقدمے تحریر فرمائے۔

Marfat.com

آپ کے تحریر فرمودہ مقالات، مضامین مقدموں اور تبصروں کی تعداد دوصد ہے۔ پی ایچ ڈی کے لئے آپ نے ایک مبسوط اور مفصل مقالہ بعنوان "قرآن پاک کے اردو تراجم و تفاسیر" لکھا۔ یہ مقالہ آپ نے ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۵ء تک تقریباً آٹھ سال کے طویل عرصہ میں پایہ تکمیل تک پہنچایا اور یہ ٹائپ شدہ فل اسکیپ سائز کے ایک ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس مقالے کے لئے آپ نے پاک و ہند اور بیرونی ممالک کے تقریباً اکسٹھ (۶۱) کتب خانوں سے استفادہ کیا اور تقریباً چھ سو کتابیں مطالعہ فرمائیں۔

آپ نے درج ذیل ملکی و غیر ملکی کانفرنسوں میں شرکت فرمائی اور مقالات پڑھے۔
آل پاکستان اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقدہ سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد (۱۹۶۳ء) فرسٹ نیشنل کانفرنس فار دی پروموشن آف عربک، منعقدہ کراچی یونیورسٹی، کراچی (۱۹۷۵ء) سیکنڈ ورلڈ کانفرنس، ورلڈ اسلامک مشن منعقدہ بریڈ فورڈ انگلینڈ (۱۹۷۸ء) انٹرنیشنل سیرت کانفرنس وزارت امور مذہبی، حکومت پاکستان اسلام اباد۔ (۱۹۷۸ء)
۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں آپ کنٹرول روم میر پور خاص کے انچارج کی حیثیت سے متعلقہ امور سرانجام دیتے رہے۔
۱۹۶۵ء ہی میں ریجنل لیکچررز ایسوسی ایشن، حیدر آباد کے صدر مقرر ہوئے۔
۱۹۷۹ء میں آپ نے لوکل کونسل الیکشن سکرنڈ، سندھ میں ریٹرننگ افسر کی حیثیت سے کام کیا۔
علاوہ ازیں ۱۹۶۵ء میں مظہریہ مجلس عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لاہور کے نام سے ایک مجلس قائم فرمائی۔ جس کی جگہ آج کل "بزم ارباب طریقت" کام کر رہی ہے، جو

Marfat.com

۱۹۶۱ء میں آپکے والد ماجد نے قائم فرمائی تھی۔ آپ کی اولاد امجاد میں صاجزادہ محمد مسرور احمد اور تین صاجزادیاں کوکب جہاں، ثروت جہاں اور سعدیہ بیگم کے اسماء شامل ہیں۔

پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ باوجودیکہ ایک کالج کے پرنسپل ہیں اور انہیں شب و روز کالج کے ماحول سے سابقہ پڑتا رہتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کے وضع قطع، گفتار اور کردار کو دیکھ کر کسی پیر طریقت کا گمان ہوتا ہے۔ آپ اپنی صورت و سیرت کے لحاظ سے بجا طور پر یادگار اسلاف ہیں۔

حضرت پروفیسر صاحب نے اپنی خداداد قلمی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا، بلکہ ان کا قلم، اسلامی تعلیمات اور مفکرین اسلام کی خدمات کو اجاگر کرنے میں مصروف ہے۔

آپ کا امت مسلمہ بالخصوص اہل سنت و جماعت پر ایک عظیم احسان یہ ہے کہ آپ دور حاضر کے عظیم مصلح و مجدد اور علم و حکمت کے بحر بے کنار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی شخصیت کو بغض و عناد کی دبیز تہوں سے منصہ شہود پر لائے اور جدید انداز میں آپ کے علمی و تجدیدی کارناموں کو پیش کیا جس سے موجودہ تعلیم یافتہ طبقہ بے حد متاثر ہوا اور مخالفین کا پھیلایا ہوا بے بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈہ اپنی موت آپ مرگیا۔

اس کے ساتھ ساتھ پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ نے اہل سنت و جماعت کے قلمکاروں کو نئے انداز نگارش سے روشناس کرایا۔

(مشمولہ۔۔۔۔۔۔ "تعارف علمائے اہلسنت" مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء)

Marfat.com

وارثِ علومِ انبیاء۔۔۔ صاحبِ علم و عرفان

مولانا جاوید اقبال مظہری بی اے، ایل ایل بی
نائب صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

حضور جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"علماء انبیاء کے وارث ہیں"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اس ارشاد مبارک کی تشریح بیان کرتے ہوئے اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں:

وہ علوم جو انبیاء علیہم السلام کے ہیں، دو قسم کے ہیں:

علمِ احکام اور علمِ اسرار

اور عالم وارث وہ ہے جس کو دونوں قسم کے علوم حاصل ہوں نہ کہ وہ شخص جس کو ایک ہی قسم کا علم حاصل ہو اور دوسرا علم حاصل نہ ہو، یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ وارث کو مورث کے پورے ترکہ میں سے حصہ ملنا چاہئے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔" ان علماء سے مراد وہ علماء وارث ہیں جو دونوں علوم سے حصہ رکھتے ہیں۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بنانا چاہتا ہے تو اس کو چشم باطن، قلب و قلم عطا فرما دیتا ہے۔

جب آنکھ عطا فرماتا ہے تو وہ آنکھ جب دیکھتی ہے تو اللہ کے نور سے دیکھتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

جب دل عطا فرماتا ہے تو وہ دل حریم جاناں بن جاتا ہے جس میں سوائے جلوہ جاناں کے اور کسی کی گنجائش نہیں رہتی۔

Marfat.com

جب قلم عطا فرماتا ہے تو اس قلم سے حکمت و دانائی اور علم و عرفان کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں۔

سعادت لوح و قلم مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالی کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انبیاء کی وراثت علم میں سے حصہ علم عطا فرمایا ہے۔ نیز آپ کو چشم بینا بھی عطا فرمائی اور قلب سلیم بھی عطا فرمایا اور قلم ایسا عطا فرمایا جس کی ضوفشانی سے عشق و محبت کی قندیلیں روشن ہو رہی ہیں، عشق و محبت کے نئے نئے عنوان رقم ہو رہے ہیں۔ ہر طرف علم و فضل کی بارش ہو رہی ہے۔

حضرت مسعود ملت کو علم و عرفان کی اس منزل میں جو منزلت حاصل ہوئی وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت سے حاصل ہوئی۔ آپ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عزت و شرف اور قرب خاص حاصل ہے آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بھی ہیں اور نور نظر بھی اور یہ مقام و مرتبہ آپ کو اپنے والد ماجد شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کے فیض نظر سے ملا اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر مسلسل تحقیق نے اس اقربیت و محبوبیت میں چار چاند لگا دیئے۔

حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نہ صرف ایک عارف کامل ہیں بلکہ آپ کا سینہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ہے۔ آپ عالم اسلام کے عظیم محقق ہیں آپ کی علمی اور تحقیقی خدمات کا ساری دنیا میں اعتراف کیا جاتا ہے۔ مشرق و مغرب کے نامور محققین آپ کے در اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں۔ آج حضرت ممدوح جو کچھ بھی ہیں یہ سب کا سب آپ کے والد ماجد اور پیر طریقت حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز کا فیضان نظر ہے اس فیضان نظر کو دیکھتے ہوئے یہ شعر بے اختیار یاد آجاتا ہے۔

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

۱۹۴۸ء میں حضرت ممدوح ابھی طالب علم ہی تھے کہ آپ اپنے بڑے بھائی حضرت

Marfat.com

مولانا منظور احمد صاحب کی تیمارداری کے سلسلہ میں حیدر آباد' سندھ تشریف لائے جو ۱۹۴۷ء میں یہاں آچکے تھے۔ آپ کے برادر بزرگ ۲۰ سال کی عمر میں اتنے زبردست عالم و فاضل تھے کہ آپ کے استادوں کا خیال تھا بلکہ انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر ان کی عمر نے وفا کی تو یہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے مرتبہ کو پہنچیں گے۔ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ کو بھی اپنے اس جلیل القدر فرزند پر ناز تھا۔ چنانچہ جب آپ کے یہ جلیل القدر فرزند رحمت حق سے پیوست ہوئے تو حضرت قبلہ عالم نے ایک تعزیتی خط کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"کل حیدر آباد سے تار آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ مولوی منظور احمد (مرحوم) انتقال کر گئے۔ یہ فرزند میری اولاد میں اپنے سب بھائیوں سے اونچے درجہ کا جلیل القدر عالم تھا۔ اگرچہ اپنے تین بھائیوں سے چھوٹا تھا۔"

اپنے برادر بزرگ کے انتقال کے بعد حضرت ممدوح نے دہلی خط ارسال فرمایا تو اس کے جواب میں حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے حضرت ممدوح کو اس بشارت سے سرفراز فرمایا۔

"مرحوم کے ساتھ بڑی بڑی تمنائیں وابستہ تھیں اب ان کا رخ بھی تمہاری طرف ہو گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ تم سے میری آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور مخلوق کو تمہاری دینی خدمت سے بہرہ ور کرے۔"

۱۹۵۳ء میں ایک مکتوب گرامی میں حضرت قبلہ عالم ارشاد فرماتے ہیں:۔

"مجھے امید ہے کہ اپنے بھائیوں سے سبقت لے جاؤ گے اور اپنے اجداد کا نمونہ ثابت ہو گے"

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب علیہ الرحمہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ فرزند اپنے سب بھائیوں میں جلیل القدر عالم تھا جب کہ حضرت ممدوح سے فرمایا اپنے سب بھائیوں سے سبقت لے جاؤ گے۔

حضرت ممدوح ۱۹۵۴ء میں اپنے والد ماجد حضرت قبلہ عالم کے دست حق پرست پر

Marfat.com

بیعت ہوئے اگرچہ آپ کی علمی خدمات کا آغاز ۱۹۴۹ء سے شروع ہو چکا تھا اور آپ کے پیر طریقت حضرت قبلہ عالم کی دعائیں بھی آپ کے ساتھ تھیں لیکن آپ کو علم و فضل اور روحانیت میں عروج حضرت قبلہ عالم سے بیعت فرمانے اور حضرت قبلہ عالم کے وصال کے بعد حاصل ہوا۔ آپ کو علمی اور روحانی میدان میں جو عروج حاصل ہوا اس کو دیکھ کر سارا زمانہ محو حیرت رہ گیا۔

علم معرفت کا وہ خزانہ جو حضرات اہل اللہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے سینہ بہ سینہ حاصل ہوتا رہا۔ حضرت قبلہ عالم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم معارف کے خزانے میں سے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کے ذریعے براہ راست اور حضرت شاہ رکن الدین کی وساطت سے اپنے جد امجد اعلی حضرت فقیہہ الہند شاہ محمد مسعود علیہ الرحمہ کے سینے کا علم حاصل ہوا۔ علوم و معارف کا وہ خزانہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروں سے سینہ بہ سینہ آپ کو حاصل ہوا آپ نے اس خزانہ کو حسب استعداد اپنی اولاد امجاد' مریدین' مخلصین' اور خلفاء و سفراء کو عطاء فرمایا۔ بالآخر یہ امانت جو آپ کو اپنے پیروں سے حاصل ہوئی تھی ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۶۶ء کی رات اپنے محبوب اور جلیل القدر فرزند مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کو عالم خواب میں اپنے سینے سے لگاکر آپ کے سینے میں منتقل فرمادی۔

حضرت مفتی اعظم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار و معارف اور عشق و محبت کا خزانہ جب عالم خواب میں اپنے فرزند دلپسند کو اپنے سینے سے لگاکر منتقل فرمایا تو حضرت ممدوح پر ایک عجیب و غریب جذب و مستی کا عالم طاری ہو گیا اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت ممدوح تحدیث نعمت کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں: ؎

جان و دام بر دو فدا

جاناں توئی جاناں توئی

Marfat.com

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اس واقعہ سے حضرت مسعود ملت کی جذب و مستی اور عشق و محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو آپ کو اپنے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ہروقت' ہر لحظہ اپنے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نثار کرنے کو تیار تھے۔ یہی وہ جذب و مستی اور عشق مصطفیٰ تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عاشق صادق کو نہ صرف اپنا محبوب بنایا بلکہ اپنا نور نظر بنا کر اپنا قرب خاص عطا فرمایا اس سلسلے میں احقر تحدیث نعمت کے طور پر اپنا وہ خواب بیان کرتا ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسعود ملت کو اپنا قرب خاص عطا فرمایا۔

احقر نے خواب میں دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انتہائی نورانی کمرہ میں سفید چادر' جو بقعہ نور تھی' اوڑھے ہوئے آرام فرما ہیں۔ حضرت مسعود ملت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور سے ذرا فاصلے پر انتہائی ادب اور احترام سے رخ پر نور کے بالکل سامنے عجیب کیف و مستی کے عالم میں اپنے آقا و مولیٰ کے جمال جہاں آراء میں غرق ہو کر مراقب ہیں۔ آپ کے ہمراہ چند انتہائی خوبصورت نوجوان بھی انتہائی باادب مراقب ہیں۔ اس خواب میں احقر کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی عظیم سعادت بھی حاصل ہوئی اور حضرت مسعود ملت کا مقام رفیع بھی دکھایا گیا۔ یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رخ پر نور کے بالکل سامنے صرف اور صرف اس کو بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں جو ان کا محبوب بھی ہو اور نور نظر بھی اور جو محبوبیت کے کسی اعلیٰ درجے پر فائز بھی ہو۔ اس خواب کے بعد احقر کے دل میں یہی تعبیر آئی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب صرف اور صرف وہی بیٹھ سکتا ہے کہ جو مقام قطبیت پر فائز ہو۔ چنانچہ جب پاک و ہند کے بعض مشائخ نے آپ کو اس صدی کا مجدد لکھا تو یہ تعبیر کی توثیق ہو گئی۔ "مسعود ملت" اور "سعادت لوح و قلم" تو آپ کے معروف القاب ہیں۔

Marfat.com

حضرت مسعود ملت علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار ہیں۔ آپ کو ان دونوں علوم میں سرفرازی جان جاناں' ایمان جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و فکر کی بدولت حاصل ہوئی' حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے آقا و مولیٰ کی شان اقدس میں جب بھی قلم اٹھایا تو اپنے آقا و مولیٰ کے جمال جہاں آراء میں محو ہو کر تحریر فرمایا۔ آپ کی تصانیف' تالیفات اور تین سو سے زائد مقالات 'ارشادات طیبات سب اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ کی تبلیغ کا مرکز صرف اور صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند ایک جید عالم دین' بے مثال مفتی' عارف کامل تھے۔ آپ کی سیرت طیبہ کی اساس صرف اور صرف عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی۔ آپ کی حیات طیبہ بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت تھی اور عالم برزخ میں بھی آپ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت عظمیٰ سے سرشار ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کی طرف سے علوم و معارف کا خزانہ اور سب سے بڑھ کر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت حاصل کرنے کے بعد حضرت ممدوح کو علم و فضل کے میدان میں وہ عروج حاصل ہوا کہ سارا زمانہ حیرت زدہ رہ گیا۔ خصوصا" سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر آپ کی آفاقی تصنیف "جان جاناں" صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف دنیائے عشق و محبت میں ہلچل مچا دی بلکہ ایک تبصرہ نگار نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جو اس صدی میں ظاہر ہوا۔

حضرت ممدوح کے تفصیلی حالات'

☆ جہانِ مسعود' مطبوعہ کراچی، سندھ ۱۹۸۵ء (مرتبہ آر بی مظہری صاحبہ)

☆ منزل بہ منزل (مرتبہ جناب محمد عبدالستار طاہر صاحب) مطبوعہ حیدر آباد، سندھ ۱۹۹۱ء

☆ آئینہ رضویات' حصہ دوم (مرتبہ جناب محمد عبدالستار طاہر صاحب) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء اور دیگر مقالات اور سوانحی خاکوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

☆ جبکہ ایک بسیط سوانح "آئینہ ایام" کے نام سے زیر ترتیب ہے جس میں جناب عبدالستار طاہر صاحب کے علاوہ مختلف فضلاء شریک ہیں یہ بھی انشاء اللہ جلد منظر عام پر آجائے گی۔

Marfat.com

حضرت ممدوح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کے شیخ دوراں ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں آپ کے جد امجد اعلیٰ حضرت فقیہہ الہند شاہ محمد مسعود قدس سرہ کے خلیفہ اجل حضرت شاہ رکن الدین قدس سرہ العزیز کے نامور فرزند قطب وقت حضرت علامہ شاہ محمد محمود الوری قدس سرہ العزیز نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ اپنے مریدین اور مخلصین کی تربیت اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور توجہ الی اللہ سے فرماتے ہیں۔ آپ کی سیرت و کردار کی خاص بات یہ ہے کہ ایک عالم ربانی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے باوجود آپ مجسم شرم و حیاء ہیں۔ عاجزی و انکساری آپ کی سیرت و کردار میں موجزن ہے اور سب سے بڑھ کر آپ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل ہیں۔ یہی آپکی سب سے بڑی کرامت اور فضیلت ہے۔

کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ

Marfat.com

مسعود ملت --- اک عاشق صادق

از۔ فاطمہ مسعودی، لاہور

"عاشق صادق" کن لوگوں کو کہتے ہیں، وہ جو جنگل و بیاباں میں رہتے ہیں، --- وہ جو حق و سچ کی تلاش میں دشت و صحرا کا سفر کرتے ہیں یا وہ جو اپنے عیال کو خیرباد کہہ کر دوسروں کی اصلاح و رہنمائی کو اپنا فرض اولین قرار دیتے ہیں --- نہیں، ہرگز نہیں! --- ایسے لوگ کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر صادق و صدیق ہرگز نہیں --- ذرا نظر دوڑایئے اور دیکھئے کہ ان دو صفات کا چشمہ کن سوتوں سے پھوٹ رہا ہے --- "صادق" لقب ہے ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا --- اور "صدیق" خطاب عاشق رسول اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا --- ایک نبی آخر الزماں جو عہدہ نبوت پر فائز ہونے سے پہلے بھی صادق و امین کہلائے اور معبوث ہونے کے بعد دنیا جو ظلمت کدہ بن چکی تھی، کو بقعہ نور بنا دیا --- دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست اور رفیق دو جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہر ہر مقام پر محبوب خدا کی تائید فرما کر اپنی رفاقت کا ثبوت دیتے رہے اور "صدیق" جیسے منفرد لقب سے نوازے گئے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کائنات آب و گل سے پردہ فرمائے ہوئے چودہ سو برس سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر اہل سنت کا ایمان ہے کہ آپ آج بھی روحانی طور پر ہم میں موجود ہیں۔ اور آپ کی والہانہ محبت دلوں کو گرمائے ہوئے ہے۔ حیات طیبہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر دو پہلو ذاتی و سماجی نہ صرف ہمارے سینوں اور تاریخ میں محفوظ ہیں بلکہ ایسی برگزیدہ ہستیاں بھی موجود ہیں جن کا

☆ ظاہر شریعت کا مظہر

☆ باطن طریقت و حقیقت کا منبع

☆ اور دل عشق رسول سے معمور ہے ---

Marfat.com

یہی عاشق صادق ہیں' صالحین کی یہ جماعت ہر دور میں طوفان بدکیش کے خلاف بر سر پیکار رہی' اور آج بھی یہ صدیقین و صالحین عوام الناس کو اخلاق حسنہ سے آراستہ و پیراستہ کرنے کی سعی مشکور میں محو ہیں ــــ انہی میں سے اک شمع عالم آفتاب کا نام نامی حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ہے۔

قبلہ محمد مسعود احمد صاحب کا فرمان عرفان ہے کہ عاشق صادق کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ جو کوئی صدق دل سے اس کے دامن سے وابستہ ہو' اللہ رب العزت اس کی توجہ معشوق حقیقی کی طرف مبذول کر دیتا ہے۔ آپ کا یہ فرمان عین حقیقت پر مبنی ہے اور خود آپ کے عاشق صادق ہونے پر دلیل بھی ــــ آپ کی شخصیت عالی کے کئی پہلو ہیں ــــ آپ مشفق پدر بھی ہیں اور ہمدرد بھائی بھی' پیر کامل بھی ہیں اور با مراد مرید بھی' سچے رفیق بھی ہیں اور غریبوں کے غم خوار بھی' عالم بھی ہیں اور عامل بھی' محب بھی ہیں اور محبوب بھی ــــ محب ہیں معشوق برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے اور محبوب ہیں اپنے سینکڑوں مریدین و معتقدین کے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ ابن آدم کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ اس کے نقصان کی ہوتی ہے' نفع کی نہیں ہوتی' بجز ــ ان صورتوں کے۔

☆ بھلی بات کا حکم دینا

☆ بری بات سے روکنا

☆ اور اللہ کی یاد کرنا

مسعود ملت وہ عاشق صادق ہیں جو لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتے ہیں' بد فعلیوں سے تحریری اور تقریری طور پر روکتے ہیں اور یا پھر اللہ اور اس کے رسول کی یاد میں مستغرق رہتے ہیں۔ سنت رسول سے اس قدر محبت ہے کہ ایک بار فرما رہے تھے کہ نیند بھی انسان کو یہ سوچ کر لینی چاہئے کہ یہ فعل نبی ہے۔

ہمارے خاندان کے حضرت مسعود ملت کے خاندان عالیہ سے برس ہا برس پرانے تعلقات ہیں۔ احقر کے والد' حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہراللہ قدس سرہ العزیز سے بیعت ہیں اور یہ میرے والدین کے لئے عین سعادت ٹھہری کہ ان کا نکاح حضرت

Marfat.com

نے خود پڑھایا تھا۔ اسی نیک نسبت سے حضرت مسعود ملت جب بھی لاہور تشریف لاتے ہیں، ہمارے غریب خانے کو ضرور رونق بخشتے ہیں، بلکہ تمام پیر بھائیوں کی خیر خبر رکھتے ہیں۔۔۔

گذشتہ برس ۱۹۹۵ء میں مجھ حقیر کو ان سے بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور پھر دو روز بعد میری والدہ اور ہمشیرہ بھی آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئیں ۔۔۔۔ جون ۱۹۹۶ء میں والد محترم نے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرانے کا ارادہ فرمایا۔ اور قبلہ حضرت مسعود ماب کو شرکت کی دعوت دی۔ جسے انہوں نے سنت رسول پر عمل کرتے ہوئے قبول فرما لیا۔ (چاہے اس کے لئے حضرت کو کتنی لمبی مسافت طے کرنا پڑی اور کتنا وقت نکالنا پڑا)۔

یوں تو جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی شخصیت مجمع اخلاق اور مجسم درس گاہ ہے، مگر یہاں آپ کی سیرت کے چند پہلو واقعاتی شکل میں نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرنا چاہوں گی، جو چند روز قبل، حضرت مسعود ملت کے ہمارے گھر قیام کے دوران مشاہدہ میں آئے۔

ہر دلعزیز شخصیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا خاندان ہمیشہ سے قبلہ حضرت صاحب کا معتقد رہا ہے مگر اس بار تو ہم سب حضرت مسعود ملت کے گردا گرد ایسے رہے جیسے شمع کے گرد پروانے ہوں۔۔۔ صبح نماز فجر کے بعد حضرت مسعود ملت ایک گھنٹے کا بیان فرماتے۔ ہم میں سے اگر کوئی سوال کرتا تو اس کا تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے۔ اس درس میں میرے والد سے لے کر نو عمر بچے بھی شرکت کرتے اور جبر سے نہیں بلکہ اپنی لگن اور ذوق و شوق سے۔ میرا چچا زاد بھائی محمد فرحان جس کی عمر گیارہ برس ہے، اپنی ماں سے کہہ کر سوتا کہ صبح فجر کے وقت اٹھانا تا کہ باجماعت نماز ادا کرسکوں۔ ماں کو صبح فجر کے وقت اٹھانے کا خیال تو نہ آیا البتہ درس کے بعد اسکول جانے کے لئے اٹھادیا۔ فرحان بیدار ہوا تو رونے لگا کہ جب نماز کے لئے نہ اٹھایا تو اب کیوں اٹھاتی ہو! ۔۔۔۔ ماں نے سمجھانے کی بہت کوشش کی، مگر نہ سمجھا بالاخر مار

Marfat.com

پیٹ کر سکول بھیجا۔ اسی طرح میرا پھوپی زاد بھائی جس کی عمر چودہ برس ہے' کئی راتیں نہیں سویا' کیونکہ اسے ڈر ہوتا تھا کہ سو گیا تو فجر کے وقت نہ اٹھ سکے گا۔ اس لئے وہ فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر سویا کرتا تھا۔

نوری نظر

میرے چچا محمد مختار شیخ کٹر جماعتی تھے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی ایک بار جماعت میں چلا جائے تو بعد میں اگر چھوڑ بھی دے' پھر بھی جماعت کی مخصوص ذہنیت اس پر چھائی رہتی ہے۔ میرے چچا نے رائے ونڈ میں چلے بھی کئے اور دکانداری چھوڑ کر ملک کے قرب و جوار میں تبلیغ کرتے رہے۔ اپنے آپ کو فخرا" دیوبندی کہتے ۔ مگر جب حضرت مسعود ملت کی نظر کرم ہوئی تو جیسے ان کی کایا پلٹ گئی۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

چچا جماعت کے نظم و ضبط اور ان کے تبلیغی سلسلہ کی تعریفیں کرتے نہ تھکتے۔ مگر جب حضرت نے دلائل کے ساتھ حقائق بیان کئے تو چچا خاموش ہو کر سنتے رہے۔ یہ ان کا ادب تھا کہ حضرت کا دبدبہ' مگر وہ ایک لفظ بھی نہ بولے۔ بلکہ اخیر روز اپنی اہلیہ کے ہمراہ بعد نماز فجر حضرت مسعود ملت کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ قبلہ مسعود احمد صاحب نے دریافت فرمایا کہ کہیں آپ نے اپنی اہلیہ کو مجبور تو نہیں کیا؟ ---- جواباً چچا نے کہا "میں نے تو انہیں منع کیا تھا کہ تمہاری پرورش وہابی ماحول میں ہوئی ہے' خوب سوچ لو مگر وہ آپ ہی سے بیعت ہونے کی خواہش رکھتی ہیں"۔

سادگی

حضرت مسعود ملت کا پیراہن اور خوراک نہایت سادہ ہے۔ وقت پر جو حاضر ہو' خوشی سے تناول فرمالیتے ہیں۔ اگر کوئی کھانے کے لئے کوئی چیز پیش کرے تو چاہے ایک نوالہ ہی لیں' لے لیتے ہیں' اور پیش کرنے والے کی دل آزاری نہیں فرماتے ---- دسترخوان پر چاہے دس لوگ ہوں چاہے بیس' سب کا یکساں خیال رکھتے ہیں کہ کون کھا رہا ہے اور کون تکلف کر رہا ہے۔

پیراہن بہت سادہ مگر نہایت پاکیزہ' ایک ہفتہ قیام کے دوران نہ کپڑوں پہ میل

Marfat.com

دیکھا نہ شکن--- باجماعت نماز کا عین سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اہتمام فرماتے۔

مہمانوں کی تکریم و تعظیم

جس طرح آپ باقی اوصاف میں شریعت کے پابند ہیں اسی طرح مہمانوں کی عزت افزائی میں بھی عین سنت پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ حضرت کا کمرہ تیسری منزل پر تھا اور ساتھ میں ایک بیٹھک بھی کہ اگر احباب کو اوپر بلانا چاہیں تو بلا تکلف بلوالیں تاکہ آپ کو اتنے زینے اترنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔

ایک دن آپ سے ایک بزرگ ملنے تشریف لائے' حضرت کو اطلاع دی گئی اور ساتھ میں آرام کے خیال سے یہ بھی کہا کہ آپ مہمان کو اوپر بلوالیں۔ مگر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ بزرگ ہیں کہ لوگ ان سے ملنے جاتے ہیں نہ کہ یہ لوگوں سے' ان سے ملاقات کے لئے نیچے ہی جانا ہوگا----

ایک روز ناشتے کا اہتمام نیچے کمرے میں کیا گیا۔ اس دوران مہمان آ گئے۔ ناشتے سے فارغ ہو کر والد صاحب آپ کے ہاتھ دھلوانے کے لئے دوسرے کمرے میں لے گئے۔ اس کمرے کے ساتھ ہی مہمان خانہ تھا۔ جہاں لوگ آپ کے منتظر تھے' حضرت نے فرمایا کہ "ان کے سامنے سے گزر کر اور ان سے ملے بغیر ہاتھ دھونے جاؤں گا تو اچھا معلوم نہ ہوگا۔ بہتر ہے میں اوپر کمرے سے ہاتھ دھو آؤں"۔ میرے والد محترم نے عرض کی' "حضرت! اتنے اوپر آپ ہاتھ دھونے جانے کی کیوں زحمت فرماتے ہیں"۔ اس طرح وہ والد صاحب کے اصرار پر مہمانوں کی مخالف سمت چلتے ہوئے بیسن تک پہنچے' ہاتھ دھوئے اور پھر عزت و احترام کے ساتھ مہمانوں سے مصافحہ کیا۔

احسان و تدبر

اردو میں "احسان" حسن عمل کا نام ہے اور "تدبر" مفہوم کے اعتبار سے وہ عقل یا تفکر ہے جو واقعات کی گہرائی تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ (اسلامی نظام حیات'

Marfat.com

(ص ۱۰۹، ۱۱۹)

حضرت سعادت لوح و قلم میں یہ دونوں خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں مجلس میں یوں تو آپ سب پر یکساں نظر کرم فرماتے۔ پھر بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ مجھے آپ سے تنہائی میں کوئی بات کرنی ہے تو آپ منع نہ فرماتے بلکہ حاضرین سے اجازت لے کر اٹھ کھڑے ہوتے ـــــ اگر کوئی دعا کے لئے عرض کرتا تو یہ نہ فرماتے کہ "جو تو نے کہا اللہ اسے قبول فرمائے" بلکہ یہ فرماتے "اے اللہ! جو اس کے حق میں بہتر ہو وہی تدبیر فرما" ـــــ یا پھر "اس کی مشکلات دور فرما"۔

الغرض ایسی کونسی خوبیاں و محاسن ہیں جو اس مختصر وقت میں مشاہدہ میں نہ آئے۔ قرآن پاک کے ہردو بیان ـــ عبادات و معاملات کا طریقہ آپ سے سیکھا۔ حضرت سعادت لوح و قلم بلاشبہ آج کے نفسا نفسی کے دور میں روشنی پھیلا رہے ہیں۔ یقیناً قرآن مجید فرقان حمید میں آپ جیسے لوگوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا گیا۔

انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین والشھداء والصلحین و حسن اولئک رفیقا○ (۴: ۶۹ سورہ النساء)

ترجمہ: اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہداء اور صالحین پر ـــ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق، جو کسی کو میسر آئیں۔"

آپ کون ہیں؟ ـــــ آپ عاشق صادق ہیں ـــ آپ کا دل عشق رسول کے لعل و گوہر سے مزین ہے اور یہی وہ چمک ہے جو تشنہ روحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ہم سب چاہنے والوں کی دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیشہ ہمیشہ آپ پر اپنا انعام واکرام فرماتا رہے اور آپ کی عمر مبارک میں برکت عطا فرمائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ سیراب ہو سکیں اور آپ سے فیض حاصل کر سکیں۔

آمین ثم آمین!

(محررہ ۱۷-۶-۱۹۹۶ء)

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی شخصیت

اور ان کے علمی کام پر طائرانہ نظر

پروفیسر حافظ سید مقصود علی
(پرنسپل، گورنمنٹ پاکستان کالج، خیرپور میرس، سندھ)

کسی بھی فرد کی شخصیت و عظمت بیان کرنے کے لئے باعظمت ہونا بے حد ضروری ہے۔ ایمرسن نے کیا خوب کہا ہے "ایک عظیم آدمی کی ضرورت ہے کہ ایک عظیم تر آدمی کی تشریح کرسکے"۔ احقر اپنی علمی کم مائیگی اور علمی کوتاہیوں کی بنا پر ڈاکٹر صاحب قبلہ کے بارے میں جو کچھ بھی اظہار خیال کرے گا وہ ان کے بلند مقام اور عظمت کے مقابلہ میں یقیناً "کم ہی ہو گا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ مجھ عصیاں شعار کے تعلقات آپ سے اور آپ کے خانوادہ مبارک سے ۱۹۴۶ء سے اب تک رہے ہیں۔ اور اس حقیر پر تقصیر نے آپ کے محققانہ خیالات، دینی نظریات اور بلند تصورات سے وقتاً" فوقتاً" استفادہ کیا ہے۔۔۔ جب عظمت کی بات چل نکلی تو یہ بھی عرض کردوں کہ مادی اسباب کی بناء پر شخصیت کو جو عظمت حاصل ہوتی ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ عارضی ہوتی ہے۔ کیونکہ اساس عظمت سیرت سے خارج ہے۔ اصل اور حقیقی عظمت وہ ہے جس کی بنیاد خود انسانی سیرت میں موجود ہو۔ کامیاب وہ نہیں جس نے عیش فراواں کے سامان مہیا کئے۔ تاریخ کے اوراق ان عیش سامانیوں کے متحمل نہیں ہوسکتے بلکہ کامیاب تو صحیح معنوں میں وہ ہے جس نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے اپنی شخصیت کو روشن اور اپنی سیرت کو کندن بنالیا اور اپنے علم و عمل سے انسانی قلوب کو علم و آگہی کی روشنی سے منور کیا۔ ہمارے ممدوح ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی بھی انہی ہستیوں میں سے ایک ہستی ہیں۔ اس مختصر وقت میں موصوف کی ہمہ جہت اور ہمہ صفت شخصیت کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کرنا ناممکن ہے۔ صرف آپ کی شخصیت اور

Marfat.com

علمی مقام تک ہی اپنی گزارشات کو محدود رکھوں گا۔

ابتدائی تعلیم:۔

ڈاکٹر صاحب قبلہ ایک علمی اور دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ تقریباً ۱۹۳۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کی طرف سے نسباً" فاروقی اور والدہ ماجدہ کی جانب سے سید' مسلکاً" حنفی اور مشرباً" نقشبندی مجددی ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ ایک جلیل القدر عالم' فقید المثال فقیہہ اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اپنے والد ماجد سے فیض یافتہ ہیں۔ جن کے اپنے وقت کے علماء و عرفاء کے علاوہ معروف سیاسی رہنماؤں سے مخلصانہ تعلقات ہی نہ تھے بلکہ وہ اس مرد حق کا بے حد احترام کرتے۔ ان میں مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی' قائداعظم محمد علی جناح' لیاقت علی خان اور خواجہ حسن نظامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ جیسے برگزیدہ باپ کی نظر کیمیا اثر اور ان کے فیضان تربیت نے ہمارے ممدوح ڈاکٹر صاحب کو بھی گوہر یکتا بنادیا۔ آپ کی زندگی مسلسل جدوجہد' علم و عمل اور اخلاقی عظمتوں سے عبارت ہے۔ ان کی ذات حقیقت میں یقین محکم' عمل پیہم اور محبت کا عملی نمونہ ہے۔ سعادت مند فرزند نے قرآن حکیم کی تعلیم اور عربی و فارسی سے شناسائی ۱۹۳۵ء سے لے کر ۱۹۴۰ء تک اپنے والد ماجد سے ہی حاصل کی۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۵ء تک علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہوگئے' اس کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے' میٹرک اور انٹر پاس کرنے کے بعد ۱۹۵۶ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ اساتذہ کرام آپ کی غیر معمولی قابلیت کے ہمیشہ معترف رہے۔ عربی و فارسی میں حضرت قبلہ مسعود صاحب نے جو قابلیت پیدا کی' وہ آپ کے آئندہ علمی کارناموں کی بنیاد بنی۔

۱۹۵۶ء میں ڈاکٹر صاحب دہلی تشریف لے گئے اور وہاں اپنے والد بزرگوار سے شرف بیعت بھی حاصل کیا۔ اس سعادت کے بارے میں خود ڈاکٹر صاحب فرمانے ہیں۔

> "فی الحقیقت یہ تعلق بہار زندگی ہے۔ اگر بیعت نہ ہوتا تو باوجود تحصیل
> علوم کے ناتمامی کا شدید احساس باقی رہتا۔ علوم و فنون ذہن کی اصلاح تو

Marfat.com

کر سکتے ہیں مگر دل کی اصلاح ان کے بس کی بات نہیں بلکہ دماغ کی اصلاح بھی دل ہی کی روشنی میں ہوتی ہے۔

کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے"

ڈگریاں حاصل کرنا کوئی خاص کمال نہیں' اصل کمال طلب علم کی وہ لذت ہے جو طالب علم کو ہروقت مشغول و مسحور رکھتی ہے۔ علم سے گوناگوں لگاؤ اور بے حد شفقت کی وجہ سے اس شیدائے علم نے بے شمار علمی کارنامے سرانجام دیئے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ نے ایم۔ اے اردو کا امتحان سندھ یونیورسٹی' حیدرآباد سے دیا اور اسی میں فرسٹ کلاس پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۱ اگست ۱۹۵۸ء کو گورنمنٹ کالج' میرپور میں بحیثیت لیکچرار آپ کا تقرر ہوا۔ منصب معلمی پر فائز ہونے کے بعد بھی آپ علمی جستجو میں اور زیادہ منہمک ہوگئے۔ تدریسی فرائض کی ادائیگی اور اپنے عہدے کے تقاضوں کی تکمیل کے بعد اپنا وقت خوش گپیوں میں یا غیرنصابی سرگرمیوں میں ضائع کرنے کی بجائے تحقیقات علمی میں صرف کرتے۔ چنانچہ علمی سفر کو جاری رکھتے ہوئے اپنا مقالہ "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" کے عنوان سے پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ یہ مقالہ ٹائپ شدہ ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی' حیدرآباد سے اسی مقالہ پر آپ کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند عطا کی گئی۔ اس موقع پر صدر شعبہ اردو' سندھ یونیورسٹی حیدرآباد (سندھ) محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ' العالی نے اپنے اس شاگرد رشید کو ان تعریفی کلمات سے نوازا:۔

"میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار' باکردار اور باصلاحیت طلباء موجود حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ ۸ فروری ۱۹۷۱ء کو انہیں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس وقت تک ان کے متعدد بلند پایہ تحقیقی مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ وہ ان محققین میں سے ہیں جن پر فضلاء اعتماد کر سکتے ہیں اور جن

Marfat.com

پر کسی یونیورسٹی کو فخر ہو سکتا ہے۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد رہیں"۔

تصنیفی زندگی کا آغاز

تذکرہ مظہر مسعود میں ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"راقم کی علمی' تصنیفی زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ء سے ہی ہوتا ہے بلکہ جب ۱۹۵۶ء سے لیوپولڈ اسد کی کتاب Islam at the Cross Road کے بعض ابواب کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ مستقل اور باقاعدگی سے جاری رہا"۔

ان موضوعات پر بھی محترم ڈاکٹر صاحب نے تحقیقی کام کیا جن پر کسی فاضل نے قلم نہیں اٹھایا تھا یا لکھا تو سرسری طور پر۔۔۔ یہ علمی سرمایہ تاریخ علم و ادب میں ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ وہ موضوعات اور عنوانات جن پر اس محقق نے مقالات یا مضامین تحریر کئے ہیں۔ ان میں سوانح' سیرت' اخلاقیات' ادب' شخصیات' تصوف' اقبالیات' فلسفہ' تاثرات و نفسیات' سیاست شامل ہیں۔ ان کی تعداد ۸۴ کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ تصنیفات و تالیفات کی تعداد بھی ۴۰ تک ہے۔۔ مندرجہ بالا مضامین و مقالات کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کے ۲ مقالے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لاہور) میں شامل کئے گئے ہیں۔ نیز کتابوں پر ڈاکٹر صاحب کے تبصرے' پیش لفظ' مقدمے' تقاریظ' تاثرات اور پیغامات بھی شائع ہو چکے ہیں۔ یہ تمام تحریری سرمایہ اور تحقیقی خزانہ ملکی و غیر ملکی مقتدر اور مشہور رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ ان میں برہان (دہلی)' الفرقان (لکھنؤ)' نوائے ادب (بمبئی) معارف (اعظم گڑھ) شامل ہیں۔ ایک اور مقالہ "شیخ احمد سرہندی" علیہ الرحمہ' رسالہ معارف (اعظم گڑھ) میں جون ۱۹۶۱ء سے فروری ۱۹۶۲ء تک ۱۹ اقساط میں شائع ہوا۔ یہ تو وہ تفصیلات تھیں جو احقر کو اس وقت دستیاب ہو سکیں۔ ورنہ آپ کے علمی کام کی وسعت اور تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

تحریر کی خوبی

محترم سید انور علی صاحب' ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان آپ کے طرز تحریر کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

"ڈاکٹر صاحب نے شہروں میں بیٹھ کر بھی لکھا ہے اور ویرانوں میں بھی۔ ان کے عزم بلند کے سامنے نہ شہروں کے بلاخیز ہنگامے آڑے آئے اور نہ ویرانوں کے وحشت خیز سناٹے۔ صحرائے تھر میں کالج کی پرنسپلی کے ساتھ ساتھ وہ تحقیقی کام کررہے ہیں۔۔ پروفیسر مسعود احمد صاحب محققانہ انداز فکر کے ساتھ غیر متعصب قلب و نظر بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ حقائق کو بے لاگ پیش کرتے ہیں' نہ کسی کی دل آزاری ان کا مقصود ہوتا ہے اور نہ کسی کی تذلیل و تحقیر۔ راقم کو یہ عرض کرنے میں کوئی جھجک نہیں ہے کہ آپ کی تحریر کا نمایاں وصف بارعب اور باوقار انداز بیاں ہے۔ اولیائے کرام علیہ الرحمہ اور صوفیائے عظام علیہ الرحمہ سے آپ کو بے حد عقیدت ہے۔ اس تعلق نے آپ کے انداز تحریر کو بھی متاثر کیا ہے۔ اسی لئے آپ کی تحریروں میں جابجا خواہ وہ محققانہ ہوں یا عالمانہ' ادیبانہ ہو یا ظریفانہ' تقدس کی فضا چھائی رہتی ہے"۔

شخصیت

شریعت مطہرہ کی پابندی ڈاکٹر صاحب کی سیرت کا نمایاں وصف ہے۔ آپ کی ظاہری شخصیت میں بھی اس کا رنگ جھلکتا ہے۔ باشرع اور باوضع انسان ہیں سب سے ملتے ہیں اور سب کو ملاتے ہیں۔ جو بھی آپ سے ملتا ہے وہ آپ کی خوبیوں اور حسن اخلاق سے متاثر ضرور نظر آتا ہے۔ خط و کتابت کے ذریعے بیرون ملک احباب کو بھی قریب کرلیتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان' ہندوستان' افغانستان' سعودی عرب' لبنان' ترکی' جرمنی' فرانس' ہالینڈ' انگلینڈ' امریکہ' کینیڈا وغیرہ میں آپ کے احباب خاصی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اعلیٰ پایہ کے محقق' غیر جانبدار تنقید نگار' بلند پایہ ادیب' باکردار انسان' دین دار مسلمان اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی حامل وہ نابغہ روزگار شخصیت ہیں جن پر بجاطور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔۔ محترم قبلہ ڈاکٹر صاحب نے یہ مقام رب تعالیٰ کے فضل و عنایت' اس کے حبیب مکرم کے کرم' اپنی علمی لگن' ان تھک محنت'

Marfat.com

کردار کی پاکیزگی، حسن نیت، خلوص عمل، والد بزرگوار اور بزرگوں کی دعاؤں اور ان کے روحانی فیض کی بدولت حاصل کیا ہے۔ سولہ سال مختلف کالجوں کے پرنسپل کے منصب اور ایڈیشنل سیکرٹری تعلیمات، حکومت سندھ کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد قبلہ ڈاکٹر صاحب نہایت باعزت، پروقار طریقے سے زندگی گزار کر اپنے معبود کی بارگاہ میں جذبہ تشکر کے ساتھ ریٹائر ہوگئے ہیں۔ دوران ملازمت اپنے تدریسی فرائض، علمی مشاغل، انتظامی مصروفیات، افسرانہ ذمہ داری غرض کہ زندگی کے ہر پہلو پر اطاعت الٰہی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ہر حال میں غالب رہا۔ ان حالات میں اور اس ماحول میں آپ کا نعم البدل ملنا بڑا ہی مشکل ہے۔ لیکن ہم اپنے رب کی رحمت اور عنایات سے مایوس نہیں ہیں۔ طلباء اور اساتذہ آپ کی کمی کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ بس ہم یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ علم و عمل کی جو روشنی پھیلا کر ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ ہم اس سے استفادہ کر سکیں، آمین! [لہ]

لہ (یہ مقالہ حضرت مسعود ملت کے اعزاز میں پرنسپلز ایسوسی ایشن کی طرف سے سکھر، سندھ میں دی گئی ایک الوداعی تقریب میں یکم مئی ۱۹۹۲ء کو پڑھا گیا)۔

Marfat.com

یکتائے روزگار، محسنِ رضویات

سید ریاست علی قادری رضوی علیہ الرحمہ

بانی و صدر اول، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

ناسپاسی ہوگی اگر محترمی ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی کے اس تعاون کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جو موصوف نے ادارہ ہذا کے ساتھ فرمایا ہے۔ ان کے مشورے ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے اور ہمارے لئے راہ عمل متعین کرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے علمی و ملی کارناموں کو اجاگر کرنے میں جو کام ڈاکٹر صاحب موصوف نے سرانجام دیا ہے وہ منفرد ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ جناب ڈاکٹر صاحب نے فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی شخصیت کے بارے میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ اب تک کوئی نہ کرسکا تھا۔ 1

ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ایک ایسی علمی شخصیت کا تذکرہ نہ کروں جن کے بارے میں میں برملا کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت کی ہمہ گیر شخصیت کو علمی حلقوں میں متعارف کرانے میں جتنی خدمات ان کی ہیں، وہ نہ ضبط تحریر میں آسکتی ہیں اور نہ ہی ان کو کسی پیمانے سے تولا جاسکتا ہے۔ میرا اشارہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی طرف ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت کی ہشت پہلو شخصیت کے بہت سے گوشوں کو نہ صرف اہل علم کے سامنے بحسن و خوبی پیش کیا بلکہ جدید ذہن کو مدنظر رکھتے ہوئے علمی اور تحقیقی انداز میں وہ کچھ فراہم کردیا ہے جس سے ایک طرف نوجوان نسل کو امام احمد رضا کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور دوسری طرف مستقبل کے ریسرچ اسکالرز (محققین) یقیناً اس سے استفادہ کریں گے۔ وہ اب تک

۱۔ معارف رضا، ص ۴/۵۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۰ء

Marfat.com

امام احمد رضا پر ۲۰ سے زیادہ مقالات اور کتب و رسائل قلم بند کر چکے ہیں۔

علمی اور تحقیقی کام ہر ایک کے بس کی بات نہیں' یہ کام وہی کر سکتا ہے جس کا ذہن حقیقت کا کھوج لگانے کے لئے ہمہ وقت مصروف ہو' جو حقیقت پسند ہو' جو کسی تحریر کو منظرِ عام پر لانے سے پہلے تمام ضروری معتبر شواہد و دلائل جمع کرنا اولین فرض سمجھے' جو روایات سے ہٹ کر دلائل پر زیادہ اعتبار کرتا ہو' جو حقیقت کو عقیدت پر نچھاور نہ کرتا ہو' بحمد للہ ڈاکٹر صاحب کسی بھی موضوع پر قلم اٹھانے سے پہلے تمام مذکورہ اصول و قواعد کی پابندی کرنا لازمی خیال کرتے ہیں جس کے بغیر نہ کوئی تحریر دل نشیں ہو سکتی ہے اور نہ معیاری۔۔ تحقیقی اور علمی میدان کے یہی لازوال اصول ان کی تحریر کی جان ہیں۔

پروفیسر صاحب کی پر خلوص اور علم سے لبریز باتیں' ان کا ہمدردانہ رویہ اور دل نشین انداز تخاطب' ان کی حقیقت افروز علمی و تحقیقی تحریریں اور انداز بیان' ان کی پرکشش شخصیت' ان کی تواضع و انکساری' علمیت اور ماہرانہ رائے' ان کی فطری خوش طبعی' اخلاص و دیانت' حق گوئی اور انصاف پر مبنی گفتگو نے راقم کو بے حد متاثر کیا ہے۔ میرے دل میں ان کی قدر اس وجہ سے بھی ہے کہ انہوں نے عقیدت سے ہٹ کر حقیقت کو اپنا شعار زندگی بنایا ہے' اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ پروفیسر صاحب کی علمی خدمات کے صلے میں ان کو رحمتوں سے مالا مال کرے' آمین۔ پروفیسر صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے لئے جن الفاظ کی ضرورت ہے وہ میرے پاس نہیں' ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے' وہ ۱۹۵۷ء سے برابر لکھ رہے ہیں اور ۱۹۷۰ء سے اپنی تحقیق کے لئے انہوں نے اعلیٰ حضرت کا انتخاب کر لیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے معتقدین و متوسلین اس احساس کے باوجود کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور علمی کارناموں کو روشناس کرانے کے لئے ان کی طرف سے خاطر خواہ کام نہیں ہوا' کام کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ حالانکہ علماء و مشائخ اہل سنت کی متحدہ کوشش سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہماری یہ کوتاہی غفلت ہم سب کے لئے باعث ندامت ہے۔ کاش پروفیسر صاحب کی طرح اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں میں سے کوئی صاحب علم ایسا بھی ہو جو اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے ان گوشوں کو اجاگر کرے جو ابھی تک نظروں سے اوجھل

Marfat.com

ہیں"۔۲

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد پچھلے تیرہ برسوں سے امام احمد رضا پر تحقیق کر رہے ہیں، گویا یوں سمجھئے کہ انہوں نے اپنی عملی زندگی کا نہایت قیمتی حصہ امام احمد رضا پر کام کرنے کے لئے وقف کر دیا ہے۔ امام احمد رضا پر اب تک وہ تقریباً" بائیس کتابیں اور علمی مقالات تصنیف کر چکے ہیں۔ دیگر موضوعات پر پندرہ کتابیں اور لکھ چکے ہیں۔ بقول ان کے جتنا زیادہ وہ اس میدان میں آگے بڑھتے ہیں یہ میدان وسیع سے وسیع تر نظر آتا ہے۔ یہ موصوف ہی کی ہمت ہے کہ جس راہ میں بڑے بڑے عالم و فاضل قدم رکھنے سے اعراض کرتے ہیں وہاں شوق و جستجو اور تحقیق کی لگن ان کو اس طرح کشاں کشاں لئے پھرتی ہے اور وہ بے دھڑک اس میدان علم و دانش میں فتوحات پر فتوحات کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کا حامی و ناصر ہو اور اسی طرح وہ اپنے قلم کو جولاں رکھیں۔ دنیائے رضویت ان پر نازاں ہے اور جو عظیم احسانات انہوں نے کئے ہیں ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔۳

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پچھلے پندرہ برسوں سے امام احمد رضا قدس سرہ العزیز پر تحقیق کر رہے ہیں اور اب تک درجنوں کتابیں اور سینکڑوں مقالات منظر عام پر لا چکے ہیں۔ ان ہی محققین و دانشوروں کی صف اول میں شمار کئے جا سکتے ہیں جو کسی حال میں حقیقت سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ پروفیسر صاحب کی شخصیت اہل علم و فن کے لئے مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کا قلم بہت محتاط، حقیقت سے قریب تر اور دلائل و شواہد کے انبار سے پوری طرح لیس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ پر ان کی تحقیق کا تمام طبقہ ہائے فکر میں بڑا ہی احترام کیا جاتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے خاص طور پر امام احمد رضا کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھانے سے پہلے بڑے پاپڑ بیلے ہیں۔ وہ حقیقت کا کھوج لگانے کے لئے برسوں امام احمد رضا کی تصنیفات و تالیفات سے استفادہ کرنا چاہتے تھے لیکن افسوس کہ امام احمد رضا کی ایک ہزار سے زائد کتب جو پچپن علوم و فنون پر

۲۔ [illegible] ہائے گفتنی برائے امام احمد رضا اور عالم اسلام میں ہمارے مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۳ء

۳۔ اظہار تشکر برائے اجالا مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۳ء

Marfat.com

محیط ہیں ہم ان میں سے ایک چوتھائی بھی شائع نہ کر سکے۔ ۴

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جن کا قلم پچھلے بیس برس سے امام احمد رضا پر کام کر رہا ہے، اپنے تحقیقی اور مدلل انداز تحریر میں یکتائے روز گار ہیں۔ ۵

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جن کا قلم پچھلے بیس سال سے امام احمد رضا پر لکھ رہا ہے، اپنی دوسری ذمہ داریوں اور مصروفیات کے باوجود برابر لکھ رہے ہیں۔ موصوف آج کل Bibliographical Encyclopaedia of Imam Ahmed Raza پر کام کر رہے ہیں، جس کی روشنی میں پندرہ جلدوں پر مشتمل امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل مبسوط سوانح لکھی جائے گی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی ایک ہزار تصانیف میں سے جو دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور محاسن و فضائل پر مبنی ہیں، ایک جامع سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمائیں۔ انشاء اللہ دو تین برسوں میں یہ کتاب منظر عام پر آنے کی توقع ہے۔ ۶

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا نام علمی اور تحقیقی دنیا کا ایک معتبر نام ہے۔ اب وہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر امام احمد رضا کی عبقری شخصیت پر تحقیق و تدقیق کی پہچان بن چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے مخصوص انداز نگارش اور دلکش اسلوب تحقیق کے لئے مشہور ہیں۔ ۷

محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا نام نامی مشرق و مغرب میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے تعارف کا نشان بن چکا ہے۔ امام احمد رضا کے علمی کارناموں پر کوئی تحقیق ڈاکٹر صاحب کے ذکر و حوالے کے بغیر ناممکن تصور کی جائے گی۔ انہوں نے گزشتہ دو عشرے میں اعلیٰ حضرت پر تحقیق و تدقیق کا اس قدر مواد فراہم کر دیا ہے اور ان کی شخصیت اور علمی

---

۴ معارف رضا، ص ۹/۱۰۔ مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۵ء

۵ معارف رضا، ص ۶ مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۶ء

۶ معارف رضا، ص ۱۷۷/۱۷۸ مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۵ء

۷ معارف رضا، ص ۱۰۔ مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۹ء

Marfat.com

کمالات کے اتنے زاویے اور خاکے متعین کر دیئے ہیں کہ مستقبل کے محققین کے لئے یہ رہنما اصول کا درجہ اختیار کر چکے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت پر کام کرنا نسبتاً" بہت آسان ہو گیا ہے۔ وہ جب بھی قلم اٹھاتے ہیں تو ایک نئے انداز اور نئے زاویئے سے بات کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی حیات کے ایسے گوشے دریافت کرتے ہیں جو نہ صرف ان کے علمی وقار میں مزید اضافہ کرتے ہیں بلکہ اتباع سنت و شریعت اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نئے نئے پہلو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ نگارش کا یہ انداز اگر یہ کہا جائے کہ ڈاکٹر صاحب کا ہی حصہ ہے تو مبالغہ نہ ہو گا۔ ۸

آپ کی خدمات اسلام کی سربلندی اور خصوصاً" عالم اسلام کی ایک نابغہ روزگار شخصیت یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر تحقیق و تدقیق کے سلسلے میں کسی سے پوشیدہ نہیں آپ کی ان بے لوث خدمات کا کون معترف نہیں۔ ہم یہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب حضرت امام احمد رضا کا نام ذہن میں آتے ہی جو ایک اور نام فوراً" لوگوں کے ذہن میں آتا ہے وہ آپ ہی کا اسم گرامی ہے۔

آپ کی ان بے لوث و گراں قدر خدمات کی اصل جزاء تو انشاء اللہ رب العزت ہی عطاء فرمائے گا۔ لیکن پھر بھی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی مجلس انتظامیہ نے یہ طے کیا ہے کہ آپ کی ان خدمات کے عملی اعتراف کے طور پر امسال امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس کے موقع پر جو کہ یکم ستمبر ۱۹۹۱ء شیرٹن ہوٹل، کراچی میں منعقد ہو رہی ہے۔ آپ کی خدمت میں ادارہ ہذا کی جانب سے ایک طلائی تمغہ اور ایک حقیر سی نقد رقم پیش کی جائے۔

ہمیں اس امر کا بخوبی اندازہ ہے کہ آپ کی شخصیت ان تمام اعزازات کی محتاج نہیں اور نہ ہی آپ کے شایان شان ہے۔ پھر بھی ایسے تمغوں کا پیش کرنا اور ایسی تقریبات کا منعقد کرنا عملی اظہار عقیدت و محبت کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے ہم نے بجا طور پر انٹرنیشنل کانفرنس کے اس موقع پر ادارہ کی عزت افزائی اور آنے والی نسل کی ہمت افزائی کے لئے

---

۸ معارف رضا ص ۹/۱۰۔ مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۰ء

Marfat.com

اس اقدام کا فیصلہ کیا ہے۔ 9

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں بلندی عطاء فرمائے۔ دنیائے رضویت پر آپ کی خدمات واحسانات کا بدلہ اگر پوری دنیائے رضویت بھی ادا کرنا چاہے تو ناممکن ہے۔

اس کا صلہ آپ کو اعلیٰ حضرت کی فیض سامانی ہی کی صورت میں انشاء اللہ ملے گا اور مل رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی روح مقدسہ آپ سے کس قدر خوش ہے' اس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا کاش اس خوشی کا کروڑواں حصہ مجھے بھی مل جائے تو میرے لئے بہت ہے۔ 10

---

9 مکتوب محررہ ۲۶ اگست ۱۹۹۱ء از کراچی بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

10 مکتوب محررہ یکم جنوری ۱۹۹۲ء از کراچی بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

Marfat.com

مسعود ملت۔۔ایک تعارف

محمد نعیم احمد کوٹھال برکاتی
ہبلی، ضلع کرناٹک (بھارت)

شیر اسلام میر سید واحد علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔

"اگر دین کا چراغ روشن ہو گا تو میری صاحبزادی سے ہو گا"۔

اس خواب کی تعبیر اور ارمان کی تصویر میر صاحب کے نواسے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ مجددی کی صورت میں سریر آرائے مسند رشد و ہدایت ہوئی۔ پروفیسر مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی ایک علمی و دینی خانوادہ کے چشم و چراغ اور حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمتہ سابق شاہی امام جامع مسجد فتح پوری کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں سرزمین دہلی پر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں اورینٹل کالج مسجد فتح پوری میں داخلہ لے کر فارسی زبان و ادب کی تحصیل کی، ساتھ اپنے والد جلیل سے بھی استفادہ کرتے رہے۔ اسی سال اپنے بھائی مولانا منظور احمد رحمتہ اللہ علیہ کی عیادت کے سلسلہ میں پاکستان تشریف لے گئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

حیدر آباد پاکستان میں قیام رہا۔ ۱۹۵۱ء سے پھر تعلیمی سلسلہ شروع ہوا۔ اسی سال پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں انٹرمیڈیٹ اور ۱۹۵۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا، پھر اسی سال سندھ یونیورسٹی حیدر آباد میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۸ء میں ایم اے کے امتحان میں فرسٹ پوزیشن سے کامیاب ہوئے۔ پوری یونیورسٹی میں اول آئے جس کے صلہ میں گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل اور وائس چانسلر کی جانب سے سلور میڈل دیا گیا، اسی یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ بعنوان "قرآن پاک کے

Marfat.com

اردو تراجم و تفاسیر" قلمبند کیا۔ یہ تحقیقی مقالہ ایک ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے' اس مقالہ کے لئے موصوف نے پاک و ہند اور دیگر ممالک کے تقریباً" اکسٹھ کتب خانوں سے استفادہ کیا۔

ڈاکٹر صاحب ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ کالج' میرپور میں بحیثیت لیکچرر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج' کوئٹہ (بلوچستان) میں پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کالج' ٹنڈو محمد خاں سے گورنمنٹ کالج کھپرو' پھر گورنمنٹ کالج مٹھی' اس کے بعد گورنمنٹ سائنس کالج' سکرنڈ' نواب شاہ میں منتقل ہوئے' پھر وہاں سے گورنمنٹ ڈگری کالج' ٹھٹھہ میں پرنسپل رہے۔ پھر اس کے بعد ۱۹۸۹ء میں ٹھٹھہ سے سکھر تبادلہ ہوا۔ اور آج بھی یہیں گورنمنٹ ڈگری کالج اینڈ پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز سینٹر' سکھر (سندھ) میں پرنسپل ہیں۔ اور اسی دوران اکتوبر ۱۹۹۰ء میں بین الاقوامی سطح پر تعارف کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان انٹیلی کچوئل فورم کی جانب سے موصوف کو گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ اور افسوس کہ آج ہی اس کتاب کی تقدیم کے ہمراہ موصوف کا ایک مکتوب نامہ ہمیں ملا کہ

"۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء کو فقیر ریٹائر ہو رہا ہے۔ آئندہ کراچی کے پتہ پر مراسلت فرمائیں"۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت سازی میں آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مفتی محمد مظہراللہ صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکت کا سب سے اہم کردار ہے اور استفادہ کے دور اخیر میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب سے پروفیسر صاحب کافی متاثر رہے ہیں۔

پروفیسر مسعود احمد صاحب قبلہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہیں اور اجازت و خلافت حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری دامت برکاتہم القدسیہ سے حاصل ہے۔

ڈاکٹر صاحب نہایت خوش طبع اور ظریف انسان ہیں۔ زندگی اور حرارت ان کی مجلس کا طرہ امتیاز ہے یاس و قنوطیت کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتے' تواضع و خاکساری کا عالم یہ

Marfat.com

ہے شروع ہی سے اپنی نشست زمین پر رکھتے ہیں' سب سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے ہیں' لڑنا جھگڑنا ان کا شیوہ نہیں۔ اغیار بھی ان کی تیغ محبت کا شکار ہو جاتے ہیں' ان کا مسلک' مسلک محبت ہے۔

موصوف نے زمانہ طالب علمی ہی سے مضمون نگاری کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اور ہندو پاک کے بہت سارے رسائل و جرائد اور اخبارات میں مضامین لکھے۔ ۱۹۵۷ء میں سندھ یونیورسٹی کے مضمون نگاری کے مقابلہ میں حصہ لیا اور پہلا انعام حاصل کیا۔ اس کے بعد سے اب تک مسلسل لکھ رہے ہیں۔ مختلف کتابوں کے ترجمہ کئے اور ان پر مبسوط مقدمے لکھے۔ آپ کے لکھے ہوئے مضامین' مقدموں اور تبصروں کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے' جنہیں ادبی اور مذہبی دنیا میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ انداز تحریر اتنا دلنشین اور پرکشش اور سائنٹیفک ہوتا ہے کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ سیرت و سوانح' تاریخ' فلسفہ' مذہبیات' اسلامیات' قرآنیات' اخلاقیات' ادبیات' لسانیات' تاثرات' نفسیات' ادبیات' اقبالیات وغیرہ۔ آج کل رضویات پر کام کر رہے ہیں۔ اور ہر خاص و عام میں "ماہر رضویات" کے نام سے معروف ہیں اور اسی رضویات کے موضوع پر تحقیق و ریسرچ اور نمایاں خدمات کے صلے میں یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کو امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس (کراچی) کے موقعہ پر موصوف کو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی کی جانب سے گولڈ میڈل پیش کیا گیا۔

نیز ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی شخصیت پر ایک وقیع اور پرمغز مقالہ قلمبند کیا جو لیڈن (ہالینڈ) کی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اور پنجاب یونیورسٹی کی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں شائع ہوا۔ مقالات کے علاوہ ان کی تصانیف و تراجم چالیس سے متجاوز ہیں۔ اور ان تصانیف و علمی خدمات کے اندر پروفیسر صاحب ایک عظیم محقق' عالی دماغ مفکر' دیانت دار' قلمکار' مخلص فنکار اور ایک ہمدرد انسان کی حیثیت سے صاف طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

ویسے اکثر آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ مصنفین اپنی تحریر کی اشاعت یا طباعت کے لئے دن رات کوشاں رہتے ہیں اور بعض مصنفین کی نگارشات تو آج تک نایاب ہیں کہ ان کی

Marfat.com

طباعت نہ ہو سکی' صرف قلمی نسخے پڑے ہیں لیکن جہاں تک ڈاکٹر پروفیسر صاحب کی تحریر کا سوال ہے ناشرین خود ان کے پاس امڈ پڑتے ہیں۔ جس کے متعلق جناب محمد عبدالستار طاہر (لاہور) یوں رقم طراز ہیں۔

"لطف کی بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے آج تک کسی سے اپنی تحریر کی اشاعت کے لئے نہیں کہا۔ بلکہ لوگ تو ہاتھوں ہاتھ اس تحفہ درویش کے لئے لپکتے ہیں۔ امڈ پڑتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے ناچیز کے نام محررہ کرم نامے (۳ فروری ۱۹۹۱ء از سکھر) میں ارشاد فرمایا:۔

"فقیر اپنے متعلق کسی تحریر کی اشاعت کے لئے نہیں کہتا۔ مولیٰ تعالیٰ خود بخود کرم فرماؤں کو بھیج دیتا ہے۔ اپنے لئے بندوں سے طلب و سوال زیب نہیں دیتا"۔

بقول سید محمد عارف صاحب

"وہ ایک مثالی متعلم' قابل تقلید معلم اور باصلاحیت منتظم ہیں۔ ان کی شخصیت دور جدید میں گم کردہ راہ نوجوانوں کے لئے "چراغ راہ" کی حیثیت رکھتی ہے وہ دین اسلام کے پرجوش مبلغ ہیں۔ ان کی تبلیغ نہایت ہی دل نشین و دل آویز ہے۔ وہ دلوں کو تھامے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی ان کی زندگی نئی پود کے لئے قابل تقلید نمونہ بن سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی روزمرہ زندگی میں ایسے محیرالعقول واقعات دیکھنے میں آتے ہیں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا طرہ امتیاز تھے۔ بلامبالغہ ڈاکٹر صاحب سے مل کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان کی پرکشش شخصیت سے کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا"۔

چنانچہ مولانا محمد عمر سموں (اے۔ ڈی۔ آئی۔ ایس) اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں۔

"مولانا محمد مسعود احمد کی صحبت میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی۔۔

Marfat.com

بخدا ہم تو اب مسلمان ہوئے ہیں"۔

نیز گورنمنٹ کالج، ٹنڈو محمد خاں کے طلباء و اساتذہ اور کالج کے دوسرے ملازمین ان کے حسن خلق اور حسن انتظام کے اس قدر گرویدہ ہوگئے بلکہ بعض اساتذہ نے یہاں تک کہا کہ "یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خلافت راشدہ کا دور آگیا ہو"۔

برصغیر کے مشہور عالم واہب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے پوتے مسلم احمد ایم۔ اے حضرت مسعود ملت کے بارے میں اپنی محبت اور عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

"ابن علامہ دہر حضرت مفتی محمد مظہر اللہ شاہ، برادر محترم میاں مسعود احمد صاحب جو اپنے والد بزرگوار کی خصوصی توجہات سے فلاح دارین کا حصول مسعود کرنے کے بعد آج اپنی ذات گرامی میں وہ خصوصیات پیدا کر چکے ہیں جو ولی کامل کی اولاد میں ہونا چاہئیں"۔

پروفیسر مسعود ملت کے مشفق استاد اور مربی جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب اپنے ہونہار اور باعث افتخار شاگرد رشید کے بارے میں اس طرح رائے ظاہر فرماتے ہیں۔

"میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجاطور پر فخر کر سکتا ہوں ان جیسے باوقار، باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد رہیں"۔

شریعت مطہرہ کی پابندی ڈاکٹر صاحب موصوف کی سیرت کا نمایاں وصف ہے۔ ان کی ظاہری شخصیت میں بھی اس کا رنگ جھلکتا ہے۔ اگر ان کی شخصیت و کردار کے بارے میں اختصار سے کام لیا جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک باشرع اور باوضع انسان ہیں اتباع شریعت میں یہاں تک اہتمام ہے کہ وہ دوران ملاقات آج تک کسی موقعہ پر فوٹو نہیں کھنچوایا۔ تب ہی تو ان کے فوٹو کالج کے کسی میگزین میں شائع نہیں ہوئے۔

خط و کتابت میں اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ اندرون و بیرون ملک کے احباب کو بھی بزبان قلم قوب کر لیتے ہیں۔ میں نے اکثر خطوط انہیں لکھے لیکن یہ بات مجھے اچھی طرح یاد

Marfat.com

ہے کہ آج ملک میں نے انہیں کوئی خط نہیں لکھا مگر یہ کہ انہوں نے مجھے اس کا جواب نہ دیا ہو' چاہے اپنا ہو یا پرایا' دوست ہو یا دشمن' چھوٹا ہو یا بڑا' امیر ہو یا غریب' دور ہو یا قریب' ہر کسی کے خطوط کا جواب نہایت مستعدی اور پابندی سے دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعزہ و اقارب کے علاوہ پاکستان' ہندوستان' افغانستان' سعودی عرب' لبنان' ایران' عمان' ترکی' جرمنی' فرانس' ہالینڈ' انگلینڈ' امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں ان کے احباب کی ایک طویل فہرست ہے۔۔ انہی خطوط کے ذریعے جدید نگارشات قلمبند کرنے والوں اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھنے والے جدید ترین مصنفین و مؤلفین کو اپنی قابل تحسین رائے سے نوازتے ہیں۔ جس کی ایک مثال پروفیسر صاحب کے اس مکتوب میں ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے مجھ ناچیز کے جدید ترین قلمکار مؤلف ہونے کے ناطے مجھے دی۔

"دور جدید کی تحقیق ایک فن ہے اس کو اپنانے کی کوشش کریں پھر اہلِ علم میں بھی آپ کی نگارشات مقبول ہوں گی' انشاء اللہ تعالیٰ"۔

چنانچہ مشہور عالم دین مترجم جامع ترمذی شریف مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب قبلہ فرماتے ہیں:۔

"پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی نے اہلسنت و جماعت کے قلم کاروں کو نئے انداز نگارش سے روشناس کرایا"

ہماری دعا ہے کہ رب قدیر پروفیسر مسعود احمد صاحب قبلہ کا سایہ ہم سنی مسلمانوں پر تادیر قائم رکھے اور دارین کی سعادتوں سے انہیں بہرہ مند فرمائے۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ آمین! ثم آمین!!!

Marfat.com

مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں
(صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد، سندھ)

"محمد مسعود احمد صاحب نے (حال ہی میں) ایم۔ اے کیا ہے اور فرسٹ کلاس پوزیشن حاصل کی ہے۔ میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں، ان جیسے باوقار، باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد ہیں"۔١

عزیز گرامی پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے، علمی دنیا میں غیر متعارف نہیں، انہوں نے تھوڑے سے عرصے ہی میں بلند پایہ مقالات شائع کئے ہیں، جن میں بعض ایسے بھی ہیں کہ ان پر بہت دیر میں اضافہ ہو سکے گا۔۔۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب، حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب (خطیب مسجد فتح پوری، دہلی) کے صاحب زادے ہیں، اور ایسے گھوارہ تہذیب کے پروردہ ہیں جہاں اسلامی اقدار خاص طور پر ملحوظ ہیں، اسی لئے عزیز موصوف "ہم خرما و ہم ثواب" کے مصداق اپنے بزرگان سلف کے کارنامے پیش کرتے ہیں اور علم کے ساتھ ساتھ قوم کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ پھر بفضلہ تعالیٰ انہیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لئے حتی الوسع تمام ماخذوں کو کھنگال لیتے ہیں۔ اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے، اللہ پاک ان کو اور ان جیسے دیگر فاضل نوجوانوں کو علم و عمل کی دنیا میں مہر و ماہ بنا کر قائم و دائم رکھے۔ آمین ٢

١۔ غلام مصطفیٰ خاں، پروفیسر ڈاکٹر: مونوگرام شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد ١٩٥٨ء
٢۔ غلام مصطفیٰ خاں، پروفیسر: سرنامہ شاہ محمد غوث گوالیاری، مطبوعہ ١٩٦٣ء میر پور خاص

Marfat.com

"یہ موقع میرے لئے باعث فخر ہے کہ میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی اکتسابی لیاقتوں کی تصدیق کر رہا ہوں۔ وہ اس یونیورسٹی میں ایم۔ اے کے طالب علم رہ چکے ہیں جہاں وہ فرسٹ ڈویژن میں بہت ہی اچھے نمبر حاصل کر کے کامیاب طلباء میں سرفہرست رہے۔ بعد ازاں گورنمنٹ کالج میں ان کا تقرر بحیثیت لیکچرر ہو گیا۔ تحقیق و تدریس میں اپنی غیر معمولی قابلیت کی وجہ سے وہ درجہ اول کے پروفیسر ہو گئے۔ ۸ فروری ۱۹۷۱ء کو انہیں پی ایچ ڈی کی ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا۔ یہ ڈگری انہیں "اردو ادب کی قرآنی تفاسیر و تراجم" کے عنوان پر ایک فاضلانہ مقالہ تحریر کرنے پر عطاء ہوئی۔ اس وقت تک ان کے متعدد بلند پایہ تحقیقی مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے ملک میں نام پیدا کیا ہے۔ وہ ان محققین میں سے ہیں جن پر فضلا اعتماد کر سکتے ہیں اور جس پر کسی بھی یونیورسٹی کو فخر ہو سکتا ہے۔ ۳

عزیز موصوف کو ترجمہ کرنے میں بھی بڑی مہارت حاصل ہے۔ انہوں نے اپنی طالب علمی کے زمانے ہی میں (۱۹۵۷ء۔۔۱۹۵۸ء) سندھ یونیورسٹی کے موجودہ رجسٹرار محمد حسین صاحب کی کتاب

"The Economic History of Hyderabad"

کا ترجمہ کیا تھا اور شیکسپئر کے ڈرامے

The Two Gentleman of Verona

کا ترجمہ کیا تھا۔ اسی زمانے میں ڈاکٹر تارا چند کی کتاب

The Influence of Islam on Indian Culture

کا ترجمہ بھی مکمل کر لیا تھا۔ اس ترجمے میں مصنف کے خیالات کی حتی الامکان صحیح ترجمانی کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ہر لفظ کو تحقیق کے ساتھ سمجھنے اور سمجھانے کا خیال بھی رکھا گیا ہے۔ نیز ترجمے کو اردو بول چال کے قریب رکھا گیا ہے 'تاکہ ترجمہ' ترجمہ معلوم نہ ہو۔ لیکن فاضل مصنف نے چونکہ بعض باتیں اپنے نظریئے کے مطابق لکھی تھیں اس لئے مترجم کا فرض تھا کہ وہ صحیح اسلامی نقطہ نظر کو پیش کر کے غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیں۔۔۔ ان کا ازالہ

۳۔ غلام مصطفیٰ خاں، پروفیسر: تاثرات محررہ ۱۹۷۱ء مشمولہ تذکرۂ مسعود مرتبہ پروفیسر محمد عارف

Marfat.com

ایک مسلمان مترجم کے لئے از بس ضروری تھا۔ ماشاء اللہ عزیز پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ حواشی اور مقدمے میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کر دی ہے اور مئودبانہ انداز میں جوابات دے دیئے ہیں۔ اللہ پاک ان کی اور ان جیسے صالح اور سنجیدہ اہل قلم حضرات کی عمر و اقبال میں ترقی دے اور فائز المرام فرمائے۔ آمین ۴

عزیز گرامی منزلت ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے متعلق یہ بات لکھنے میں مجھے تامل ہوتا ہے کہ وہ میرے شاگرد رہ چکے ہیں کیونکہ وہ ماشاء اللہ خود بھی ایک فاضل استاد ہیں۔ وہ اپنے اسلاف کرام کی دعاؤں اور برکت سے ایک صالح مزاج اور ایک پاکیزہ مذاق لے کر کلاس میں داخل ہوئے تھے۔ وہ ابھی ایم۔ اے ہی کے طالب علم تھے کہ انہوں نے سندھ یونیورسٹی کے رجسٹرار جناب محمد حسین صاحب کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ "حیدر آباد کی معاشی تاریخ" تیار کیا، اور شیکسپئر کے ڈرامے

The Two Gentlman of Verona

کا بھی اردو ترجمہ کیا۔ ایم اے کے امتحان میں درجہ اول کے طلبہ میں وہ سب سے اول آئے اور انہیں انعام کے علاوہ ایک بڑا طلائی تمغہ بھی ملا۔ اس کے بعد انہوں نے ڈاکٹر تارا چند کی کتاب

The Influence of Islam on Indian Culture

کا بھی اردو ترجمہ کیا۔

۴۔ غلام مصطفیٰ خاں، پروفیسر ڈاکٹر: پیش لفظ "تمدن ہند پر اسلامی اثرات" مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

Marfat.com

عزیز موصوف کے بلند پایہ علمی ذوق اور اعلیٰ صلاحیتوں کے پیش نظران کو "اردو میں قرآنی تراجم اور تفاسیر" کے موضوع پر پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ لکھنے کا مشورہ بھی راقم ہی نے دیا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ انہوں نے اس موضوع میں جس کاوش اور کوشش کا مظاہرہ کیا ہے وہ انہی سے متوقع تھا۔ وہ نہایت نستعلیق قسم کے آدمی ہیں۔ پاکیزہ مزاج اور صاف ستھرا مذاق ان کا خاندانی ورثہ ہے' اور وہ جن گودوں میں پلے ہوئے ہیں ان کی بلندی اور بزرگی ان کی صورت اور سیرت سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان کی خاندانی وجاہت' شرافت اور قابلیت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ میں ان کو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز کے سوانح اور کمالات کی طرف متوجہ کراتا' چنانچہ اللہ پاک کے فضل و کرم سے انہوں نے اس موضوع پر ایک ایسا بیش قیمت مقالہ سپرد قلم کیا کہ وہ "معارف" اعظم گڑھ جیسے وقیع رسالے کی نو قسطوں میں شائع ہوا' اور اس کی افادیت کی وجہ سے رسالہ "الفرقان" لکھنؤ نے بھی بالاقساط اسے نقل کیا۔ پھر بکثرت فضلاء نے اپنے ذاتی مکتوبات میں اسے سراہا۔ ایک علمی مقالے کی مقبولیت کی دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے؟

عزیز موصوف نے موضوع مذکور پر اپنی کاوش کو جاری رکھا اور مزید تحقیق و تنقیح کے بعد اسے بسیط و عریض کیا۔ جس سے قارئین کے دلوں کو بھی بسط و کشاد کا موقع دیا' چنانچہ مجھے یہ عرض کرنے میں باک نہیں کہ اس موضوع پر کسی زبان میں کوئی کتاب اس پائے کی نظر نہیں آتی۔ عزیز موصوف نے جو کچھ لکھا ہے اور جس انداز سے پیش کیا ہے اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" اور حدیث پاک بھی ہے کہ **یعرف الفضل لاھل الفضل ذو والفضل**

دلی دعا ہے کہ اللہ پاک عزیز مسعود کو بیش از بیش سعادت دارین سے مسعود و محمود گردانے۔ آمین بجاہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ٥

۵۔ غلام مصطفیٰ خاں' پروفیسر ڈاکٹر: تعارف مجدد الف ثانی محررہ ۲۵ مئی ۱۹۷۳ء مطبوعہ کراچی' ۱۹۷۷ء

Marfat.com

ڈاکٹر مسعود احمد ۔۔۔۔ ایک تاریخ ساز مورخ

پروفیسر عبدالباری، صدر شعبہ تاریخ، گورنمنٹ کالج آف کامرس، کراچی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی علمی، ادبی اور سب سے بڑھ کر دینی خدمات کے معترف اہل حق تو ہیں ہی۔ اغیار بھی آپ کی حق گوئی سے چشم پوشی نہ کر سکے۔ وہ آپ کی بصیرت و فراست سے اس لئے مرعوب ہیں کہ آپ نے سیرت نگاری کو افسانوی رنگ دینے کی بجائے تاریخ کے بنیادی و ثانوی مآخذوں کو کھنگال کر اصلی، سچے، آب و تاب والے موتی چن چن کر واقعات کی لڑیوں میں اس طرح پرونے کی کوشش کی ہے کہ ان کی چمک دمک سے اغیار کی نظریں خیرہ ہو کر رہ گئیں، وہ ادھر ادھر بھٹکتے ہی رہے مگر آپ کے مسکت دلائل کا معقول جواب دینے سے قاصر و عاجز نظر آتے ہیں۔

دراصل آپ نے سیرت نگاری اور تاریخ نویسی میں صرف اور صرف حقیقت و واقعیت کے سہارا لیا ہے۔ عام طور پر اہل قلم اپنی قوت متخیلہ کے بل بوتے پر واقعات کو نئے رنگ میں پیش کرنے پر محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنی من پسند شخصیت کو ایک مثالی تصوراتی روپ دینے کے لئے مبالغے کی حدود سے بھی چھلانگ لگا کر کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہین۔ غالب، سرسید، سید احمد بریلوی وغیرہ کے ساتھ اسی طرح کا عقید تمندانہ سلوک برتا گیا کہ ان کا حقیقی روپ افسانویت کے نیم شفاف پردوں سے منعکس ہو کر ہماری آنکھوں میں یوں ہی اثر ڈالتا ہے مگر اہل نظر کے دلوں پر گہرا، دیرپا تاثر نہیں چھوڑتا۔

سیرت نگاری و تاریخ نویسی کے لئے اولین شرط یہی ہے کہ جو کچھ کہا جائے یا لکھا جائے اپنی طرف سے موشگافیوں سے اجتناب برتتے ہوئے محض مستند تاریخی مآخذوں سے واقعات چھان پھٹک کر جوں کے توں بالکل ان کے حقیقی روپ میں پیش کر دیئے جائیں۔ دلائل وبراہین کی اساس ہوں تو یہی مستند تاریخی مآخذ، دینی مسائل پر تبصرہ کرنا ہو تو دلائل قطعیہ واجتہادیہ سے سرمو انحراف سے بھی گریز کیا جائے۔ ڈاکٹر محمد مسعود صاجب نے اس اصول کو

Marfat.com

حرز جان و ایمان بنا کر انتہائی قلیل عرصے میں مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ آپ نے دور حاضر کے مجتہد و مجدد اعظم، حجتہ الاسلام، محی الدین والملت اعلیٰ حضرت فاضل الافاضل ترجمان اہل سنت علامہ احمد رضا بریلوی قدس اللہ سرہ کی خدمات جلیلہ پر تحقیقی مقالات پیش کر کے بر صغیر پاک و ہند کی دینی و ملی تاریخ میں جو خلا باقی رہ گیا تھا اسے دور کرنے کی انتہائی قابل قدر کامیاب کوشش کی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس اللہ سرہ نے گاندھوی الحاد و ارتداد کے خلاف تادم آخریں مسلسل جہاد فرمایا، غیرت اسلامیہ کے امین بن کر قوم پرست "علمائے سوء" کے سیاسی فوبس سے امت مسلمہ کو بچانے کے لئے اپنی زندگی تج دی۔ ملت مسلمہ کے تشخص کو یک قومیت کا پرچار کرنے والے نام نہاد مسلم رہنماؤں کے ہتھکنڈوں کا برابر توڑ کرتے رہے اور اہل ہنود کے مقابلے میں ملت اسلامیہ کی شان دوبالا رکھنے اور اسے "ہندو سوراج" کے ہاتھوں پامال ہونے سے مصورن و مامون رکھنے کی خاطر ہمہ دم سینہ سپر رہے۔ مگر تفو ہوان مورخین پر جو تاریخ پاکستان کے حقائق پر خاک ڈالتے ہوئے اغیار پاکستان کو ملت اسلامیہ کی مسند عالیہ پر لا بٹھانے کی مذموم حرکت کرتے ہوئے ہٹ دھرمی کے مرتکب ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے ان کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے اور تلافی مافات کی غرض سے تحریک پاکستان کے مختلف ادوار کو ان کے حقیقی روپ میں پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اللہ تعالی سے تو یہی دعا ہے کہ وہ آپ کو حق کے ادا کرنے کی کماحقہ، توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تاریخ صرف بیانہ انداز میں "روایات طرازی" کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اساسی و ثانوی ماخذوں سے حقائق کی چھان بین کر کے انہیں دنیا کے سامنے کرنے کا نام ہے۔ تاریخ نویسی کا اہم ترین مقدس فریضہ گھڑی ہوئی روایتوں اور افواہوں کو تہ بہ تہ اٹی ہوئی گرد کو ہٹا کر واقعات کو منظر عام پر لانا ہے۔ اس لحاظ سے تاریخ نویسی دراصل تاریخ سازی کا فریضہ بھی سرانجام دیتی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب اس اہم مقدس فریضے کی انجام دہی میں شب و روز مصروف ہیں۔

جنوبی ایشیاء میں انیسویں صدی کے نصف اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں انقلابی تیز رفتاری کے ساتھ امت مسلمہ کی تاریخ میں جو نشیب و فراز آتے رہے، ان کی حقیقی

Marfat.com

نوعیت سے ہم اس وقت بھی یکسر بے خبر ہیں۔ "ہندو فرنگی" گٹھ جوڑ نے ہماری تاریخ کو جس بے دردی سے مسخ کرنے کی سازش کی' ان اثرات میں ہم ابھی تک الجھے ہوئے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ امت مسلمہ کے گھرانوں میں پلنے والے نام نہاد دانشور اب بھی گاندھی کے سحر سامری سے ہندو زدہ ہیں۔ ان باطل پرست منہ بولے اہل قلم نے اعلیٰ حضرت، قدس اللہ سرہ کی شخصیت کشی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور آپ کو جاہل' توہم پرست مسلمانوں کا پیشوا بنانے میں' ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع پر تصرف حاصل کرنے میں سرتوڑ کوشش کی۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب تن تنہا ان کی شاطرانہ چالوں کو مات دینے کے لئے حقائق وواقعات کی بساط پر یوں چھائے ہوئے ہیں کہ وہ بے بس و مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے تاریخ کے ایسے قیمتی خزینے کو پاک وہند بلکہ عالم اسلام کے سامنے پیش کر کے ملت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ پھر آپ نے تحریک پاکستان کے دوسرے ماٰخذ کے حوالے لے کر معرفت حقائق میں ہماری رہنمائی بھی کی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے تحریک خلافت کی آڑ میں گاندھی کی سرگرمیوں کا اصل مقصود ہندو سامراج یا ہندو سامراجیت کے تسلط کو دوام بخشنے کو قرار دیا تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے اسے منطقی دلائل سے نہیں بلکہ گاندھویت کے علمبردار مسلمان قوم پرست مولانا آزاد کی زبان میں اس راز کو یوں نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

مولانا آزاد کے ان کلمات سے یہ حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے:۔

> "کوشش اور لڑائی صرف اماکن مقدسہ اور خلافت کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان کو "خود اختیاری حکومت" دلانے کے لئے ہے۔ اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ بھی ہو جائے' تاہم ہماری جدوجہد جاری رہے۔ اس وقت تک کہ ہم گنگا اور جمنا کی مقدس زمین کو آزاد کرالیں"۔

جس خود اختیاری حکومت کا آزاد نے ذکر کیا ہے۔ آچاریہ کرپلانی کی نظر میں اس کا خاکہ کچھ اس طرح ہے۔

"یہاں یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ کانگریس کی ہر اسکیم گاندھی جی کے

Marfat.com

فلسفے کے تحت چلائی جائے گی۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ آپ کسی اسکیم کو اور کسی فلسفہ زندگی کے اصول پر چلاسکیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا آزاد نے جس حکومت "اختیاری" کا ذکر کیا ہے' وہ دراصل سوراج ہی ہے' جس کی روح اسلامی فلسفہ نہیں بلکہ فلسفۂ گاندھی تھا اور جس کو آزاد نے حکومت میں شریک ہو کر عملی طور پر اپنایا"۔ ا

یہ ہے طریقہ استدلال پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا' جو "منطقی طریقہ استنباط" پر نہیں بلکہ "تاریخی فن کے طریقہ استنباط" پر مبنی ہے۔ اس کے برخلاف تاریخی دلائل و شواہد کو نظرانداز کرتے ہوئے محض اپنی قوت متخیلہ سے کچھ نہ کچھ بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کا یہ نادر نمونہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ اور پھر انصاف سے کہئے کہ آیا اسی کو تاریخ نویسی یا سیرت نگاری کہتے ہیں۔

سید احمد بریلوی کی شان میں امیر الروایات کا یہ اقتباس پڑھئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و کردار کا شیشہ قرار دینے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔

"ایک مرتبہ بے تکلف لوگوں نے ایک میلہ میں چلنے کے لئے آپ سے اصرار کیا اور باوجود آپ کے عذر و انکار کے زبردستی آپ کو لے گئے لیکن آپ میلہ میں پہنچتے ہی بے ہوش ہو گئے اور اس میں شریک نہ ہو سکے"۔ ۲

سید ابوالحسن ندوی انہیں سید احمد بریلوی کی شان میں یوں شیریں زبان ہیں:

"سید صاحب کا یہ پہلا حج تھا اور آخری بھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کی طرح' آدمیوں کا سیلاب امنڈ آیا اور پروانوں کی طرح لوگ جمع ہو گئے' محبت و شوق کی دبی ہوئی چنگاریاں ابھریں اور بجھی ہوئی آتش شوق بھڑکی' برسوں کے ارمان نکلنے کا

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد: تنقیدات و تعاقبات' ص

۲۔ امیر الروایات بحوالہ سید علی ندوی' سیرت احمد سید شہید' ص ۵۹

Marfat.com

وقت آیا"۔ ۲

اس سے بڑھ کر شان رسالت میں گستاخی ہو سکتی ہے؟

لیکن پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے کبھی بھی اس شخصیت پرستی کی بدعت کو نہیں اپنایا بلکہ فن تاریخ کے اصول کو سختی سے اپناتے ہوئے تاریخ سازی کو اپنا شعار بنایا ہے۔ اسی انداز میں آپ نے اعلیٰ حضرت قدس اللہ سرہ کے تاریخی کلام کو "الطاری الداری" کی نایاب دستاویز سے چھان بین کے بعد دنیا کے سامنے پیش کر کے ملت مسلمہ پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔ تاریخی حقائق کو دین کی سربلندی کی خاطر اجاگر کرنے میں مسلسل جدوجہد میں آپ مصروف ہیں، اسے سامنے رکھتے ہوئے ہم تو یہی دعا کریں گے کہ

"اللہ کرے زور قلم اور زیادہ! ؎

۲۔ مشمولہ "تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا" از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۸ء

۳۔ سید ابوالحسن ندوی، سیرت سید احمد شہید، ص ۹۰

Marfat.com

سپاس نامہ

علامہ محمد حنیف خاں رضوی، جامعہ رضویہ، بریلی

یہ پر مسرت خیز لمحات اور مبارک و مسعود دن ہمارے لئے سرمایہ افتخار اور ہماری خوش بختی کی تابندہ علامت اور واضح نشانی ہے کہ آج ہم یہاں جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف میں ایک ایسی باوقار ہستی کو استقبالیہ دینے، ہدیہ تشکر، خراج عقیدت اور اپنے تاثرات و جذبات پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جس نے امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی عبقری شخصیت اور ان کی علمی و دینی خدمات کو اجاگر کرنے اور ساری دنیا کے عوام و خواص بلکہ کالجوں اور یونیورسٹوں تک پہنچانے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دی ہیں۔ تقریباً "۲۲ سال سے جس نے علمی دنیا میں امام احمد رضا کے نام کا سکہ اپنوں اور غیروں کے قلوب و اذہان پر جما رکھا ہے۔ جن کی بدولت امام احمد رضا کا اسم گرامی ہندو پاک کی حدود سے نکل کر امریکہ، افریقہ، برطانیہ، سعودی عرب، ہالینڈ، مصر اور افغانستان کی یونیورسٹیوں میں پہنچ چکا ہے جہاں کثیر تعداد میں ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر امام وقت کی جلیل القدر شخصیت پر تحقیقی مقالے لکھنے میں مصروف عمل ہیں۔

امام احمد رضا کا ایک ایسا نادیدہ عاشق جس نے ان کا دیدار تو دور کی بات ہے ان کے وطن شہر بریلی شریف کو بھی پہلی مرتبہ دیکھا ہے جو آج امام عشق و محبت کے نوک قلم سے نکلے ہوئے ہزارہا علمی، تحقیقی، ادبی اور فنی مسائل کی اہم ضمانت و امانت بن کر رہ گیا ہے جسے آج دنیا ماہر رضویات کے نام سے جانتی و پہچانتی ہے۔ جن کی تصانیف، مقالات، تالیفات تبصرے، تقدیمات اور مکاتیب و پیغامات پڑھ کر اہلسنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور اغیار امام احمد رضا کے علم و فضل کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہتے سچ ہے "الفضل ماشهدت به الاعداء۔"

میری مراد ہیں مسعود ملت، ماہر رضویات حضرت پروفیسر مسعود احمد صاحب زید مجدہم ومد ظلہم کراچی پاکستان، آج وہی شخصیت ہمارے درمیان جلوہ فگن اور ضوفشاں ہے

Marfat.com

جس کے دیدار سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک، جگر کو تازگی قلوب کو سُرور اور اذہان کو سکون واطمینان میسر ہے۔

ایک طرف بریلی شریف میں آستانہ رضویہ پر حاضری جہاں ان کے لئے سعادت و نیک بختی کا سرچشمہ ہے۔ وہیں دوسری جانب دیار رضا کے ایک عظم ادارے "جامعہ نوریہ رضویہ" میں ان کا ورد مسعود ہمارے لئے سعادت و فیروز مندی کا اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ خود ان کی ذات سراپا مسعود ہے اور یہ بجائے خود اسم بامسمّٰی ہیں۔ ایک جانب امام احمد رضا کے نادیدہ عاشق صادق ہیں تو دوسری جانب اسی عشق کی بدولت ملت اسلامیہ کے ہم جیسے بے شمار افراد مدتوں سے اپنے دلوں میں ان کی محبت و الفت کے چراغ جلائے ان کے دیدار کے تمنائی اور آرزو مند ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ محبوب کا محب بھی محبوب ہوتا ہے جس کے دیدار سے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات اقدس سے ان کو کسی قدر لگاؤ اور کتنا عمیق و گہرا تعلق ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ۱۹۷۱ء سے لے کر اب تک ۲۲ سال کے دوران انہوں نے امام اہلسنّت پر اتنا لکھا کہ پوری ایک جماعت مل کر بھی نہ لکھ سکی۔ امام ہمام کی حیات طیبہ اور ان کے کارناموں کے ان گوشوں کو عیاں کر دیا جو حیز خفا میں تھے۔ امتدادِ زمانہ کی دبیز تہوں میں چھپ چکے تھے۔ اپنوں کی بے توجہی سے پردے پڑ چکے تھے اور اغیار کی چابکدستیاں بے بنیاد الزامات کے ذریعے جن کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ہمیشہ کے لیے دفن کر دینا چاہتی تھیں۔ خداوند قدوس کا ان پر یہ خاص فضل و کرم ہے اس نے اس عظیم کام کے لئے خاص طور پر ان کا انتخاب فرمایا اور یہ سعادت ان کے حصہ میں آئی۔ ذلک فضل اللہ یو تیہ من یشاء

وقت کی قلت کے باعث تفصیل میں نہ جا کر آپ حضرات کے سامنے اجمالی خاکہ اس طرح پیش کر رہا ہوں کہ امام احمد رضا پر اب تک اردو زبان میں باقاعدہ ۱۷ کتابیں لکھ چکے ہیں جو سب مطبوعہ ہیں۔ انگریزی زبان میں تقریباً "۱۰ تصانیف ہیں۔ اخبارات و رسائل میں ۴۵ سے زیادہ مضامین مختلف عناوین پر شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۸ کتابوں پر امام احمد رضا سے متعلق تقدیمات شائع ہو چکی ہیں۔ ۴ کتابوں پر تبصرے اور ۷ کتابوں پر پیش لفظ لکھ چکے ہیں

Marfat.com

-یہ کل تعداد ایک سو ایک (۱۰۱) تک پہنچتی ہے۔ لیکن یہ تعداد آخری نہیں بلکہ اس نگار خانہ میں کچھ وہ جواہرپارے بھی ضرور ہوں گے جہاں تک میری معلومات کی رسائی نہیں ہو سکی ہے۔

پھر یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ کتنی وہ کتابیں ہیں جو آپ کی فرمائش و پیشکش پر دوسروں نے لکھی ہیں اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ خود آپ کی وہ کتابیں جو غالباً'' فی الحال زیر تدوین و زیر طبع ہیں ان میں ''حیات امام احمد رضا خاں (بسیط)'' ایک اہم خصوصیت کی حامل ہوگی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ تعارف رضویات' گویا دبستان کھل گیا' سراج الفقہا' وغیرہ آپ کے قلمی شاہکار منصہ شہود پر جلوہ گر ہونے والے ہیں یا ہو چکے ہیں۔

آپ کی تحریک و تشویق پر پوری دنیا میں نہ جانے کتنے ادارے ہیں جو تعارف امام احمد رضا کے لئے حرکت میں آگئے ہیں۔ کتنی یونیورسٹیاں ہیں جہاں امام کی عبقری شخصیت پر باقاعدہ ریسرچ ہو رہی ہے اور ہو چکی ہے ایسے اداروں کی تعداد بھی معمولی اور کم نہیں جہاں پروفیسرز اور ڈاکٹرز حضرات اپنے طور پر امام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی شخصیت پر مختلف جہات سے تحقیقی مضامین و مقالے لکھ رہے ہیں اور لکھ چکے ہیں۔ ایسے تقریباً'' تمام اداروں سے مسعود ملت کے گہرے روابط ہیں اور اکثر اداروں کا تعارف کراتے ہوئے خود اس موضوع پر ایک کتاب ''امام احمد رضا اور عالمی جامعات'' کے نام سے مرتب کر کے شائع فرما چکے ہیں۔

یہ ہے آپ کے اجمالی تعارف کا خاکہ جس سے یہ بات اظہر من الشمس دربین من الانس ہو جاتی ہے کہ آپ کا وجود مسعود ملت اسلامیہ کی ایک عظیم امانت ہے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی جلیل القدر 'ہمہ گیر' شش جہات اور ہشت پہلو شخصیت کو اپنوں کے حصار سے نکال کر اغیار کے سامنے پیش کر دینا' دارالافتاؤں اور مدارس اسلامیہ کی چہار دیواروں تک محدود نہ رکھ کر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ان کے علوم جدیدہ و قدیمہ کا لوہا منوا لینا مسعود ملت کی بامقصد زندگی کا محبوب مشغلہ ہے۔

اس پس منظر میں بلاشبہ مسعود ملت' ماہر رضویات حضرت پروفیسر صاحب زید

Marfat.com

مجد ہم کی بریلی شریف آمد نہایت معنی خیز اور خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اگر ان کی تشریف آوری پر یہاں اپنے احساسات و جذبات کی ترجمانی اور اپنے خیالات کا اظہار نہ کیا جاتا تو بڑی ناسپاسی ہوتی۔ نیز یہ ان کی کرم فرمائی و نوازش اور خلوص و محبت کی بیّن و واضح دلیل ہے کہ دیار رضا کے ایک عظیم ادارے "جامعہ نوریہ رضویہ" میں قدم رنجہ فرمایا اور جامعہ کے حسن انتظام کو بچشم خود ملاحظہ کیا۔ یہ ادارہ اہم مقاصد کی تکمیل اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے جو مستقبل قریب میں انشاء اللہ مختلف حیثیات سے قابل قدر کارنامے انجام دے گا۔ یہ اپنے اندر اس وقت بھی کچھ خصوصیات لئے ہوئے ہے جس کا مختصر خاکہ اس طرح ہے۔

اس کے بانی تاج الاسلام، جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم القدسیہ ہیں۔ اس کے شیخ الحدیث و صدر المدرسین، معتمد مفتی اعظم استاد العلماء بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ شاہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہم الاقدس ہیں جو یہاں اس وقت رونق بزم ہیں۔

جن کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی ہے اور ان میں سینکڑوں وہ ہیں جو عظیم مفکر، بے مثال مدرس، جلیل القدر مفتی، متبحر عالم اور مثالی خطیب ہیں اس لئے آج بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ ادارہ اپنے اندر ایک ایسی ہستی رکھتا ہے جو صدہا اداروں کو میسر نہیں۔

---اس کے ناظم اعلیٰ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد منان رضا خاں صاحب قبلہ منانی زید مجدہم ہیں جو خانوادہ رضا کے ایک اہم فرد اور عظیم شخصیت کے مالک ہیں۔ جنہوں نے جامعہ کے فروغ و استحکام کی ذمہ داری پورے طور پر سنبھال رکھی ہے اور مستقبل قریب میں ان کے عزائم نہایت بلند ہیں۔ "اللھم زد فزد"

سٹاف میں دوسری شخصیت قابل ذکر فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب رضوی بریلوی زید مجدہم کی ہے جو ذی استعداد عالم اور کہنہ مشق مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور خطیب اور شعلہ بار مقرر بھی ہیں۔ اسی طرح دوسرے اساتذہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں مصروف عمل ہیں۔ مدرسین و ملازمین کی کل تعداد ۱۴ ہے۔

آخر میں جملہ اراکینِ جامعہ، اساتذہ کرام اور طلبہ کی جانب سے مسعود ملت کی

Marfat.com

خدمت میں ہدیہ امتنان و تشکر پیش کر رہا ہوں کہ آپ نے "جامعہ نوریہ رضویہ" تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہم پر کرم فرمایا۔ ساتھ ہی ہم سب آپ کو اس سعادتِ عظمیٰ پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ جس عظیم شخصیت کے آپ نادیدہ عاشق ہیں اس نے عالم جسمانی میں اپنے آستانہ پر بلاکر اپنے روضہ انور کے انوار و تجلیات سے مشرف و سرفراز فرمایا۔

والحمد للہ علی ذالک

رب کریم اپنے محبوب کے طفیل ان کے سایہ کو ہم سب اہلسنت و جماعت پر صحت و سلامتی کے ساتھ قائم و دائم رکھے اور ایک زمانہ تک رضویات پر مزید کام کرنے اور کرانے اور منزل مقصود سے ہمکنار ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد" [1]

---

[1] یہ سپاسنامہ "جامعہ نوریہ رضویہ" بریلی شریف میں استقبالیہ کے موقع پر ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء کو "جامعہ نوریہ رضویہ" کے شیخ الجامعہ اور دیگر اراکین کی جانب سے پیش کیا گیا۔

Marfat.com

ایک حقیقت پسند تاریخ نگار

از سید انور علی ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ آف پاکستان

جن بزرگوں نے مسلمانان ہند کے لئے ایک جداگانہ مملکت کا تصور پیش کیا اور پھر اس مملکت حاصل کرنے کے لئے انتھک جدوجہد کی وہ اپنی فطری سادگی و خلوص، دنیوی جاہ و جلال سے بے نیازی اور شہرت ناپسندی کی وجہ سے پردہ گمنامی میں چلے گئے اور کامیابی کا سہرا چند ایسے علماء کے سر باندھ دیا گیا جو ساری عمر متحدہ ہندوستان کے لئے کوشش کرتے رہے اور بہت بعد میں اس وقت تحریک پاکستان میں شامل ہوئے جب کہ معمولی بصیرت رکھنے والا انسان بھی پاکستان کو دیکھ رہا تھا۔

حق و انصاف کا تقاضا تھا کہ تحریک پاکستان کے ان محسنوں کی خدمات کا تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں جائزہ لیا جائے، جنہوں نے برسہا برس کی جدوجہد کے بعد پاکستان کے لئے راہ ہموار کی۔۔۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا اور سات ماہ کی طویل محنت کے بعد پیش نظر کتاب مکمل کی جس کی اساس، بے بنیاد قیاسات اور خلاف حقیقت خوش فہمیوں پر نہیں بلکہ تاریخی حقیقتوں پر ہے۔ مگر یہ اصل کام کا محض ایک حصہ ہے کیونکہ اس کتاب (تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم) میں اہل سنت و جماعت کی جدوجہد آزادی کی پوری داستان نہیں بلکہ ماہنامہ "السواد الاعظم" مراد آباد کی روشنی میں صرف دو علماء اہل سنت یعنی

☆ حضرت مولانا محمد نعیم مراد آبادی۔۔ اور

☆ حضرت مفتی محمد عمر نعیمی

کے سیاسی افکار و خدمات کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے جو برصغیر پاک و ہند میں احیاء اسلام، ملت اسلامیہ کی بقاء اور تحریک پاکستان سے متعلق ہے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے "السواد الاعظم" سے جو تاریخی مواد پیش کیا ہے اس کو برصغیر کے مکمل سیاسی پس منظر سے علیحدہ کر کے سمجھنا ذرا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں

Marfat.com

نے کانگریس کے نظریہ متحدہ قومیت اور اس کے اجزائے ترکیبی پر پس منظر میں سیر حاصل بحث کی ہے، اور اس کے ذیل میں

☆ تحریک خلافت

☆ تحریک ترک موالات

☆ تحریک ترک گاؤ کشی

کا ذکر کیا ہے۔ اور اس ضمن میں مولانا آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، حکیم اجمل خاں اور مفتی محمد کفایت اللہ وغیرہ کی سرگرمیوں پر طائرانہ نظر ڈالی ہے، اور عجیب و غریب انکشافات کئے ہیں۔ اس مخصوص پس منظر میں ان حقائق و واقعات کو اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے جو "السواد الاعظم" کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں۔

اس نازک دور میں اہل سنت و جماعت کے بطل جلیل مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ آگے بڑھے اور مؤثر دلائل سے ان تمام تحریکوں کو "اسلام دشمن" اور "مسلمان دشمن" ثابت کر کے علماء حق کی رہنمائی فرمائی اور مسلمان سیاست دانوں کی آنکھیں کھول دیں۔۔۔۔ علماء دیوبند نے اپنے متبعین کی اکثریت کے دینی جذبہ کو اس انداز سے ابھارا کہ وہ ایک قومی نظریہ کے حامی ہو کر ہنود کے قریب چلے گئے۔ مگر مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے متبعین نے اس جذبہ کو اس طرح ابھارا کہ مسلمان ہنود سے دور ہو کر اسلام کے قریب آ گئے۔ دونوں کی دینی خدمات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بہرکیف مولانا احمد رضا خاں صاحب اور ان کے زیر اثر علماء کی کوشش کا یہ نتیجہ نکلا کہ برصغیر کی تقسیم اور مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کا تصور سامنے آیا جو بعد میں ایک ہمہ گیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ اس تحریک میں آل انڈیا سنی کانفرنس (موسسہ ۱۹۲۵ء) کے جھنڈے تلے اہل سنت و جماعت کے علماء و صوفیہ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے آگے بڑھے اور پھر حصول پاکستان کی تحریک کو کامیابی کی منزل تک پہنچایا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام بزرگوں کی خدمات کو روشناس کرایا جائے۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب اپنی دوسری تالیف میں جو وہ پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے لے کر حصول پاکستان تک کی

Marfat.com

پوری تاریخ کا جائزہ لے کر اہل سنت و جماعت کے علماء و صوفیہ کی ان خدمات کا تعارف کرائیں گے' اور اس طرح وہ اس عظیم کام کو تکمیل تک پہنچائیں گے جس کا آغاز انہوں نے اس کتاب (تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم) کی تالیف سے کر دیا ہے۔

درحقیقت اس قسم کی علمی و تحقیقی کتابیں لکھنا پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ہی کے بس کی بات ہے۔ انہوں نے شہروں میں بیٹھ کر بھی لکھا ہے اور ویرانوں میں بھی۔۔ ان کے عزم بلند کے سامنے نہ شہروں کے بلاخیز ہنگامے آڑے آئے اور نہ ویرانوں کے وحشت خیز سناٹے۔۔۔ وہ آج کل صحرائے تھر (سندھ) کے ایک کالج کے پرنسپل ہیں اور یہیں بیٹھ کر انہوں نے یہ کتاب مکمل کی ہے۔ "اطمینان قلب" کی یہ دولت ان کو اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت کیمیا اثر سے ملی ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاک و ہند کے جلیل القدر عالم اور فقید المثال عارف تھے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کو علمی اور تاریخی تحقیق کا فطری ذوق ہے۔ زمانہ طالب علمی سے ان کی نگارات منظر عام پر آ رہی ہیں۔ ۱۹۵۷ء سے وہ مسلسل لکھ رہے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب اپنے والد ماجد مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے فیض یافتہ ہیں' جن کے پاس علماء و عرفاء کے علاوہ اہل سنت کے بڑے بڑے سیاست داں آتے تھے' مثلاً علامہ معین الدین اجمیری' پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری' مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی' مفتی محمد عمر نعیمی' مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی' قائداعظم محمد علی جناح' قائد ملت لیاقت علی خاں وغیرہ وغیرہ۔۔ پروفیسر صاحب نے ۱۹۴۷ء سے قبل اپنی نوعمری کے زمانے میں خود اپنی آنکھوں سے تحریک پاکستان کو پروان چڑھتے دیکھا ہے اور بڑے بڑے سیاست دانوں کو دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے۔ چنانچہ تحریک پاکستان کا پورا پس منظر ان کی نظر میں تھا۔ اس کے علاوہ وسیع و عمیق مطالعے سے انہوں نے ان حقائق کا پتہ بھی لگا لیا جو مخالفین کے معاندانہ پروپیگنڈے کے سبب عام نظروں حتیٰ کہ مورخوں کی نگاہوں سے بھی اوجھل ہو گئے تھے' چنانچہ ان کے حساس دل نے گوارا نہ کیا کہ حقیقت فراموشی کا یہ تماشا خاموشی سے دیکھتے رہتے اور ان حقائق کو واشگاف کرنے کے لئے قلم نہ اٹھاتے۔

Marfat.com

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب محققانہ انداز فکر کے ساتھ ساتھ غیر متعصب قلب و نظر بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حقائق کو بے لاگ پیش کرتے ہیں۔ نہ کسی کی دل آزاری ان کا مقصود ہوتا ہے اور نہ کسی کی تذلیل و تحقیر۔۔۔ بعض اہل قلم حقائق کو ایک طے شدہ رائے کی بنیاد پر سامنے لاتے ہیں، مگر پروفیسر صاحب اس کے برعکس، رائے کو حقائق کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں اور میرے خیال میں یہی چیز ایک محقق کے شایان شان ہے بھی۔

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۲۰ء میں ترک موالات کے مسئلے پر کانگریس سے علیحدہ ہوئے، اسی زمانے میں مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ترک موالات کے خلاف اپنا تاریخی فتویٰ جاری کیا جس نے یقینی طور پر علامہ اقبال اور قائداعظم کو متاثر کیا، کیونکہ یہ دونوں حضرات عام سیاسی روش سے ہٹ کر ترک موالات کے مسئلے پر مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ہم نوا معلوم ہوتے ہیں۔

یہ وہ حقائق ہیں جن کو اجمالی طور پر "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" میں پیش کیا گیا ہے۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کی یہ خدمت قابل داد ہے کہ انہوں نے بزرگان سلف کی پرخلوص خدمات کو روشناس کرانے کے لئے قلم اٹھایا جو حیرت انگیز طریقے پر اب تک نگاہوں سے پوشیدہ رہیں۔ امید ہے کہ اس کام کو زیادہ تفصیل اور جامعیت کے ساتھ اپنی دوسری تالیف میں پیش کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت و حوصلہ عطاء فرمائے اور اس کا پورا پورا صلہ عنایت فرمائے۔ آمین

۵ اپریل ۱۹۷۷ء

سید انور علی، کراچی

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

تقدیم "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم"

مطبوعہ اگست ۱۹۸۷ء لاہور

Marfat.com

مظہری شان کا مظہر حقیقی

مسلم احمد نظامی (نبیرہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

"ابن علامہ دہر حضرت مفتی محمد مظہر اللہ شاہ' برادرم محترم میاں مسعود احمد صاحب جو اپنے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ کی خصوصی توجہات سے فلاح دارین کا حصول مسعود کرنے کے بعد آج اپنی ذات گرامی میں وہ خصوصیات پیدا کر چکے ہیں جو ایک ولی کامل کی اولاد میں ہونی ضروری ہیں جس کو مفتی صاحب کا ہر کفش بردار قابل صد تعظیم اس لئے سمجھتا ہے کہ وہ حقیقتاً" مظہر ہیں حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو عافیت کے ساتھ قائم رکھے تاکہ مظہری شان کا جیتا جاگتا مظہر ہم گناہ گاروں کے لئے باعث افتخار ہو۔

سیرت رسول کے سچے نقشے آج بھی موجود ہیں۔ یہ نقشے ملیں گے کالجوں میں' جدید علمی درسگاہوں میں۔ یہ بات انوکھی معلوم ہوتی ہوگی مگر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔۔۔ تجربہ شرط ہے آؤ میرے ساتھ ۔۔۔۔ چلو پاکستان ۔۔۔۔ ٹھٹھہ (حال سکھر) سندھ میں مشہور و معروف جگہ ہے اس میں ایک سرکاری کالج ہے۔ دیگر اساتذہ کے علاوہ وہاں ایک پرنسپل بھی ہو گا۔۔۔ ہے کون؟ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد' یہ مظہر اللہ کا لخت جگر۔۔۔ اللہ رسول کا شیدائی دنیا میں دین کے مزے لے رہا ہے۔۔۔ اس کی سیرت سے بڑھ کر صورت۔۔۔ اس کی صورت سے بڑھ کر سیرت۔ ہے کوئی ہمت والا جو انگلی رکھ کر بتائے کہ سیرت مسعودی میں خدانخواستہ یہاں جھول ہے یا پانی مر رہا ہے!۔۔۔۔ ہے کوئی مائی کا لال جو کہے کہ پروفیسر مسعود کی زندگی کا فلاں پہلو خلاف شریعت ہے۔ اس کا ہر فعل۔۔۔ اس کی ہر پیش رفت۔۔۔ حرکات و سکنات۔۔۔ سب' جی ہاں سب!۔۔۔۔ عین شریعت۔۔۔

Marfat.com

۔۔ اس کا کردار بے داغ ۔۔۔۔ اس کی گفتار دلنشین‘ صابر و شاکر ۔۔۔ گوشہ نشین‘ دنیا کے جھمیلوں سے دور‘ مگر ایک ۔۔۔ ہاں ایک بیٹا ۔۔۔ مظہری شان کا مظہر حقیقی! ۔۔۔ ۔ علم کے میدان میں کود پڑا ۔۔۔۔ اور ایسی زقندیں لگائیں کہ آسمان علم و ادب پر بدر منیر بن کر چمکنے دمکنے لگا۔ اس کا قلم اس کی زبان سے تیز ۔۔۔۔۔ اس کی زبان اس کے قلم سے تیز۔ اس کا ذہن رسا ۔۔۔ اس کی عقل قابل رشک ۔۔۔۔ اس کا کردار‘ اس کی گفتار‘ اللہ اللہ! ۔۔۔ گلشن مظہری کا یہ بلبل ہزار داستان ۔۔۔۔ مذہب و ادب کی دنیا میں آفتاب جہاں تاب‘ نغمات دانش بکھیرتا چلا جا رہا ہے ۔۔۔۔ اس کی نطق سے پھول جھڑتے ہیں ۔۔۔۔ اس کے قلم کی نوک سے موتی ٹپکتے ہیں ۔۔۔ صورت و سیرت میں فرشتہ مگر بظاہر انسان ۔۔۔۔ کون؟ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد سلمہ اللہ تعالیٰ! ۔۔۔۔ ایسا شاگرد کہ جس کا استاد اس کے بارے میں کہے:

> "یہ بات مجھے لکھنے میں تامل ہوتا ہے کہ وہ کبھی میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ چونکہ وہ ماشاء اللہ خود بھی ایک فاضل استاد ہیں۔ وہ اپنے اسلاف کرام کی دعاؤں اور برکتوں سے ایک صالح مزاج اور ایک پاکیزہ مذاق لے کر کلاس میں داخل ہوئے تھے اور اپنی غیر معمولی ذہانت اور قابلیت کی بدولت جلد ہی اپنے رفقاء کے رہبر بن گئے تھے۔"

یہ اظہار خیال ہے کس کا؟ ۔۔۔ پروفیسر مسعود کے استاد محترم پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں ایم اے‘ ایل ایل بی‘ پی ایچ ڈی‘ صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی‘ حیدر آباد‘ سندھ (پاکستان) کا ۔۔۔۔

ایک استاد اپنے شاگرد کو نوازے اور ان الفاظ سے نوازے جو اوپر درج ہوئے تو ذرا سوچئے کہ وہ شاگرد کیسا ہو گا جس کے لئے استاد تعریف میں اپنے مقام سے ہٹ کر وہ کچھ کہے کہ جس کی صداقت پر صدق دل سے ہی یقین کیا جا سکتا ہے ورنہ مبالغہ معلوم ہو گا ۔۔۔ ۔ جی ہاں مبالغہ!

Marfat.com

یہ مقام مسعود! کیا اس کے اپنے ذہن ارتقاء کا مرہون منت ہے؟ --- کیا اس کے قلم میں یہ کرامت ہے کہ وہ ممتاز ادیبوں کا سرتاج دکھائی دیتا ہے؟ --- کیا اس کو زہد و تقویٰ اس مقام پر لے آیا ہے؟ --- کیا اس کی علمی لیاقتیں اس کے عروج بے مثل میں ممد و معاون ہوئی ہیں؟ ---- ادیب ہوں، مفکر ہوں، ملکی ہوں، غیر ملکی ہوں، مذہبی پیشوا ہوں، علم دوست ہوں ---- سب ہی ایک زبان ہو کر اس کے علم پر، اس کے قلم پر رشک ہی نہ کریں بلکہ خراج عقیدت پیش کریں --- کیوں؟ مانا وہ علم کی دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے --- مانا کہ اس کے قلم میں جان ہے --- اس کی زبان میں چٹخارہ ہے --- مانا کہ وہ تھوڑی سی عمر میں زائد از یک صد مستند کتابوں کا مصنف یا مولف ہو گیا ہے --- مانا کہ دنیا کے بہترین مذہبی، ادبی رسائل اس کی عظمت تحریر کے قائل ہیں --- مانا کہ اس کے زہد و اتقا کا اظہار اس کی گفتار، اس کے کردار سے نمایاں ہے۔ مگر یہ سب کیوں اور کیسے؟

آیئے میرے ساتھ ---- دلی کی فتح پوری مسجد کے اس حجرہ میں جہاں ایک فرشتہ صفات انسان --- سیرت و صورت میں صحابہ سے ملتا جلتا ہے --- عزم و استقلال کا پیکر ---- علم دین کا پہاڑ مگر منکسر المزاج --- روبقبلہ بیٹھا دعائیں کرتا تھا معراج مسعود کی --- یہ اللہ والا اپنے عمل و کردار سے مقرب بارگاہ الٰہی تھا --- مگر اک باپ بھی تھا مشفق و مہربان ---- اس کی دعائیں عرش الٰہی کے کنگوروں کو چھو لیتی تھیں۔ اس لئے اس کا بیٹا اول طالب علم ہوا۔ استاد ہوا ---- قلمکار ہوا ---- ادیب ہوا ---- ناصح ہوا ---- قلم نے زبان سے آگے چھلانگ لگائی --- زبان نے قلم سے آگے زقند لگائی ---- ترقی قدم بوس ---- ظاہر شریعت، احترام، اعتراف، قدردانی ---- دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی۔ دنیا ادب میں ایک امام عالی مقام کا بیٹا امام مذہب و ادب کہلانے لگا۔ دنیائے مذہب و ادب میں اس کی بات نقش کالحجر بنتی چلی گئی ---- وہ لکھتا جا رہا ہے --- دنیا پڑھتی جا رہی ہے۔ مردے زندہ ہو رہے ہیں --

نہ صرف یہ بلکہ گرویدگی اس نئے ادیب کے قدم چومنے لگی، شہرت اس کے

Marfat.com

دامن سے لپٹ گئی۔۔۔۔۔ ترقی کی راہیں سمٹ کر اس کی طرف لپکنے لگیں۔۔۔۔ وہ خاموش گوشہ نشین قلم سنبھالے فتنوں سے دین کی راہ کے کانٹے ہٹانے میں ایسا لگا کہ خاردار راہیں خیابان بن گئیں۔ منزلیں جو نظروں سے اوجھل کر دی گئی تھیں۔۔۔۔۔ اس کے قلم کی روشنی میں صاف نظر آنے لگیں۔۔۔۔ اندھیرے چھٹے۔۔۔۔۔ اُجالا ہوا' ایک صدی کی ذہنی عیاشی کی سازشانہ چالیں ناکام ہوئیں۔۔۔۔۔ حقیقت سامنے آئی۔ ۔۔۔۔۔ مُردوں کو زندگی ملی۔" [1]

---

[1] تأثرات محررہ یکم اگست ۱۹۸۳ء۔۔۔ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ۔۔۔۔ دہلی

Marfat.com

اشہب تحریر کے ایک دلنواز شہ سوار

پروفیسر سید عبدالقادر (حیدر آباد دکن)

میں بلا خوف لومتہ لائم آں محترم شب زندہ دار کو "حاضر القلم" "**مستحضر المضمون**" کالقب دیتا ہوں ویسے آپ **الولد سر لابیہ** ہیں۔۔ آپ کا علمی مرتبہ ارفع و اعلیٰ اور فقید المثال ہے۔۔ زور قلم بے پناہ دلچسپیوں کا حامل ہے۔ مولانا کے قلب میں سوزو گداز ہے۔ اشہب تحریر کے ایک دلنواز شہ سوار ہیں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!

آپ کی نگاہ عمیق، نظر دل نواز، خیالات مرتفع ارفع تر، منزہ تر، ندرت تر

ہے آدمی بجائے خود ایک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

☆

ڈاکٹر مسعود احمد اس گھر کے چشم و چراغ ہیں جہاں انوار، باران رحمت کی طرح نور افشاں رہے ہوں۔۔۔۔ اس فرزند جلیل نے ایسے ایسے گوہر آبدار سے دامن بھر لئے ہیں کہ قرآن، مطالعہ قرآن سے دامن انوار بھر لئے ہیں

در افشانی نے تیری ابر نیساں کر دیا
دل کو روشن کر دیا، آنکھوں کو بینا کر دیا

رشد و ہدایت میں راہ باب کر دیا اور کثیر التصانیف نے ایک دنیائے ادب کو زلہ ربا کر دیا۔ مشہور فرانسیسی فلسفی برگساں نے کہا ہے کہ:

"INTUTION IS A HIGHER FORM OF INTELLECT"

Marfat.com

"عقل کی اعلیٰ ترین شکل ہے الہام"۔۔۔اس روشنی میں ڈاکٹر صاحب کو دیکھیں تو مضامین عالیہ کی ان کے قلب پر ایرادۂ انوار کا بس ظہور ہی ہے۔ وبالليل هم يهجعون کے وہ خوگر ہیں۔

ڈاکٹر صاحب ایسے زور آور علم' فرزند مظہر اللہ ہیں۔۔ اس وقت اور لادینی دور میں دیکھا گیا کہ نوجوان طبقہ پروانوں کی طرح آپ کے رسائل' کتب' مضامین' خود شناسی اور خودانی کے تحت ٹوٹ کر مطالعے میں مصروف پائے جا رہے ہیں اور اپنی شناخت کو تابناک بنا رہے ہیں۔۔ زندگی سے زندگی کے دیپ جلا رہے ہیں۔

آپ نے علم وادب کے راز ہائے سربستہ حل کیے ہیں' مسائل کی موشگافیاں کی ہیں' آسمان و زمین کے تانے بانے ملادیئے ہیں۔۔ زندگی گزارنے کا سلیقہ اوروں کو دینا چاہتے ہیں۔۔ دلی' کراچی' لاہور' بمبئی' رام پور' حیدر آباد' دکن کے تشنگان علم بہریاب ہو رہے ہیں۔۔ تحقیق و تدقیق' تدوین و ترویج کاری شباب پر ہے اور پریس اشاعت و طباعت میں سرگرم اور دور فراموشی' سلف صالحین کے کارناموں' تصانیف' تالیف سے یوما" فیوما" مزین ہوتا چلا جا رہا ہے۔

(۲)

پاکیزگی کردار اور بصیرت تامہ کے حامل ہیں۔

دل لہو ہو تو دیدہ وری آوے ہے

قدرت سے شرافت حسبی اور نسبی سے بطریقہ محمود سرفراز ہیں۔۔ علم نوازی اور روشن دماغی میں یکتائے زمانہ ہیں۔۔ ڈاکٹر صاحب نے مختلف کتب کے تراجم کیے' مبسوط مقدمے لکھے' انداز نگارش دلچسپ اور دلنشین ہے جو منجذب روح قاری ہوا کرتا ہے۔۔ آپ کی علمی کاوشیں طرب نواز ہیں جن کا شہرہ کراچی' لاہور' دلی اور مکہ سے گزر کر دیار فرنگ تک پرواز پا چکا ہے۔

چلو کہ اپنی محبت سبھی کو بانٹ آئیں

ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کو بالليل هم يهجعون اور قليل النوم کا طرۂ امتیاز حاصل ہے۔۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے نوجوان آپ کی اتباع میں وقت کے قدر شناس بن

Marfat.com

جائیں۔

ہر نفس وقف امت شمار خواہد بود

اپنی حیات کو جہت اور سمت دیں اور اپنی ادبی و عملی زندگی کو تابناک بنائیں۔

(۳)

برطانیہ میں ترقی پسند تحریک کے صدر فارغ بخاری نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں کہا ہے (انجمن ترقی پسند مصنفین کی عالمی کانفرنس۔ لندن)۔

"آج کا یہ اجلاس تاریخ ادب کا ناقابل فراموش باب ہے' آج ادب کے نئے باب رقم کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔ امن اور عظمت انسان کے اقدار کو جتنا آج تخلیقی مضمون و موضوع بنانے کی ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی"۔

ممبر یورپین پارلیمینٹ نے کہا:

"آنے والا دور دنیا بھر میں ہر طرح کی غلامی سے آزادی کا دور ہو گا"۔

علی سردار جعفری نے کہا:

"اس تحریک نے نہ صرف ادب پر اثر ڈالا بلکہ اس نے آرٹ اور فن کی مختلف اصناف کو متاثر کیا"۔

عاشور کاظمی، سیکرٹری جنرل نے کہا:

"ترقی پسند ادیبوں نے زندگی اور ادب کے بارے میں تخلیقی نظریہ بنیادی طور پر دیا' زندگی کے درپیش مسائل کو پھر ادب کا موضوع بنایا جائے"۔

اب میں بے شمار کتب خانوں کے ریسرچ اسکالر کے درد دل کو منکشف کر دوں تو یہی بات اظہار میں آوے گی کہ اپنے ادب اور تحریر و تخلیقات میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب فرش سے عرش تک' عرش سے فرش تک۔۔ تہذیب' ادب اور ترقی پسندانہ جذبہ شائستگی میں درجہ علیہ پر پہنچانے کے لئے ماہی بے تاب بنے ہوئے ہیں۔۔ آٹھوں پہر یہی جذبہ مستولی رہتا

Marfat.com

ہے۔۔انہوں نے "موج خیال" میں دلنواز انداز میں نوجوان کو للکارا ہے اور ادب نوازی سے درس ہائے عبرت کا ایک دریا بہا دیا ہے۔۔پس وہ جو ادب برائے ادب کے بعد، ادب برائے حیات و مسائل حیات کا استعمال اپنی تحریرات میں پھیلا دیا ہے وہ ہر آئین لائق عمل اور قابل پذیرائی ہے۔۔کیا عجب ہے کہ قلب پر علمہ الاسماء کلھم کے تحت ہم پر اور قاری پر پردہ ہائے راز کا انکشاف ہو اور ہم علمنی ولی ما احسن تادیبی کے گوہر نایاب ایسے بن جائیں کہ عند الضرورت وایدنا بروح القدس ہو سکیں اور انزل جنودا" الم تروھا کا زمانہ ہم کو ثابت و مصداق بنا دے! لہ

لہ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۵ء

Marfat.com

سادگی اور شرافت کے آئینہ دار

مسز ریحانہ شفاعت

سپروائزر پرائمری ایجوکیشن۔ مکلی۔ ٹھٹھہ۔ سندھ

گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ میں کئی بار امتحانات میں بحیثیت نگراں امتحان (Invigilator) کے فرائض انجام دیئے۔ وہیں محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کو دیکھا۔ نیچی نظریں، شخصیت سادگی و شرافت کی آئینہ دار، کمرۂ امتحان کا چکر لگاتے اور چلے جاتے۔ اس وقت صرف ذہن میں یہ تھا کہ میری طالبہ سعدیہ بیگم کے والد گرامی ہیں اور کالج کے پرنسپل صاحب ہیں۔

ان کی شخصیت پر کچھ لکھنا سوچ کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

پروفیسر صاحب جب تک ٹھٹھہ میں رہے صرف ان سے دو مرتبہ ملاقات ہوئی۔ جب آپ یہاں سے تبادلہ ہو کر سکھر چلے گئے تو آپ کی شخصیت کے بارے میں انکشافات ہوئے کہ آپ تو بہت بلند ہستی ہیں اور ہماری بدقسمتی کہ ان سے فیض یاب نہ ہو سکے۔ جب تک سکھر کالج میں رہے، خط و کتابت جاری تھی کیونکہ ایم۔ فل ان کی زیر نگرانی کرنے کے لئے ان سے اجازت نامہ لے لیا تھا۔ جب آپ کراچی تشریف لائے تو بے شمار ملاقاتیں ہوئیں اور خط و کتابت بھی جاری رہی۔ وقتاً فوقتاً اپنی کتابیں بھی عنایت فرماتے رہے ہیں۔ آپ کے اہل خانہ بھی آپ کی طرح محبت و شفقت کا پیکر ہیں۔ ہمدرد و غمگسار، سادہ طبیعت، نمود و نمائش سے بے پرواہ!

پروفیسر صاحب خط کا جواب دینے میں بہت پابند ہیں۔ کسی شخص کو مایوس نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے، آمین، ثم آمین۔

ایم۔ اے فائنل (اردو) کے امتحان کی تیاری کے سلسلے میں حضرت کے دولت کدہ پر ملاقات کی اور جو نوٹس تیار کئے تھے دکھائے، دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

انہوں نے پوچھا "یہ نوٹس کس نے تیار کروائے ہیں۔"

میں نے بتایا "خود کئے ہیں۔"

Marfat.com

کہنے لگے "بھئی یہ تو سب مکمل ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ ضرور اچھے نمبروں سے کامیاب ہوں گی۔"

فرمانے لگے "آپ نے اس سے پہلے تعلیم کہاں سے حاصل کی"؟

میں نے کہا "میٹرک ٹھٹھہ سے کیا ہے"۔

کہنے لگے "اس سے پہلے" میں نے کہا "لاہور سے" تو فرمانے لگے "جبھی تو میں کہوں بنیاد کہیں اور کی ہے۔ جب آپ پی۔ ایچ۔ ڈی کریں گی تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا"۔

ایم۔ فل (اردو) آپ کی زیر نگرانی کیا اور اس دوران آپ سے بہت کچھ سیکھا۔ زندگی کے نئے باب روشن ہوئے، آپ نے جس قدر محنت و کوشش سے اپنا قیمتی وقت نکال کر مجھے لکھنا سکھایا۔ میں اس قابل نہ تھی یہ سب آپ کی محنت تھی، جو مقالہ "یکتا دہلوی کے مکاتیب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" مکمل ہوا۔ وہ لمحات میری زندگی کے خوش نصیب لمحات تھے جن میں، میں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی ہمہ گیر شخصیت ایسے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے جس کی روشنی انسان کو اس کی منزل تک پہنچاتی ہے۔ آپ کی پرکشش شخصیت سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت میدان تحقیق میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ خاص طور پر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی علمی، دینی اور شعری خدمات کے متعلق جو تحقیقی، تنقیدی اور تشریحی کام آپ نے کیا ہے، اسے اہل اسلام اور خاص طور پر اہل سنت کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

آپ کی تحریروں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک ایک لفظ ذہن کی گرہ کو کھولتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی خالص مذہبی، اصلاحی اور بزرگوں کی سوانح حیات کے لئے وقف کر دی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ کسی شہرت کی تمنا نہیں، کسی صلہ کی خواہش نہیں۔

آپ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی دعوت پر سیرت طیبہ پر نصابی کتب برائے بی۔ اے کے لئے ۱۹۸۵ء میں ایک یونٹ بعنوان "حیات طیبہ قبل بعثت تا بعثت" بھی قلمبند کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جیسی شخصیات ملک و قوم کا ایک عظیم اثاثہ ہوتی

Marfat.com

ہیں' ان کی قدر کی جانی چاہئے۔ ایسی شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ آپ کی علمی اور دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

مجھے آپ کی سب سے چھوٹی صاجزادی سعدیہ بیگم کو پبلک سکول، ٹھٹھہ میں پڑھانے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ ان کا شمار اچھی طالبات میں ہوتا تھا۔ پروفیسر صاحب اکثر خوش ہو کر فرمایا کرتے ہیں کہ "آپ تو میری بیٹی کی استاد بھی ہیں"۔

شفق کی، باد صبا کی، گلوں کی، غنچوں کی
سمیٹ لی ہیں کسی نے لطافتیں سب کی

آپ کی علمی و دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کی محبت و شفقت سب کو آپ کا گرویدہ بنا دیتی ہے۔ ہر ملنے والا یہ سمجھتا ہے کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے علم و فضل اور عمر میں اضافہ فرمائے' آپ کا سایہ رحمت اہل سنت پر قائم و دائم رہے۔ آمین ثم آمین!

محررہ

۲۱ جون ۱۹۹۴ء

Marfat.com

چمن زارِ رضا کی خوشبو

مولانا مُبارک حسین مصباحی

"تقریباً" پچاس برس تک امام احمد رضا قدس سرہ کی عبقریت اور پرشکوہ شخصیت سے ایک عالم نا آشنا رہا۔۔۔ رضویات پر لکھا گیا مگر وہ نہ لکھنے کے برابر تھا۔۔۔ اور سچ تو یہ ہے کہ علماء حالات کے مدو جزر میں ایسے الجھے کہ امام احمد رضا کی شخصیت و فکر پر کچھ کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ پھر حالات نے کروٹ بدلی اور چلتے چلتے ایک پروفیسر کی جہان رضا پر نظر پڑ گئی۔

انہوں نے دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے۔۔۔ مگر خود دیکھ کر دوسروں کو نہ دکھاتے' یہ ان کی فطرت کے خلاف تھا۔۔۔ اس فرزانے نے ایک نعرۂ مستانہ لگایا اور بحر رضویت کی بے پناہ وسعتوں میں غواصی کرنے لگا۔۔۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس جوہری نے بحر رضا سے فکر و فن کے وہ آبدار موتی اور گرانمایہ ہیرے برآمد کئے کہ ان کی آب و تاب سے اہل علم و خرد کا ایک عالم محو حیرت رہ گیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے افکار و نظریات کی گہرائی اور گیرائی دیکھ کر اہل علم و بصیرت انگشت بدنداں رہ گئے۔۔ پھر کیا تھا پروفیسر تنہا نہیں رہ گئے بلکہ کاروان شوق کا ایک قافلہ دیوانہ وار ان کا ہم سفر و مسافر ہو گیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

یہ میر کارواں کون تھا؟ یہ صدائے الرحیل کس کی تھی؟۔۔۔ یہ جمود شکن کون تھا؟۔۔۔ یہ تھے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی۔۔۔ جو آج عالم اسلام میں ماہر رضویات۔۔۔ مسعود ملت۔۔۔ اور سعادت لوح و قلم۔۔ جیسے بھاری بھرکم خطابات

Marfat.com

سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ایک عالم ان کے فکر و قلم کا شیدائی اور فدائی ہے۔۔۔۔ منفرد اسلوب بیان۔۔۔۔دل نشیں اور اثر انگیز لب و لہجہ۔۔۔۔ رس گھولتے ہوئے میٹھے جملے۔۔۔ فکر انگیز اور دل آویز عنوانات۔۔۔۔ عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی تحریریں۔۔۔ ۔ رنگ ہزاروں، خوشبو ایک۔۔۔۔ وہی چمن زار رضا کی خوشبو۔۔۔۔ خود بھی مہک رہے ہیں اور زمانے کو بھی مہکا رہے ہیں۔۔۔۔ خود بھی فیض یاب ہو رہے ہیں اور زمانے کو بھی فیض یاب کر رہے ہیں۔۔۔۔ انہوں نے رضویات پر جتنا لکھا ہے وہ خود ایک عظیم دبستان اور ضخیم انسائیکلوپیڈیا ہے، مگر اس سے زیادہ انہوں نے دوسروں سے لکھوایا ہے۔۔۔ اپنی مسلسل تشویق و ترغیب سے ایک جہاں کو امام احمد رضا سے آشنا کیا اور ان کا دیوانہ اور شیدائی بنا دیا۔۔۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ رضویات کے تعلق سے پروفیسر محمد مسعود احمد ایک معتبر نام بن گیا ہے۔۔ آج دنیا بھر میں جب بھی کوئی محقق امام احمد رضا پر قلم اٹھاتا ہے تو پروفیسر صاحب سے مشورہ لینا اپنی پہلی ذمہ داری تصور کرتا ہے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب اپنی تصنیف "محدث بریلوی" مطبوعہ ۱۹۹۳ء کے ابتدائیہ ص ۱۹، ۲۰ میں رقم طراز ہیں:۔

"بیس سال قبل دنیا کی یونیورسٹیوں کے ارباب بسط و کشاد سے اپیل کی تھی کہ وہ امام احمد رضا کی شخصیت و فکر کی طرف متوجہ ہوں، فضلاء کو تحقیق کی اجازت دیں۔۔۔۔ شکر ہے کہ یہ آرزو صدا بصحرا نہ ہوئی بلکہ نقش کالحجر ہو گئی۔۔۔ کام کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پھیلتا چلا گیا۔۔۔ نئی جہتوں سے کام ہو رہا ہے۔۔۔ اس وقت براعظم ایشیاء، براعظم امریکہ، براعظم افریقہ اور براعظم یورپ کی تقریباً بیس یونیورسٹیوں اور ملی اداروں میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ان سے تعاون کر رہا ہے"۔

(ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور شمارہ فروری ۱۹۹۴ء)

Marfat.com

مجمع الصفات گراں قدر شخصیت

مولانا عبدالمجید خاں الرضوی المصباحی
(رکن المجمع العلمی، بمبئی، بھارت)

(۱)

ماہر رضویات ڈاکٹر پروفیسر مسعود احمد صاحب دہلوی مدظلہ ایک ایسی عدیم النظیر گراں قدر شخصیت کا نام ہے جو مجمع الصفات ہے، جہاں ڈاکٹر اور پروفیسر ہیں وہیں باوقار عالم و فاضل بھی، اگر ایک طرف علوم اسلامیہ اور فنون ادبیہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں تو دوسری طرف علوم جدیدہ کے اندر طرۂ امتیاز بھی۔۔ تحقیق تبحث کے میدان میں منفرد و بے مثال، کردار و عمل میں اسلاف کرام کا نمونہ اور شبستان رضا کے لعل شب زندہ چراغ ہیں۔

آپ کی شخصیت ایک ایسی واضح اور کھلی ہوئی کتاب ہے جس سے علم و ادب کے راز ہائے بستہ حل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مسائل کی موشگافیاں ہوتی ہیں، رموز و نکات اس طرح کھلتے ہیں جیسے عقل خود انہیں ناخن تدبیر سے سلجھا رہی ہو، علم و عمل اور حکمت و دانائی کا درس ملتا ہے۔ جب وہ قلم اٹھاتے ہیں تو علم و ادب کے دامن پر الفاظ و معانی کی ایسی گلکاریاں ہوتی ہیں جو آنکھ کے لئے وجہ بصیرت، دماغ کے لئے افزائش علم، ذہن کے لئے مشعل راہ۔۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب کی عظیم شخصیت ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس سے منزل کی طرف رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ایسے لوگ روز روز نہیں پیدا ہوتے، صدیوں میں کسی قوم کی خوش نصیبی میں اضافہ کرتے ہیں۔

(۲)

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہیں اور حضرت مولانا مفتی محمد محمود الوری دامت برکاتہم القدسیہ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب نہایت خوش طبع اور ظریف انسان ہیں، زندگی اور حرارت ان کی مجلس کا طرۂ امتیاز ہے۔ اخلاق و اخلاص۔۔۔ علم و حلم۔۔۔ خدمت انسانیت۔۔۔ پاکیزگی کردار۔۔۔ بصیرت دینی۔۔۔ اصابت فکری۔۔۔ مستقبل شناسی۔۔۔ دور اندیشی۔

Marfat.com

---- بالغ نظری ---- سرفرازی ---- ارجمندی ---- اعلیٰ ظرفی و بلند خیالی ---- حق گوئی و بے باکی اور حق آگاہی وجاہت علمی ---- شرافت نسبی ---- جذبہ تعمیر و ترقی۔ ---- صفت درویشی ---- علم نوازی ---- روشن دماغ اور حساس قلب کے مالک ہیں۔ الحمدللہ دنیائے سنمت کے مطلع پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمک رہے ہیں اور پوری فضا کو علم و ادب، شریعت و روحانیت سے معمور کر رہے ہیں۔

(۳)

ڈاکٹر صاحب نے زمانہ طالب علمی (۱۹۵۷ء) ہی سے مضمون نگاری کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، ہند و پاک کے رسائل و جرائد و اخبارات میں مضامین لکھتے رہے اور اس وقت بھی مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔ سندھ یونیورسٹی کے مضمون نگاری کے مقابلے میں حصہ لیا اور پہلا انعام حاصل کیا۔ مختلف کتابوں کے ترجمے کئے اور ان پر مبسوط مقدمے بھی لکھے ---- آپ کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین، مقدمے اور تبصرے دو سو سے متجاوز ہیں۔ ادب، تاریخ سیرت و سوانح اور اسلامیات کے موضوعات پر آپ کی علمی اور فنی کاوشیں ہیں۔ انداز نگارش اتنا دلکش موثر، سائنٹیفک اور پرکشش ہوتا ہے جس میں حسن و جمال، پاکیزگی و درخشانی، انداز اسلوب میں سلیم الفطرۃ طبع مومنانہ کی عاشقانہ جولانی ایک ایک جملے اور ایک ایک حرف میں جھلمل کرتی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی عملی و فنی نگارش کا غلغلہ کراچی و لاہور اور دہلی و لکھنؤ سے گزر کر دیارِ فرنگ اور ارضِ حجاز تک پہنچ گیا ہے۔ [۱]

۱- پیش لفظ "موج خیال" مطبوعہ بمبئی ۱۹۸۴ء- ص ۳ تا ۶

Marfat.com

ہماری قوم و ملت کا گوہرِ بے بہا

علامہ بدر القادری، ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی، ہالینڈ

"سرمایۂ اہل سنت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ ہماری قوم و ملت کا گوہر بے بہا ہیں۔ ان کی علمی اور فکری روشنی سے دور حاضر کی اردو داں دنیا تحقیق و تدقیق کے جدید آفاق سے آشنا ہو رہی ہے۔ ان کا عظیم الشان کارنامہ تو یہ ہے کہ انہوں نے سیدی امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات کو تاریخ فاسد کے کوڑے کچروں سے نکال کر اہل تحقیق تک پہنچادیا ہے۔۔۔ تاقیامت اب امام احمد رضا کی شخصیت اور کارناموں پر ریسرچ کا کام کرنے والا شخص پروفیسر صاحب کے خوان احسان سے لقمہ لئے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ حضرت پروفیسر صاحب کا یہی کام ان کو زندۂ جاوید رکھنے کے لئے از بس تھا۔۔۔ مگر امام احمد رضا کی شخصیت اور روح عمل سے شناسائی کے بعد انسان کا علمی میدان میں شعلہ جوالہ بن جانا کچھ تعجب خیز نہیں۔ وہ اب اتنی وسعت اختیار کر چکے ہیں کہ تنہا ہیں مگر ایک اکیڈمی جیسا پھیلاؤ رکھتے ہیں۔۔۔ دہلی کے علمی گھرانے سے تعلق ہے، رگوں میں صدیقی اور ہاشمی خون کی روانی ہے۔ تعلیمی میدان میں بھی ہمیشہ ممتاز رہے اور عملی دنیا میں قدم رکھا تو اپنا الگ ایک جہاں آباد کیا۔ ع

این سعادت بزور باز نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وہ امامِ اہلِ سنت جسے ان کے معاندین نے دنیا کے اسٹیج پر محض ایک "فسادی ملا" بنا کر پیش کیا تھا۔ ان کی مساعی جمیلہ ہی کا صدقہ ہے کہ آج جامعات اور یونیورسٹیوں میں ان کے علمی کارناموں اور تجدیدی شہ پاروں پر ریسرچ ہو رہی ہے۔۔ علومِ جدیدہ کے ماہرین امام احمد رضا کی عبقریت کے گن گا رہے ہیں۔ ہم خدام رضوی پروفیسر صاحب قبلہ کو اپنا اور قوم و ملت کا عظیم محسن گردانتے ہیں اور ان کے وجود مسعود کو سنیت کے حق میں باران کرم

تصور کرتے ہیں---۔ (رب کریم شامیانہ رحمت بناکر تادیر انہیں ہم میں سلامت رکھے۔ آمین!) یہ تو ان کے کارنامے کا ایک رخ تھا۔ تاریخی اور علمی دنیا میں "رضویات" پر انقلابی کام کے علاوہ بھی انہوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے' اسے شاداب کردیا ہے۔ تحقیق اور ریسرچ کے اسلوب جدید میں پروفیسر صاحب کے ذریعہ جتنی بھی تاریخی' سوانحی' مذہبی اور ادبی تحریریں منصہ شہود پر آئی ہیں' وہ زبان اردو کے لئے قیمتی سرمایہ ہیں---۔ اور صد گونہ باعث مسرت بات یہ بھی ہے کہ پروفیسر صاحب قبلہ کے وجود مسعود سے وابستہ ہوکر ہمارے نوجوان علماء و مفکرین اور اہل قلم کا ایک دستہ تیار ہو رہا ہے' جو اسی نہج پر تصنیف و تالیف میں مشغول ہے۔۔ ہمارے مخدوم و مکرم نے ماحول کی نفسیات کا لحاظ کرتے ہوئے جہاں علمی' فکری اور تحقیقی کام کئے ہیں وہیں شہد جیسی میٹھی زبان اور سلسبیل جیسے رواں اسلوب میں عوام کے لئے بھی کتابیں اور مضامین تحریر فرمائے ہیں"۔ ۱

"(پروفیسر صاحب) دور حاضر میں السواد الاعظم اہل سنت و جماعت کے برسرپیکار لشکر جرار کے ہراول دستوں میں ہیں---۔ ان کی شب و روز کی محنت شاقہ اور جاں سپاریوں نے سنیت کے رخ زیبا پر نصف صدی سے پڑی ہوئی گرد کو دھو ڈالا ہے۔

حوصلے ان کے بلند' ان کے عزائم عظیم
لرزہ براندام ہے نام سے ان کے غنیم ۲

"قدرت نے حضور مفتی اعظم دہلی علیہ الرحمہ کی آغوش کرم میں آپ جیسا لعل اتار کر کتنے تاریک قلوب کے جگمگانے کا ذریعہ بنایا---۔ آپ سے تحقیق و تدقیق کے کتنے ناہموار راستوں کو منور کرایا۔ بالخصوص امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی شخصیت کو ان کے صحیح خدوخال میں اہل علم کے روبرو پیش کرنا آپ کے عظیم کارناموں میں سے ایک ہے جس کے باعث دور حاضر کے علمائے اہلِ سنت کی جبینِ احترام آپ کے سامنے ہمیشہ خم رہے گی"۔ ۳

۱۔ مکتوب بنام محمد عبداللہ عسکری' رضا انٹرنیشنل اکیڈمی صادق آباد' محررہ ۱۹۹۳ء-۶-۲۶

۲۔ مکتوب بنام محمد عبداللہ عسکری رضوی' صادق آباد' محررہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء

۳۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ء از بالینڈ

Marfat.com

مُفکّرِ اہلِ سُنّت

مولانا محبوب احمد چشتی
جامعہ نظامیہ رضویہ۔ اندرون لوہاری گیٹ۔ لاہور

مفکر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی ابن حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہراللہ نقشبندی کی ولادت دہلی (انڈیا) میں ۱۳۴۸ھ /۱۹۳۰ء کو ہوئی۔ والد ماجد اپنے وقت کے ایک متبحر عالم دین تھے' جن کے زیر سایہ آپ کی تربیت و کفالت ہوئی۔

تعلیم:۔ درس نظامی کی اکثر کتب اور ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ یہ سلسلہ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۳ء تک جاری رہا۔ اس کے علاوہ ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک مدرسہ عالیہ عربیہ دہلی میں زیر تعلیم رہے' اور ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۸ء تک اورینٹل کالج' دہلی اور ادارۂ شرقیہ دہلی میں پڑھتے رہے۔

علومِ جدیدہ ۱۹۵۰-۱۹۵۸ء تک پنجاب یونیورسٹی' لاہور اور سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد' سندھ سے حاصل کئے۔ ان ہردو تعلیم کے نتیجے میں آپ نے درج ذیل سندات اور ڈگریاں حاصل کیں۔

☆ فاضل فارسی	مشرقی پنجاب یونیورسٹی' شملہ	۱۹۴۹ء
☆ فاضل اردو	پنجاب یونیورسٹی لاہور	۱۹۵۳ء
☆ بی۔ اے	پنجاب یونیورسٹی' لاہور	۱۹۵۶ء
☆ ایم۔ اے	سندھ یونیورسٹی حیدر آباد' سندھ	۱۹۵۸ء
☆ پی۔ ایچ۔ ڈی	سندھ یونیورسٹی حیدر آباد' سندھ	۱۹۷۱ء

عملی زندگی:۔ ۱۹۵۸ء سے آپ نے ملازمت کی ابتداء کی' اور سب سے پہلے شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج' میرپور خاص میں بحیثیت لیکچرار تقرری ہوئی' اس کے علاوہ مختلف کالجز میں بطور لیکچرار اور پرنسپل کام کرتے رہے' جس جگہ بھی رہے بڑی محنت و مشقت سے کام کیا

Marfat.com

اور کالج میں پڑھنے والے طلباء کی ایسی تربیت فرماتے تھے کہ وہی طالب علم چند دن کے بعد متبع سنت بن جاتے تھے۔

۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء کو ڈاکٹر صاحب نے اپنی طویل ملازمت کی مدت پوری کی۔ موصوف نے ۱۱ اگست ۱۹۵۸ء کو بحیثیت لیکچرر اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ پھر وہ پروفیسر ہوئے۔ ۱۶ سال وہ پرنسپل رہے' اور سندھ سیکرٹریٹ میں ایڈیشنل سیکرٹری تعلیمات کی حیثیت سے اپنے فرائض حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیئے۔ اب وہ بندوں کی بندگی سے بالکل آزاد ہو کر اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

۹ جون ۱۹۹۱ء کو زیارت حرمین شریفین کے لئے کراچی سے روانہ ہوئے۔ تمام احکامات و فرائض ادا کرنے کے بعد ۱۷ جولائی ۱۹۹۱ء کو واپس تشریف فرما ہوئے۔

۱۹۵۶ء کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کی' اور آج کل آپ بھی مریدین کی اصلاح فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ بزم ارباب طریقت کے زیر اہتمام ماہانہ ایک روحانی و علمی محفل منعقد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی اور بزم ارباب طریقت' کراچی کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی مقبولیت

شیخ محمد عارف قادری رضوی ضیائی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد [1] ہندوستان کے مشہور اور ممتاز عالم دین اور روحانی پیشوا حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (خطیب شاہی مسجد فتح پوری' دہلی) کے فرزند رشید ہیں۔ گزشتہ دس سال میں آپ کے چالیس پچاس علمی اور تحقیقی مضامین و مقالات پاک و ہند کے موقر جرائد میں شائع ہو چکے ہیں اور بعض مقالات کو تو معیاری رسائل نے نقل تک کیا ہے' چنانچہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر آپ کا تحقیقی مقالہ معارف (اعظم گڑھ) میں ۶۲-۱۹۶۱ء میں نو قسطوں میں شائع ہوا تو ساتھ ہی ساتھ ماہنامہ الفرقان (لکھنؤ) نے اس کو نقل کیا اور پہلی قسط (ستمبر ۱۹۶۱ء) میں تمہیداً" یہ صراحت کی۔

"اس مقالے کی علمی اور تحقیقی حیثیت و افادیت اور فاضل مقالہ نگار کی قابل قدر محنت کا حق ہے کہ اس کو الفرقان میں بھی شائع کیا جائے۔" [۲]

پروفیسر صاحب موصوف کے تحقیقی مقالات سے نہ صرف پاک و ہند بلکہ بیرونی ممالک کے فضلاء نے بھی استفادہ کیا ہے۔ [۳] آپ نے مشرق و مغرب کے بعض فضلاء کی غلطیوں کی اپنے مقالات میں نشان دہی بھی کی ہے۔ [۴]

۱۔ پروفیسر صاحب کی سوانحی تفصیلات اور علمی خدمات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ کی طرف رجوع کیا جائے۔
ا۔ پروفیسر محمد طاہر فاروقی و خاطر غزنوی: پاکستان میں اردو' مطبوعہ پشاور' ۱۹۶۵ء' ص ۵۶۸' ۵۷۰
ب۔ سلطانہ جہاں: پاکستانی یونیورسٹیوں کے ادباء (قلمی)' ۱۹۶۶ء' سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد
ج۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر: بلوچستان میں اردو' مطبوعہ لاہور' ۱۹۶۸ء' ص ۶۰۰-۶۰۲
د۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد: تذکرۂ مظہر مسعود' حصہ دوم' مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۹ء' ص ۳۹۲-۴۰۲
ھ۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد: مکاتیب مظہری' جلد اول' مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۹ء' ص ۳۴۴-۳۶۰
و۔ عبدالجمیل اسلام اختر: سندھ میں اردو مطبوعات' مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۰ء' ص ۷۵' ۲۶' ۳۷' ۴۴۷' ۴۴۸

۲۔ الفرقان (لکھنؤ) شمارہ ستمبر ۱۹۶۱ء

۳۔ مثلاً" پاکستان میں:
☆ محمد بہاء الحق قاسمی: تذکرۂ اسلاف' مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۲ء
☆ ڈاکٹر معین الحق' اخبار رنگین' مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۳ء
☆ ڈاکٹر محمد اسلم: تاریخی مقالات' مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۰ء وغیرہ وغیرہ ہندوستان میں:
☆ پروفیسر عبدالشکور: شاہ غمگین' مطبوعہ لکھنؤ' ۱۹۶۴ء
رضا محمد: فخر الاسرار' مطبوعہ لکھنؤ' ۱۹۶۶ء وغیرہ وغیرہ
☆ ڈاکٹر عبدالسلام: اردو رباعیات' مطبوعہ لکھنؤ' ۱۹۶۶ء

Marfat.com

دہلی کے ایک قدیم رسالے "منادی" کے مدیر خواجہ حسن ثانی نظامی نے آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کا اس طرح ذکر کیا ہے:

مولانا مسعود صاحب تو قلم کار کی حیثیت سے بھی ہندو پاک میں نمایاں مقام کے مالک ہیں اور ان کی کئی نگارشات منظر عام پر آچکی ہیں۔ ۵

مضامین اور مقالات کے علاوہ پروفیسر موصوف تقریباً" دس کتابوں کے مصنف، مولف اور مترجم ہیں اور بحمد للہ تعالیٰ یہ سب کتابیں شائع ہو چکی ہیں، دوسری تالیفات اور تصانیف زیر تدوین ہیں۔

"فاضل بریلوی اور ترک موالات" کا پہلا ایڈیشن صفر المظفر ۱۳۹۱ھ (مطابق اپریل ۱۹۷۱ء) میں شائع ہوا تھا۔ بحمد للہ تعالیٰ رسالہ اتنا مقبول ہوا کہ تین ماہ کے اندر اندر پہلے ایڈیشن کی ایک ہزار کاپیاں ختم ہو گئیں اور طلب ہے کہ رکنے پر نہیں آتی۔ نہ صرف پاکستان بلکہ افغانستان، ایران، انگلستان اور افریقہ وغیرہ میں بھی اس کی کاپیاں بھیجی گئیں۔

مسلسل تقاضوں کی وجہ سے دوسرے ایڈیشن کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور مؤلف نے اصل مقالے میں بعض ترمیمات اور معمولی اضافے بھی کئے۔ قارئین کرام دوسرے ایڈیشن کو پہلے سے زیادہ مکمل پائیں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ہر ایڈیشن بہتر سے بہتر ہو گا۔

پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد تبصرے آنے لگے، جس سے اس مقالے کی قدروقیمت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس وقت تک کئی اخبارات و رسائل نے تبصرے شائع کئے ہیں۔ مثلاً" المدینہ (کراچی) جسارت (کراچی) نوائے وقت (لاہور) پاک جمہوریت (لاہور) حنفی (لانا ہور) فیض رضا (لانا ہور) رضائے مصطفیٰ (گوجرانوالہ) رضائے حبیب (گجرات) رضوان (لاہور) عرفات (لاہور) فکرونظر (اسلام آباد) ترجمان اہل سنت (کراچی) سیارہ لاہور۔۔ ازیں علاوہ بعض اہلِ علم نے اپنے تاثرات قلمبند کر کے روانہ کئے، جو بجائے خود نہایت بصیرت افروز ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، مگر کتاب کی طلب اس قدر زیادہ ہے کہ مزید انتظار نہیں کیا جاسکتا۔

محمد عارف رضوی ضیائی صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور
یکم جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ

☆

اور بیرونی ممالک میں:
ذاکٹر حفیظ ملک: مسلم نیشنلزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ ۱۹۶۳ء، واشنگٹن (امریکہ) وغیرہ وغیرہ۔
۴۔ مثلاً" سی۔اے اسٹوری، ڈاکٹر بلوم ہارٹ، اسماعیل پاشا البغدادی، وغیرہ وغیرہ
۵۔ منادی (نئی دہلی)، شمارہ دسمبر ۱۹۶۶ء، ص ۵

Marfat.com

کردار کی عظمت

پروفیسر ڈاکٹر ابوالعلیٰ خلیل الرحمٰن مہر حیدر آباد' سندھ

آپ کے کردار کی عظمت کی لوگ قسم کھاسکتے ہیں' آپ جیسے بااصول انسان اس زمانے میں بہت ہی کم ہوں گے۔۔۔۔ مجھے وہ واقعہ یاد ہے جب ٹھٹھہ کے ایک ڈپٹی کمشنر نے یوم اقبال کے موقع پر دعوت دی تو اس کھانے کو آپ نے اس احتمال سے نہ کھایا کہ کسی غریب پر ظلم کرکے روپیہ پیسہ حاصل نہ کیا گیا ہو۔ مجھے آپ کے کردار کی وہ عظمت بھی یاد ہے جب جناب حبیب اللہ نیازی (ایس' پی' ٹھٹھہ) آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ وہ آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے ہیں' کوئی حکم ہو تو آپ انہیں دیں۔ وہ آپ کے پیر چھونے اور دعا حاصل کرنے آئے تھے لیکن آپ نے انہیں کوئی حکم نہیں دیا۔۔ آپ کے کردار کی عظمت کا کوئی ایک واقعہ ہو تو میں تحریر کروں۔۔ آپ کی ذات گرامی تو سرتاپا کردار ہی کردار ہے۔۔۔۔

زیر دستوں پر آپ کی مہربانیاں بھی بہت ہیں اور یہ مہربانیاں بڑے اچھے واقعات پر مشتمل ہیں لیکن خط کی طوالت کے خوف سے ان کو یہاں بیان نہیں کر رہا ہوں۔۔۔۔ آپ پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے اگر اللہ نے مجھے توفیق دی تو اپنے کسی مضمون میں ان کا ضرور ذکر کروں گا۔۔۔۔

آپ کی ذات گرامی میں نفع جہانیاں مضمر ہے' خدائے پاک آپ کو سلامت رکھے' تندرست رکھے' آمین' ثم آمین!

آپ کی ذات گرامی کو دیکھ کر ہی تو آپ کی شان ارفع میں میری زبان پر یہ اشعار آئے' ملاحظہ ہوں۔

ڈاکٹر مسعود ہیں عالی تبار
باکمال افراد میں ان کا شمار

Marfat.com

ڈاکٹر مسعود عالی شان ہیں
بے مثال اور اک شریف انسان ہیں

پیر کامل، پیر راسخ آپ ہیں
وقت کے شیخ المشائخ آپ ہیں

(مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۳ مئی ۱۹۸۳ء)
(مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۴ اپریل ۱۹۸۳ء)

Marfat.com

پروفیسر محمد مسعود احمد

پروفیسر کرن سنگھ میرپور خاص (سندھ)

محمد مسعود صاحب بسلسلہ ملازمت میرپور خاص آئے۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۶ء تک شاہ عبداللطیف کالج میں بحیثیت لیکچرار (اردو) اپنے منصبی فرائض انجام دیئے۔ اسی دوران یہاں کی علمی و ادبی تقریبات میں شریک ہوتے رہے۔ خصوصاً" کالج کی علمی و ادبی فضا کو فروغ دینے میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ کالج سے شائع ہونے والے "لطیف میگزین" کے حصہ اردو کے نگران رہے۔

میرپور خاص میں قیام کے دوران ۳۷ مضامین لکھے۔ جو پاک و ہند کے مشہور و معروف رسائل میں شائع ہوئے۔ یہ مضامین ادبی، تاریخی، مذہبی، دینی اور صوفیانہ نوعیت کے تھے۔ قیام میرپور خاص کے دوران دو کتابیں "دیرونا کے دو شریف زاوے" (ترجمہ) اور "شاہ محمد گوالیاری" کے علاوہ ڈاکٹریٹ کا مقالہ "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" قلمبند کیا۔

مسعود صاحب کی تخلیقی زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ء میں طالب علمی کے زمانے میں ہوا۔ طالب علمی کے زمانے میں تین کتابیں ترجمہ کیں جن میں ڈاکٹر تارا چند کی کتاب "تمدن ہند پر اسلامی اثرات" بھی شامل ہے۔ جو بعد میں میرپور خاص میں قیام کے دوران نظرثانی کے بعد شائع ہوئی۔

> "ڈاکٹر صاحب کو تخلیق و تراجم دونوں میں مہارت حاصل ہے۔ بقول ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں" "عزیز گرامی پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے، علمی دنیا میں غیر متعارف نہیں۔ انہوں نے تھوڑے عرصے ہی میں متعدد بلند پایہ مقالات شائع کئے ہیں۔۔ بفضلہ تعالیٰ انہیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لئے حتی الوسع تمام مآخذوں کو کھنگال لیتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے"۔

"میرپور خاص کی ادبی سرگرمیاں"
مقالہ ڈاکٹریٹ ایم۔ اے اردو
سندھ یونیورسٹی، جام شورو (۱۹۸۴ء)

Marfat.com

ایک کثیر الجہات شخصیت

از پروفیسر مختار الدین احمد، علی گڑھ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی کا شمار ان فضلاء میں ہوتا ہے جو اپنی قابل قدر تصانیف اور اپنے دینی و علمی کارناموں کی وجہ سے دور دور تک شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے قدردان اور ان کے معتقدین ہندوستان اور پاکستان ہی نہیں شرق اوسط کے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جہاں مختلف موضوعات پر ان کی تصانیف شوق اور توجہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد سو سے زائد ہے جن میں چالیس کتابوں کے ترجمے دوسری زبانوں میں شائع ہو کر مختلف ملکوں میں پھیل گئے ہیں۔

ان کا نسبی تعلق حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے جن کے اجداد سلطان ایلتمش کے عہد میں بلخ سے ہندوستان وارد ہوئے تھے۔ ان کے بزرگوں میں مولانا محمد مسعود شاہ (م ۱۳۰۹ھ) نے مسجد فتحپوری، دہلی میں ایک دینی مدرسہ اور دارالافتاء قائم کیا اور یہاں مسند رشد و ہدایت بچھائی۔ وہ پینتیس ۳۵ سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ اور مسند تبلیغ و ارشاد پر فائز۔ تیرہ کتابیں ان کی تصانیف میں سے محفوظ ہیں۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے والد مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مظہر اللہ (۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء) تا (۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ء) پاک و ہند کے متبحر عالم مقتدر مصنف اور سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ تھے، جن کے دست حق پرست پر ہزاروں نے بیعت کی اور ان سے روحانی فیوض حاصل کیے۔ مسجد فتحپوری کی شاہی امامت و خطابت میں آپ تقریباً" ستر ۷۰

Marfat.com

سال فائز رہے۔ ان کی تصانیف میں پندرہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں دو کتابیں، علم ھیئت و توقیت کے فن پر ہیں جس کے جاننے والے اب ہند و پاک میں خال خال ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پیدائش دہلی میں ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ اٹھارہ سال تک ان کی تعلیم و تربیت ان کے والد ماجد کی نگرانی میں ہوئی۔ اس عرصے میں وہ اپنے جد امجد کے قائم کردہ مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری میں وہاں کے اساتذہ سے مروجہ علوم عربیہ و فارسیہ کی تحصیل کرتے رہنے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب کے علمی فیوض حاصل کرتے رہے۔

آپ نے اورینٹل کالج دہلی، ادارۂ شرقیہ دہلی میں بھی تعلیم حاصل کی اور مشرقی پنجاب یونیورسٹی، شملہ سے بھی آپ کا تعلق رہا۔ جہاں سے آپ نے فاضل فارسی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں آپ حیدر آباد، سندھ منتقل ہو گئے اور اعلیٰ تعلیم کی تکمیل پاکستان میں کی۔ آپ نے ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونیورسٹی پنجاب سے میٹرک، ۱۹۵۶ء میں بی۔ اے اور ۱۹۵۸ء پر سندھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی حیدر آباد ہی سے آپ نے "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" پر بہت پُر معلومات مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں مختلف علماء کرام اور یونیورسٹی کے متعدد پروفیسروں کے نام ملتے ہیں جن میں ان کے والد محترم کے علاوہ سب سے اہم شخصیت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی ہے جو اپنے علم و فضل کی وجہ سے اس بر عظیم میں استاذ الاساتذہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے اپنا مقالہ علمیہ آپ ہی کی نگرانی میں مرتب کیا۔ یہ مقالہ ابھی تک میں نے نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے متعلق پروفیسر صاحب کی رائے میری نظر سے گزری ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

"میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہتر شاگرد رہے

Marfat.com

ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار' باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ وہ ان محققین میں سے ہیں جن پر فضلاء اعتماد کر سکتے ہیں اور جن پر کسی یونیورسٹی کو فخر ہو سکتا ہے۔"

انہی کے بارے میں آپ ایک یادگار خط (کراچی ۱۹۹۸ء) میں تحریر فرماتے ہیں:

"میرے عزیز فاضل شاگرد اور مشہور مصنف ہیں۔ بہت کتابیں لکھی ہیں۔ مجھ سے بہت تعلق رکھتے ہیں۔ کئی کالجوں میں پرنسپل رہ چکے ہیں اور غالباً"ڈپٹی سیکرٹری محکمہ تعلیم کی حیثیت سے فارغ ہو گئے ہیں۔"

"ڈاکٹر محمد مسعود احمد' حیات اور نثری خدمات" موضوع ہے اس تحقیقی مقالے کا جو اعجاز انجم صاحب استاد مدرسہ منظر اسلام بریلی نے بہار یونیورسٹی' مظفر پور میں بطور مقالہ علمیہ داخل کیا اور جس پر انہیں وہاں سے ۱۹۹۸ء میں ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی۔

یہ علمی مقالہ بہار کے مشہور اسکالر ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی (پروفیسر شعبہ اردو بہار یونیورسٹی) کی نگرانی میں لکھا گیا' جو اپنے علمی وادبی کارناموں کی وجہ سے خاصی شہرت رکھتے ہیں۔

اعجاز انجم صاحب نے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک اہم موضوع کا انتخاب کیا ہے جس پر ابھی تک کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا ہے جو مختلف دینی وادبی موضوعات پر اپنی گراں قدر تصانیف اور قابل قدر مقالات کی وجہ سے یقیناً اس بات کی مستحق تھی کہ ان کی تصانیف کا غائر مطالعہ کر کے ان کی حیات وخدمات پر ایک جامع اور مبسوط کتاب مرتب کی جائے۔

زیر نظر مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے:۔

☆ پہلے باب میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے خاندانی حالات درج کیے ہیں'

Marfat.com

☆ دوسرے میں ایک دینی مفکر اور دانشور کی حیثیت سے ان کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

☆ تیسرے باب میں ان کی نثری نگارشات کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے اور

☆ چوتھے باب میں انہیں ایک صاحب طرز انشاء پرداز کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔

☆ باب پنجم ڈاکٹر صاحب کی دینی و علمی وادبی خدمات کیلئے مخصوص ہے۔

☆ اور باب ششم میں مقالہ نگار نے گزشتہ ابواب کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے اردو نثر نگاری میں ان کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔

اعجاز انجم صاحب' ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے والہانہ محبت کرتے ہیں' ایسی محبت جو گہری عقیدت کی حدود میں داخل ہوگئی ہے۔ انہوں نے مواد کی فراہمی میں بہت محنت کی ہے' ڈاکٹر صاحب کی تمام تصانیف و تحریرات تلاش کی ہیں اور بیشتر کا انہوں نے گہرا مطالعہ کیا ہے اور حاصل مطالعہ چار سو صفحات کے ضخیم مقالہ کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔

چراغ سے چراغ جلتے رہنا چاہئے۔ جو قیمتی مواد اعجاز انجم صاحب نے محنت و جانفشانی سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور جن مصادر کی انہوں نے نشاندہی کر دی ہے ان سے فائدہ اٹھانا ان کے معاصرین کا کام ہے کہ وہ اس مواد سے فائدہ اٹھا کر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جیسی مختلف الجہات شخصیت کے دوسرے علمی و دینی کارناموں کی طرف توجہ کریں اور انہیں منظر عام پر لائیں کہ :

ہزار بادۂ ناخوردہ در تاک ست ☆

مختار الدین احمد

یک شنبہ ۵/ اگست ۱۹۹۹ء

☆ مقدمہ مقالہ ڈاکٹریٹ "ڈاکٹر محمد مسعود احمد' حیات اور نثری خدمات"

Marfat.com

باب ۳

اعترافاتِ عظمتؒ

Marfat.com

اعترافات عظمت:-

☆ علماء و صوفیاء

☆ پروفیسر و ڈاکٹر

☆ صحافی و دانشور

☆ رسائل و اخبارات

Marfat.com

اعتراف عظمت مسعود ملت

☆ علماء وصوفیاء

نمبر شمار		صفحہ نمبر	نمبر شمار		صفحہ نمبر
1-	مولانا محمد یسین اختر مصباحی الاعظمی	353	19-	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	365
2-	شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی	354	20-	مولانا سید محمد حامد جلالی	365
3-	دیوان سید آل مجتبیٰ علی خاں	354	21-	مفتی سید شجاعت علی قادری	365
4-	مولانا محمد احمد مصباحی الاعظمی	355	22-	مولانا جمیل احمد نعیمی	366
5-	مولانا محمد افتخار احمد قادری	355	23-	مولانا محمد بشیر احمد	366
6-	علامہ ظہیر احمد قادری	356	24-	جسٹس پیر محمد کرم شاہ	366
7-	مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری	356	25-	پیر محمد ہاشم جان سرہندی	367
8-	شاہ احمد حسین قادری نوری	357	26-	مولانا محمد جلال الدین قادری	367
9-	علامہ مفتی محمد مکرم احمد	358	27-	مولانا تاج محمد صدیقی القادری	368
10-	مولانا غلام جابر مصباحی	359	28-	مولانا عبدالمنعم ہزاروی	368
11-	مولانا قمر الزماں اعظمی	359	29-	حکیم سید اکرام حسین سیکری چشتی	369
12-	مولانا محمد اسلم بستوی	360	30-	مولانا محمد یوسف عازم القادری	369
13-	شیخ عبید بن عثمان العمودی	361	31-	مولانا عبدالسمیع صدیقی	369
14-	بدر المشائخ حضرت فضل الرحمن المجددی	362	32-	مولانا عبدالرسول تمکسی بلوچ	370
15-	پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی	362	33-	مولانا محمد لیاقت رضا نوری	370
16-	مولانا مختار احمد قادری	363	34-	محمد سبحان رضا خاں سبحانی	371
17-	مولانا محمد صدیق ہزاروی	363	35-	علامہ عزیز الملک سبحانی	372
18-	مولانا محمد منشا تابش قصوری	364			

Marfat.com

☆ پروفیسرز و ڈاکٹرز

نمبر شمار		صفحہ نمبر	نمبر شمار		صفحہ نمبر
-36	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	372	-49	پروفیسر ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی	379
-37	پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عادل	373	-50	پروفیسر محبوب علی چنہ	379
-38	پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف	373	-51	پروفیسر غلام سرور رانا	379
-39	پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں	374	-52	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	380
-40	پروفیسر ڈاکٹر محمود حسین	375	-53	پروفیسر محمد اکرم رضا	380
-41	پروفیسر ڈاکٹر ابرار حسین	375	-54	پروفیسر ڈاکٹر اختر البستوی	381
-42	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ابرو	376	-55	پروفیسر ضیاء الدین احمد	381
-43	پروفیسر راجہ ایف۔ ایم۔ ماجد	376	-56	پروفیسر انیس الرحمٰن	382
-44	پروفیسر مسعود علی	376	-57	ڈاکٹر علی محمد قریشی	383
-45	پروفیسر غلام حسین سجاوری	377	-58	ڈاکٹر محمد سعید احمد	383
-46	پروفیسر شمشاد علی خاں	377	-59	پروفیسر شیخ عبدالماجد	384
-47	ڈاکٹر پیر محمد حسن	378	-60	پروفیسر عبدالغفور سومرو	384
-48	پروفیسر ڈاکٹر سید سبط حسن فاضل زیدی	378			

☆ صحافی و دانشور

-61	قاضی حمایت اللہ	385	-67	میاں غلام سرور	387
-62	سید مسعود حسن شہاب دہلوی	385	-68	چوہدری حبیب احمد	388
-63	محمد ظہور اللہ نوری	385	-69	سید انور علی ایڈووکیٹ	388
-64	رانا محمد ارشد قادری رضوی	386	-70	قاضی ناصر	389
-65	ملک محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی	386	-71	محمد بناء	389
-66	احمد سرفراز ضیغم	387			

Marfat.com

نمبر شمار		صفحہ نمبر	نمبر شمار		صفحہ نمبر
-72	حافظ مظہر الدین	389	-78	مقبول جہانگیر	392
-73	سید محمد طاہر الحسن	390	-79	منظور حسین جیلانی	393
-74	عبدالرشید	391	-80	محمد صدیق ضیاء انجینئر	394
-75	عبدالباری خاں	391	-81	سید مسعود اعجاز بخاری	394
-76	بدیع الزماں	392	-82	بزم عاشقان مصطفیٰ، لاہور	395
-77	امیر البیان میر حسان الحیدری	392			

☆ رسائل واخبارات

-83	ماہنامہ استقامت، کانپور	395	-89	پندرہ روزہ کسٹمز نیوز، کراچی	398
-84	ماہنامہ جہان رضا، لاہور	396	-90	پندرہ روزہ الحسن، پشاور	398
-85	ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور	396	-91	مجلہ پاکستان انٹی لیکچوئل فورم، کراچی	398
-86	ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی	396	-92	ہفت روزہ نظریہ پاکستان، فیصل آباد	398
-87	ماہنامہ الاشرف، کراچی	397	-93	ہفت روزہ افق، کراچی	399
-88	ماہنامہ فیضان مصطفیٰ، واوکینٹ	398			

Marfat.com

اعترافات عظمت مسعود ملت

(۱)

مولانا محمد یاسین اختر مصباحی الاعظمی
(مدیر ماہنامہ "حجاز" جدید نئی دہلی، رکن المجمع الاسلامی، مبارکپور، بھارت)

"حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد مُجددی مدظلہ العالی۔۔۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مظہراللہ قدس سرہ العزیز خطیب و امام شاہی مسجد فتح پوری، دہلی کے فرزند ارجمند اور ہندو پاک کے مشہور صاحب قلم ہیں۔ آپ نے ایسے پاکیزہ ماحول میں پرورش پائی جہاں دین و مذہب اور علم و ادب کی ہر طرف حکمرانی تھی۔ شرافت و سلامتی طبع کی دولت آپ کو وراثت میں ملی ہیں اور تصنیف و تالیف کا ذوق آپ کا نمایاں ترین وصف ہے۔ زبان و بیان کی لطافتوں کا چشمہ سیال ایک ایک سطر سے پھوٹا پڑتا ہے اور شگفتگی و روانی قلم کی داد دینے پر ہر قاری اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے"۔۱

"متحدہ پاک و ہند میں ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ، میدان صحافت و قلم کے عظیم شہسوار، حقیقت پسند محقق، مستقبل شناس، دوربین مفکر کا نام ہے۔ پروفیسر موصوف واحد اور منفرد شخصیت ہیں جنہوں نے تحریر و قلم اور اشاعت تصنیفات امام احمد رضا کی تحریک چلائی۔ ذوق مطالعہ، تالیف کتب اور کتابت و قلم کی سحرانگیزی کے فوائد اجاگر کئے۔ جن کی تحریک و برانگیختگی پر ہزاروں خوابیدہ کہنہ مشق مصنفوں نے کروٹیں لیں اور بہت سے نوزائیدہ قلمکاروں نے جنم لیا"۔۲

"آپ کے قلم سے نکلی ہوئی کتابیں، جنہیں اعتدال و پختگی اور شگفتگی و روانی قلم کا اعلیٰ ترین نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ کتنا حقیقت نگار ہے آپ کا قلم اور کتنا پختہ ہے آپ کا

۱۔ پیش لفظ "امام اہل سنت" مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء

۲۔ حرف آغاز "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" مطبوعہ افکار حق اکیڈمی، پورینہ۔ صوبہ بہار، بھارت ۱۹۹۱ء

Marfat.com

انداز تحریر!۔۔۔۔ واللہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور قلب کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلتی ہے"۔ ۳

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

(۲)

شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی

(چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی، حکومت پاکستان)

"آپ جو علمی اور تحقیقی کام کر رہے ہیں اس پر اہل سنت جتنا فخر کریں کم ہے۔ آپ نے امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت اور ان کی عظیم دینی خدمات کو جس طرح اجاگر فرمایا ہے اس پر مستحق تبریک ہیں"۔ ۴

(۳)

دیوان سید آل مجتبیٰ علی خاں

(سجادہ نشین درگاہ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری)

"آپ کی یاد کے ساتھ بہت سی یادگاریں وابستہ ہیں۔۔۔۔ عرصہ ہوا "موج خیال" پہنچ گئی تھی، اس کا شکریہ واجب تھا، اس کے مضامین کئی بار پڑھے اور ہر بار طبیعت محظوظ ہوئی، ہاکا پھلکا اور دل نشین انداز بیان بے حد پسند آیا۔ تمام مضامین کو جس طرح روز مرہ میں ادا کیا ہے وہ قابل صد مبارک باد ہے۔ کیوں نہ ہو علمی خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود خود ماشاءاللہ اسلاف کے نقش قدم پر ہیں۔ فقیر کی دعا ہے اللہ تعالیٰ علمی و روحانی درجات بلند فرمائے۔ بحرمتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین" ۵

۳۔ مکتوب محررہ ۲۸ جولائی ۱۹۷۶ء از مبارک پور بھارت بنام پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

۴۔ مکتوب محررہ ۱۶ مئی ۱۹۷۷ء بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۵۔ مکتوب محررہ یکم جولائی ۱۹۷۹ء بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب از پشاور

Marfat.com

(۴)

مولانا محمد احمد مصباحی الاعظمی

(رکن المجمع الاسلامی مبارک پور۔ صدر المدرسین فیض العلوم محمد آباد۔ گوہنہ، اعظم گڑھ)

"انہیں بارگاہِ قدرت اور آستانۂ رحمت سے ایک حالات آشنا مومن کا دل سوزمند، ایک دوررس مفکر کا ذہن، ایک پرخلوص داعی کی فکر، ایک جفاکش محقق کا ذوق جستجو، ایک حقیقت نگار مؤرخ کا قلم، ایک جادو بیان ادیب کا اسلوب تحریر، ایک مرد طریقت کا حسن کردار اور ایک عاقبت اندیش کی جہد لیل و نہار نصیب ہوئی ہے"۔ ۶

"آپ کی دینی، علمی، قلمی مساعی امت کے لئے بہت ہی فیض رساں اور باعث صد ممنونیت ہیں۔ رب کریم یہ سلسلہ دراز سے دراز تر اور عام و کام فرمائے"۔ ۷

(۵)

مولانا افتخار احمد قادری

(رکن المجمع الاسلامی مبارک پور۔ حال مقیم ریاض)

"پروفیسر صاحب کی کتابوں کا اسلوب نگارش۔۔۔۔ سبحان اللہ! ماشاء اللہ نہایت موثر، پرکشش، دلفوب، سائنٹیفک، دلربا اور وجدان کو چھو لینے والا ہوتا ہے، جو پڑھتا ہے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ تحریر میں برجستگی اور روانی اتنی کہ جیسے قلم کو جنبش دی گئی اور سیل رواں کی طرح بہتا چلا گیا ہو۔۔۔۔ مدلل اس طرح کہ جو بات کہی گئی ہے سند اور دلیل سے کہی گئی ہے۔۔ انداز نگارش ممتاز، منفرد، سنجیدہ اور پروقار۔۔۔۔" ۸

"تحدیثاً" بنعمتہ اللہ آپ جس رفتار سے دین مبین کی خدمات میں پیش قدمی کر رہے ہیں، بلاشبہ یہ عظیم سعادت ہے اور اس کے اندر توفیق ایزدی اور تائید ربی کی یقیناً"

۶۔ تعارف "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں"۔ مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء

۷۔ مکتوب محررہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۹۵ء بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۸۔ پیش لفظ "گناہ بے گناہی" مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء

Marfat.com

کار فرمائی ہے"۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس زمانے میں حق بولنے، حق لکھنے اور حق کو حق ثابت کرنے والوں میں آپ کی خدمات اور آپ کی زبان سے نکلی ہوئی حق کی آواز کو نہ مٹایا جاسکے گا اور نہ دبایا جاسکے گا۔ **اللهم زدفزد**"[۹]

(۶)

علامہ ظہیرالدین قادری

(مدیر ماہنامہ "استقامت" کانپور، بھارت)

"یہ سچ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے آپ جیسا عظیم قلمکار اور وسیع النظر مفکر و دانشور اہل سنت و جماعت کو عطاء فرمایا ہے، جس پر ہم پوری جماعت کو آپ کی بلند و بالا شخصیت پر فخر کرنے کا بجاطور پر حق حاصل ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی عمر میں، علم و فضل کے ساتھ ترقی عطا فرمائے آمین"[۱۰]

(۷)

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری

(المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی)

"جانِ جاناں، جشنِ بہاراں اور دیگر بہت سی علمی تحقیقی کتابوں کے مصنف اور مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاں قدس سرہٗ العزیز پر تحقیق و ریسرچ کے محرک اور خود رضویات کے موضوع پر ژرف نگاہ محقق کا نام ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم اے،

۹۔ مکتوب محررہ ۳ اکتوبر ۱۹۸۰ء، المجمع الاسلامی، مبارک پور، بھارت

۱۰۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ دسمبر ۱۹۷۹ء

Marfat.com

پی ایچ ڈی) جو صرف ہند و پاک میں ہی نہیں عالمی جامعات میں بھی پہچانے جاتے ہیں۔ زبان و ادب کا بڑا ستھرا ذوق رکھتے ہیں اور اپنے انداز تحریر و اسلوب نگارش کے تو خود ہی موجد ہیں۔ آپ کے انداز بیان کی یہ ندرت قابل صد تحسین ہے کہ مشکل سے مشکل علمی مباحث اور تحقیقی مواد پر تاریخی و سوانحی مضامین کو رومانیت و افسانویت سے دور رکھتے ہوئے بھی اس قدر دلچسپ' شیریں اور ذوق افزا بنا کے پیش کرتے ہیں کہ ذوق عش عش کر اٹھتا ہے اور وجدان جھوم جھوم جاتا ہے اور قاری پورے مضمون کو ختم کئے بغیر کنارہ کش نہیں ہو سکتا۔ قدرت نے حلاوت بیان کی جو دولت آپ کو عطا کی ہے' خوشی کی بات ہے کہ اس کا رخ آپ نے کسی اور طرف نہ موڑ کر خالص مذہبی' اصلاحی اور بزرگوں کی سوانح حیات کے لئے مختص کر دیا ہے' بالخصوص عاشق رسول' مداح مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی حیات اور کارناموں کی تحقیق و ترقیم سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ ہو چکا ہے اور عاشق رسول سے ہر مومن کو عشق ہونا ہی چاہئے' کیونکہ ہر مومن محب رسول ہوتا ہے اور محبتِ رسول کا تقاضا یہی ہے کہ عُشاقِ مُصطفیٰ سے دل لگایا جائے"۔ ۱۱

(۸)

شاہ احمد حسین قادری نوری' بمبئی

"آپ کا زہد و تقویٰ علماء کی زبانی سنا کرتا تھا اب یقین ہو گیا کہ حقیقتاً" اللہ رب تبارک و تعالیٰ نے آپ کے دل کو عشق و محبت کا خزینہ بنا دیا ہے اور آپ کو منتخب فرما کر عشاق کی زبان پر جاری فرما دیا ہے۔ "مسعود ملت" کا حسین خطاب آپ کو ہی زیب دیتا ہے۔ امام احمد رضا پر آپ نے بیس برسوں سے تحقیق کو جاری رکھا ہے۔ کروڑوں سُنی مسلمان آپ کے رشحاتِ قلم سے فیض یاب ہوئے۔ عُشاقِ مدینہ کے دل سیراب ہوئے۔ آپ کی فیروز بختی اور سعادت مندی پر علمائے اہلِ سنت کو رشک آ رہا ہے۔ عاشق رسول کا عاشق خود بھی عاشق رسول ہی ہوتا ہے۔ بے شک امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز چودھویں صدی کے منفرد عاشق

۱۱۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۳ جولائی ۱۹۹۰ء

Marfat.com

رسول اور مجدد تھے۔ نغمات رضا سے سارا عالم اسلام مہک رہا ہے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو، کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے۔

تصنیفات مسعود ملت سے سنی دنیا سیراب ہو رہی ہے۔ آپ کی ذات بابرکات کو اللہ تعالیٰ نے تذکرۂ رضا کے لئے منتخب فرمالیا ہے۔ آج ہر جگہ آپ کے لٹریچر کا فیض رواں دواں ہے۔۔ آپ کی کتابیں فنی خوبیوں سے آراستہ تو ہیں ہی، ادب کی موشگافیاں بھی ہیں۔ آپ کی دل آویز تحریر پڑھنے سے وجدان کا احساس طاری ہو جاتا ہے۔ نثر میں نظم کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲

(۹)

مفتی محمد مکرم احمد، دہلی

(مفتی اعظم و شاہی امام خطیب مسجد فتح پوری، دہلی)

"آپ کی مطبوعہ کتاب "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" مصنفہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ موصول ہوکر خوشی ہوئی۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی عبقری شخصیت اپنے اندر ہمہ گیریت اور بے مثال جامعیت رکھتی ہے جو آپ کے معاصرین دیگر علماء میں نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شخصیت پر نہ صرف اہل عقیدت و محبت بلکہ اہل علم و دانش تحقیقی کام کر رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب ماہر رضویات کی حیثیت سے سارے عالم میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ماشاءاللہ جو لکھتے ہیں بہت تحقیق کے ساتھ لکھتے ہیں اور ہر ہر جملہ اپنے اندر افادیت تامہ رکھتا ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ ۱۳

"امام احمد رضا اور عالمی جامعات" ایک مفید اور جامع تصنیف ہے۔ فاضل مصنف

۱۲۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۲۷ ستمبر ۹۱ء از بمبئی

۱۳۔ مکتوب بنام محمد عبداللہ عسکری، صادق آباد محررہ ۳۰ مارچ ۱۹۹۱ء

Marfat.com

مصنف نے سہل اور موثر انداز میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے عالمی عالمانہ مقام و مرتبہ کو پیش کیا ہے۔ یہ جہاں اہل سنت کے لئے باعث فخر ہے' وہیں دوسرے مکتب فکر رکھنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ فجزاکم اللہ عنا خیر الجزاء ۱۴

(۱۰)

مولانا غلام جابر مصباحی' بھارت

شفق کی' باد صبا کی' گلوں کی' غنچوں کی
سمیٹ لی ہیں کسی نے لطافتیں سب کی

متحدہ ہندو پاک میں ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ' میدان صحافت و قلم کے شہسوار' حقیقت پسند محقق' مستقبل شناس و دوربین مفکر کا نام ہے ---- پروفیسر موصوف واحد اور منفرد شخصیت ہیں جنہوں نے تحریر و قلم اور اشاعت تصنیفات امام احمد رضا کی تحریک چلائی ---- ذوق مطالعہ' تالیف کتب اور کتاب و قلم کی سحر انگیزی کے فوائد اجاگر کئے۔ جن کی تحریک و برانگیختگی پر ہزاروں خوابیدہ کہنہ مشق مصنفوں نے کروٹیں لیں اور بہت سے نوزائیدہ قلمکاروں نے جنم لیا۔ ۱۵

(۱۱)

مولانا قمر الزماں اعظمی

(سیکرٹری ورلڈ اسلامک مشن' بریڈ فورڈ انگلستان)

"آپ کی ذات عصر جدید میں اہل سنت کا قیمتی سرمایہ ہے' آپ اہل سنت کے ماحول میں لٹریچر کے فقدان کے اس خلا کو پر کر رہے ہیں جو بظاہر پر ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔ ۱۶

۱۴۔ مکتوب بنام محمد عبداللہ عسکری' صادق آباد' محررہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۱ء

۱۵۔ تقدیم' امام احمد رضا اور عالمی جامعات مطبوعہ افکار حق اکیڈمی' بہار' بھارت

۱۶۔ مکتوب محررہ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء

Marfat.com

خدائے پاک آپ کو آپ کی خدمات جلیلہ کا صلہ عطا فرمائے۔ جس قدر تندہی کے ساتھ آپ مذہب اہل سنت کی خدمت کر رہے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ کی ذات پر دنیائے سنیت جس قدر فخر کرے کم ہے۔ ۱۷

(۱۲)

مولانا اسلم بستوی

(نائب شیخ الحدیث جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور، بھارت)

"اپنے علماء کا مثبت انداز میں تعارف بھی میرے نزدیک جماعت کا تعمیری کام ہے۔ آپ کی جو تحریریں میرے سامنے آئی ہیں میں نے اس کے بارے میں بھی یہی تاثر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے مجھے ایک غائبانہ لگاؤ سا ہو گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ جیسے دانشور کا سایہ دراز فرمائے اور ملت اہل سنت کے تعمیری کاموں کو فروغ حاصل ہو۔ ۱۸

(۱۳)

شیخ عبید بن عثمان العمودی

(مکتبہ القلم، حیدر آباد دکن)

"آپ کا طرز تحریر، انداز استدلال، طریقہ تفہیم، وسعت علمی اور بیان بے باک کے میں اور میرے ساتھی معترف اور فریفتہ ہیں۔۔۔۔ ابھی تک دل ہی دل میں آپ کی بلندی قلم کو سلام کیا کرتے تھے لیکن آج ہم اسی نذرانہ کو اس عریضہ کے ذریعہ وسیلہ بنا کر پیش خدمت کر رہے ہیں"۔ ۱۹

۱۷۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۵ء

۱۸۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء

۱۹۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۶ء

Marfat.com

(۱۴)

بدر المشائخ حضرت فضل الرحمٰن المجددی نبیرۂ حضرت نور المشائخ کابلی

"لاہور میں آپ سے جو ملاقاتیں نصیب ہوئیں فقیر کو ان سے روحانی اور قلبی فرحت حاصل ہوئی۔ ان ملاقاتوں کی یادیں زندگی بھر دل سے محو نہ ہوں گی۔ آپ کی صحت، درازی عمر اور دونوں جہاں کی سعادت خداوند کریم سے خواہاں ہوں تاکہ آپ کے فیوضات سے تمام مسلمان بہرہ ور اور فیض یاب ہوتے رہیں اور آپ کے وجود مسعود سے جناب فضیلت مآب حضرت مکرمی مفتی صاحب (مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی) کی شمع فروزاں، روشن اور منور رہے۔ آمین یارب العالمین" (ترجمہ فارسی) ۲۰

(۱۵)

علامہ اقبال احمد فاروقی

(ناظم مکتبۂ نبویہ، لاہور و مہتمم مرکزی مجلس رضا، لاہور)

"آپ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں گزشتہ اکیس سال سے قیام فرما ہیں۔ الحمد للہ بے پناہ کام کیا۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور قابلیت کو نور بخشا اور بڑا کام لیا۔۔۔ یہ آپ کی انکساری ہے کہ "بحر زخار" کے کنارے کھڑے ہوکر "**ماعرفت حق معرفتک**" کی ترجمانی فرما رہے ہیں، ورنہ آپ ہماری نگاہوں سے اپنی تحریروں کو دیکھیں گے تو آپ "**سبحانی ما اعظم شانی**" پکار اٹھیں گے۔۔۔۔ مجھے کئی بار خیال آیا کہ آپ کی خدمات عالیہ پر لکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ اکیس سالہ علمی سفر جو "وادی رضویت" میں ہوا ہے اسے سامنے لانے کی ضرورت ہے۔۔۔ اللہ کرے کوئی نوجوان آپکی تصانیف، مقالات اور علمی کارناموں پر قلم اٹھائے۔ یہ ایک پی ایچ ڈی کے مقالہ سے کم کام نہیں"۔ ۲۱

۲۰۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۱۴ اگست ۱۹۸۵ء

۲۱۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۰ء از لاہور

Marfat.com

(۱۶)

مولانا مختار احمد قادری، بریلی شریف

آپ کی گرانقدر تصنیف "محدث بریلوی" کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جابجا سے بعض مضامین کا مطالعہ بھی کیا۔ آپ نے سینہ قرطاس پر تحقیق کے جو خوشنما پھول کھلائے ہیں ان کی خوشبو سے روح عقیدت جھوم جھوم اٹھی۔ آپ سے پہلے بھی لوگوں نے رضویات پر لکھا ہے مگر وہ صرف ایک مخصوص رخ تک محدود تھا۔ آپ نے اس موضوع میں تنوع پیدا کیا۔ محققین کے لئے اس میں نئے نئے تحقیقی پہلو تلاش کئے۔ جدید ادبی تقاضوں کے مطابق اس کو نیا آہنگ و اسلوب دیا اور اس کو جذبانیت اور "اظہار عقیدت محض" کے دائرہ سے نکال کر اس میں عقلیت پسندی اور حقیقت جوئی کی وہ روایتیں قائم کیں جو خالص انفرادی حیثیت رکھتی ہیں۔۔ حق تو یہ ہے کہ دنیا کے سامنے امام احمد رضا کی علمی شخصیت اور شان عبقریت کا تعارف آپ ہی کے ذریعہ ہوا۔ آپ ہی کے دست قلم نے عالمی سطح پر امام احمد رضا کے بارے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا دامن چاک کیا اور دنیا کے جدیدیت پسند ذہنوں کی توجہ ان کی جانب منعطف کرائی۔ آج دنیا میں تحقیق و تفتیش کا جو کارواں بھی رضویات کے میدان میں محو سفر ہے وہ آپ ہی کے نقوش قدم پر آگے بڑھ رہا ہے۔ آپ کے اس کارنامہ پر جتنا بھی خراج تعریف اور نذرانہ تبریک پیش کیا جائے کم ہے۔ ۲۲

(۱۷)

مولانا محمد صدیق ہزاروی

(مدرس، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور)

"آپ کا امت مسلمہ بالخصوص اہل سنت و جماعت پر ایک عظیم احسان یہ ہے کہ آپ دور حاضر کے عظیم مصلح و مجدد اور علم و حکمت کے بحر بے کنار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

۲۲۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۴ء

Marfat.com

خاں بریلوی کی شخصیت کو بغض و عناد کی دبیز تہوں سے منصہ شہود پر لائے اور جدید انداز میں آپ کے علمی و تجدیدی کارناموں کو پیش کیا جس سے موجودہ تعلیم یافتہ طبقہ بے حد متاثر ہوا اور مخالفین کا پھیلایا ہوا بے بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈہ اپنی موت آپ مر گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ نے اہل سنت و جماعت کے قلم کاروں کو نئے انداز نگارش سے روشناس کرایا"۔ ۲۳

(۱۸)

الحاج مولانا محمد منشا تابش قصوری

(ناظم شعبۂ تصنیف و تالیف' جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور)

اس میں کوئی شک نہیں کہ فاضل بریلوی' حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ اور مولوی اشرف علی تھانوی ایسی شخصیتوں نے تحریک ترک موالات کی شدت سے مخالفت کی جو سرکار انگلشیہ کے ایماء پر نہیں' بلکہ شریعت محمدیہ کی طرف سے عظیم ذمہ داری کا نتیجہ تھی۔ جیسا کہ آپ نے اس معرکتہ الاراء مسئلے کی گتھیوں کو سلجھانے میں بڑی کامیاب کوشش فرمائی اور عدیم النظیر مجاہدانہ کارنامہ انجام دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ایسے طوفان خیز لمحوں میں کشتیٔ سنیت کے ناخدا بن کر سامنے آئے ہیں' جبکہ باد مخالف پورے زور سے ہمیں ختم کرنے کے درپے ہے۔۔ آپ کا مقالہ جہاں ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے وہاں معترضین کو دعوت غور و فکر دے رہا ہے۔" آپ نے اس عظیم الشان' عدیم النظیر تصنیف "فاضل بریلوی اور ترک موالات" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء کو منصۂ شہود پر جلوہ افروز فرما کر اہل سنت پر بڑا احسان فرمایا۔ ۲۴

۲۳۔ تعارف "علماء اہل سنت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء' ص ۴۰۵

۲۴۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۶ مارچ ۱۹۷۲ء

Marfat.com

(۱۹)

الحاج علامہ عبدالحکیم شرف قادری

(شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ' اندرون لوہاری گیٹ' لاہور)

آپ نے مختصر عرصے میں سنیت کے لئے جو کام کیا ہے اور جس انداز سے کیا ہے اس سے پہلے طویل عرصہ میں نہ ہو سکا اور اس کے خاطر خواہ اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔ مولائے کریم جل مجدہ دونوں جہاں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔۔ آمین!۲۵

(۲۰)

مولانا سید محمد حامد جلالی

(کراچی' پاکستان)

آپ کی تحریر میں میانہ روی اور دور اندیشی ہے' آپ ہر بات سمجھ کر اور پرکھ کر مع دلائل لکھنے کے عادی ہیں' شاید یہ مخصوص ورثہ ہے جو سراپائے قدس حضرت امام صاحب یعنی اپنے والد صاحب سے آپ کو ملا ہے' آپ نے اس چھوٹی سی عمر میں بڑے بڑے کام انجام دے ڈالے' اللہ کرے زور قلم اور زیادہ اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور توفیق خیر زیادہ سے ارزانی عطاء فرمائے۔۲۶

(۲۱)

مفتی سید شجاعت علی قادری

(شیخ الفقہ دارالعلوم نعیمیہ' کراچی)

ڈاکٹر صاحب نے مجھے "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مع اغلاط نامہ بھیج دی

۲۵۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۴ فروری ۱۹۸۱ء

۲۶۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ جولائی ۱۹۷۱ء

Marfat.com

ہے۔ کتاب ظاہری و باطنی ہر لحاظ سے دور جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اتنی بہترین کتاب شائع کرنے پر آپ تمام حضرات کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔ ۲۷

(۲۲)

مولانا جمیل احمد نعیمی

(سرپرست و مہتمم دارالعلوم نعیمیہ، کراچی)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے جہاں اور خوبیوں سے نوازا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کا انداز تحریر بڑا ہی شگفتہ اور دل نشین ہوتا ہے، اللہ کرے زور تحریر اور زیادہ! ۲۸

(۲۳)

مولانا محمد بشیر احمد

(صدر ورلڈ اسلامک مشن، میرپور، آزاد کشمیر)

"آنجناب کی علمی، تبلیغی اور مخلصانہ کاوشوں کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آپ کی اس عظیم کوشش کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے"۔ ۲۹

(۲۴)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

(ناظم دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف)

حکومتی حلقوں میں عام طور پر ہمارے اسلاف کے بارے میں انتہائی سرد مہری کا

۲۷۔ بنام سیکرٹری مرکزی مجلس رضا لاہور، محررہ ۸ دسمبر ۱۹۷۳ء

۲۸۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۳ مئی ۱۹۷۵ء

۲۹۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۱۶ اپریل ۱۹۷۴ء

Marfat.com

مظاہرہ کیا جاتا ہے اور اس میدان میں تحقیق کرنے والوں کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ جن سے نوجوانوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حکومت کے ساتھ ہمارے قائدین کا رویہ معاندانہ رہا ہے' نہ ان کے قریب آنے کی کوشش کی گئی ہے اور نہ ان کو اپنے نظریات سے معیاری انداز میں آگاہ کرنے کے لئے کچھ کام ہوا ہے۔۔ اس سلسلے میں ہمارے حلقے میں یہ فخر آپ کو حاصل ہے کہ آپ نے ٹھوس بنیادوں پر ٹھوس کام کیا ہے۔ ۳۰

(۲۵)

پیر محمد ہاشم جان سرہندی مجددی

(سابق صدر جمعیت الاطباء و صدر جمعیت العلماء سندھ' کراچی)

آپ حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں کہ جو جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ ان کے تقویٰ اور پاک نفسی کے دوسرے مذاہب کے لوگ بھی معترف تھے' یہ انہی کی تربیت اور فیض نظر کا اثر تھا کہ ایسے اہل علم اور اہل قلم پیدا ہوئے کہ جنہوں نے ان کی یاد تازہ کر دی اور ان کے نام کو روشن رکھا۔

کمال و فضل پسر زیب و زینت پدر است
شود ز آب گوہر نام ابر نیساں سبز ۳۱

(۲۶)

مولانا محمد جلال الدین قادری

(مؤرخ اہل سنت' مصنف ''خطبات آل انڈیا کانفرنس'' سرائے عالمگیر)

ارشاد و تبلیغ دین حقہ میں مصروف اوقات کی گزراں جہاں آپ کے لئے باعث

۳۰۔ مکتوب محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۰ء از بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

۳۱۔ تاثرات: محررہ ۹ جون ۱۹۷۵ء

Marfat.com

سعادت ہے وہاں ہمارے لئے مظہر محبت و رضائے الٰہی ہے۔ اللھم زدفزد۔۔ آپ کا وجود مسعود دینی درد اور عشق مصطفیٰ رکھنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کی قلبی واردات اور خارجی حالات کا پڑھ کر اپنے اسلاف کی یاد تازہ ہوئی جنہیں کثرت موانع اور دولت اسباب کے عالم میں بھی خصوصی انعامات سے نوازا گیا اور وہ تشنگان علم و عرفان کی پیاس بجھاتے رہے۔۔۔۔ صحرائی مقام مٹھی میں رہ کر آپ کی محبت مصطفیٰ اور خلوص کی خوشبو سینکڑوں میل دور یہاں کوہستانی علاقے میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ ۳۲

(۲۷)

مولانا تاج محمد صدیقی القادری

(پشاور، پاکستان)

آپ کی دینی خدمات قابل قدر ہیں۔ اللہ پاک قبول اور مقبول فرما کر توشہ آخرت بنائے آمین

مونس و مخلص و دلنواز
مرکز مہر وفا ہیں آپ
پیکر سعادت و مسعود
راحت جان و دلربا ہیں آپ
ابن مظہر سراپا مظہر
مظہر حق نما، ہیں آپ ۳۳

(۲۸)

مولانا عبدالمنعم ہزاروی

(مدیر ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی)

اللہ تعالیٰ پوری قوم کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے، آپ نے و

۳۲۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۶ فروری ۱۹۷۶ء

۳۳۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

Marfat.com

کام کیا ہے، جو ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہے گا، اور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ۳۴

(۲۹)

حکیم سید اکرام حسین سیکری

(حیدر آباد، سندھ)

"سنی اہل قلم حضرات میں آپ کا وجود مسعود بسا غنیمت ہے، خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے اور آپ کی نگارشات سے ہمیشہ ملک و ملت کو فائدہ پہنچائے"۔ ۳۵

(۳۰)

مولانا محمد یوسف عازم القادری

اگرچہ رابطہ آج قائم کر رہا ہوں، مدت سے آپ کے مضامین ہند و پاک کے اہل سنت والجماعت کے جرائد میں پڑھ رہا ہوں۔ جس لگن اور محنت سے آپ مسلک حق اور شاہ احمد رضا خاں صاحب کے افکار کی ترجمانی کر رہے ہیں، وہ آپ ہی کا حصہ ہے، بلکہ میں تو سچ پوچھو، تو یہ کہوں گا کہ آج کے گئے گزرے دور میں آپ اعلیٰ حضرت کے نائب اور خلیفہ اعظم ہیں۔ ۳۶

(۳۱)

مولانا عبدالسمیع صدیقی

(نزیل دارالمصنفین اعظم گڑھ، بھارت)

اس شخص سے کون واقف نہ ہو گا جس نے ہند و پاک کی علمی محفلوں میں دھوم مچا

۳۴۔ مکتوب بنام ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مورخہ ۳ اپریل ۱۹۷۹ء

۳۵۔ مکتوب بنام ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء

۳۶۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محرر ۱۴ فروری ۱۹۸۰ء

Marfat.com

رکھی ہے، بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ اس کی علمیت کا غلغلہ ساری دنیا میں بلند ہو رہا ہے۔

لکھنے کو تو دنیا میں بہت سے لکھتے ہیں، لیکن لکھنا وہ ہے جو حق کے کام آئے۔۔ اس دور میں قلم بک رہے ہیں اور لکھنے پڑھنے میں بھی سودے بازی عام ہو رہی ہے۔ دنیا کا سب سے آزاد پیشہ آج سب سے زیادہ تقاضوں اور مصلحتوں کا پابند ہو گیا ہے۔ آپ کا وجود ایک نعمت عظمیٰ ہے اور بلاشبہ آپ سعادت لوح و قلم ہیں۔ ۳۷

(۳۲)

مولانا عبدالرسول مگسی بلوچ

(سکرنڈ، ضلع نواب شاہ، سندھ)

عنایت نامہ را چوں کشادم
گہے بر چشم گہے برلب نہادم

آپ جو قلمی کام سرانجام دے رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے اور بلا مبالغہ ماننا پڑتا ہے کہ آپ کے قلم کو عشق رسول کی بجلی چلا رہی ہے اور بہت روشنی اور تیزی سے چلا رہی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے دینی جذبے کو قبول فرمائے۔ ۳۸

(۳۳)

مولانا محمد لیاقت رضا نوری

(ناظم اعلیٰ دارالعلوم رضویہ غوث نواز، رضا نگر جانسہ پورہ، اجین مدھیہ پردیش، بھارت)

"آپ کی تمام تصانیف دل کے منتہی گوشوں سے فقیر مطالعہ کرتا ہے اور تمام تصانیف کی تعریف و توصیف ناقابل بیان ہے۔۔ فقیر آپ کے لئے دعاگو ہے، کہ اللہ تبارک

۳۷۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۲جنوری ۱۹۸۲ء

۳۸۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۰مارچ ۱۹۸۲ء

Marfat.com

وتعالیٰ رسول محترم کے صدقے اور اعلیٰ حضرت کے طفیل میری زندگی آپ کو وقف فرمادے اور آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ حیات خضری عطا فرمادے۔ آمین! ثم آمین! ۳۹

"حضور سے فقیر کو کس قدر عقیدت ہے، وہ ناقابل تحریر ہے۔ بس ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتا ہوں، خداوند قدوس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے، سرکار غوث و خواجہ غریب نواز (رضی اللہ عنہما) کے طفیل آپ کی عمر میں صحت و عافیت کے ساتھ بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ اور فقیر کی باقی زندگی بھی آپ کو مل جائے۔ اور آپ کا سایہ رحمت عوام اہل سنت پر قائم و دائم رہے۔ آمین، ثم آمین"۔ ۴۰

(۳۴)

محمد سبحان رضا خاں سبحانی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ و مہتمم مرکز اہل سنت

(جامعہ منظر اسلام، بریلی شریف، یو۔ پی انڈیا)

"صاحب تصانیف و تالیفات کثیرہ محترم المقام محب سنیت، ناشر رضویت عالی جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔ آپ اپنی قلمی خدمات کے ذریعہ دنیا کے بیشتر ممالک میں مشہور و معروف ہیں۔ اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت و فروغ سنیت آپ کے ذہن و فکر پر ایسا چھایا ہوا ہے کہ آپ کو ہر لمحہ اسی کی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ زندگی میں زیادہ سے زیادہ کام اپنے مسلک کی حقانیت پر ہو جائے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار ممکن نہیں۔ آپ کی تصانیف و تالیفات اس کی شاہد عادل ہیں۔۔۔ آپ کا حقیقت آشنا قلم جہاں مسلک کی حقانیت بیان کرتا ہے وہیں بدمذہبوں کی بدمذہبیت اور ان کے بطلان کو بھی اجاگر کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ کا انداز تحریر وہ روشن و تابناک ہوتا ہے کہ پڑھتے جایئے اور نورانیت حاصل کرتے جایئے۔۔۔ مطالعہ کرتے جایئے، تحقیق و تدقیق کے بحر ذخار میں غوطہ زن ہوتے جایئے۔۔۔ شائستہ جملے، شگفتہ

۳۹۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۶ شعبان ۱۴۰۶ھ

۴۰۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ فروری ۱۹۹۱ء

Marfat.com

الفاظ، زرنگار ترجمہ و مفہوم۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موتی پروئے گئے ہیں، خشک سے خشک مضمون میں بھی اپنے الفاظ و خداداد صلاحیت کے ذریعے ایسی دلنوازی پیدا کر دیتے ہیں کہ پڑھنے والا نہ اکتاتا ہے اور نہ بوجھل ہوتا ہے۔۔۔ آپ کی تحریرات، تحقیقات کی آئینہ دار ہیں۔ تدقیقات کارواں دواں سمندر ہیں جن سے ہر ناظر یقین و اذعان کی منزلیں پاتا ہے"۔۴۱

(۳۵)

علامہ عزیز الملک سلیمانی

(انچارج سنٹرل ریکارڈ آفس لائبریری، ریاست جے پور، (بھارت)

اب تک جسے شناور سمجھتے تھے وہ تو غوطہ خور بھی نکلا جس دم کا کرشمہ کہ دریا کی تہہ سے صدف صادق ڈھونڈ نکالی، اس صدف سے وہ دریکتا نکلا جس کی آب و تاب نے نگاہیں چندھیا دیں، تحریر کیا ہے؟ بس آیات محکمات کا منظر ہے جو متشابہات کے معانی مقصودہ بتا رہی ہیں، جان مشتاق عش عش کرنے لگی اور صورت سرمدی سے احسنت احسنت کی صدائیں آنے لگیں یہ سب افصح عرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی لگاؤ اور دین الحق کی طرف جھکاؤ کا ثمرہ جاں فزا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاخ بارور نے تختہ کا تختہ مہکا دیا۔ اس تحریر میں ذکر کا سوز بھی ہے اور شغل کا ساز بھی۔۔ فکر کی پرواز بھی ہے اور دل کی آواز بھی۔ ۔۔۔ علم کی مفید روشنی بھی ہے اور عمل صالح کی چاشنی بھی۔۔ الفت کا جوش بھی ہے اور محبت کا خروش بھی، صداقت کا شوق بھی ہے اور حقانیت کا ذوق بھی، کسب سے بڑھ کر موہبت کارفرما ہے۔۴۲

(۳۶)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

(استاد شعبہ ارضیات، کراچی یونیورسٹی، کراچی)

"دانشوران گرامی قدر میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ مجھے ایک منفرد

۴۱۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۴۲۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۶ء

Marfat.com

و دانشور نظر آئے۔ اگرچہ آپ کی ذات گرامی میں مشیخت بھی بدرجۂ اتم موجود ہے لیکن میں نے آپ کو ایک دانشور کی حیثیت سے منفرد پایا کہ آپ کی ذات کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح مستغرق پایا کہ کسی اور دانشور میں مجھے یہ رنگ نظر نہ آیا۔ یہ اپنی اپنی نظر ہے۔ قبلہ مسعود صاحب کی یہ انفرادیت فراموش نہیں کی جا سکتی کہ شریعت اور جدید افکار کا امتزاج آپ کی ذات میں اس طرح رچا بسا ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا ادیب اس سے بہرہ ور ہو۔ میں نے جو چیز آپ سے سیکھی وہ یہ ہے کہ انسان اپنی بات ضرور کہے لیکن دوسرے پر اعتراض سے گریز کرے اور میں نے محسوس کیا کہ ان کا یہ مثبت عمل کا نمونہ خود ان کی زندگی میں مشمر اعتبار و اعتماد اور نتائج مفیدہ سے بہرہ ور ہے"۔ ۴۳

(۳۷)

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عادل، کراچی

(سابق صدر شعبۂ تاریخ، شاہ عبداللطیف گورنمنٹ ڈگری کالج، میرپور خاص)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد جانے پہچانے زود نگار قلمکار ہیں۔ انہوں نے وجدان، وراثت اور فطرت کی بدولت اپنا نام پیدا کر لیا ہے اور فن تحریر و تقریر میں مہارت بہم پہنچائی ہے۔۔۔ ۔۔ موزونیت اور تحقیق میں محنت و جانکاہی سے انہوں نے منفرد اسلوب نگارش تخلیق کیا ہے۔ اس اسلوب میں ان کی غیر جانبدارانہ فکر و کاوش کی آمیزش ہے، جو تحقیقی مواد پر مبنی ہے۔" (ترجمہ انگریزی) ۴۴

(۳۸)

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف، بہاولپور

(صدر شعبۂ اردو، صادق ایجرٹن کالج، بہاولپور)

"شریعت مطہرہ کی پابندی ڈاکٹر صاحب کی سیرت کا نمایاں وصف ہے۔ ان کی ظاہری شخصیت میں بھی اسی کا رنگ جھلکتا ہے۔ اگر ان کی شخصیت و کردار کے بارے میں

۴۳۔ مکتوب محررہ ۔۔ ۱۹۹۲ء۔ ۷۔ ۱۸

۴۴۔ تبصرہ کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء

Marfat.com

اختصار سے کام لیا جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ باشرع اور باوضع انسان ہیں۔

وہ دور حاضر کے بہترین محققین میں شمار ہوتے ہیں اور یہ مقام انہوں نے بہت ہی کم عرصے میں اپنی علمی لگن' انتھک محنت اور خلوص عمل کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔ وہ ایک مثالی متعلم' قابل تقلید معلم اور باصلاحیت منتظم ہیں۔ ان کی شخصیت دور جدید میں گم کردہ راہ نوجوانوں کے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

جہاں تک طرز تحریر کا تعلق ہے ان کی تحریروں کا سب سے نمایاں وصف ان کا بارعب اور باوقار انداز بیان ہے۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام سے ان کو عقیدت ہے اور ان کی سوانح عمریاں ڈاکٹر صاحب کی اکثر و بیشتر نگارشات کا محور رہی ہیں۔ اسی تعلق نے ان کے انداز تحریر کو بھی متاثر کیا ہے۔ اسی لئے ان کی تحریروں پر خواہ وہ محققانہ ہوں یا عالمانہ' ادیبانہ ہوں یا ظریفانہ' تقدس کی فضاء چھائی رہتی ہے۔ ابتذال سے ان کا دامن پاک ہے۔۔ ۔۔ وہ دہلوی ہیں ان کے ہاں دہلویت نمایاں ہے۔ لیکن وہ طبعاً" آفاقی ہیں

همسایه جبریل امین بندہ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

اپنے مضامین میں جب کبھی بے تکلف لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں تو اردوئے معلیٰ کی سی بہار نظر آتی ہے اور دلی کی ٹکسالی زبان کا نکھار بھی۔"۴۵

(۳۹)

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

(مشہور محقق اور صدر شعبہ اردو' فارسی' سندھ یونیورسٹی' حیدر آباد' سندھ)

"پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب' حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہ (خطیب مسجد فتح پوری' دہلی) کے صاحبزادے ہیں اور ایسے گہوارہ تہذیب کے پروردہ ہیں جہاں اسلامی اقدار خاص طور پر ملحوظ ہیں۔ اس لئے عزیز موصوف "ہم خرماہم ثواب" کے

۴۵۔ "تذکرہ مسعود" مشمولہ "سیرت مجدد الف ثانی" مصنفہ حضرت مسعود ملت مطبوعہ ۱۹۸۳ء کراچی

Marfat.com

مصداق اپنے بزرگان سلف کے کارنامے پیش کرتے ہیں اور علم کے ساتھ ساتھ قوم کی خدمت بھی کرتے ہیں پھر بفضلہ تعالیٰ انہیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لئے حتی الوسیع تمام ماخذوں کو کھنگال لیتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے۔۔۔۔ وہ پاکستان کے نوجوان مستشرقین میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔۔ وہ ان محققین میں سے ایک ہیں جن پر فضلاء اعتماد کر سکتے ہیں اور کوئی بھی یونیورسٹی فخر کر سکتی ہے۔۴۶

(۴۰)

ڈاکٹر محمود حسین

(وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی، کراچی)

"ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا انداز بیان نہایت دل آویز اور ان کی زبان بڑی شگفتہ ہے، آج کا قاری اس سے پوری طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے"۔۴۷

(۴۱)

پروفیسر ابرار حسین

(شعبہ بنیادی سائنس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد)

"اعلیٰ حضرت کے بارے میں آپ کی کچھ تصانیف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یقیناً" آپ کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ آپ نے اس عظیم ہستی سے دنیا کو روشناس کرایا ہے۔ جسے اغیار کے تعصب اور اپنوں کی کم علمی نے گمنامی کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا تھا۔ آپ کے ان شہ پاروں کو پڑھ کر مجھے خود یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے ایک پہلو کو روشناس کرانے کی کوشش کروں۔۔۔۔ میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ ریاضی کے میدان میں اعلیٰ حضرت کا مقام بہت بلند ہے۔۔۔۔ امید ہے کہ آپ میری مناسب رہنمائی فرمائیں گے"۔۴۸

۴۶۔ جہان مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء ص ۱۳۱۔۱۳۲

۴۷۔ تقدیم "سیرت مجدد الف ثانی" مصنفہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۳ء۔ مطبوعہ کراچی

۴۸۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء

Marfat.com

(۴۲)

پروفیسر محمد اسحاق ابڑو

(پرنسپل گورنمنٹ کالج کوٹری، سندھ)

یہ بہت ہی خوش آئند بات ہے کہ آپ نے اپنی ملازمت کی مدت کامیابی سے پوری کرلی ہے اور خوش اسلوبی سے ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔ آپ نے ایک ماہر تعلیم کی حیثیت سے جس عمدہ کردار، صلاحیت اور برداشت کا مظاہرہ کیا ہے، وہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔

یہ میرے لئے ایک اعزاز ہے کہ میں آپ کے ساتھ گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں میں کام کرچکا ہوں اور میرے رفقائے کار نے آپ کو مخلص اور خوش دل رفیق پایا ہے جو ہمیشہ اپنی ذمہ داری خوش اسلوبی، محنت اور باقاعدگی سے پوری کرتا رہا ہے ---- خدا آپ کو صحت، تندرستی اور زندگی عطا کرے تاکہ آپ اس کے فضل سے انسانیت اور اسلام کی خدمت کرسکیں۔ آمین!۴۹

(۴۳)

پروفیسر راجہ ایف۔ ایم ماجد

(سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج میرپور، خاص)

"---- کلاس ون منتخب ہونے پر دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔ آپ کی ذات سے اس عہدے کو شرف پہنچے گا، اگر حقیقی معنوں میں کوئی اس کا حقدار ہے تو وہ آپ ہیں، میں صمیم قلب سے آپ کے لئے تمناؤں کا حامل ہوں اور دعاگو ہوں کہ خدا آپ کو اس سے بھی اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ "آمین"۵۰

(۴۴)

پروفیسر مسعود علی

(استاد تاریخ اسلام، گورنمنٹ کالج میرپور خاص)

"آپ کی جدائی نے ہمارے حلقے میں خلاء پیدا کردیا مگر آپ کی ترقی کی خاطر یہ

۴۹۔

۵۰۔ مکتوب محررہ ۲۷ اگست ۱۹۶۶ء از لاہور

Marfat.com

قربانی بھی گوارا ہے۔ فی الحقیقت ہمارے درمیان آپ کی موجودگی باعث برکت و صد رحمت تھی۔ آپ کی علمی بصیرت اور مفید مشورے قابل قدر تھے اور سکون بخشنے والے تھے۔ اب ہمیں اس کا شدید احساس ہے"۔ ۵۱

(۴۵)

پروفیسر غلام حسین سجادری

(استاد عربی گورنمنٹ کالج میرپور خاص)

"آپ کے جانے سے جو کالج میں جو خلاء پیدا ہو گیا ہے وہ شاید ہی پر ہو سکے۔ انسان میں قادر حکیم نے الگ الگ خوبیاں رکھی ہیں۔ جس طرح جسم کے تمام اعضاء جداگانہ مقام رکھتے ہیں۔ تاہم قلب و جگر اور دماغ و نظر کو جو اہمیت حاصل ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ **واصدق ماقال**

ولیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

آپ بحیثیت استاد کے ایک ایسے معلم تھے جس سے نہ فقط طلباء بلکہ اساتذہ بھی فیض یاب تھے ------ ویسے تو تبادلہ ایک رسم بن چکا ہے لیکن بعض رسومات باعث خوشی ہوتی ہیں اور بعض باعث رنج و غم --- اور یہ اس ثانی الذکر میں سے ہے۔ ۵۲

(۴۶)

پروفیسر شمشاد علی خان

(استاد شعبہ اردو گورنمنٹ کالج میرپور خاص)

"مجھے جناب کی ترقی اور بہتری پر انتہائی خوشی ہے لیکن آپ کی **موجودگی** میرے لئے بہت بڑا سہارا تھی۔ وہ سہارا جاتا رہا۔ اس کے باعث اکثر پریشان ہو جاتا ہوں۔ دوسرے یہ

۵۱۔ مکتوب محررہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۶ء از میرپور خاص

۵۲۔ مکتوب محررہ ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء از میرپور خاص

Marfat.com

کہ میں یوں تو آپ سے کم کم ہی ملتا تھا لیکن جب بھی ملتا اور بیٹھتا تو کچھ نہ کچھ سیکھ لیتا' اب گاہے بگاہے کا وہ سلسلہ بھی جاتا رہا' میرے حق میں دعا فرمائیے"۔ ۵۳

(۴۷)

ڈاکٹر پیر محمد حسن' راولپنڈی

(سابق شیخ الادب' اسلامیہ یونیورسٹی' بہاولپور)

رسالہ "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے جس محنت اور دل سوزی کے ساتھ مواد جمع کیا ہے یہ ان ہی کا حصہ ہے۔ انہوں نے اس مجموعہ میں اس محبت اور لگاؤ کا ثبوت پیش کیا ہے جو انہیں اعلیٰ حضرت کے ساتھ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں مزید ایسے حضرات پیدا کرے جو ڈاکٹر موصوف کی طرح جاں فشانی' خلوص اور تن دہی کے ساتھ اپنے مسلک کی خدمت کر سکیں۔ یاد رکھیں کہ قوموں کی ترقی اور بقاء کا راز اسی میں ہے کہ ان میں بے لوث کارکن پیدا ہوں"۔ ۵۴

(۴۸)

پروفیسر ڈاکٹر سبط حسن فاضل زیدی

(صدر شعبہ اردو' گورنمنٹ سائنس کالج' سکرنڈ' ضلع نوابشاہ' سندھ)

"**الولد سر لابیہ** کی بنا پر عربی کی اس کہاوت کا انطباق دو طرفہ ہوتا ہے جب بیٹا باپ کی سیرت کی دلیل بن جاتا ہے تو "ولد" کو دیکھ کر "اب" کے متعلق رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ جناب ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم۔ اے' پی۔ ایچ۔ ڈی) کی سادگی' مزاج خوش طبعی' خودداری' اخلاص واخلاق اور خدا پرستی سے کون واقف نہیں اور حضرت مفتی اعظم تو ان کے باپ ٹھہرے ان صفات حسنہ کا سرچشمہ۔ چنانچہ جب ڈاکٹر صاحب سے ملاقات اور تصنیفات مفتی اعظم سے متعارف ہونے کے بعد میرے ذہن نے جو حضرت مفتی اعظم کی تصویر بنائی وہ ایک ایسے برگزیدہ' پاک طینت بزرگ کی ہے جس کا صرف کام ہی عرفان الٰہی

۵۳۔ مکتوب محررہ ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء از میر پور خاص

۵۴۔ مکتوب محررہ ۷ اپریل ۱۹۹۱ء بنام محمد عبداللہ رضوی عسکری۔ صادق آباد

Marfat.com

اور حقیقت آگاہی سے مملو نہیں بلکہ صدق مقال اور حسن اعمال کا بھی مجسمہ ہے۔ ان کی سیرت صداقت و پاک بازی کی مثال ہے"۔۵۵

(۴۹)

پروفیسر ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی کراچی (پاکستان)

آپ کی تحریر چشم بددور، اس قدر معلّٰی و مصفّٰی ہے کہ واقعی کوثر کی دُھلی ہوئی زبان معلوم ہوتی ہے۔۵۶

(۵۰)

پروفیسر محبوب علی چنہ

(سیکرٹری نیشنل بک فاؤنڈیشن حکومت پاکستان، اسلام آباد)

آپ نے تصوف، دینیات، تاریخ اور ادب کی جو لازوال خدمت کی ہے وہ قابل داد ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ آمین!

بندہ دلی دعاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر دراز نصیب کرے آپ کے قلم زریں رقم سے جواہرات نادر ہماری جا!! کے لئے روشن ہوتے رہیں۔ ثم آمین!۵۷

(۵۱)

پروفیسر غلام سرور رانا

(پروفیسر گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور)

آپ کی ذات اقدس نے مسلک حقہ کے لئے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ آپ کے دل میں جو عشق مصطفیٰ موجزن ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں آپ کی تحریریں ایک زندہ و پائندہ ثبوت ہیں۔

۵۵۔ ہفت روزہ افق، کراچی، شمارہ ۲۴ تا ۳۰ جولائی ۱۹۷۸ء

۵۶۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی محررہ مارچ ۱۹۷۶ء

۵۷۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۸ مارچ ۱۹۷۷ء

Marfat.com

اللہ جل مجدہ بطفیل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ اولیاء کرام و عظام اس میں مزید اضافہ فرمادیں"۔۵۸

(۵۲)
پروفیسر محمد اسحاق قریشی
(شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد)

"آپ کی تحقیق مساعی نے بہت سے غبار دور کر دیئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے رسائل و کتب نے وہ کام کیا ہے جو واعظین کی پوری جماعت بھی نہ کر سکتی تھی۔ کالج کے طلبہ کے ہاتھ میں آپ کی کتب اکثر دیکھی جاتی ہیں۔ خوشی ہوتی ہے کہ آخر کوئی تو اس علمی قرض کو چکا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت دے تاکہ آپ کے قلم سے اور قابل قدر نگارشات سامنے آئیں۔ دائرہ معارف اسلامیہ میں آپ کے آرٹیکل نے بہت ہمت بڑھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ میری طرف سے عقیدت مندانہ خراج پیش خدمت ہے"۔۵۹

(۵۳)
پروفیسر محمد اکرم رضا
(صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج، گوجرانوالہ)

"آپ جو ناقابل فراموش خدمات انجام دے رہے ہیں وہ بلاشبہ تاریخ ایمان و یقین کا ایک روشن باب ہیں اور مستقبل کا مورخ کسی صورت بھی ان خدمات جلیلہ سے پہلو تہی نہیں کر سکتا۔ حقیقی صلہ تو خدا اور محبوب خدا ہی دیں گے۔ ہم سے نیاز مند بھی مدتوں سے آپ کے تذکار محبت سے دل و جان کو مہکا رہے ہیں جو ہم سے بن پڑتا ہے (نظم و نثر) وہ کر گزرتے ہیں۔ لیکن آپ کی مساعی جلیلہ بہرحال ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں، مینارہ عمل اور موجب حوصلہ افزائی ہیں اور آپ کی مساعی مبارک و مسعود ہم سے خستہ سامانوں کو عمل

۵۸۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مورخہ ۷ مارچ ۱۹۷۹ء
۵۹۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۱ء

Marfat.com

کا حوصلہ' سعی و محنت کا جذبہ اور تبلیغ و اشاعت مسلک کا ولولہ بخشتی ہیں۔ ۶۰

(۵۴)

پروفیسر ڈاکٹر اختر البستوی

(شعبہ اردو' گورکھپور یونیورسٹی۔ گورکھپور' یو۔ پی (بھارت)

"آپ کی شخصیت عالم اسلام اور دنیائے ادب اردو' دونوں کے لئے باعث تکریم ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے قلم سے صالح اسلامی عقائد کی تبلیغ کے لئے بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور اردو کے تنقیدی ادب کے دامن کو بھی بے بہا تحریروں کے جواہر پاروں سے بھر دیا ہے۔ خاص طور پر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی علمی' دینی اور شعری خدمات جلیلہ کے متعلق جو تحقیقی' تنقیدی اور تشریحی کام آپ نے کیا ہے اور جس طرح ان کے فکر و فن کی بلندیوں سے اردو داں عوام کو روشناس کرانے کی انتہائی کامیاب و مستحق کوشش کی ہے۔ اسے اہل اسلام اور اہل اردو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ آپ اپنے دین اور اپنی زبان کے ادب کے ایسے بلند پایہ خادم ہیں کہ بے شمار لوگوں کے مخدوم بن گئے ہیں"۔ ۶۱

(۵۵)

پروفیسر ضیاء الدین احمد

(پرنسپل گورنمنٹ کالج مٹھی' ضلع تھرپارکر' سندھ)

مٹھی (سندھ کا ایک سرحدی شہر' جہاں ڈاکٹر صاحب نے کالج قائم کیا) آنے والا کوئی بھی شخص آپ سے اجنبی نہیں رہ سکتا' گاہے گاہے آپ کی یاددہانی کوئی نہ کوئی کراتا رہتا ہے۔ لوگ آپ سے بڑی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ خاص طور پر مسلم طبقہ ۔۔۔۔ بہت سے ہندو بھی بڑے خلوص و احترام سے آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ بڑی خوشی ہوتی ہے' کرشن جگانی (برہمن ہندو' مٹھی کالج کے سابق پرنسپل) تو اتنے خوش تھے یہ سن کر کہ آپ بھی افتتاح کے موقع پر تشریف لائیں گے بس مت پوچھئے کاش آپ بھی آئے ہوتے۔ آپ نے اپنی شرافت

۶۰۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲ مارچ ۱۹۸۳ء

۶۱۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء

Marfat.com

و محبت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں بقول ایک اور ہندو دوست کے ""مسلمان ایک ہی دیکھا وہ مولانا مسعود صاحب تھے"۔ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں! ---- یہ تو پروردگار کی دین ہے ----- جس جگہ بھی آپ کا نام آتا ہے الحمدللہ ہم بھی آپ کے حوالے سے کچھ سربلند ہوتے محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے کالج ہاسٹل کی افتتاحی تقریب آپ کی دعا سے بہت اچھی رہی۔ تمام کام بخیر و خوبی تکمیل تک پہنچا---- ڈائریکٹر صاحب کافی خوش ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنی تقریر کا بڑا حصہ آپ کی یاد کی نذر کیا۔ یہاں آنے کے لئے آپ کا استخارہ کرنا' قرآن کریم کا حوالہ دینا' آپ کی ہمت و استقامت' آپ کے توکل کا بیان۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ نہیں ہوتے ہوئے بھی موجود تھے۔ اب بھی یہاں کے لوگوں کا یہ عالم ہے

همه آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف
بہ امید آں کہ روزے بہ شکار خواہی آمد

اس صنم خانے میں وفا کی یہ گرم بازاری کرشمہ الٰہی ہے اور کیا کہوں؟۶۲

(۵۶)

پروفیسر انیس الرحمٰن' علی گڑھ

"زباں پہ بار خدا یہ کس کا نام آیا!----- سحر نگار ادیب---- جادو بیاں محرر ----- آتش بیاں' آتش رقم بر بھی ہے بحر بھی---- آتش بھی ہے' ٹھنڈک بھی ہے۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

اور اس طرح مسعود نے اس مرد خدا ---- مجاہد اعظم جناب محمد مظہر اللہ

۶۲۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۳ مارچ ۱۹۸۶ء

Marfat.com

مفتی اعظم خطیب شاہی کا سب کچھ محفوظ کر لیا۔

کیا سیرت و کردار ۔۔۔۔ کیا افکار و خیالات!۔۔۔۔۔۔۔ کیا نطق و بیان!۔۔۔

۔ ہم کتنی ہی دور آگے بڑھ جائیں۔

جب نظر اٹھائیں گے آپ کو ایک سورج تابندہ و درخشندہ نظر آئے گا۔۔۔۔۔۔

محمد مسعود احمد اور ان کا فکر و تدبر!٦٣

(۵۷)
ڈاکٹر علی محمد قریشی قادری

(سجادہ نشین آستانہ قادریہ غوثیہ' سدوال ضلع چکوال' پنجاب)

الفاظ "مجدد مائتہ حاضرہ" بحکم مرشد پاک لکھا گیا۔۔۔۔۔۔ یہ فیصلہ بالکل سو فیصد صحیح ہوا کہ جو آپ کی بے لوث دینی و ملی ۳۰ سالہ خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔٦٤

"آپ کی بے لوث دینی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے میری دلی خواہش پوری ہوئی' میرے مرشد پاک کی قسم سے لکھا جا چکا ہے اور وہ صحیح بھی ہے"۔٦٥

(۵۸)
ڈاکٹر محمد سعید احمد

(سجادہ نشین خانقاہ خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ' دہلی)

"جناب نے جس قدر محنت و کوشش سے اپنا قیمتی وقت نکال کر اپنی پوری زندگی کو تحقیق و تجدید میں صرف فرمایا ہے واقعی اس لحاظ سے خطاب "مجدد مائتہ حاضرہ" بھی کم ہے۔ سمندر تحقیق و تجدید کی عمیق گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر جو نادر موتی کتب ہائے کثیرہ میں پروئے ہیں وہ اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ اگر اس کے ساتھ یہ بھی بڑھا دیا جائے۔۔۔۔ "آسمان علم کے کوکب درخشاں"۔۔۔ تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اللھم زد فزد' آمین!٦٦

٦٣۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۴ اگست ۱۹۵۸ء

٦٤۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۷ مارچ ۱۹۹۱ء

٦٥۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

٦٦۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء

Marfat.com

(۵۹)

پروفیسر شیخ عبدالماجد
(صدر شعبہ تاریخ، گورنمنٹ ڈگری کالج، سکھر)

(آپ نے کم و بیش سوا سال کا جو عرصہ کالج ہذا میں گزارا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ عملے کے ہر فرد کے لئے (بلکہ طلباء کے لئے بھی) باعث تسلی و تشفی، تسکین و اطمینان رہا ہے۔ نرمی و سلامت روی، حسن ظن و رواداری، محبت و شفقت اور عدم عصبیت کے حسین جذبات کا پرخلوص اظہار جس طرح اس دوران میں آپ کی طرف سے ہوتا رہا، اس کے لئے یقیناً" ہمارے دل ہمیشہ آپ کے ممنون رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس حسن سلوک کی بہترین جزاء آپ کو فی الدنیا والاخرہ عطا فرمائے۔ آمین!")

(مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ ۲۵ مارچ ۱۹۹۱ء)

(۶۰)

پروفیسر عبدالغفور سومرو، شکار پور سندھ

"آپ بزرگوں کی پاکیزہ زندگی، نصیحت ہم جیسے نالائقوں کے لئے مشعل راہ کی مانند ہے۔ اس دور میں آپ بزرگوں کی زندگی، ایک مثالی زندگی ہے۔ عاجز نے سورۂ نحل ۱۶، پارہ ۱۴ اور آیت نمبر ۹۷

من عمل صالحا" من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیواہ طیبتہ و لنجزینھم اجھم باحسن ما کانو یعملون (۹۷)

"سے قرآن مجید کی روشنی میں آپ بزرگوں کی زندگی کا نمونہ حقیقتاً" دیکھ لیا ہے۔ کہ آپ کی زندگی مجسمہ سچائی، فرماں برادری، حق کی رہبری، خشیت ایزدی، حق کی روشنی، بے حد خوبیوں و صفات سے آپ کی ذات موصوف ہے"۔ ۶۸

۶۸۔ مکتوب محررہ ۳، ستمبر ۱۹۹۵ء بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

Marfat.com

(۶۱)

قاضی حمایت اللہ

(پرنسپل دانش کدہ، کراچی)

"یہ زور و کمال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہزاروں میں سے ایک کو انعام ہوتا ہے کہ جسے دور قدیم والے بھی چاہیں اور دور جدید والے بھی سراہیں اور استفادے میں دونوں برابر ہیں، اللھم زد فزد۔ ایسٹرونومی والے اسے JANUS کا مقام دیتے ہیں کہ یہ ستارہ دروازے کی طرح اپنے دونوں رخ روشن رکھتا ہے اور ہزاروں لاکھوں میں ایک ہی ہوتا ہے ورنہ دوسرے عام و خواص ستاروں کی روشنی دیوار کے مانند ہے کہ صرف ایک رخ روشن ہے، دوسرا تاریک، یا تو دور قدیم والے اپنائیں اور دور جدید والے کترائیں یا اس کے برعکس۔۶۹

(۶۲)

سید مسعود حسن شہاب دہلوی

(مدیر ہفت روزہ "الہام" وسہ ماہی "الزبیر" بہاولپور)

"محقق کی خوبی یہی ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھایا جائے اس کا حق ادا کر دیا جائے۔ اس خصوص میں آپ کی تالیفات و تصنیفات بڑی وزن دار ہوتی ہیں۔۷۰

(۶۳)

محمد ظہور اللہ نوری

(ایم اے علوم اسلامیہ فاضل عربی مستند درس نظامی، اوکاڑہ کینٹ)

"پروفیسر صاحب رئیس التحریر والتحقیق ہیں۔ ان کے قلم سے حق کے ماسوا کچھ نہیں ٹپکتا۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب کی زلفوں کے صدقے پروفیسر صاحب کے علم و فضل خصوصاً" عمر میں اضافہ فرمائے"۔۷۱

۶۹۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۳ جنوری ۷۳ء

۷۰۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۳ مئی ۷۳ء

۷۱۔ مکتوب بنام محمد عبدالستار طاہر، لاہور، محررہ ۱۱ جولائی ۹۶ء

Marfat.com

(۶۴)

رانا محمد ارشد قادری رضوی

(ایم۔اے فاضل تنظیم المدارس --لاہور' اسلام گنج)

"آپ کا پمفلٹ" "غریبوں کے غم خوار" جسے رضا اکیڈمی' لاہور نے شائع کیا ہے نظر سے گزرا' پمفلٹ کیا ہے۔ ہمارے سارے مسائل کا حل اور غریبوں کا مداوا ہے۔ اہل حق کی آواز ہے' اہل دل کی ندا ہے۔ اہل علم کی پرواز ہے۔ اہل شعور کی رفتار ہے۔ اس کا ایک ایک جملہ دل میں اترتا چلا جاتا ہے۔ یقین جانئے میں آج تک شاید ہی کبھی اتنا رویا ہوں گا جتنا آج رویا ہوں۔ ہاں مجھے وہ کربناک گھڑیاں یاد آگئی ہیں کہ ۲۳ مارچ ۸۸ء کو جب میری والدہ ماجدہ کا وصال ہوا۔ اس دن اتنا رویا تھا کہ زندگی میں کبھی نہیں رویا اور اس کے بعد آج رویا ہوں۔

آپ نے پمفلٹ کیا لکھا ہے لفظوں میں جان ڈال دی ہے اور جان ڈال کر انہیں متحرک کر دیا ہے۔ گویا کہ ہر لفظ اپنی شان کمال سے آج چلتا پھرتا نظر آتا ہے بلکہ اگر الفاظ کے معانی اور ان کی حقیقت جاننا مقصود ہو تو آپ کا یہ پمفلٹ اس کو بھی کفایت کرے گا۔ حضرت آپ نے جس انداز میں مضمون لکھا' اس کو پڑھ کر دل میں غریبوں کی وہ محبت پیدا ہوتی ہے کہ اللہ اللہ اگر ذرا سا شعور اور مذہبی غیرت رکھنے والا مال دار یہ مضمون پڑھ لے تو زندگی بھر مساکین و غرباء کو کھانا کھلاتا رہے اور اگر غوب اس کو پڑھ لے یا اس کو پڑھ کر سنا دیا جائے تو وہ کئی دن اس تحریر کی حلاوت محسوس کرتا رہے اور بھوک پیاس بھول جائے۔ اے کاش' کہ آپ کا یہ مضمون ہر فرد بینا تک پہنچے' آمین"۲۷

(۶۵)

ملک محمد سعید مسعودی

(ناظم ادارہ مظہر اسلام' مجاہد آباد' مغلپورہ۔ لاہور)

"آپ کی بیشتر تصانیف مطالعہ کی ہیں۔ بالخصوص امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام پہلوؤں پر مطالعہ کیا۔ آپ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے جو کہ تا زندگی

۲۷۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد۔ موصولہ ۱۷ مئی مارچ ۱۹۹۰ء بمقام سکھر

Marfat.com

نہیں بھول سکتا۔ کیونکہ اس سے قبل میں اعلیٰ حضرت کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتا تھا' مجھ پر بد مذہبوں کا سایہ تھا۔ ان لوگوں نے میرے سامنے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو ایک عام مولوی' نعت خواں' میلاد خواں' فرقہ پرست ظاہر کیا تھا۔ بہرکیف آپ کی تحریروں کا مطالعہ کیا تو دنیا کا رنگ ہی نرالا آیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حق کا راستہ دکھایا"۔ ۷۳

(۶۶)

احمد سرفراز ضیغم' پشاور یونیورسٹی' ٹیکسلا

آپ کا رسالہ "نور و نار" پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اتنی خوشی ہوئی کہ آپ یقین کریں کہ اب تک پانچ مرتبہ اسے پڑھ چکا ہوں اور مزید برآں یہ کہ آپ کا پھیلایا ہوا نور کا یہ پیکر اور لوگوں کو بھی فیضان پہنچا رہا ہے خاص کر ابلیس و آدم کا تجزیہ' مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حق و باطل کا غیر جانبداری سے تذکرہ نہ صرف ایک خالی الذہن بلکہ نجدی عقائد رکھنے والوں کے لئے بھی اہم ترین خصوصیت کا حامل ہے"۔ ۷۴

(۶۷)

میاں غلام سرور

(ایم۔اے علوم اسلامیہ' ایم۔اے فارسی صدر بزم اقبال' گوجرخان ضلع راولپنڈی)

"آپ سواد اعظم کی تاریخی خدمات انجام دے رہے ہیں' آپ کی فاضلانہ تحریریں اس عظیم مگر مظلوم مسلک کی صحیح ترجمانی کر کے سینوں میں اعتماد پیدا کر رہی ہیں"۔ ۷۵

"آپ کی ذات اقدس نے جو مسلک حقہ کے لئے خدمات سرانجام دی ہیں وہ ایک گرانقدر سرمایہ ہے۔ آپ کے دل میں جو عشق مصطفیٰ موجزن ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مقام مصطفیٰ

۷۳۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ محررہ ۲۴ مئی ۱۹۹۰ء

۷۴۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۰ جون ۱۹۸۰ء

۷۵۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' محررہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۹ء

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں آپ کی تحریریں ایک زندہ و پائندہ ثبوت ہیں۔ اللہ جل مجدہ' بطفیل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ اولیائے کرام و عظام اس میں مزید اضافہ فرمائے"۔۷۶

آپ ماشاء اللہ اتنا کام کر رہے ہیں جو بعض اداروں سے بھی زیادہ ہے' اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور طویل زندگی عطاء فرمائے۔۷۷

(۶۸)

چوہدری حبیب احمد

(قدیم کارکن تحریک پاکستان' فیصل آباد)

"آپ کے پیدا کردہ جذبوں' ولولوں اور عزم و ارادہ نے غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب غفلت سے بیدار اور احساس فرض کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ اور اب

محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں ۷۸

(۶۹)

سید انور علی ایڈووکیٹ

(ایڈووکیٹ آف سپریم کورٹ آف پاکستان' کراچی)

"پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب محققانہ انداز فکر کے ساتھ ساتھ غیر متعصب قلب و نظر بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حقائق کو بے لاگ پیش کرتے ہیں۔ نہ کسی کی دل آزاری ان کا مقصود ہوتا ہے اور نہ کسی کی تذلیل و تحقیر۔۔ بعض اہل قلم حقائق کو ایک طے شدہ رائے کی بنیاد پر لاتے ہیں مگر پروفیسر صاحب اس کے برعکس رائے کو حقائق کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں۔ اور میرے خیال میں یہی چیز ایک محقق کے شایان شان ہے بھی"۔۷۹

۷۶۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' محررہ ۷ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۷۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' محررہ ۵ ستمبر ۱۹۸۱ء

۷۸۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۲ جولائی ۱۹۷۶ء

۷۹۔ تقدیم کتاب "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۵

Marfat.com

(۷۰)

قاضی ناصر

(دارالتحقیق، اسلام آباد مقبوضہ کشمیر۔ بھارت)

"اسلام کے لئے آپ کی خدمات مشہور و معروف اور لائق تحسین و آفرین ہیں۔ مسلم حلقے ان خدمات کے دل سے معترف ہیں اور ان کو سراہتے ہیں"۔ (ترجمۂ انگریزی)۸۰

(۷۱)

محمد بناء

(سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل، ڈربن، جنوبی افریقہ)

"دنیائے سنیت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی بہت ہی ممنون ہے کہ جنہوں نے اسلام کے مجددین میں سے ایک عظیم مجدد کے پیغام اور تعلیمات کو پھیلانے کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کر دی ہے۔ پروفیسر صاحب نے مغربی دنیا اور انگریزی جاننے والی عالمی اقوام میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا خوب تعارف کرایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک عاشق کی علمی خدمات کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے پروفیسر مسعود احمد کو خاص طور پر منتخب فرمایا ہے تو ہمیں ذرہ برابر تعجب نہ ہوگا"۔ (ترجمہ انگریزی)۸۱

(۷۲)

حافظ مظہرالدین مرحوم

"مسعود کا فکر، مسعود کا اسلوب بیان اور مسعود کا جذبہ تینوں قابل قدر ہیں"۔ ۸۲

۸۰۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد محررہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء

۸۱۔ پیش لفظ 'دی لائٹ' مطبوعہ ڈربن، جنوبی افریقہ ۱۹۹۱ء

۸۲۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۹ جون ۱۹۷۵ء

Marfat.com

(۷۳)

سید محمد طاہر الحسن

(سیکرٹری بزم فیضان حق و علامہ سید سلیمان ندوی لائبریری' نیو کراچی)

"آپ کے منصفانہ و مبصرانہ انداز تحریر کا گرویدہ ہوں' آپ کی تحریر اور مقالہ جات کا بہت پرانا قاری ہوں۔ آپ کے مضامین تاریخی معلومات اور علمی تحقیقات کا امتزاج اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ آپ کا انداز بیان انتہائی شستہ و شائستہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر حقیقت پسندانہ رویہ' مستند و مدلل اور ناقابل تردید دلائل سے لبریز ہوتا ہے۔ آپ کے تحقیقی مضامین اور مقالہ جات قاری کے دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔ آپ علمی اور دینی خدمات میں اس مقام پر فائز ہیں جن کا احاطہ الفاظ میں ناممکن ہے۔ آپ تشنگان علم کی جو خدمات بحیثیت پرنسپل انجام دے رہے ہیں وہ محتاج تعارف نہیں۔ ۸۳

"نوجوانوں میں تحصیل علم کی جستجو کو بیدار کرنے میں آپ کی نگارشات قلمی خاصا کردار ادا کر رہی ہیں۔ آپ کی تحریریں الجھاؤ اور ابہام سے پاک و صاف ہیں۔ ابواب کی ترتیب اور سوانحی خاکوں کو مرتب کرنے میں آپ ید طولیٰ رکھتے ہیں' آپ کا انداز بیان انتہائی دلنشین ہے۔ آپ تدریسی اور قلمی خدمات کے ساتھ علم معرفت کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ فکر و نظر اور علمی مذاق و ادبی شان گویا مفتی اعظم سے آپ کو ورثے میں ملی ہے۔ آپ کے انداز بیان اور طرز تحقیق کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ عصر جدید کے انقلابات کو بھی اپنے پیش نظر رکھ کر اپنے مقالات ضبط تحریر میں لاتے ہیں۔ آپ کی تحریر ماحول اور معاشرے کی ضروریات کے عین مطابق ہوتی ہے۔ آپ کی نگارشات قلمی پر میری تحسین' ناشناس ادب کی تحسین سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی"۔ ۸۴

"آپ ایک ذی استعداد محقق ہونے کے ساتھ اسلوب نگارش کا سادہ مگر پر معزز گوہر بے بہا رکھتے ہیں۔ آپ کے علمی اور تحقیقی کاموں کو اہل علم طبقے میں بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔ آپ کا دامن تحریر قوی دلائل سے مرصع ہوتا ہے' سادہ و دل نشین اسلوب نگارش آپ کی

۸۳۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' محررہ ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء

۸۴۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' محررہ ۱۰ فروری ۱۹۸۱ء

Marfat.com

تحریر کا خاصہ ہے اور کیوں نہ ہو آپ اس عظیم ہستی کے نور بصر ہیں جہاں شریعت و طریقت باہم بغلگیر ہو گئے تھے۔ ۸۵

(۷۴)

عبدالرشید صاحب

(سینئر فنانس افسر، ریاض، سعودی عرب)

"جس انداز میں آپ دین نبی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول و منظور فرمائے۔ ملت اسلامیہ کو اس سے استفادہ کی توفیق دے اور آپ کو بلند ہمتی و صحت کاملہ سے نوازے رکھے۔ آپ کی ذات اقدس ہمارے لئے پاکستان میں سب سے اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ و سرپرستی ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین" ۸۶

(۷۵)

جناب عبدالباری خاں

(ڈائریکٹر المجمع الاسلامی، مبارک پور، بھارت)

"پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایک جانے پہچانے کوثر نگار اور فراخدل قلمکار ہیں۔ انہوں نے وجدان، وراثت اور فطرت کے طفیل اپنا مقام حاصل کیا ہے۔ تحقیقی شہ پارے قلم بند کرنے اور پیش کرنے کے فن میں خود کو بنایا اور سنوارا ہے، تحقیق میں محنت اور حقائق و شواہد کے صحیح انطباق میں اپنا منفرد اسلوب تحریر پیدا کیا ہے۔ جو تحقیقی مواد پر مبنی ان کی غیر جانبدارانہ فکر کے ساتھ ملا جلا ہوتا ہے۔ (ترجمہ انگریزی) ۸۷

۸۵۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء

۸۶۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۲ صفر ۱۴۰۴ھ

۸۷۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء

Marfat.com

(۷۶)

بدیع الزمان' ایم۔اے' بی۔ایڈ

(ٹکر' صوبہ سرحد)

"ایک عزیز سے آپ کی گراں قدر اور معرکتہ آلارا مصنفات میسر آئیں۔ آپ کی کتابیں پڑھ کر بہت ہی مسرت ہوئی۔ ان کتابوں میں مکمل دلائل و شواہد بھی ہیں اور حوالے بھی۔ میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنی مساعی میں کامیاب و کامران ہوں۔ آمین! (ترجمہ انگریزی)۸۸

(۷۷)

امیر البیان میر حسان الحیدری)

(صدر المجمع العلمی العربی' پاکستان)

"آپ اہل سنت کے ایک مایہ ناز اہل قلم اور نابغہ روزگار صاحب علم ہیں۔ آپ کی ایک دو تخلیقات نظر سے گزری ہیں جو آپ کی عظمت و فضیلت کے لئے شاہد عادل ہیں"۔۸۹

(۷۸)

مقبول جہانگیر

(سابق مدیر سیارہ ڈائجسٹ' لاہور)

"پروفیسر صاحب کی تحریر کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ اپنی تحریر کے کسی جملے میں ایک لفظ زائد تحریر نہیں فرماتے۔۹۰

۸۸۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' محررہ ۱۰' جنوری ۱۹۸۳ء

۸۹۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۱۸' اکتوبر ۱۹۸۵

۹۰۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ ۲۰ جون ۱۹۸۲ء

Marfat.com

(۷۹)

منظور حسین جیلانی

(وائس پریذیڈنٹ، حبیب بنک، کراچی)

"پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد تعارف کے محتاج نہیں بالخصوص اندرون ملک اور بیرون ملک امام احمد رضا پر تحقیق کے حوالے سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں کا بین الاقوامی سطح پر تعارف کا سارا کریڈٹ آپ ہی کو جاتا ہے۔۔ آپ کی والہانہ، بے لوث اور انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج بین الاقوامی برادری مشرق کے اس عبقری کو جانتی ہے اور متعدد فضلاء امریکی، یورپی اور افریقی ممالک میں امام احمد رضا پر ریسرچ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب بحیثیت محقق نہ صرف ایک خاص طبقے کے پڑھنے والوں میں بلکہ جس انداز سے انہوں نے حقائق کو پیش کیا ہے، ان کو تمام حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور داد و تحسین دی جاتی ہے۔۔۔۔ ان کی تحقیق کا ایک انوکھا امتیاز یہ ہے کہ جو کچھ وہ لکھتے ہیں وہ ہمیشہ غیر متنازع فیہ حوالے پیش کرتے ہیں۔۔۔۔ ان کی تحریر کا دوسرا قابل ذکر امتیاز یہ ہے کہ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کون کس مسلک فکر سے تعلق رکھتا ہے بلکہ وہ مسائل و معاملات کو قرآن و سنت اور حقائق کی صحیح تشریحات کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔

ان کے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، اول ان الزامات کا تنقیدی جائزہ لینا جو امام احمد رضا پر لگائے گئے اور دوم محققوں، دانشوروں، علماء و مشائخ اور مجموعی طور پر عامۃ الناس کے سامنے امام احمد رضا کی شخصیت کے وہ پہلو پیش کرنا جو ابھی تک دریافت نہیں کیے گئے۔ خصوصاً" علوم جدیدہ سے متعلق امام احمد رضا کے وہ آثار پیش کرنا جو ان سے یادگار ہیں"۔۹۱

۹۱۔ پیش لفظ انگریزی ترجمہ "گناہ بے گناہی" مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء، ص ۳/۴

Marfat.com

(۸۰)

محمد صدیق ضیاء انجینئر نقشبندی مجددی، تربیلہ ڈیم

"مقامات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمتہ اللہ علیہ پر آپ نے بہت سی شہرۂ آفاق کتابیں تصنیف فرمائیں جو اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ پھر اس خدمت سے مخالفین ہی دم بخود نہیں، معتقدین کا سر بھی بلند ہوا ہے۔۔ اللہ کریم نے آپ کے قلم کو ایک قوت اور بڑی تاثیر بخش رکھی ہے"۔ ۹۲

(۸۱)

سید مسعود اعجاز بخاری

میرپور، آزاد کشمیر

"آپ کی تحریریں ایک طرف تو حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور ہوتی ہیں، دوسری جانب اعلی تحقیق و تنقیدی معیارات کی حامل، انتہائے فکر و دانش کی غماز اور ادب و انشاء کے بہترین نمونے ہوتی ہیں...... آپ کی تخلیقات پڑھ کر بصیرت افروزی، روحانی سکون، ایمانی حرارت اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندر موجزن ہونے لگتا ہے۔ علم و دانش کا حقیقی سرچشمہ عشق الٰہی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ یہ چراغ روشن رکھے ہوئے ہیں"۔ ۹۳

۹۲۔ مکتوب محررہ ۷، ااکتوبر ۱۹۹۱ء

۹۳۔ مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد محررہ، جون ۱۹۹۵ء

Marfat.com

(۸۲)

بزم عاشقان مصطفیٰ، لاہور

"پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نہایت علم دوست اور حق پسند انسان ہیں۔ تقریباً" سترہ سال سے زیادہ عرصہ سے اعلیٰ حضرت پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ فاضل بریلوی کی ذات گرامی کو مغربی دنیا میں متعارف کرانے میں آپ کا بہت ہاتھ ہے۔ پروفیسر صاحب کی تحریروں کی خاص خوبی ان کا عام فہم اور حقائق پر مبنی ہونا ہے۔

ادارہ دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو فاضل بریلوی کی فکر و شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی کام میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے"۔ ۹۴

(۸۳)

ماہنامہ استقامت، کانپور، بھارت

"سعادت لوح و قلم حضرت پروفیسر مسعود احمد صاحب ہندو پاک کی ان گنی چنی علمی شخصیتوں میں سے ہیں جو عصری علوم کے تقاضوں سے باخبر، درستگی رائے، پختگی فکر، سلاست زبان اور شگفتگی بیان کے اعتبار سے ممتاز و منفرد مقام کی حامل ہیں۔ آپ حضرت مفتی محمد مظہراللہ صاحب امام و خطیب شاہی مسجد فتح پوری، دہلی کے فرزند ارجمند ہیں۔ دینی و ادبی ماحول میں پرورش پائی اور تعلیم و تربیت پر اسلامی رنگ غالب رہا۔ عصری علوم کی تکمیل کے بعد ہی سے آپ علمی و تحقیقی کاموں میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اب تک بیسیوں علوم و فنون سے متعلق تحقیقی و علمی مقالات، تراجم اور کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں"۔ ۹۵

موصوف کا قلم مثالی و انفرادی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جملے اور محاورے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ ۹۶

۹۴۔ ابتدائیہ حیات امام اہلسنت۔ مطبوعہ نومبر ۱۹۹۱ء

۹۵۔ شمارہ فروری ۱۹۸۳ء۔ ص ۳۳

۹۶۔ شمارہ جولائی ۱۹۸۱ء ص ۳۰

Marfat.com

(۸۴)

ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور

"آپ کا قلم فاضل بریلوی کی تعلیمات کو عام کرنے میں دریائے فیضان بن کر رواں دواں ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت پر بے پناہ کتابیں اور لاتعداد مقالات لکھے ہیں۔ آپ ایک عرصہ سے "مرکزی مجلس رضا" کے رفیق قلم و اشاعت ہیں اور مجلس نے آپ کی کئی کتابیں زیور طبع سے آراستہ کر کے تقسیم کی ہیں۔ دنیائے اہل سنت میں آپ کو "ماہر رضویات" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کثرت سے اعلیٰ حضرت بریلوی کے مقالات علمیہ کو احاطہ تحریر میں لانے کے ساتھ ساتھ ان تمام حضرات کی علمی رہنمائی بھی کرتے ہیں جو "خیابان رضا" کی مہک کو اپنے قلموں سے پھیلانے میں مصروف ہیں۔ آپ کی تحریریں پاک و ہند کے علاوہ مختلف ممالک کے اہل علم و فضل کی رہنمائی کرتی ہیں"۔ ۹۷

(۸۵)

ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور

"جناب پروفیسر محمد مسعود احمد کا سلسلہ مضامین کس قدر پسند کیا جاتا ہے' اس کا ثبوت وہ ڈھیروں خطوط ہیں بیرون ملک اور اندرون ملک سے ہمیں موصول ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے جملوں میں وہ جس طرح بڑی بڑی باتیں لکھ دیتے ہیں' یہ انہی کا حصہ ہے' سمندر کوزے میں بند کرنا کوئی ڈاکٹر صاحب موصوف سے سیکھے۔ ۹۸

(۸۶)

ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی

"اہل سنت کے لئے قحط الرجال کے اس دور میں آپ ایسے اہل قلم کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے فیضان قلم کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کی سعی

---

۹۷ شمارہ نومبر ۱۹۹۱ء ص ۱۶

۹۸ شمارہ اکتوبر ۱۹۷۴ء ص ۶۹

Marfat.com

فرمائیں گے۔۹۹

(۸۷)

ماہنامہ "الاشرف" کراچی

"ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ' کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں' آپ عالم باعمل' صوفی باصفا' مفتی اعظم اعلیٰ حضرت شاہ محمد مظہراللہ قدس سرہ' (شاہی امام مسجد فتح پوری' دہلی) کے لائق فرزند ہیں۔ جدید و قدیم علوم پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ فکر و نظر میں وسعت ہے' تحریر و تقریر پر پوری دسترس حاصل ہے' مصنف و محقق ہیں۔ دور حاضر کے مسائل کو سمجھنے اور تعلیمات اسلامی کی روشنی میں ان کا حل پیش کرنے کی خداداد صلاحیت تو آپ کو ورثے میں ملی ہے۔

پاکستان میں جناب ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ' کی ذات گرامی مسلمانان پاکستان بالخصوص سواد اعظم اہل سنت کے لئے ایک نعمت سے کم نہیں۔ موصوف کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔۱۰۰

"آپ تو شخصیت ہی ایسی ہیں کہ

مستند ہے جن کا فرمایا ہوا

"محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سرمایہ حیات ہے اور یہی سامان بخشش بھی ہو گا انشاءاللہ!۔۔۔۔ حضرت کا دم بڑا غنیمت ہے۔ تحریر و تقریر کا منفرد انداز ہے۔ تحقیق و تنقید میزان عدل میں تلی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ علم و عمل کی قوت و صلاحیت وافر کرے۔ آمین!"۱۰۱

---

۹۹ مکتوب مدیر ماہنامہ ترجمان اہل سنت' کراچی' محررہ ۱۴ جولائی ۱۹۷۱ء

۱۰۰۔ مدیر ماہنامہ الاشرف' کراچی' شمارہ فروری ۱۹۸۰ء

۱۰۱۔ مدیر ماہنامہ الاشرف' شمارہ دسمبر ۱۹۹۶ء

Marfat.com

(۸۸)
ماہنامہ فیضان مصطفیٰ' واہ کینٹ

"مورخ اسلام ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ دور حاضر میں آپ کی شخصیت عالم اسلام کے لئے ایک نعمت خداوندی ہے"۔۱۰۲

(۸۹)
پندرہ روزہ "کسٹمز نیوز" کراچی

"پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد جو امام احمد رضا خاں کی شخصیت اور ان کے افکار کے حوالے سے پورے برصغیر میں ایک اتھارٹی ہیں"۔۱۰۳

(۹۰)
پندرہ روزہ "الحسن" پشاور

"آپ ایک کہنہ مشق ادیب اور بے باک محقق ہیں' محققانہ انداز بیان آپ کا طرۂ امتیاز ہے جس سے آپ علماء میں ممتاز نظر آتے ہیں۔۱۰۴

(۹۱)
مجلّہ "پاکستان انٹیلی کچوئل فورم" کراچی

"برصغیر میں امام احمد رضا خاں کی تحقیقی و علمی خدمات کے حوالے سے ایک اتھارٹی ہیں"۔۱۰۵

(۹۲)
ہفت روزہ "نظریہ پاکستان" فیصل آباد

"جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم۔اے' پی۔ایچ۔ڈی کا انداز نگارش جس میں حسن و جمال' پاکی و درخشانی' پھر دریائے تحقیق میں آب حقیقت افروز کی طربناک

۱۰۲۔ شمارہ مئی ۱۹۹۴ء ص ۷۷
۱۰۳۔ شمارہ ۱۶ اگست تا ۳۱ اگست ۱۹۹۰ء
۱۰۴۔ مدیر پندرہ روزہ "الحسن" پشاور شمارہ ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء
۱۰۵۔ مختصر سوانح مسعود ملت' ص ۴۴' مطبوعہ ۱۹۹۰ء' ۱۹۹۱ء

Marfat.com

روانی اور انداز واسلوب میں سلیم الفطرت طبع مومنانہ کی عاشقانہ جولانی ایک ایک سطر میں اور پھر آسمان صحافت کے درخشندہ ورخشندہ تابناک ستاروں کی ضوفشانی ایک ایک حرف میں جھلمل جھلمل کرتی نظر آتی ہے۔۱۰۶

(۹۳)

ہفت روزہ "افق" کراچی

"پروفیسر مسعود صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، بحیثیت عالم و فاضل اور محقق و مصنف وہ دنیائے ادب میں اپنا مقام پیدا کر چکے ہیں۔ پچھلے پندرہ سولہ برسوں میں انہوں نے ایک درجن سے زیادہ کتابیں اور ایک سو سے زیادہ تحقیق مضامین اور مقالات لکھے ہیں جو شائع ہو چکے ہیں اور نہ صرف پاکستان، بلکہ دیگر ممالک میں بھی ان کی شہرت کا سبب بنے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تحقیقی انداز فکر کے ساتھ ساتھ طرز تحریر میں بھی مسعود صاحب کے یہاں انفرادیت کا رنگ جھلکتا ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے اور سیدھے سادے جملوں میں بڑی سے بڑی بات کہہ جاتے ہیں۔ ان کے یہاں اعتدال و پختگی، شگفتگی و روانی بدرجہ اتم موجود ہیں۔۱۰۷

محترم مسعود صاحب کی علمی اور دینی خدمات بذات خود مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو ایک بہت بڑا خراج عقیدت ہیں۔۱۰۸

۱۰۶۔ مدیر ہفت روزہ نظریہ پاکستان، فیصل آباد، شمارہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۱ء

۱۰۷۔ مدیر ہفت روزہ افق، کراچی، شمارہ ۵ فروری ۱۹۷۸ء

۱۰۸۔ مدیر ہفت روزہ افق، کراچی، شمارہ ۱۸ فروری ۱۹۷۸ء

Marfat.com

باب ۴

افسرانِ بالا کی خصوصی رپورٹیں

Marfat.com

Urdu Translation of

Annual Confidential Reports

(A - C - R)

Prof. Dr. Mu[illegible]

Principals [illegible]

fr[illegible]

۱۰۶۔ مدیر ہفت روزہ نظریہ پاکستان، لیص

۱۰۷۔ مدیر ہفت روزہ افق کراچی، شمارہ ۵ فروری

۱۰۸۔ مدیر ہفت روزہ افق کراچی، شمارہ ۱۸ فروری ۷۸ء

Marfat.com

نوٹ

ان پرنسپلز اور ڈائریکٹرز میں

☆ سُنّی بھی ہیں
☆ دیوبندی بھی ہیں
☆ شیعہ بھی ہیں
☆ آزاد منش بھی ہیں
☆ مہاجر بھی ہیں
☆ سندھی بھی ہیں
☆ پنجابی بھی ہیں

----مگر سب کی رائے اور خیالات یکساں ہیں----فالحمد للہ علیٰ ذالک----

آئیں ملاحظہ فرمائیں:۔

Marfat.com

(۱)

۱۹۵۹ء

پروفیسر کرار حسین

(پرنسپل گورنمنٹ ایس۔اے۔ایل کالج، میر پور خاص، پارکر، سندھ)

"آپ کا تعلق دھلی کے ایک صوفی اور اسکالر گھرانے سے ہے۔ آپ ایک مذہبی رجحان رکھنے والے ذہین اور شریف نوجوان ہیں۔ روزانہ اسمبلی میں خطاب کی ذمہ داری ان کے سپرد ہے۔"

(۲)

۱۹۶۰ء

پروفیسر کرار حسین

(پرنسپل گورنمنٹ ایس۔اے۔ایل کالج، میر پور خاص، پارکر، سندھ)

"وہ ایک مذہبی ذہن رکھنے والے نہایت ہونہار نوجوان ہیں۔"

(۳)

۱۹۶۱ء

راجا ایف۔ ایم۔ ماجد

(پروفیسر ایس۔اے۔ایل کالج، میر پور خاص، پارکر سندھ)

"جناب مسعود احمد صاحب کا تعلق دہلی کے ایک قابل احترام گھرانے سے ہے جس نے مسلمانوں میں مذہبی شعور پیدا کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

جناب مسعود صاحب کو بھی اپنے خاندان کی اعلیٰ روایات وراثت میں ملی ہیں وہ بہت ہی ایماندار اور بہت ہی شریف نوجوان ہیں، بہت ہی بااخلاق اور دل کش نوجوان ہیں۔ اپنے مضمون کے متعلق ان کا علم بہت ہی شاندار ہے جس میں وہ اول آئے اور طلائی

Marfat.com

تمغہ حاصل کیا۔ وہ ایک اسٹیٹ آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور کالج سے متعلق تمام عمارات کے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے اپنے فرائض کو بہت ہی ایمانداری اور مستعدی سے ادا کیا ہے۔ ان کے ساتھی اور شاگرد ان کی بہت ہی عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے بزم ادب کے تحت چند ایک پر جوش تقریبات کا انتظام کیا جس کے وہ آفیسر انچارج ہیں۔"

(۴)

۱۹۶۲ء

پروفیسر راجا ایف۔ ایم۔ ماجد

(گورنمنٹ ایس۔ اے۔ ایل کالج' میرپور خاص۔ پارکر سندھ)

"جناب مسعود احمد صاحب کا تعلق دہلی کے ایک سید خاندان سے ہے جو اپنے مذہبی جوش اور پاکیزگی و تقویٰ کے لئے مشہور ہے۔ انہوں نے اپنے خاندان کی روایات کو جاری رکھا اور ایک محنتی' نیک اور ایماندار نوجوان ہونے کی حیثیت سے اپنے سے متعلق تمام لوگوں (طلبہ)' اساتذہ اور ملازمین کو متاثر کیا ہے۔ انہوں نے بہت ہی ایمانداری اور مستعدی سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ ان کی سحر انگیز شخصیت کو ان کے شاگرد اور ساتھی سب ہی پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے ادبی کاموں میں دلچسپی لی اور مختلف رسالوں میں باقاعدگی سے مضامین بھیجتے رہے۔ بزم ادب کے انچارج' اسسٹنٹ آفیسر اور کالج میگزین کے مدیر ہونے کی حیثیت سے شاندار کام سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر وہ شعبہ تعلیم میں رہے تو یقیناً" ان سے یہ شعبہ فائدہ حاصل کرے گا۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جانا چاہئے اور ترقی کے بہتر مواقع فراہم کئے جانے چاہئیں تاکہ وہ شعبۂ تعلیم سے وابستہ رہیں۔"

(۵)

۱۹۶۳ء

پروفیسر راجا ایف۔ ایم۔ ماجد

(پروفیسر ایس۔ اے۔ ایل کالج میرپور خاص' پارکر سندھ)

"شاندار استاد' بے داغ دیانت کے مالک اور ایک مددگار ساتھی۔۔۔۔۔"

Marfat.com

(۶)

۱۹۶۴ء

پروفیسر وائی۔ اے کھوکھرا

(پرنسپل گورنمنٹ ایس۔ اے۔ ایل کالج، میر پور خاص، پارکر سندھ)

"جناب مسعود صاحب دل نواز اخلاق اور عالمانہ شمائل کے مالک ہیں وہ مخلص اور محنتی ہیں اور اپنے فرائض کو احساس ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔"

(۷)

۱۹۶۵ء

پروفیسر وائی۔ اے کھوکھرا

(پرنسپل گورنمنٹ ایس۔ اے۔ ایل، کالج، میر پور خاص، پارکر، سندھ)

"وہ دل پسند اخلاق اور عالمانہ خصائل کے مالک ہیں وہ اپنے فرائض کو شاندار طریقے اور احساس ذمہ داری کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ وہ مخلص، ایماندار اور محنتی ہیں۔ وہ اپنی تنخواہ کا پانچ فی صد N.D.T کو عطیہ دیتے ہیں انہوں نے دورانِ جنگ ۱۹۶۵ء سول ڈیفنس کنٹرول روم میں اپنے فرائض انجام دیئے۔"

(۸)

۱۹۶۶ء

پروفیسر محمد اکرم انصاری

(پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ، بلوچستان)

"ان کا تعلق ایک اعلیٰ خاندان سے ہے۔ وہ ایک سادگی پسند، سادہ مزاج، نیک اور اعلیٰ پائے کے دیانت دار ہیں۔ وہ مستعد اور عالمانہ خصائل کے مالک ہیں۔ وہ مخلص، محنتی اور قابل اعتماد ہیں۔ مجموعی طور پر ان کا کام قابل تعریف ہے ان کی EFICIENCY BAR عبور کرنے کی بھرپور سفارش کی گئی ہے۔"

Marfat.com

(۹)

۱۹۶۷ء

پروفیسر محمد اکرم انصاری

(پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ، بلوچستان)

"وہ بااصول، سنجیدہ و متین اور فرض شناس ہیں۔ اپنے مضمون کا استاد ہونے کی حیثیت سے وہ مذہب اور اردو ادب دونوں میں بہتر رہنمائی فراہم کرتے ہیں ---- وہ ادارے کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔"

(۱۰)

۱۹۶۸ء

پروفیسر محمد اکرم انصاری

(پرنسپل، گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ، بلوچستان)

وہ بااصول اور فرض شناس ہیں۔ وہ مذہب اور اردو ادب میں اچھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔"

(۱۱)

۱۹۶۹ء

پروفیسر محمد اکرم انصاری

(پرنسپل، گورنمنٹ، ڈگری کالج، کوئٹہ، بلوچستان)

"وہ بہت مذہبی، متانت پسند اور متوازن ہیں۔ وہ تدریس و تعلیم میں ہمیشہ باقاعدہ اور بااصول رہے ہیں اور اپنے شاگردوں کو معقول اور صحت مند رائے سے نوازتے رہے ہیں۔"

Marfat.com

(۱۲)

۱۹۷۰ء

ڈاکٹر سید شبیہہ حیدر رضوی

(پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج' ٹنڈو محمد خاں' سندھ)

"ایک قابل' مستعد افسر۔۔۔۔"

(۱۳)

۱۹۷۱ء

ڈاکٹر سید شبیہہ حیدر رضوی

(پرنسپل گورنمنٹ ڈگری' کالج' ٹنڈو محمد خاں' سندھ)

"جناب مسعود صاحب نہایت ہی شائستہ و مہذب' قابل اعتماد اور معاون مددگار ہیں۔ وہ عالم و فاضل ہیں اور اپنے مضمون کا گہرا علم رکھتے ہیں۔ وہ کالج کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔"

(۱۴)

۱۹۷۲ء

پروفیسر ایم۔ ذاکر حسین قریشی

(پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج' ٹنڈو محمد خاں' سندھ)

"جناب مسعود صاحب توقعات سے بڑھ کر مہذب' قابلِ اعتماد اور ایماندار ہیں۔ وہ اپنے مضمون کا گہرا علم رکھتے ہیں اور عالم و فاضل ہیں۔ وہ ان تمام فرائض کو مخلصانہ لگن کے ساتھ ادا کرتے ہیں' جو انہیں سونپے جاتے ہیں۔ وہ ایک شاندار استاد ہیں اور ادارے کے لئے واقعی بہت بڑا سرمایہ ہیں"۔

Marfat.com

(۱۵)

۱۹۷۳ء

پروفیسر ایم۔ ذاکر حسین قریشی

(پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹنڈو محمد خاں، سندھ)

"توقعات سے بڑھ کر ایمان دار، مخلص اور معاون ہیں۔ وہ ان تمام فرائض کو جو انہیں سونپے جاتے ہیں، ذمہ داری کے گہرے احساس کے ساتھ پورا کرتے ہیں۔ ایک فاضل ہیں اور اپنے مضمون پر گہرا عبور رکھتے ہیں۔ وہ کالج ہوسٹل اور لائبریری کے انچارج ہیں۔"

(۱۶)

۱۹۷۴ء

پروفیسر فیروز یوسف خان

(پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹنڈو محمد خاں، سندھ)

"ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایک مشہور عالم اور ایک مثالی استاد ہیں۔ وہ اپنے ساتھیوں کی نظر میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں اور اپنی پاکیزگی و تقویٰ اور علمیت کی وجہ سے شاگردوں پر ان کا بہت گہرا اثر ہے۔"

(۱۷)

۱۹۷۵ء

پروفیسر محمد اکرم انصاری

(ناظم تعلیمات، حیدر آباد ریجن، حیدر آباد، سندھ)

"وہ ایک مذہبی، نیک اور ایماندار شخص ہیں------"

Marfat.com

(۱۸)

۱۹۷۶ء

پروفیسر محمد اکرم انصاری

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن' حیدر آباد سندھ)

"وہ بہت بڑے عالم و فاضل ہیں۔ انہوں نے ادارے کی صبر و استقلال سے خدمت کی ہے۔"

(۱۹)

پروفیسر عبدالحمید میمن

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن حیدر آباد' سندھ)

"ایک اچھے انسان جن کا اندازِ فکر متوازن ہے۔۔۔"

(۲۰)

۱۹۸۰ء

پروفیسر وائی۔ اے کھوکھرا

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد' ریجن' حیدر آباد' سندھ)

"عالمانہ خصائل کے افسر ہونے کی حیثیت سے طلباء کے ساتھ ساتھ عوام میں بھی ان کی عزت ہے۔ وہ بہترین اساتذہ اور دیانت دار انسان ہیں۔ وہ صاف گو ہیں اور ذمہ داری کا بلند احساس رکھتے ہیں۔ وہ ادارے کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ ان کا کام بہت شاندار ہے۔۔"

(۲۱)

۱۹۸۱ء

پروفیسر وائی۔ اے۔ کھوکھرا

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن حیدر آباد' سندھ)

"عالمانہ شمائل رکھنے والے افسر کی حیثیت سے طلباء کے ساتھ ساتھ عوام میں بھی

Marfat.com

بہت عزت اور مقام رکھتے ہیں۔ وہ ایک شاندار استاد اور ایک اعلیٰ درجے کے دیانت دار ہیں۔ وہ ایک وفا شعار رکن ہیں۔ وہ ادارے کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ ان کا کام قابل تعریف ہے۔"

(۲۲)

۱۹۸۲ء

پروفیسر وائی۔ اے۔ کھوکھرا

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن' حیدر آباد سندھ)

"وہ ایک ادبی ذوق اور عالمانہ خصائل کے مالک افسر ہیں۔ شاندار استاد اور اعلیٰ درجے کے دیانت دار ہیں۔ وہ ایک مخلص و جاں نثار رکن ہیں اور ادارے کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں۔"

(۲۳)

۱۹۸۳ء

پروفیسر وائی۔ اے کھوکھرا

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن' حیدر آباد' سندھ)

"وہ مذہبی مزاج رکھنے والے افسر ہیں اور لوگ ان کی بہت عزت اور احترام کرتے ہیں وہ ایک بہت اچھے استاد اور ناظم ہیں۔ وہ بہت محنتی ہیں اور اپنے فرائض کو اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔ وہ عالمانہ خصائل کے مالک انسان ہیں۔"

(۲۴)

۱۹۸۴ء

پروفیسر وائی۔ اے کھوکھرا

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن' حیدر آباد' سندھ)

"وہ عالمانہ خصائل کے مالک ہیں' جنہوں نے اردو ادب اور مذہب پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ مذہبی مزاج رکھتے ہیں۔ طلباء اور سٹاف دونوں میں اسلامی روح

Marfat.com

پھونک سکتے ہیں۔ وہ جان نثار رکن ہیں اور کالج کی فلاحی اور تعلیمی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ وہ قابل اعتماد اور معاون مددگار افسر ہیں۔ وہ حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ وہ اپنے فرائض بہتر طریقے سے ادا کرتے ہیں۔"

(۲۵)

۱۹۸۵ء

پروفیسر آفتاب احمد خان

(ناظم تعلیمات، حیدر آباد ریجن حیدر آباد، سندھ)

"وہ ایک خاص روحانی میلان طبع رکھتے ہیں اور اسلامی طرز پر زندگی گزارتے ہیں۔"

(۲۶)

۱۹۸۶ء

پروفیسر آفتاب احمد خان

(ناظم تعلیمات، حیدر آباد ریجن، حیدر آباد، سندھ)

"وہ بہت ہی ذہین اور مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی شخصیت ہے۔"

(۲۷)

۱۹۸۷ء

پروفیسر آفتاب احمد خان

(ناظم تعلیمات، حیدر آباد ریجن، حیدر آباد، سندھ)

"طلباء کے لئے مخصوص مذہبی میلان طبع اور ذوق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک بڑی تعداد میں ضرورت کے مطابق کتابیں لکھی ہیں۔"

Marfat.com

(۲۸)

۱۹۸۸ء

پروفیسر آفتاب احمد خان

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن' حیدر آباد' سندھ)

"وہ قرآن پاک اور اسلامی تعلیمات کے متعلق بہت وسیع علم رکھتے ہیں۔ وہ روحانی طور پر ایک بلند مرتبے پر فائز ہیں اور اعلیٰ ترین درجے کے مسلم مفکر ہیں۔"

(۲۹)

۱۹۹۰ء

عبدالحمید ایم۔ وائی۔ میمن

(ناظم تعلیمات' حیدر آباد ریجن' حیدر آباد' سندھ)

"اعلیٰ۔۔۔۔۔۔پُراعتماد اور تجربہ کار۔۔۔۔۔۔۔"

Marfat.com

باب ۵

خلفائے مسعودِ ملّت

Marfat.com

خلفائے حضرت مسعود ملت

(سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ مسعودیہ)

☆ مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد علیہ الرحمہ، دہلی
سجادہ نشین خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ
خلافت.....۶ر ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ / ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۳ء.....[۱]

☆ علامہ مفتی محمد مکرم احمد، دہلی
سجادہ نشین خانقاہ مظہریہ واما م شاہی مسجد فتح پوری، دہلی
خلافت.....۶ر ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ / ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۳ء

☆ مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی
خلافت.....یکم محرم الحرام ۱۴۰۶ھ / ۱۷ر ستمبر ۱۹۸۵ء

☆ صوبیدار نبی شاہ---- پوگارو، کرک، صوبہ سرحد
بیعت.....۱۹ر دسمبر ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک

☆ علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری مظہری علیہ الرحمہ، لاہور[۲]
خلافت.....۲۹ر جمادی الاول ۱۴۰۷ھ ر ۲ جنوری ۱۹۸۸ء

☆ الحاج غلام قادر خاں مظہری، راولپنڈی
اجازت بیعت.....۱۳ر دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک

۱۔ وصال بتاریخ ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ
۲۔ وصال بتاریخ ۲۸ر جمادی الآخر ۱۴۱۴ھ / ۱۴ر نومبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار

Marfat.com

☆ عزیز ملت ابوالسرور صاحبزادہ محمد مسرور احمد مسعودی، کراچی

بیعت و اجازت و خلافت.....۱۸ر ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ /۲۵ر جون ۱۹۹۲ء

☆ مولانا عطا محمد درس -----مٹھی، ضلع تھرپارکر، سندھ

خلافت.....۹ر رجب المرجب ۱۴۱۵ھ / ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۴ء بروز منگل

☆ پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد رفیق -----لاہور

خلافت.....۳۰ر ربیع الاول ۱۴۱۶ھ / ۲۸ر ستمبر ۱۹۹۵ء بروز پیر

☆ حکیم محمد عاقل چشتی مظہری، دہام پور، -----بجنور (بھارت)

Marfat.com

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی جعل قلوب العارفین شموس المعتقدین والصلوٰة والسلام
علی رسوله خاتم النبیین واصحابه بدور الکاملین وازواجه
امهات المؤمنین وآله سادات المحبوبین

اما بعد اخی العزیز مولانا دکتور محمد سعید احمد سلمه الله تعالیٰ سالها در صحبت والد
گرامی عارف بالله حضرت مفتی اعظم شاه محمد مظهر الله قدس سره العزیز امام و خطیب
مسجد جامع فتحپوری، دهلی تربیت یافته بخصائص گوناگون متخصص گردیده ـ
از عنوان شباب تا این دم استقامت بر فرائض و سنن ورزیده و مدام حاضری
بر مقابر حضرات نقشبندیه، قادریه، چشتیه، سهروردیه بر خود لازم گرفته هم از
ارواح پاک ایشان مستفید گردیده واز علوم جدیده و قدیمه خصوصاً از فنون طب
مشرق و مغرب بهره ور گردیده در خدمت خلق مشغول و مشغوف بوده ... در سلسلهٔ
حضرت ابو الحسین زید فاروقی المجددی دامت برکاتهم العالیه
عالیه نقشبندیه از [illegible] شرف بیعت حاصل نموده از دولت
[illegible] بارها در صحبت [illegible] حضرت مفتی اعظم شاه محمد مظهر الله قدس سره العزیز فیض یافته
روحانی مستفیض شده ـ چون رجوع بفقیر آورد فقیر در امور طریقت استقامت
او دیده و صلاحیت و لیاقت در و یافته اجازت و خلافت سلسلهٔ عالیه نقشبندیه
مجددیه مسعودیه می دهد و امیدوار است در قول و عمل شریعت را محک خود سازند
و در امور معاش و معاد حق جل مجده را کارساز حقیقی انگارند و نظر بر غیر او
نیندازند الا محبوبان او که آنان را غیر او نشمارند ــ از صحبت اهل دنیا
که عاقبت را فراموش کرده‌اند اجتناب ورزند، در ظاهر و باطن همواره،
حق تعالیٰ را مرکز فکر و نظر سازند ــ

رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی
رحمتک وانت ارحم الراحمین ٥

احقر محمد مسعود احمد عفی عنه

۶ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء

یوم دوشنبه

ٹھٹھہ ــ سندھ ــ پاکستان

Marfat.com

ڈاکٹر مولانا محمد سعید احمد مظہری

"حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے برادر اصغر مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہٗ العزیز کے سب سے چھوٹے اور محبوب فرزند تھے۔

بچپن سے لے کر جوانی تک حضرت قبلہ مفتی اعظم کی صحبت کیمیا اثر میں گزری۔ اس لئے ان کی سیرت میں حضرت قبلہ مفتی اعظم کی بعض خوبیاں نظر آتی ہیں۔ قرآن کریم اور اردو، عربی، فارسی کی تعلیم حضرت قبلہ سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتحپوری میں بھی پڑھا۔ مشرقی پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کی سند حاصل کی۔ جے پور سے فن طب میں سند حاصل کی اور کلکتہ سے ہومیو پیتھ میں ڈی۔ایچ۔پی کی ڈگری لی۔ ۵۴ء/۱۹۵۵ء سے پریکٹس شروع کی۔ آپ دہلی کے کامیاب رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹشنر تھے اور ماہر نباض کے طور پر قرب وجوار میں مشہور تھے۔ فن طب میں برادر گرامی مولانا مشرف احمد مظہری صاحب کی صحبت میں مہارت حاصل کی۔ آپ یونانی علاج بھی کرتے تھے۔

آپ نے چونکہ حضرت قبلہ کی صحبت میں ایک عرصہ گزارا ہے، اس لئے سخن فہمی و سخن سنجی کا ذوق سلیم تھا۔ آواز میں سوزوگداز تھا۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑے پُرسوز انداز میں نعت شریف پیش کیا کرتے تھے۔؎

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا، یہ گداز عشق رسول ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے جو نظر میں آئے تو پھول ہے۔

بہت اچھے قاری اور مقرر تھے۔ قرآن کریم خاص سوزوگداز سے پڑھا کرتے۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم کو ڈاکٹر صاحب سے جو خاص انسیت و محبت تھی وہ ان خطوط سے واضح ہوتی ہے۔ جو ۱۹۴۶ء میں سفر حج کے دوران کراچی اور کامران سے دہلی بھیجے تھے۔

Marfat.com

حضرت اہل اللہ کے مزارات پر حاضری آپ کے معمول تھا۔ جن نفوس قدسیہ کے مزارات پر حاضری آپ کا برسوں کا معمول تھا ان میں'

☆ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ

☆ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمہ

☆ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ

☆ حضرت شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمہ

☆ حضرت شیخ احمد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

☆ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

☆ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمتہ ---- کے مزارات پر انوار ہیں۔

سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے مزار پر انوار پر کئی بار حاضر ہوئے اور روحانی فتوحات حاصل فرمائیں---- آپ کی یہ حاضریاں قبول ہوئیں اور آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے قافلہ سالار' حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ اور خانقاہ کی مسجد شریف کی خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ اسی طرح آپ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کے باطنی فیوض وبرکات سے بھی سرفراز فرمائے گئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار شریف پر حاضری کے دوران جب نماز کا وقت ہوا تو جماعت شروع ہونے سے پہلے مسجد کے پیش امام نے آپ کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا کہ آج نماز کی امامت آپ فرمائیں گے حضرت ڈاکٹر صاحب عالم جذب و مستی میں اکثر فرمایا کرتے تھے۔

بڑا دربار عالی ہے نظام الدین چشتی کا

حضرت ڈاکٹر محمد سعید علیہ الرحمتہ سراپا محبت تھے۔ جو آپ سے ایک بار مل لیتا' اس کے دل میں آپ کی محبت کے نقوش قائم ہو جاتے۔ نیز تحمل' بردباری' غیرت و حمیت' عاجزی و انکساری' سخاوت وفیاضی' صبرواستقامت' مہمان نوازی اور اعلیٰ اخلاق آپ کی سیرت و کردار کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے آپ کو ٦ ربیع

Marfat.com

الاول شریف ۱۴۰۴ھ ر ۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء بروز دو شنبہ کو خلافت مسعودی سے سرفراز فرمایا۔

آپ کئی سال سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ مگر معمولات جاری تھے۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ کی رات پے در پے دوبار دل کا دورہ پڑا۔ اور جان عزیز جان آفرین کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

آپ کی عمر شریف ساٹھ سال تھی۔ پس ماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو صاحبزادگان ڈاکٹر محمد مجیب احمد اور حافظ محمد احمد اور چار صاحبزادیاں ہیں"۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ
وعلی آلہ وازواجہ واصحابہ وسلم

اما بعد۔ اعزی مولانا حافظ قاری مفتی محمد مکرم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کہ صالحیت از چہرہ او ہویدا است در صحبت جد امجد خود عارف کامل، عالم با عمل مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز تربیت یافتہ واز شرف بیعت مشرف شدہ باوج کمال رسیدہ ــ از جد امجد و والد ماجد خود مولانا حافظ قاری محمد احمد علیہما الرحمہ قرآن حکیم خواندہ و حفظ نمودہ ــ از مدرسہ عالیہ مسجد جامع فتحپوری، دہلی واز جد امجد خود علوم منقولہ و معقولہ تحصیل کردہ در نوزدہ سالگی با امتیاز خاص سند فراغت حاصل نمودہ ــ در علوم جدیدہ ہم سندہائے عالیہ دارد۔ در مدرسہ عالیہ مذکورہ دوازدہ سال مشق فتویٰ نویسی بہم رسانیدہ اجازت فتویٰ نویسی گرفتہ بر مسند افتاء نشست ــ و بعد از وفات والد ماجد خود بر منصب امامت و خطابت مسجد جامع فتحپوری، دہلی ہم فائز گشت واز شیخ کامل حضرت سید عبد الغنی شاہ قدس سرہ العزیز اجازت بیعت و خلافت در چہار سلاسل ہم گرفتہ ــ جدا ازیں چندیں نعمتہا سرفراز شدہ رجوع بفقیر آورد فقیر ہم اجازت و خلافت سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مسعودیہ می دہد وامید وار است کہ بر جادۂ شریعت و طریقت استقامت ورزند و طالبان شریعت و سالکان طریقت را بموعظت و حکمت ہدایت و ارشاد نمایند ــ در قول و عمل و ظاہر و باطن شریعت را نگاہ دارند کہ لذت قول و عمل در اتباع سنت سنیہ است ــ و بزرگان خود را ادب ملحوظ دارند و عجز وانکسار طریقۂ خود انگارند کہ افتقار اہل طریقت را موجب افتخار است ــ

اللھم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی حبہ۔ اللھم فکما رزقتنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب ۔ اللھم وما زویت عنی مما احب فاجعلہ فراغا لی فیما تحب ــ

احقر محمد مسعود عفی عنہ
ٹھٹھہ ۔ سندھ ۔ پاکستان

٦ ربیع الاول ١٤٠٤ھ
١٢ دسمبر ١٩٨٣ء
یوم دوشنبہ

عکس سند خلافت بنام ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد مظہری، دہلی

Marfat.com

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد

مفتی محمد مکرم احمد ۱۹۵۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حافظ قاری مولانا محمد احمد علیہ الرحمہ (م۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۷۱ء) مسجد فتح پوری کے نائب امام و خطیب تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۶۶ء) سے بیعت تھے۔ انہی کے خلیفہ مجاز تھے۔

مفتی محمد مکرم احمد جتنا عرصہ اپنے دادا جان کی صحبت میں رہے' حضرت مفتی اعظم کی اولاد و احفاد میں کسی نے اتنے عرصے صحبت نہیں اٹھائی۔ براہ راست حصول فیض کا یہ اعزاز صرف مفتی مکرم صاحب ہی کو حاصل ہے۔ ان کو شیر خوارگی میں مفتی اعظم کی گود میں بیٹھنے اور دوش اقدس پر سوار ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر مفتی اعظم کی آغوش میں ان کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ فیض کا یہ سلسلہ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۶ء (سولہ برس) تک جاری رہا ---- علم التامیت اور علم الفرائض حضرت مفتی اعظم سے سیکھے۔

اوائل عمر میں ۱۹۶۲ء میں مدرسہ دارالعلوم فتح پوری' دہلی میں درجہ ثانیہ میں داخل ہوئے۔ اور نومبر ۱۹۶۶ء میں سند فراغت حاصل کی--- درس نظامی میں فرسٹ کلاس میں کامیابی حاصل کی۔ اور پورے دارالعلوم میں اول رہے۔ انہوں نے درس نظامی کی تکمیل کے دوران دورہ حدیث کے بعد علم حدیث میں تخصص کیا اور درجہ اول حاصل کیا۔

۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۹ء تک ۱۲ سال دارالعلوم فتح پوری میں مفتی عبدالدائم جلالی (مفتی دارالعلوم فتح پوری) کے زیر نگرانی فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔

۱۹۷۰ء میں پنجاب یونیورسٹی' بھارت سے مولوی فاضل in Arabic Honours کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اور پوری یونیورسٹی میں اول رہے۔ بعد ازاں دہلی یونیورسٹی' دہلی سے بی۔ اے آنرز (عربی) کا امتحان دیا۔ اور

Marfat.com

بہترین طالب علم قرار دیئے جانے پر یونیورسٹی میڈل حاصل کیا۔

۱۹۷۷ء میں دہلی یونیورسٹی، دہلی سے فرسٹ ڈویژن میں ایم۔ اے عربی کیا۔ اور بہترین طالب علم قرار دیئے جانے پر یونیورسٹی میڈل حاصل کیا۔

ملیہ یونیورسٹی، نئی دہلی سے جدید عربی ادب میں ڈاکٹریٹ کیا۔

ان کے اساتذہ میں یہ قابل ذکر ہیں:۔

☆ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی

☆ قاری حافظ محمد احمد

☆ قاضی سجاد حسین

☆ قاضی نصر اللہ خاں

☆ قاری محمد میاں

مفتی محمد مکرم احمد مسلکاً" سنی حنفی اور مشرباً نقشبندی مجددی ہیں--- ان کی سرپرستی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سالانہ محفل بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مسجد فتح پوری، دہلی میں منعقد کی جاتی ہے--- اپنے جدا مجد اور والد ماجد علیہ الرحمہ کے اعراس کا خود اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد مکرم احمد سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے جد امجد مفتی شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز سے بیعت ہیں ---- اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف سید امام علی شاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے فرزند ارجمند حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمہ کے لئے دعا فرمائی:۔

"جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہیں وہ ہمیشہ مقبول و محمود ہیں" ----

اور فرمایا ----

"بہت سے طالب تیرے وسیلے سے پستیوں سے نکل کر بلندیوں تک پہنچیں گے"۔

("ماہ و انجم" از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور ص ۳۷)

یہی سید صادق علی شاہ علیہ الرحمہ مفتی مکرم صاحب کے دادا پیر ہیں۔ حضرت

Marfat.com

مفتی اعظم حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ ہو کر جن بلندیوں تک پہنچے' اس کا اندازہ تو اہل دل ہی کو ہو سکتا ہے ---- اور جو حضرت مفتی اعظم کے دامن سے وابستہ ہیں' ان کے عرفان اور رفعتوں کا حال زمانہ دیکھ رہا ہے۔

مفتی اعظم کے وصال کے وقت مفتی مکرم احمد لڑکپن میں تھے۔ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ کے سجادہ نشین اور عارف کامل حضرت شاہ سید عبدالغنی مجددی نے ۱۹۷۶ء میں مفتی مکرم صاحب کو چہار سلاسل طریقت سلسلہ چشتیہ' قادریہ' سہروردیہ اور نقشبندیہ میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا ---- ان کے عم محترم و محتشم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ نے بھی ۱۹۸۳ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں اجازت و خلافت عطاء فرمائی۔

حافظ قاری مولانا محمد احمد علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد وقف بورڈ' دہلی نے ان کے بڑے صاحبزادے مفتی محمد مکرم احمد کو ان کا جانشین تسلیم کرتے ہوئے مسند امامت و خلافت پر فائز کیا۔

وہ مسجد فتح پوری میں فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہیں فقیہانہ بصیرت حاصل ہے ---- جامعہ ملیہ اسلامیہ' دہلی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ان کی شادی ۱۹۸۳ء میں ہوئی۔ نکاح مسنونہ خانقاہ عالیہ شاہ ابوالخیر کے سجادہ نشین حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی (م۔ ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء) نے پڑھایا ---- ان کی اولاد میں ایک صاحبزادی ہیں۔

آپ کے چار بھائی اور پانچ بہنیں ہیں۔ چاروں بھائی حافظ قرآن ہیں۔

مفتی مکرم احمد صاحب اپنے اسلاف کی بہت سی خوبیوں کا تسلسل ہیں۔ ان کی سیرت میں بہت سی خوبیوں کی مماثلت ہے۔

مفتی محمد مکرم احمد صاحب کے عم محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ نے انہیں جو سند خلافت عطاء کی ہے' اس میں وہ مفتی صاحب کا تعارف اس طرح کراتے ہیں:

"مفتی محمد مکرم احمد کے چہرے سے نیک بختی ہویدا ہے۔ انہوں نے اپنے جد

Marfat.com

امجد مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز کی صحبت میں تربیت پائی اور شرف بیعت سے مشرف ہو کر اوج کمال تک پہنچے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد احمد صاحب سے قرآن پڑھا اور حفظ کیا۔ اپنے جد امجد اور مدرسہ عالیہ فتح پوری، دہلی سے منقولات و معقولات کی تکمیل کی۔ علوم جدیدہ کی سندیں بھی حاصل کیں۔ مدرسہ عالیہ میں بارہ سال فتویٰ نویسی کی مشق حاصل کی۔ اور مسند افتاء پر سرفراز ہوئے۔ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد مسجد فتح پوری کی امامت و خلافت کے منصب پر فائز ہوئے اور حضرت عبدالغنی شاہ نقشبندی مجددی سے سلاسل اربعہ میں اجازت و خلافت حاصل کی"۔

(ترجمہ: سند خلافت از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ۶ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ)

مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے شہزادہ مسعود ملت ابو السرور محمد مسرور احمد صاحب مدظلہ العالی کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں دسمبر ۱۹۹۲ء میں اجازت و خلافت مرحمت فرمائی۔

تلخیص "شاہی امام"

مرتبہ آر۔ بی مظہری

مطبوعہ ۱۹۸۵ء دہلی

Marfat.com

PROFESSOR
Dr. MUHAMMAD MASOOD AHMED
M. A., Ph. D.
2/17-C, FIRST FLOOR
P. E. C. H. SOCIETY
KARACHI-29

Phone: 029-678
PRINCIPAL

گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ)

یکم محرم الحرام ۱۴۰۶ھ
۱۷ ستمبر ۱۹۸۵ء

بسمہ تعالیٰ

اخی العزیز سلمکم و ابقاکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مبشرنامہ باعث فرحت ہوا۔ احوال معلوم ہو کر مسرت
ہوئی۔ آپ کا نسبت میں عزت ہے عزت ہے اور نسبت اس کی راحت ہے ایسی عزت
ہے جس کو کوئی چھین نہیں سکتا — رجوع خلق حق تعالیٰ کی طرف سے ہے،
— احقر کو اس سے سرور ہوا کہ آپ کو اور دو دیگر حضرات کو بیعت
کی اجازت ہے کہ آپ کا نسبت نامہ ملا۔ الحمدللہ کہ آپ سبقت لے گئے۔
آپ کو فقیر کی طرف سے بیعت کی اجازت ہے۔ جو مرید ہونا چاہے اس کو
اپنے سامنے بٹھائیں اور خود قبلہ رخ بیٹھیں پھر اس کا داہنا ہاتھ اپنے
داہنے ہاتھ میں لیں اور یہ کلمات کہلوائیں جو ہم نے لکھے اس کے بعد کلمہ کی تلقین
کریں۔ تلقین کے بعد اپنے دل کی طرف متوجہ ہو کر سالک کے قلب میں خیال
جمائیں کہ جو نسبت میرے قلب میں ہے وہ سالک کے قلب میں پہنچ رہی ہے —
اور سالک سے کہیں کہ آنکھ بند کر کے اپنے دل کی طرف متوجہ رہے جب تک
دل لگا رہے اور توجہ جاری رکھیں اس کے بعد ہاتھ چھوڑ کر دعا کریں۔
سالک کو نماز کی تلقین، نیز درود شریف پڑھنے اور ذکر پر عمل کرنے کی
ہدایت کریں۔ اہل و عیال اور عزیزوں کے ساتھ محبت و الفت کی ہدایت کریں۔

Marfat.com

جب انسان کا قلب مٹ جاتا ہے تو واردات منکشف ہونے لگتے ہیں۔ اسکو مراقبہ تعلق
کا ثمرہ سمجھیں اور شکر ادا کریں۔ جہاں تک ممکن ہو ظاہر نہ کریں اور جب کوئی مرید ہونا چاہے تو درخواست کرے
وارد ہو بیعت رب قدرت کی طرف خیال کریں کہ خود بیعت نہیں بلکہ ہدایت کی گئی ہے
جو دلائل آپ نے بتائے اسکو کی اجازت ہے جو طالب آئے اسکو
داخل سلسلہ کریں اور اسکی طلب کو اللہ کی رحمت سمجھیں ——

اپنے چچا صاحب کو سلام کہہ دیں۔ اللہ والے کو نہ دیا ہے یا نہیں؟ ——
اگر نصیب ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہتر ہو جائیگا —— دنیا کی طرف توجہ باعث
اضطراب ہے اور اللہ کی طرف توجہ باعث طمانیت ہے —— طمانیت کا راز یہ
مرجوع ہیں پھر بھی انسان اضطراب کیوں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہاں افراط قرب
رکھے کہ من لہ المولیٰ فلہ الکل ——

والد ماجد اور والدہ صاحبہ کو سلام کہیں۔ وطن اور ہمشیرہ لالہ بیٹی کو
دعائیں۔ فقط والسلام

عکس اجازت و خلافت بنام مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی

Marfat.com

مولانا جاوید اقبال مظہری

عزیز گرامی مولانا جاوید اقبال مظہری زید مجدہ' حضرت والد ماجد شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز سے فیض یافتہ اور راقم کے کرم فرما ہیں۔ موصوف کے جد اعلیٰ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانے میں مشرف بااسلام ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ پنجاب سے رام پور آئے۔ پھر دہلی آکر مستقل سکونت اختیار کی۔ تقسیم ہند کے بعد یہ خاندان دہلی سے کراچی منتقل ہو گیا---- ان کے جدامجد ڈاکٹر محمد احمد علیہ الرحمہ سلسلۂ قادریہ میں بیعت تھے اور نیک وصالح' عابد و زاہد---- والد ماجد جناب عبدالستار صاحب' حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمتہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہیں اور قوی نسبت رکھتے ہیں۔

جاوید اقبال صاحب ۵ نومبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت سے آٹھ ماہ پہلے ان کی والدہ ماجدہ نے خواب میں چاند دیکھا جس کے برابر نہایت روشن حروف میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ آنکھ کھلی تو اذان فجر ہو رہی تھی۔ اسی دن ایک صالحہ تشریف لائیں جنھوں نے ایک سعادت مند فرزند کی بشارت دی---- موصوف نے والدین اور بزرگوں کے سایہ میں تربیت پائی۔ ۱۹۶۴ء میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ العزیز سے کراچی میں بیعت ہوئے اور ۱۹۸۵ء میں راقم نے ان کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اجازت دی---- انہوں نے ۱۹۸۲ء میں بی۔اے کیا اور ۱۹۸۷ء میں ایل۔ایل۔بی کیا---- اور ۱۹۶۸ء میں ایل۔ایل۔سی۔

موصوف مولانا جاوید اقبال مظہری زید مجدہ' بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

☆ ان کی سیرت کا پہلا امتیاز ادب ہے اور تصوف سراسر ادب ہے' جس نے جو پایا ادب سے پایا----

☆ دوسرا امتیاز اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد و بھروسہ ہے کہ پریشانیوں میں بھی ان کے فکر و خیال میں غیر کا تصور نہیں آتا اور وہ گھبراتے نہیں' راقم نے کبھی ان کو پریشان نہ پایا

Marfat.com

اور نہ کبھی انہوں نے دنیاوی امور کے سلسلے میں کوئی شکایت کی۔ الحمد للہ وہ قلب مطمئنہ رکھتے ہیں---

☆ ان کی سیرت کا تیسرا امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنے مرشد کامل شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز کی طرف بھرپور توجہ رکھتے ہیں اور کبھی غافل نہیں رہتے۔ وہ اپنے مرشد کے غیور مریدین میں ہیں جو مرشد یا مرشد خانے کی تحقیر برداشت نہیں کر سکتے---

☆ امور خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور نام و نمود سے دور رہتے ہیں' ان کے اعمال میں کمال اخلاص ہے۔ جب راقم کے پاس آتے ہیں خاموش رہتے ہیں لایعنی باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے بلکہ اللہ و رسول کے ذکر یا حضرات اہل اللہ کے اذکار اور دینی خدمات کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہیں--- ان کے باطنی احوال بہت خوب ہیں اور ظاہری اعمال سنت کے مطابق ہیں' بحمد اللہ تعالیٰ نے جوانی میں وہ پا لیا ہے جو بڑھاپے میں بھی کم میسر آتا ہے--- راقم نے ان کو بیعت کی اجازت دے دی ہے .بفضلہ تعالیٰ وہ سلسلہ کو پھیلا رہے ہیں۔ ان کی صحبت فیض سے خالی نہیں--- مولیٰ تعالیٰ ان کو ظاہری و باطنی ترقیوں سے سرفراز فرمائے' اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں استغراق اور دین و مسلک کی خدمت میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ موصوف زید مجدہ' تقریر کا خاص ملکہ رکھتے ہیں۔ ان کی تقریر تاثیر سے خالی نہیں۔ وہ بزم ارباب طریقت' کراچی کی ماہانہ محفلوں میں اور اعراس و محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تقریریں کرتے ہیں جو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ ان کی تقریر کو ان کی پیر خانے (مسجد فتحپوری' دہلی) میں مقبولیت حاصل ہوئی اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور حضرت امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے شہزادوں کے دولت کدہ پر بھی ان کو مقبولیت حاصل ہوئی---

☆ --- تقریر کے ساتھ تحریر کے میدان میں بھی انہوں نے قدم رکھا ہے۔ اور

Marfat.com

ان کی نگارشات رسائل واخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً"

☆ ماہنامہ ندائے دین' کراچی
☆ ماہنامہ قومی گزٹ' کراچی
☆ روزنامہ جنگ' کراچی
☆ روزنامہ نوائے وقت' کراچی
☆ روزنامہ ڈان' کراچی
☆ روزنامہ مارننگ نیوز' کراچی
☆ روزنامہ پاکستان ٹائمز' لاہور
☆ روزنامہ دی مسلم' اسلام آباد
☆ روزنامہ بزنس ریکارڈ' کراچی
☆ روزنامہ ڈیلی نیوز' کراچی
☆ روزنامہ ڈیلی اسٹار' کراچی
☆ روزنامہ لیڈر' کراچی وغیرہ وغیرہ۔

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔

محررہ ۹ صفرالمظفر ۱۴۱۱ھ ر ۳۰ اگست ۱۹۹۰ء)

فہرس نگارشات

تصانیف :

نمبر شمار	عنوان	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۔	سوئے جاناں ﷺ	کراچی	۱۹۹۳ء
۲۔	صلوٰۃ وسلام	کراچی	۱۹۹۴ء
۳۔	درود مظہری	کراچی	۱۹۹۵ء
۴۔	عارف کامل	کراچی	۱۹۹۶ء
۵۔	استنِ حنانہ اور عشق رسول	کراچی	۱۹۹۷ء

Marfat.com

تالیفات (مطبوعہ)

ا۔	ملفوظاتِ مظہری	کراچی	۱۹۹۰ء
۲۔	آفتابِ ہدایت	کراچی	۱۹۹۴ء
۳	دل کی ٹھنڈک	کراچی	۱۹۹۴ء
۴۔	شمسِ معرفت	کراچی	۱۹۹۵ء
۵۔	حسنِ خلق	کراچی	۱۹۹۵ء
۶۔	خلقِ مظہری	کراچی	۱۹۹۶ء
۷۔	نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم	کراچی	۱۹۹۸ء

تالیفات (غیر مطبوعہ)

ا۔	محفلِ [illegible]	۱۹۹۱ء
۲۔	حسنِ ازل	۱۹۹۴ء
۳۔	بچوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۹۶ء
۴۔	سراپائے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۹۸ء

تقدیمات/تعارف

نمبر شمار	عنوان	مرتب/مصنف	مقام اشاعت	سن اشاعت
ا۔	تخصصات حضرت مسعود ملت	محمد عبدالستار طاہر	لاہور	۱۹۹۴ء
۲۔	رہبر ملت	شائستہ زریں	لاہور	۱۹۹۵ء
۳۔	کراماتِ مظہری	شیخ محمد الیاس مظہری مسعودی	کراچی	۱۹۹۵ء
۴۔	وصال مظہری	صاحبزادہ محمد مسرور احمد	(غیر مطبوعہ) ۱۹۹۶ء	

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

گورنمنٹ ڈگری کالج

ٹھٹھہ (سندھ)

یکم محرم الحرام ۱۴۰۶ھ / ۱۷ ستمبر ۱۹۸۵ء

اخی العزیز سلمکم و ابقاکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ برکاۃ'۔ محبت نامہ باعث فرحت ہوا۔ احوال معلوم ہو کر مسرت ہوئی۔ اتباع سنت میں عزت ہی عزت ہے اور محبت اس کی روح ہے۔ یہ ایسی عزت ہے جس کو کوئی چھین نہیں سکتا---- رجوع خلق حق تعالیٰ کی طرف سے ہے---- احقر کئی روز سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو اور دو دوسرے حضرات کو بیعت کی اجازت دے کہ آپ کا محبت نامہ ملا۔ الحمد للہ کہ آپ سبقت لے گئے۔ آپ کو فقیر کی طرف سے بیعت کی اجازت ہے۔ جو مرید ہونا چاہے اس کو اپنے سامنے بٹھائیں اور خود قبلہ رخ بیٹھیں۔ پھر اس کا داھنا ہاتھ اپنے داھنے ہاتھ میں لیں اور بایاں ہاتھ بائیں ہاتھ میں لیں۔ اس کے بعد کلمہ ردکفر تلقین کریں۔ تلقین کے بعد اپنے دل کی طرف متوجہ ہو کر طالب کے قلب میں خیال جمائیں کہ جو نسبت میرے قلب میں ہے وہ طالب کے قلب میں پہنچ رہی ہے اور طالب سے بھی کہیں کہ آنکھ بند کر کے اپنے دل کی طرف متوجہ رہے۔ جب تک دل لگے مراقبہ اور توجہ جاری رکھیں۔ اس کے بعد ہاتھ چھوڑ کر دعا کریں---- طالب کو نماز کی تلقین' نیز درود شریف پڑھنے اور سنت پر عمل کرنے کی ہدایت کریں۔ اہل و عیال اور عزیزوں کے ساتھ محبت و الفت کی ہدایت کریں۔ جب انسان کا قلب صاف ہو جاتا ہے تو واقعات منعکس ہونے لگتے ہیں۔ اس کو مولیٰ

Marfat.com

تعالیٰ کا کرم سمجھیں اور شکر ادا کریں۔ جہاں تک ممکن ہو' ظاہر نہ کریں اور جب ظاہر کر دیں تو آیت کریمہ واما بنعمت ربک فحدث کی طرف خیال کریں کہ تحدیث نعمت کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ جو وظائف آپ نے بتائے اس کی اجازت ہے۔ جو طالب آئے اس کو داخل سلسلہ کریں اور اس کی طلب کو اللہ کی رحمت سمجھیں۔۔۔۔

اپنے چچا صاحب کو سلام کہ دیں۔ ان کے لئے تعویذ دیا ہے یا نہیں ؟۔۔۔۔ اگر نہیں دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ بھیج دیا جائے گا۔۔۔۔ دنیا کی طرف توجہ باعث اضطراب ہے اور اللہ کی طرف توجہ باعث طمانیت۔۔۔۔ طمانیت کا سامان موجود ہے پھر بھی انسان اضطراب پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ہی طرف متوجہ رکھے کہ من لہ المولیٰ فلہ الکل۔۔۔۔

والد ماجد اور والدہ صاحبہ کو سلام کہہ دیں۔ دلہن اور بہن بھائیوں کو دعائیں

فقط و السلام۔۔۔۔ احقر
محمد مسعود احمد عفی عنہ

Marfat.com

گورنمنٹ ڈگری کالج

سکھر (سندھ)

۲ اگست سنہ ۱۹۹۱

برادرم صوبیدار نبی شاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نوازش نامہ مورخہ ۱۵ اگست سنہ ۱۹۹۱ [illegible]

خیریت معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ [illegible]

[illegible] جو لوگ بیعت ہونا چاہتے ہیں [illegible] کا نام

لے کر بیعت کر لیں۔ قبلہ رخ بیٹھ کر اپنے سامنے دو زانو بٹھائیں [illegible]

ہاتھ ان کے ہاتھ میں [illegible]

پڑھائیں یعنی چھ کلمے [illegible] سلسلہ نقشبندیہ [illegible]

کریں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"عکس اجازت نامہ بنام صوبیدار نبی شاہ"

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میاں سرور احمد اور اُن کی والدہ کو حج اکبر کی

سعادت اور زیارت روضۂ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے مشرف فرمایا۔

میں ۹ جون ۱۹۹۲ء کو روانہ ہوا اور ۱۱ جولائی کو واپس آیا۔ مدینہ منورہ میں

جو عزت ملی اُس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ ایک مولوی صاحب کا کرم ہے —

میاں سرور احمد جبل نور پر چڑھے اور غار حرا میں نفل پڑھے۔ حج کا خطبہ

الحمد للہ تین عمرے بھی کیے۔ پورا سفر نہایت آرام سے کٹا اور بغیر کسی رکاوٹ

کے سرانجام ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

زوار شریف میں آپ کا چھپا ہوا مکتوب ملا۔ بہرحال جب واپس پہنچے ایک

اپریل میں سر کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ ایک ماہ گھر میں پڑا رہا۔ حج کو جانے سے

ڈیڑھ ماہ پہلے ٹھیک ہوا جس دن میں اچھا ہوا اگلے دن سفر حج کو گیا

اور جبل نور پر چڑھ کر غار حرا کی زیارت کی — اور

بہت سی زیارتیں کیں۔ ... زیارتیں اور اُس کا چپہ چپہ زیارت

کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی یہ سعادت عطا فرمائے۔ آمین

میاں سرور احمد نے بی۔ایس۔سی (سال اوّل) کا امتحان دیا ہے۔

اُن کے لیے دعا فرماتے رہا کریں۔ وہ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔ تمام حاضرین

کو سلام کہہ دیں۔ گھر میں سب کو سلام دعا۔ معتقد والسلام

[signature]

نوٹ

خط میں میرا پورا حال لکھیں

شکر لکھیں — معرفت

[illegible] ۱۹۹۲ [illegible]

Marfat.com

صوبیدار نبی شاہ

طلباء کی تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ جسمانی تربیت کے لئے کالجوں میں این۔ سی۔ سی کا اجراء کیا گیا۔ صوبیدار نبی شاہ صاحب نے اپنی آرمی سروس لائف کے آخری سال این۔ سی۔ سی کی خدمات میں گزارے۔ وہ ۱۹۸۵ء میں...... منڈیالہ برج' جوڑیاں کے محاذ پر تعنیات تھے۔ تیس مارچ کو نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل دل میں ایک آرزو دعا بن کر لبوں پر آگئی:

"اے میرے مالک! آپ تمام چیزوں پر...... بالواسطہ اور بلاواسطہ قادر ہیں..... کیا کروں' روئے زمین پر ایسا مومن نظر نہیں آتا جسے میں اپنا رہنما مان لوں"....

اسی دوران نیند آگئی تو ایک خواب دیکھا۔

"ایک خوبصورت انسان سفید کپڑوں میں ملبوس ہے اور اس کا نورانی چہرہ میرے سامنے ہے"۔

کچھ گفتگو بھی ہوئی' لیکن یاد نہیں کہ بات چیت کیا تھی..... صبح بیدار ہوا تو رات جو دعا مانگ کر سویا تھا' یہ خواب اس کی..... قبولیت تھا۔ لیکن اب دل میں یہ طلب تڑپ اٹھی کہ:

"اے مولیٰ! تو نے مجھے اپنے جس نیک انسان کی صورت دکھائی ہے۔ میں اسے کہاں تلاش کروں؟...... تو ہی میری مشکل آسان کرنے والا ہے۔ اپنی کریمی سے میری یہ مشکل آسان..... بنا دے"۔

چھمب جوڑیاں سے سنٹر کمانڈنگ صاحب کو سگنل دیا گیا کہ پٹھان صوبیدار کی این۔ سی۔ سی کے لئے حیدر آباد' سندھ پوسٹنگ کر دی گئی۔ حیدر آباد' سندھ کمانڈنگ آفس سے معلوم ہوا کہ بندہ کی ڈیوٹی گورنمنٹ کالج' مکلی' ٹھٹھہ میں لگائی گئی ہے۔ وہاں این۔ سی۔ سی والے یہ حضرات ملے:

☆ • حوالدار ریشم خان...... آرٹلری سیالکوٹ

Marfat.com

☆ حوالدار محمد ریاض...... میڈیکل کور سیالکوٹ

☆ نائب ارشاد حسین شاہ

سترہ اپریل کی صبح سینئر حوالدار کے ہمراہ کالج کے پرنسپل صاحب سے ملاقات کے لئے گیا۔ اس وقت میری بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ بندہ نے جونہی پرنسپل صاحب کو دیکھا تو حیرت سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا ۔

دل جس کو ڈھونڈتا تھا وہ صورت یہی تو ہے

بے اختیار کھمب جوڑیاں والا خواب یاد آگیا۔ سارا بدن پسینے سے بھیگ گیا۔ پرنسپل صاحب نے ہمیں دیکھ کر "آیئے آیئے!" کے الفاظ کہے، لیکن مجھ میں تو جیسے ہلنے جلنے کی سکت نہ رہی تھی۔ حوالدار صاحب نے بازو سے پکڑ کر مجھے پرنسپل صاحب سے ملوایا۔ پرنسپل صاحب نے بیٹھنے کے لیے کہا۔ اور ہم ان کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ قبلہ حضرت صاحب نے میری بدلی حالت دیکھ کر مجھے پانی پینے کے لئے کہا، میں نے پانی پی لیا۔ پھر حوالدار ریشم خان نے میرے متعلق قبلہ حضرت صاحب کو بتایا۔ حضرت صاحب نے مجھے پہلے والے انچارج یعنی حوالدار ریشم خان کے بارے میں بتایا، پھر اپنے متعلق بتایا۔ بندہ نے بھی اپنے متعلق بتلایا، اتنے میں چائے آگئی۔ پھر ہم اجازت لے کر آ گئے۔

حوالدار ریشم خان سے این۔ سی۔ سی کا مکمل چارج لے لیا۔ شروع شروع میں تعلیمی شعبہ میں تھوڑی بہت تکلیف ہوئی لیکن بعد میں بڑی راحت نصیب ہوئی۔

اس دن کے بعد سے بندہ قبلہ حضرت صاحب کو بڑی محویت سے دیکھتا لیکن جی سیر نہ ہوتا۔ اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس ناچیز پر کتنا کرم کیا کہ ادھر دل میں تمنا جاگی، ادھر اسکی تعبیر کے اسباب بھی اپنی رحمت سے خود بخود پیدا فرما دیئے...... بندہ نے ٹھٹھ آنے سے بیعت ہونے تک قبلہ حضرت صاحب کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا جو خلاف شروع ہو۔

ایک دن قبلہ حضرت صاحب نے بندہ کو بلایا اور فرمایا:

"آپ جو کچھ کر رہے ہیں، فقیر آپ سے بہت خوش ہے"۔

Marfat.com

مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ کہاں صاحب کی رہائش اور کہاں میری رہائش! قبلہ حضرت صاحب کو میرے معمولات کا علم کیسے ہوا؟ پھر ایک دن مجھے اپنی رہائش گاہ پر بلایا اور فرمانے لگے:

"بچے کراچی گئے ہیں' ابھی آنے والے ہیں۔ ان کے ساتھ سامان ہو گا' سامان اتار کر گھر لانا ہے.....؟"

اتنا کہہ کر قبلہ حضرت صاحب اچانک باہر تشریف لے گئے۔ دو منٹ بعد واپس آکر فرمانے لگے:

"ٹھیک دس منٹ بعد بچے پہنچنے والے ہیں"۔

میں نے عرض کیا کہ

"وقت کم ہے' میں بندوں کو لے کر آتا ہوں"۔

اپنے خادم دلاسہ خان کو لے کر میں واپس آیا' اتنے میں گاڑی پہنچ گئی۔ صاحب برآمدے میں کھڑے تھے۔ بچوں کو گاڑی سے اتار کر سامان اٹھا کر لائے۔ میں نے گھڑی دیکھی' بڑا حیران ہوا کہ پرنسپل صاحب نے دس منٹ بعد بچوں کے پہنچنے کا بتایا تھا اور بالکل ویسا ہی ہوا۔

ایک دن قبلہ حضرت صاحب نے بندہ کو ایک کتاب "محبت کی نشانی" دی۔ جو داڑھی کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ کتاب پڑھی اور اشارہ سمجھ گیا......ایک دن میری بیوی نے بندہ کے لئے شیو کا سامان لا کر میز پر رکھا۔ بندہ نے سامان واپس لے جانے کو کہا۔ وجہ پوچھی' اسی وقت والدہ صاحبہ سے داڑھی رکھنے کے لئے اجازت مانگی۔ والدہ نے اجازت دے کر دعائیں دیں' پھر اس دن سے داڑھی رکھی۔

دو دن بعد قبلہ حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی' داڑھی کی طرف استعجاب سے دیکھ کر فرمانے لگے:

"بھئی یہ کیا دیکھ رہا ہوں"۔

عرض کیا:

Marfat.com

"حضرت صاحب! زندگی بھر ایسا ہی رہے انشاء اللہ، پچھلی غلطیاں خدا معاف کرے"۔

حضرت صاحب کے ساتھ ایک موذن صاحب تھے، مجھے فرمانے لگے،

"جو حضرت صاحب کے دامن سے وابستہ ہوا دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گا"۔

میں نے جواب دیا، "بالکل درست کہا آپ نے"۔

ایک دن میرے دل میں قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ ان کی رہائش گاہ پر کھانے کی آرزو ہوئی۔ اگلے ہی دن صبح موذن صاحب نے آکر مجھے نوید سنائی کہ آپ کا دوپہر کا کھانا حضرت صاحب کے ساتھ ہو گا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ جب کھانے کے لئے آپ کی رہائش گاہ پر گئے تو قبلہ حضرت صاحب کی بچیوں نے کھانا لگایا۔ کھانا شروع ہوا اور سب کے سب اللہ پاک کے عطا کئے ہوئے چمچوں یعنی انگلیوں سے کھانے لگے۔ بندہ نے چمچہ استعمال کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر یہ عالم دیکھ کر چمچہ واپس رکھ دیا۔

قبلہ حضرت صاحب کے رہنے سہنے کا طریقہ کار عجیب تھا۔ گھر میں جو وقت گزارتے، زمین پر بیٹھ کر لکھنے پڑھنے میں لگے رہتے۔ نماز کے بعد آپ چھوٹے بڑے کے لحاظ سے "حسب مراتب" ایک ایک سے ملاقات کرتے...... ایک واقعہ میرے سامنے ہوا۔ ضلع ٹھٹھہ کے ڈپٹی کمشنر کے پاس انگلینڈ سے ایک انگریز عورت آئی ہوئی تھی۔ جو قبلہ حضرت صاحب کو جانتی تھی۔ اس نے کمشنر صاحب کو بتایا کہ وہ قبلہ حضرت صاحب سے ملنا چاہتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے حضرت صاحب سے اس سلسلہ میں فون پر بات کی، حضرت صاحب نے آنے کی اجازت دے دی۔ وہ عورت ڈپٹی کمشنر صاحب کے ساتھ حضرت صاحب سے ملاقات کو آئی تو دوپٹا اوڑھے ہوئے تھی۔ قبلہ حضرت صاحب فرش محمدی پر تشریف فرما تھے۔ زمین پر سادہ قالین بچھا تھا۔ مہمان بھی وہیں بیٹھ گئے۔ پھر انگریزی میں بات چیت شروع ہوئی۔ عورت نے حضرت صاحب سے کہا:

"آپ ہمارے ساتھ چلیں، جتنا معاوضہ چاہتے ہو، ملے گا..... یہ کام ادھر کرنا"۔

قبلہ صاحب نے جواب دیا۔

Marfat.com

"مجھے تنخواہ نہیں چاہئے میں جو کر رہا ہوں' یہ میرے لیے کافی ہے"۔

ذرا سوچئے اور غور کا مقام ہے کہ اس جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کا ردعمل کیا ہوتا!

ایک بار صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں قبلہ حضرت صاحب کو اسلام آباد آنے کی دعوت دی۔ حضرت صاحب اسلام آباد تشریف لے گئے۔ پروگرام کے بعد واپس کراچی آئے تو کالج کے کلرک نے قبلہ صاحب کا ٹی۔اے اور ڈی۔اے کا بل تیار کیا۔ اتفاق سے بندہ اس موقع پر موجود تھا۔ کلرک نے حضرت صاحب کی خدمت میں بل پیش کیا۔ بل دیکھتے ہی قبلہ حضرت صاحب نے فوراً" جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ نکالا۔ قلمدان سے سرخ قلم اٹھا کر بل پر لکیر لگا دی اور اسی قلم سے کاغذ پر کچھ لکھا۔ کلرک نے عرض کیا.....

"سر! رولز کے مطابق آپ کا بل اتنا ہی بنتا ہے' جتنا میں نے بنایا ہے' آپ نے سب کاٹ دیا۔ مجھے بل دوبارہ بنانا پڑے گا"۔

حضرت صاحب فرمانے لگے:

"آپ اسی کو بند کر کے بھیج دیجئے' میں نے جو کچھ خرچ کیا ہے مجھے وہی چاہئے"۔

کلرک نے بامر مجبوری وہی کیا جو کرنے کا حکم ہوا تھا' چند دن بعد وہی بل پاس ہو کر آ گیا۔

وزیر تعلیم صوبہ سندھ نے قبلہ حضرت صاحب کو تحریری طور پر یہ اختیار دیا تھا کہ آس پاس کے کالجوں کے پرنسپل صاحبان آپ کی اجازت کے بغیر کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ جو اجازت حضرت صاحب دیں گے' وہی میری اجازت ہوگی...... جب ان کالجوں کے پرنسپل صاحبان سے خرچ و اخراجات کے سلسلہ میں میری ملاقات ہوئی' خواہ وہ مرد تھے یا خواتین' سبھی نے جواب دیا۔

"اگر مسعود صاحب مانیں تو ہم تیار ہیں ورنہ ان کی اجازت کے بغیر مشکل ہے"۔

جب ان کالجوں سے میں واپس آیا اور قبلہ حضرت صاحب کو ان کے متعلق بتلایا تو قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا۔

"ٹھیک ہے میں انہیں فون پر بتا دوں گا"۔

Marfat.com

اور ان کالجوں کے پرنسپل صاحبان میرے کام کر دیتے تھے...... اس سے میرا این۔ سی۔ سی میں شوق بڑھ گیا...... سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ وزیر تعلیم نے جو اتنی اجازت دی ہے تو ضرور کوئی ایسے واقعات ہیں جن سے قبلہ حضرت صاحب کا کردار بلند تر ہے۔

آخر کار تیس مارچ ۱۹۸۵ء سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ مہر و محبت ۱۹ دسمبر ۱۹۸۶ء کو تکمیل سے ہمکنار ہوا۔ یعنی جمعہ کی شب ساڑھے سات بجے آپ کے دولت خانے پر بندہ قبلہ حضرت صاحب کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوا۔ اس کے بعد مٹھائی تقسیم ہوئی اور ہم اپنے کوارٹر پر واپس آ گئے...... بیعت ہونے کے پندرہ روز بعد رات کو ایک واقعہ ہوا۔ صبح روتے روتے قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عجیب حالت تھی' تمام بات بتلائی تو صاحب نے مبارک باد دی اور تسلی دی...... پھر اپنے تمام اہل خانہ سے کہا کہ:

"آئیں ایک نظر شاہ صاحب کو دیکھیں' میں غیبی آواز سن رہا ہوں کہ ذرا اوپر دیکھیں"۔

پھر حضرت صاحب کے ایماء پر حضرت صاحب کے اہل خانہ چلے گئے تو قبلہ حضرت صاحب نے بندہ کو دم ذرود کی اجازت دی۔ پھر ایک تعویذ دیا کہ دائیں کندھے پر باندھ لیں' جو آج تک بندہ کے پاس موجود ہے۔ میرا این۔ سی۔ سی کا پیریڈ پورا ہونے والا تھا لیکن بندہ نے ایک سال اور بڑھا لیا۔

یکم جولائی ۱۹۸۷ء کو پونے ایک بجے میں اور میرا چھوٹا بھائی اپنے خادم کے ہمراہ نماز جمعہ کے لئے تیار ہوئے۔ سخت بارش ہو رہی تھی۔ میں یہ دیکھنے کے لئے باہر نکلا کہ مسجد میں کیسے جائیں گے' ہر طرف پانی ہے۔ اتنے میں ایک ایسی چیز نظر آئی کہ میں اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا۔ بھائی نے میری حالت غیر دیکھی تو مجھے فورا" سی۔ ایم۔ ایچ پہنچایا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے قریب الموت سمجھا۔ میں بے ہوش تھا۔ مجھے آئی۔ ٹی۔ سی وارڈ لایا گیا' جہاں کوئی بھی ملنے نہیں آ سکتا تھا۔ چوبیس گھنٹے بعد مجھے ہوش آیا۔ قرآن شریف منگوا کر تلاوت کی۔ ڈاکٹر صاحب نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور چلنے پھرنے سے سختی سے منع کر دیا۔ میں نے ڈاکٹر

Marfat.com

صاحب سے اجازت چاہی کہ میں چارپائی پر پیشاب نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے باتھ روم کی اجازت دے دی۔

۱۹۸۹ء میں بندہ نے این۔ سی۔ سی کا پیریڈ پورا کر کے حیدر آباد سے واپس آکر سیالکوٹ حاضری دی...... چند ماہ بعد یونٹ کشمیر چلی گئی۔ وہاں سے لاہور آئے...... ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۶ء کو لاہور میں قبلہ حضرت صاحب کی زیارت و ملاقات کا شرف پھر حاصل ہوا۔ دوران ملاقات میں نے عرض کیا میں آرمی کو خیرباد کہنا چاہتا ہوں۔ اور گھر جاکر کاشتکاری کرنا چاہتا ہوں۔ قبلہ حضرت صاحب نے مجھے چند وصیتیں فرمائیں اور پھر میں گھر لوٹ آیا۔

میری اہل ایمان سے پر زور اپیل ہے کہ وہ ایک بار قبلہ حضرت صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر آزمائیں۔ اس میں شک نہیں کہ تمام معاملات کا مالک رب جلیل ہے اور سارے کرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے حاصل ہوتے ہیں...... اس وقت پورے پاکستان میں اگر کوئی ولی کامل ہے تو اللہ کے فضل و عنایت سے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ہیں۔ اس کا گواہ میرا مولیٰ ہے اور فقیر کا فقیر صوبیدار نبی شاہ سکنہ بمقام بوگارو ضلع کرک صوبہ سرحد ہے۔

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم .

الحمد لله الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم والصلوٰة والسلام علی حبیبه الذی علم الکتاب
والحکمة وعلی اصحابه کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم وعلی اهل بیته سفینة نجم و بحر شرابا طهورا
وعلی ازواجه امهات المومنین قرة رسول رب العالمین وعلی سائر الکاملین العارفین الی
یوم القیامة ـ اما بعد بندهٔ عاجز مسکین احقر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی عفی عنه بن
مفتی اعظم علامه شاه محمد مظهر الله دہلوی بن علامه مفتی محمد سعید احمد دہلوی بن فقیه الهند حضرت
علامه مفتی محمد مسعود محدث دہلوی قدس الله تعالیٰ اسرارہم گذارش می‌گوید که چون برادر طریقت علامه
مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری مظہری نقشبندی مجددی حمانه الله تعالیٰ عن الآفات
والبلیات ، ایام دراز زندگانی خود در خدمت این مسکین صرف نموده از سعادت دارین
سرفراز بوده ، این فقیر رجوع آورده فقیر مشار الیه را در طریقهٔ عالیه نقشبندیه مجددیه مسعودیه
مظهریه اجازت و خلافت عرض نماید که طالبان طریقت را در سلسلهٔ عالیه داخل کنند و
راه گم گشتگان را صراط مستقیم نمایند ـ ما مول که نماز و تلاوت و نوافل و اعمال و اذکار و خیال
به سنت مستقیمه راسخ باشند واز دشمنان خویش حسن سلوک روا دارند و مستحقین رسول خدا
به تبلیغ و ترغیب هدایت نمایند ـ ایشان طبیبان اند و طبیبان مستحق شفقت می‌بودند ـ
البته طالبان را هدایت کرده آید که از صحبت ایشان و از صحبت منتقیان گریزان شوند که
صحبت ایشان قلب را مسموم و مظلوم می‌گردانند و در جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم
بیباک و گستاخ می‌سازد ـ

توقع که بحول الله بصراط مستقیم رهنمونی خواهند کرد و دلها را از محبت الهی
و محبت رسول علیه التحیة والتسلیم و محبت برگزیدگان حق جل مجده که جوهر آفرینش اند
که باری نموده به این سعید و مسعود گردانند ـ آمین بجاه سید المرسلین رحمة للعالمین
خاتم النبیین علیه الصلوٰة والسلام و علی آله و ازواجه و اصحابه وسلم ـ

احقر محمد مسعود احمد

۱۹ جمادی الاول سنه ۱۴۰۸ھ
۲۰ جنوری سنه ۱۹۸۸ء
یوم چهارشنبه ، ٹھٹھہ (سندھ)

عکس سند خلافت بنام علامہ محمد عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری ، لاہور

Marfat.com

علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری

مہد سے لحد تک سینۂ قرطاس پر محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گل کھلانے والا--- شان رسالت و شان صحابیت وشان ولائت کے گستاخوں کے لئے درہ فاروقی اور شمشیر حیدری کی مثل کھلانے والا--- دین حنیف کا ماہر غواص--- حقیقت کا علم بردار--- رضویت کے امین--- اسلاف کی مقدس امانت کے پاسبان--- سنیت کی نشانی--- فکر و تحقیق کے وہ نکتے اٹھانے والا کہ قاری دم بخود رہ جائے--- طرز استدلال حق و صداقت پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا سادہ' جاندار اور دل نشین کہ بے ساختہ قلم چوم لینے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ دینی مسائل ہوں یا اسلاف کے کارنامے ' ان کی ہر تحریر و تقریر میں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحِ رواں کی طرح موجزن نظر آتا ہے۔

لوگ جسے مخدومِ اہلِ سُنت بھی کہتے ہیں اور رئیس التحریر بھی۔ مگر خدائی فوج کا وہ ابابیل اپنے آپ کو عمر بھر فخریہ گدائے در اولیاء کہتا اور لکھتا رہا۔ اس ہستی کا نام نامی اسم گرامی علامہ عبدالحکیم خاں اور تخلص اختر تھا۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

موصوف مولدا" شاہجہان پوری' نسلا" راجپوت' مسلکا" سنی حنفی اور مشربا" نقشبندی مجددی ہونے کے ساتھ ساتھ قادری رضوی بھی تھے۔

۷ جنوری ۱۹۳۵ء کو شاہجہان پور نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ شاہجہان دہلی شہر کے جنوب میں بیس میل کے فاصلے پر دریائے جمنا کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ آپ کا تعلق ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تھا۔ چوہدری عاشق علی خاں کے منجھلے صاحبزادے تھے۔

آپ کے والد محترم اپنے علاقے کی مشہور و معروف شخصیت اور سابق مفتی اعظم' دہلی حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمتہ(م ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) سے شرفِ ارادت رکھتے تھے۔ موصوف ایک صاحب دل اور خدا ترس انسان تھے۔ علامہ صاحب

Marfat.com

پر ان کے والد محترم کی دین داری اور خدا ترسی کا گہرا اثر تھا۔

علامہ صاحب نے میٹرک کا امتحان ۱۹۵۳ء میں اٹھارہ سال کی عمر میں پاس کیا۔
میٹرک کے بعد ۱۹۵۳ء میں ہی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی برگزیدہ علمی و روحانی شخصیت شاہی امام و خطیب جامع فتحپوری مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ سے بذریعہ خط و کتابت شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ۱۹۶۰ء میں حضرت مفتی صاحب جب پاکستان تشریف لائے تو موصوف کو بالمشافہ شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔

اپریل ۱۹۶۸ء میں علامہ صاحب نے مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ (۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) کی معرفت مرکزی مجلس رضا' لاہور میں بطور جنرل سیکرٹری شمولیت اختیار کی۔

موصوف کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مخدومی و مرشدی حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری صاحب سے ۲۹ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ/۲ جنوری ۱۹۸۸ء میں سند اجازت و خلافت عطا ہوئی۔

علاوہ ازیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں انہیں حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی (م۔۳ دسمبر ۱۹۹۳ء) علیہ الرحمہ' سجادہ نشین خانقاہ عالیہ خیریہ ' دہلی سے بھی خلافت حاصل ہے۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں انہیں مندرجہ ذیل حضرات سے خلافت حاصل تھی۔

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے فرزند اصغر مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ (۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)۔
- شیخ الاسلام مدنی میاں دامت برکاتہم العالی
- شارح بخاری شریف علامہ مفتی شریف الحق امجدی مدظلہ العالی
- نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی

مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ (۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء) سمیت پاک وہند کی کئی علمی شخصیات نے علامہ صاحب کو صحاح ستہ اور کتب حدیث کی سندات سے نوازا۔

Marfat.com

علامہ صاحب نے ۱۹۶۲ء سے ۱۹۹۳ء تک ۱۱۰ چھوٹی بڑی کتب تحریر فرمائیں۔ اگر ان میں احادیث مطہرہ کی جلدوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ شمار کیا جائے تو یہ تعداد ۱۲۲ ہو جاتی ہے۔ مترجم کتب احادیث کی طباعت اسطرح سے ہوئی۔

○ بخاری شریف مترجم	۳ جلد	مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء
○ موطا امام مالک مترجم و محشی	۲ جلد	مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
○ سنن ابن ماجہ مترجم	۳ جلد	مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
○ سنن ابو داوٗد مترجم و محشی	۳ جلد	مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء
○ مشکوٰۃ شریف مترجم	۳ جلد	مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

غیر مطبوعہ تراجم کتب احادیث میں یہ شامل ہیں۔

○ طحاوی شریف مترجم	۴ جلد
○ مسلم شریف مترجم و محشی	۳ جلد
○ کتاب الآثار مترجم و محشی	۱ جلد

حدیث کی مطبوعہ پانچ کتابوں کے ساڑھے آٹھ ہزار صفحے ہیں اور غیر مطبوعہ کتب احادیث کے ساڑھے چھ ہزار صفحے ہیں۔ یوں یہ آٹھوں کتابیں اکیس جلدوں اور پندرہ ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔

ان تراجم کتب احادیث کو وہ مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی کہ پاک وہند میں ان کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ان تراجم سے پیشتر کتب احادیث کے اہل سنت کے قابل ذکر تراجم نہیں تھے۔ یہ اعزازِ فضیلت و انفرادیت علامہ اختر مرحوم ہی کے نصیب میں تھا۔

۱۳ ستمبر ۱۹۸۵ء میں آپ کے زیر سرپرستی مرکزی "مجلس امام اعظم" کا قیام عمل میں آیا۔ ان کے وصال تک اس تبلیغی واشاعتی ادارے نے مختلف موضوعات پر ۵۸ کتب شائع کیں۔

یوں تو موصوف نو عمری ہی سے صاحب فراش رہے مگر ۱۹۵۷ء میں تو مسلسل بیس پچیس روز انفلوائنزہ کا شکار رہے۔۔۔۔ ۱۲ فروری ۱۹۸۱ء میں ایک دم بہت سے

Marfat.com

مہلک امراض کا حملہ ہوا۔ علامہ صاحب ان امراض کا تحمل نہ کر سکے اور حالت بالکل جواب دے گئی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء کو گنگارام ہسپتال' لاہور میں داخل ہونا پڑا۔ وہاں سے گلاب دیوی ہسپتال' لاہور میں منتقل کر دیئے گئے۔ کئی بار ان ہسپتالوں میں زیر علاج رہے۔

۱۳ نومبر ۱۹۹۳ء کو اچانک ان کی حالت خراب ہو گئی۔ گلاب دیوی ہسپتال' لاہور میں داخل کرایا گیا۔ اگلے روز اتوار ۲۸ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ/۱۴ نومبر ۱۹۹۳ء کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے امانت جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے!

نماز جنازہ علامہ صاحب کی وصیت کے مطابق حاجی محمد افضل چغتائی اشرفی مدظلہ العالی نے پڑھائی۔

علامہ صاحب کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے غلام مصطفیٰ خان اور چھوٹے احمد رضا خان ہیں۔

علامہ اختر شاہجہان پوری تحریر کے ساتھ ساتھ تقریر کے میدان کے بھی شہ سوار تھے۔ خصوصی محافل میں عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم' معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ماہ شعبان میں عرس حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ پر خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ جامعہ غوثیہ مجیدیہ واقع غوثیہ کالونی' والٹن روڈ میں جمعتہ المبارک کے خطبات سے خواص و عوام کو خوب سیراب کیا۔

علامہ اختر شاہجہان پوری علیہ الرحمتہ کے وصال پر مولانا محمد اول شاہ رضوی صاحب نے درج ذیل تاریخی مادے کہے۔

۱۔ جدائی عبدالحکیم اختر ۱۴۱۴ھ — عرس عبدالحکیم اختر مبارک باد ۱۹۹۳ء

۲۔ عبدالحکیم اختر بگو ۱۴۱۴ھ — عبدالحکیم شاہجہان پوری ابدی باد ۱۹۹۳ء

۳۔ عبدالحکیم اختر اوج پایہ — ہدیہ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری

Marfat.com

۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء

۴۔ قبرشہ عبدالحکیم اختر اے بزرگ جہان مصنف بے بدل عبدالحکیم اختر

۱۹۹۳ھ ۱۹۹۳ء

۵۔ عبدالحکیم اختر صاحب ارشاد حبیب جہاں عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری

۱۹۹۳ء ۲۰۵۰ھ

علامہ صاحب کے متوسلین کو چاہئے کہ وہ اختر اکیڈمی قائم کر کے علامہ مرحوم کی بلند پایہ تحریرات وتحقیقات کو منظرعام پر لائیں تاکہ ان کی کاوشات سے خواص و عوام مستفیض ہو سکیں اور ان کی غیر مطبوعہ تخلیقات بھی بہ ایں طور اشاعت سے ہمکنار ہو سکیں۔

Marfat.com

آثار علمیہ

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری مظہری علیہ الرحمہ

ا۔ مطبوعہ تصانیف

نمبر شمار	عنوان	مقام اشاعت	سن اشاعت
ا۔	حقانیت اسلام	☆ ادارہ سوادِ اعظم، لاہور	۱۹۶۴ء
		☆ مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۸۵ء
۲۔	اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام	☆ مرکزی مجلس رضا، لاہور	۱۹۷۰ء
	(مع اضافات)	☆ فرید بک سٹال، لاہور	۱۹۸۶ء
۳۔	تجلیات امام ربانی	مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور	۱۹۷۸ء
۴۔	امام اعظم، مجدد الف ثانی	☆ مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۸۵ء
	کی نظر میں	☆ ادارۂ نور اسلام، شرقپور شریف	۱۹۸۸ء
۵۔	مشعل راہ	فرید بک سٹال، لاہور	۱۹۸۶ء
۶۔	اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی	ادارہ غوثیہ رضویہ، مصری شاہ، لاہور	۱۹۸۶ء
۷۔	کلمۂ حق	ادارہ غوثیہ رضویہ، مصری شاہ، لاہور	۱۹۸۷ء
۸۔	خصائص کنز الایمان	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۸۸ء
۹۔	سیرت امام احمد رضا	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۸۸ء
۱۰۔	فیضان امام ربانی	ادارہ غوثیہ رضویہ، مصری شاہ لاہور	۱۹۸۸ء
۱۱۔	تسہیل "الهاری الحاجب عن جنازۃ الغائب"	ادارہ غوثیہ رضویہ، مصری شاہ لاہور	۱۹۸۸ء
۱۲۔	محدث اعظم کچھوچھوی اور پاکستان	مرکزی مجلس محدث اعظم کچھوچھوی، لاہور	۱۹۸۹ء
۱۳۔	مضامین کتاب الٰہی (۱۴۱۱ھ)	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۹۳ء

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۴۔	حجت رضا (۱۴۱۲ھ)	مرکزی مجلس امام اعظم 'لاہور	۱۹۹۳ء
۱۵۔	غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں	مرکزی مجلس امام اعظم 'لاہور	۱۹۹۳ء
۱۶۔	تسہیل کنزالایمان	مرکزی مجلس امام اعظم 'لاہور	۱۹۹۳ء
۱۷۔	عنایات مودودی	ادارۂ معارف نعمانیہ 'لاہور	۱۹۹۳ء
۱۸۔	مجددی عقائدو نظریات	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۹۶ء

۲۔ مطبوعہ تراجم

۱۹۔	جواہرالبحار 'جلد اوّل	مکتبہ حامدیہ 'لاہور	۱۹۷۵ء
۲۰۔	الشفاء 'جلد اوّل	مکتبہ نبویہ 'لاہور	۱۹۷۹ء
۲۱۔	بخاری شریف 'جلد اوّل	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۲ء
۲۲۔	بخاری شریف 'جلد دوم	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۲ء
۲۳۔	بخاری شریف 'جلد سوم	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۲ء
۲۴۔	درالمعارف	نوری کتب خانہ 'لاہور	۱۹۸۳ء
۲۵۔	موطا امام مالک 'جلد اوّل	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۳ء
۲۶۔	موطا امام مالک 'جلد دوم	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۳ء
۲۷۔	سنن ابن ماجہ 'جلد اوّل	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۳ء
۲۸۔	سنن ابن ماجہ 'جلد دوم	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۳ء
۲۹۔	سنن ابوداوَد 'جلد اوّل	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۵ء
۳۰۔	سنن ابوداوَد 'جلد دوم	فرید بک سٹال 'لاہور	۱۹۸۵ء

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	مقام اشاعت	سن اشاعت
۳۱۔	سنن ابو داؤد' جلد سوم	فرید بک سٹال' لاہور	۱۹۸۵ء
۳۲۔	مشکوٰۃ شریف' جلد اوّل	فرید بک سٹال' لاہور	۱۹۸۵ء
۳۳۔	مشکوٰۃ شریف' جلد دوم	فرید بک سٹال' لاہور	۱۹۸۶ء
۳۴۔	مشکوٰۃ شریف' جلد سوم	فرید بک سٹال' لاہور	۱۹۸۶ء
۳۵۔	رسالہ تہلیلہ	مرکزی مجلس امام اعظم' لاہور	۱۹۹۶ء

۳۔ غیر مطبوعہ تصانیف

نمبر شمار	عنوان	موضوع	اندازاً" صفحات
۳۶۔	فاروق اعظم (۱۳۹۸ھ)	(حضرت فاروق اعظم کا تذکرہ)	۵۰۰
۳۷۔	مہر درخشاں (۱۴۰۰ھ)	(حضرت مجدد الف ثانی کا تذکرہ)	۷۰۰
۳۸۔	عظیم الشان (۱۴۰۲ھ)	(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تذکرہ)	۵۰۰
۳۹۔	ثانی اثنین ابو بکر (۱۴۰۳ھ)	(حضرت ابو بکر کا تذکرہ)	۶۰۰
۴۰۔	کھلا خط	(مسئلہ تکفیر و فریقین کے بیانات)	۶۰۰
۴۱۔	مظہر البیان	(قرآنی معلومات کا تحقیقی کشکول)	۹۰۰
۴۲۔	مظہر شریعت	(فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا جدید ترین مجموعہ)	۸۰۰
۴۳۔	دوسرا زلزلہ	(دیوبندی عقائد کے تضادات ان کی اپنی عبارتوں کے آئینے میں)	
۴۴۔	دلی سے بالاکوٹ تک براستہ لندن	(جہاد کے پردے میں اسماعیلی فساد)	۷۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	موضوع	سن اشاعت
۴۵۔	تجلیات مظہر اللہ	(سیدی و مرشدی حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کا تذکرہ)	۳۰۰
۴۶۔	تقویۃ الایمان کا تحقیقی جائزہ	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۶۰۰
۴۷۔	مودودیت کا علمی جائزہ	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۷۰۰
۴۸۔	صحابہ کرام مودودی صاحب کی نظر میں	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۳۰۰
۴۹۔	مسلمانوں کی اصلی جماعت	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۱۵۰
۵۰۔	ایک طائرانہ نظر قرآن مجید کے اردو ترجموں پر	(نفس مضمون ظاہر ہے)	
۵۱۔	ایک طائرانہ نظر کتب احادیث کے اردو ترجموں پر	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۵۲۔	قرآنی عقائد و نظریات	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۴۰۰
۵۳۔	قرآن مجید کا ضابطۂ عبادات	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۴۰۰
۵۴۔	قرآن مجید کا ضابطۂ اخلاقیات	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۳۰۰
۵۵۔	قرآن مجید کا ضابطۂ معاملات	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۳۳۰
۵۶۔	قرآن مجید کا ضابطۂ تکفیر	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۵۷۔	دو قومی نظریہ کیا ہے؟	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۵۸۔	صحابہ کرام حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۱۵۰
۵۹۔	معجزات کا توحید و شرک سے تعلق	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۵۰
۶۰۔	بشریت انبیائے کرام	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۵۰
۶۱۔	امام احمد رضا کا معتدل مسلک	(نفس مضمون ظاہر ہے)	
۶۲۔	امام احمد رضا اور مسئلہ بدعت	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	موضوع	سن اشاعت
۶۳۔	امام احمد رضا اور شرک فروش ٹولہ	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۵۰
۶۴۔	امام احمد رضا کس کے ایجنٹ تھے؟	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۶۵۔	چودھویں صدی کا مجدد	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۶۶۔	شان احمد رضا	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۵۰
۶۷۔	پروانہ شمع رسالت	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۶۸۔	کیا تعظیم رسول شرک ہے؟	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۱۵۰
۶۹۔	موجودہ عیسائی اور بائبل	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۳۰۰
۷۰۔	بلبل باغ رسول	(امام احمد رضا کا امام نعت گویاں ہونا)	۳۵۰
۷۱۔	خرمن اسلام میں بولہبی کی چنگاریاں	(بعض گمراہ گروں کی نشاندہی)	۴۰۰
۷۲۔	تقدس کے غبارے خوابوں کے سہارے	(بعض لوگوں کے گھڑے ہوئے خواب)	۲۰۰
۷۳۔	اسلام میں یہودیت کا پیوند	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۵۰۰
۷۴۔	نظریاتی تضاد کا ایک منظر	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۱۵۰
۷۵۔	خوش فہمیوں کے ہوائی قلعے	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۷۶۔	پھولوں کے ساتھ کانٹے	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۳۰۰
۷۷۔	بہار بخشش (۱۴۱۰ھ)	(پانچ بزرگوں کا اردو نعتیہ کلام)	۴۵۰
۷۸۔	چراغ راہ (۱۴۱۰ھ)	("فیضان امام ربانی" مکمل صورت میں)	۵۰۰
۷۹۔	مسعودی و مظہری زبان (۱۴۱۱ھ)	(قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے حالات)	۱۰۰
۸۰۔	شمع رضا (۱۴۱۱ھ)	("الامن والعلی" کی شرح)	۲۰۰

Marfat.com

نمبرشمار	عنوان	موضوع	سن اشاعت
۸۱۔	فیصلہ مناظرہ (۱۴۱۱ھ)	(فیصلہ کن مناظرہ کا قلم توڑ تاریخی جواب)	۵۰۰
۸۲۔	اظہار قدر	(بعض حقائق کا اظہار)	۲۵۰
۸۳۔	عرض راقم (۱۴۱۱ھ)	(موجودہ بزرگوں سے چند سوالات)	۱۰۰
۸۴۔	ورداختر (۱۴۱۱ھ)	(دعائیں اور وظیفے)	۲۵۰
۸۵۔	اب الٹی گنگا بہتی ہے	(بعض ستم ظریفوں کی نشاندہی)	۲۰۰
۸۶۔	کاشف غیب (۱۴۱۳ھ)	("کلمۂ حق" مکمل صورت میں)	۵۰۰
۸۷۔	ولی اللہ مکتبہ فکر	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰
۸۸۔	شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۵۰۰
۸۹۔	یزید پلید اکابر کی نظر میں	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۱۵۰
۹۰۔	ایمان فروشوں کی داستان	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۸۰۰
۹۱۔	گاندھی پرستوں کی داستان	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۴۰۰

۴۔ غیر مطبوعہ تراجم

۹۲۔	مسلم شریف	جلد اول
۹۳۔	مسلم شریف	جلد دوم
۹۴۔	مسلم شریف	جلد سوم
۹۵۔	طحاوی شریف	جلد اول
۹۶۔	طحاوی شریف	جلد دوم

Marfat.com

۹۷۔	طحاوی شریف	جلد سوم
۹۸۔	طحاوی شریف	جلد چہارم
۹۹۔	موطا امام محمد	ایک جلد
۱۰۰۔	بازار بخشش	(شان مصطفیٰ بیان کرنے والی احادیث)
۱۰۱۔	تجلیات احادیث	(بعض احادیث مع شرح)
۱۰۲۔	فتوح الغیب	(ارشادات سرکار غوث اعظم)
۱۰۳۔	الفتح الربانی	(ارشادات سرکار غوث اعظم)
۱۰۴۔	شفاء السقام	(مصنفہ۔۔۔امام تقی الدین سبکی)
۱۰۵۔	مسالک الحنفاء	(مصنفہ۔۔۔امام جلال الدین سیوطی)
۱۰۶۔	تبییض الصحیفہ	(مصنفہ۔۔۔امام جلال الدین سیوطی)
۱۰۷۔	اثبات النبوۃ	(مصنفہ۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی)
۱۰۸۔	مبداؤ معاد	(مصنفہ۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی)
۱۰۹۔	معارف لدنیہ	(مصنفہ۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی)
۱۱۰۔	کوائف مذہب شیعہ	(مصنفہ۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی)
۱۱۱۔	مکاشفات غیبیہ	(مصنفہ۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی)
۱۱۲۔	شرح رباعیات	(مصنفہ۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی)
۱۱۳۔	الاصول الاربعہ	(مصنفہ۔۔۔مولانا حسن جان سرہندی)
۱۱۴۔	الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	(مصنفہ۔۔۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)
۱۱۵۔	سر الشہادتین	(مصنفہ۔۔۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)
۱۱۶۔	فضیلت مدینہ منورہ	(''شواہد الحق'' کی ایک فصل کا ترجمہ)
۱۱۷۔	احادیث شفاعت	(''شواہد الحق'' کی ایک فصل کا ترجمہ)
۱۱۸۔	بارگاہ رسالت میں استغاثے	(''شواہد الحق'' کی ایک فصل کا ترجمہ)

Marfat.com

۵۔ زیر ترتیب کتابیں

۱۱۹۔ مسلک امام احمد رضا	(نفس مضمون ظاہر ہے)
۱۲۰۔ قادیانی دجال و کذاب	(نفس مضمون ظاہر ہے)
۱۲۱۔ اعمال واشغال سلاسل	(نفس مضمون ظاہر ہے)
۱۲۲۔ انگوٹھے چومنا	(نفس مضمون ظاہر ہے)
۱۲۳۔ بیان قدرت واختیار	(ذاتی اور عطائی اختیارات کی تحقیق)
۱۲۴۔ نظر انور (۱۴۰۷ھ)	(قرآن و حدیث کی روشنی میں نگاہ مصطفیٰ کا بیان)
۱۲۵۔ ہمارا نبی	(شان مصطفیٰ پر ایمان افروز کتاب)

۶۔ مقدمات و پیش لفظ

نمبر شمار	عنوان	مصنف / مرتب	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۔	جواہر البحار جلد اول	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی	لاہور	۱۹۷۵ء
۲۔	تجلیات امام ربانی	علامہ اختر شاہجہان پوری	لاہور	۱۹۷۸ء
۳۔	الشفاء جلد اول	علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی	لاہور	۱۹۷۹ء
۴۔	بخاری شریف جلد اول	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	لاہور	۱۹۸۲ء
۵۔	درالمعارف	شیخ شہاب الدین سہروردی	لاہور	۱۹۸۳ء
۶۔	موطا امام مالک جلد اول	امام مالک	لاہور	۱۹۸۳ء
۷۔	سنن ابن ماجہ جلد اول	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	لاہور	۱۹۸۳ء
۸۔	سنن ابو داؤد جلد اول	امام ابو داؤد سلیمان	لاہور	۱۹۸۵ء

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	مصنف / مرتب	مقام اشاعت	سن اشاعت
۹۔	مشکوٰۃ شریف جلد اول	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب	لاہور	۱۹۸۵ء
۱۰۔	مشعل راہ	علامہ اختر شاہجہان پوری	لاہور	۱۹۸۶ء
۱۱۔	اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی	علامہ اختر شاہجہان پوری	لاہور	۱۹۸۶ء
۱۲۔	کلمۂ حق	علامہ اختر شاہجہان پوری	لاہور	۱۹۸۷ء
۱۳۔	الامن والعلیٰ	امام احمد رضا خاں بریلوی	لاہور	
۱۴۔	جماعت اسلامی کا شیش محل	علامہ مشتاق احمد نظامی	لاہور	
۱۵۔	فضائل درود و سلام	علامہ محمد سعید شبلی	لاہور	۱۹۸۸ء
۱۶۔	بہار عقیدت	علامہ اختر الحامدی	لاہور	۱۹۸۸ء
۱۷۔	الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب	امام احمد رضا خاں	لاہور	۱۹۸۸ء
۱۸۔	محدث اعظم کچھوچھوی اور پاکستان	علامہ اختر شاہجہان پوری	لاہور	۱۹۸۹ء
۱۹۔	تسہیل کنز الایمان	علامہ اختر شاہجہان پوری	لاہور	۱۹۹۳ء
۲۰۔	مجدد کی عقائد و نظریات	علامہ اختر شاہجہان پوری	لاہور	۱۹۹۶ء
۲۱۔	مقیاس مناظرہ	مولانا محمد عمر اچھروی	لاہور	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محمد مسعود [illegible]

الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ

گورنمنٹ ڈگری کالج
سکھر (سندھ)

۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء (?)

مکرمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — عنایت نامہ موصول ہوا۔ [illegible] انتقال کی خبر باعث صدمہ و رنج و الم ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، درجات عالیہ عطا فرمائے اور آپ [illegible] [illegible] ایک عظیم سانحہ ہے [illegible] ان کے جو حالات لکھے یقیناً وہ جنتی ہیں [illegible] ان کے جنتی ہونے کی دلیل ہے — مولیٰ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

جمعۃ المبارک کو [illegible] دل میں آیا کہ آپ کو بیعت کی اجازت دی جائے۔ خیال ہو کہ ۲ جمادی الثانی [illegible] دسمبر ۱۹۷ (?) بروز جمعۃ المبارک کو فقیر نے آپ کو بیعت کی اجازت دی۔ جو آپ کے پاس رجوع کریں، ان کو بیعت کریں، اور سنت پر عمل کرنے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال محبت کی تلقین کریں۔ شجرہ شریف [illegible]

آپ کے محبت نامہ سے پرانی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں [illegible] بیعت [illegible] تازہ کر دیا — مولیٰ تعالیٰ آپ کو سلامت با کرامت رکھے آمین — بچوں کو بہت بہت دعا کہیں۔ [illegible]

فقط والسلام

محمد مسعود احمد [illegible]

محترم جناب غلام قادر صاحب
راولپنڈی

عکس اجازت و خلافت بنام الحاج غلام قادر مظہری، راولپنڈی

Marfat.com

الحاج غلام قادر خاں مظہری

غلام قادر خاں صاحب مشرقی پنجاب کے انبالہ ڈویژن میں ضلع گوڑ گانواں موضع سہی افغاناں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد تلاش روزگار کے سلسلہ میں پشاور سے پہلے دہلی آئے' پھر موضع سہی افغاناں میں کھیتی باڑی کرتے رہے۔ وہ یوسف زئی پٹھان ہیں۔۔۔۔ موضع سہی افغاناں دہلی سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے۔

غلام قادر صاحب ڈپٹی اکاؤنٹنٹ پوسٹ جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف کے آفس میں بطور کلرک ملازم تھے۔ پاکستان بننے کے بعد اپنے پیرو مرشد حضرت العلامہ شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ کے ارشاد کی تعمیل میں لاہور چلے آئے۔ عروس البلاد لاہور میں بیس برس رہے۔ پھر ۱۹۶۷ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد راولپنڈی میں رہائش اختیار کرلی۔

ڈیڑھ سو گھرانوں پر مشتمل موضع سہی افغاناں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ اور ان کے تین صاحبزادوں مفتی مشرف احمد' مولانا منظور احمد اور ڈاکٹر سعید احمد علیھم رحمھم اللہ کی تین روز مہمان داری کی۔۔۔۔

موضع سہی افغاناں کو دہلی سے دو راستے ملاتے ہیں۔ بس کا سفر صرف گوڑ گانواں چھاؤنی تک ہے۔ اس کے بعد پیدل سفر۔ دوسرا راستہ ریل کا ہے' جو دہلی سے اجمیر شریف تک جاتی ہے۔ گوڑ گانواں ریلوے اسٹیشن سے اگلا اسٹیشن گڑھی ہرسرو کا ہے' جہاں سے تین میل کا پیدل سفر ہے۔۔۔۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ فتح پوری سے بذریعہ تانگہ دہلی ریلوے اسٹیشن تک آئے۔ وہاں سے اجمیر شریف جانے والی ٹرین میں سفر کیا۔ غلام قادر خاں صاحب نے عرض کیا "فرسٹ کلاس کے ٹکٹ لے لوں"۔۔۔ فرمایا "تھرڈ کلاس کے ٹکٹ لو"۔۔۔ میں نے عرض کیا "کہ گاڑی میں رش ہوگا اور سب کو ایک ہی ڈبے میں جگہ نہیں مل سکے گی۔ اس لئے فرسٹ کلاس کے ٹکٹ لے لیتے ہیں"۔ میں نے تو اپنے روزانہ کے معمول اور تجربے کی بناء پر عرض کیا' لیکن فرمایا کہ "نہیں تم تھرڈ کلاس کے ٹکٹ لو"۔ میں تھرڈ کلاس کے ٹکٹ لے کر آیا تو گاڑی میں بہت رش تھا۔ مگر ہمیں بڑی آسانی سے ایک ہی ڈبے

Marfat.com

میں اور ایک جگہ آمنے سامنے دو بنچ بالکل خالی مل گئے اور ہم سب ایک ہی جگہ پر بڑے آرام سے بیٹھ گئے۔ یہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی کرامت تھی۔۔۔۔ موضع سہی افغاناں میں مسلسل تین دن گھر گھر میں محفل میلاد شریف ہوئی اور صلواۃ و سلام پڑھا گیا۔ اہل موضع مولانا مشرف صاحب علیہ الرحمہ کے خطابات سے مستفیض ہوئے۔

میں دہلی میں کشمیری دروازے کے نزدیک محلہ ڈور والا میں کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ یہاں سے میرے دفتر کا راستہ آدھے گھنٹے کا تھا۔ پیدل جاتا تھا اور پیدل آتا تھا۔ اور میرے گھر سے فتح پوری کا راستہ پندرہ منٹ کا تھا۔ اس لئے حاضری میں کوئی دشواری نہیں تھی۔ مرید ہونے سے پہلے اکثر نماز جمعہ فتح پوری میں پڑھتا تھا۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ امامت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے مصافحہ بھی کیا اور بہت سے لوگ بھی مصافحہ کر رہے تھے۔ پھر حضرت مفتی اعظم اپنے حجرہ میں لے گئے' اور بھی کافی آدمی ساتھ تھے۔ میں ان کے ساتھ حجرے میں جاکر بیٹھ گیا۔ یہاں مراقبہ بھی ہوا۔ اس کے بعد نعت خوانی ہوئی اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح شروع ہوتی ادھر حضرت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی بہرحال مجھے اس روز بڑا کیف میسر آیا۔ پھر میں ہر جمعہ پابندی سے جاتا رہا۔ اور آخر دل کے ہاتھوں مجبور ہو گیا اور انہی کا ہو کر رہ گیا۔ حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے بیعت فرمایا۔ اس وقت مجھ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ میں کافی دیر قبلہ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے قدموں میں پڑا روتا رہا اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ میرے سر پر ہاتھ پھیرتے رہے۔ کافی دیر بعد دل قابو میں آیا۔ اس کے بعد تو ان کے در کا ہو کر رہ گیا۔ اذان فجر سے بہت پہلے بیدار ہوتا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ' حضرت شاہ مسعود علیہ الرحمہ اور دیگر بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتا۔ پھر فتح پوری آتا۔ نماز فجر کے لئے قبلہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ حجرے سے باہر تشریف لاتے تو سب سے پہلے میں ہی اس نورانی چہرے کی زیارت کرتا۔۔۔۔ پھر نماز فجر کے بعد قبلہ حضرت صاحب کے پاس بیٹھتا' پھر دفتر جاتا۔۔۔۔ پھر دفتر سے آنے کے بعد فتح پوری جانا معمول بن گیا یہ ۱۹۴۰ء سے قبل کا واقعہ ہے۔ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دو

Marfat.com

زانو بیٹھ جاتا۔ جو بات پوچھی جواب دے دیا ورنہ خاموش بیٹھا رہتا۔ بس ان کے حسن کا نظارہ کرتا تھا اور دنیا کے تمام غم بھول جاتا تھا۔ قبلہ حضرت صاحب علیہ الرحمہ بہت ہی محبت فرماتے تھے۔ دہلی میں اگر کسی جگہ قبلہ حضرت صاحب تشریف لے جاتے' تب بھی میں ساتھ ہوتا تھا۔ تانگہ میں ان کے ساتھ سفر کیا اور پیدل بھی' یہ ان کا کرم تھا۔

غلام قادر خاں صاحب نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں پہلی بیوی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ اور دوسری بیوی سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ تینوں بیٹیوں کی شادی سے فارغ ہو چکے ہیں۔ بڑی بیٹی کی شادی ۱۹۹۲ء میں اسلام آباد میں کی اور دوسری بیٹی کی شادی ۱۹۹۵ء میں کی۔۔۔۔ بڑا بیٹا غلام نبی خاں گزشتہ سترہ سال سے بریڈ فورڈ' انگلینڈ میں مقیم ہے اور ان کا بریڈ فورڈ کے معززین میں شمار ہوتا ہے۔۔۔۔ منجھلے بیٹے محمد ظفر خاں نے ایم۔ایس۔سی کیا ہے اور بینک آفیسر ہیں۔۔۔۔ سب سے چھوٹا بیٹا محمد طاہر خاں بی۔ایس۔سی ہے۔ اور اسلام آباد میں کسی پرائیویٹ کمپنی میں ملازم ہے۔

دہلی سے پاکستان ہجرت کی تو ہجرت کے وقت پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ پہلی بیوی غلام قادر صاحب کی پھوپھی زاد تھیں اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے ہی بیعت تھیں۔ انہیں اپنے پیر سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ یہ غلام قادر خاں کی پسند کی شادی تھی۔ ان کا غلام قادر خاں صاحب سے چھ سال کا ساتھ رہا۔ ضلع گڑ گانواں کی رہنے والی تھیں۔ ان سے تین بچے ہوئے' تیسرے بچے کی زچگی میں سخت بیمار ہو گئیں اور تین چار ماہ بعد بچہ اور یہ بیوی دونوں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون!**

ان کی میت کو قبلہ حضرت مفتی اعظم صاحب علیہ الرحمہ نے کندھا دیا اور نماز جنازہ بھی قبلہ حضرت صاحب ہی نے پڑھائی۔ تدفین کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر قبلہ حضرت صاحب کافی دیر تک کچھ پڑھتے رہے' بعد ازاں غلام قادر صاحب کو ان کی بخشش مغفرت کی بشارت دی۔ **فلحمد للہ علی ذلک۔**

دونوں بچے کمسن تھے۔ اور دفتری معمولات کے باعث ان کی دیکھ بھال مشکل تھی۔ پاکستان آکر ان کی دیکھ بھال کے لئے دوسری شادی کر لی۔ اس وقت بڑی بیٹی کی عمر پانچ برس تھی اور بیٹے غلام نبی خاں کی عمر چار برس تھی۔۔۔۔ اس نیک سیرت بیوی نے بچوں کی ایسی

Marfat.com

پرورش کی کہ سوتیلے پن کا احساس نہیں ہونے دیا۔۔۔۔ دوسری بیوی کا انتقال ۱۹۹۱ء میں ہوا۔ ان کی رفاقت چوالیس سال رہی۔ وہ ہر حال میں شریعت کی پابند رہیں۔ ضرورت مندوں کی مدد کرنا عمر بھر شیوہ رہا۔ ذرا ذرا سی بات پر خدا کا شکر ادا کرنا ان کی فطرت میں شامل تھا۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود سب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ اس بیوی سے اولاد بھی نیک اور فرماں بردار ہے۔ نیک اور فرماں بردار اولاد بلاشبہ خدا کی نعمت ہے۔ ماں نیک ہو تو تربیت بھی نیک ہی کرتی ہے۔ اسی لئے تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

غلام قادر خاں صاحب کو قبلہ مفتی اعظم صاحب علیہ الرحمہ نے دو بشارتوں سے نوازا۔ پہلی تو گزشتہ سطور میں ان کی بیوی کی مغفرت کی بشارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ دوسری بشارت یہ ہے کہ انہوں نے ایک خط میں یہ فرمایا کہ

"جب تم اس دنیا سے جاؤ گے تو بڑے بڑے محبوبوں کے دامن کے سایہ میں جاؤ گے"۔

یہ خط سند کے طور پر آج بھی غلام قادر خان صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ بلاشبہ اس دنیا میں ہی اگر کسی کو بخشش و مغفرت کی خوش خبری مل جائے تو نجات کے اس پروانہ سے بڑھ کر کوئی اور بات امتیازی ہو ہی نہیں سکتی۔

Marfat.com

عزیزِ ملت ابو السرور صاحبزادہ محمد مسرور احمد

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱ر شوال المکرم ۱۳۹۰ھ/۱۱ر دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک کراچی میں ہوئی۔ تاریخی نام شاہ مبشر احمد فاروقی (۱۳۹۰ھ) ہے حضرت مسعودِ ملت فرماتے ہیں۔

"جب ۱۹۷۰ء میں میاں مسرور پیدا ہوئے تو ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی۔
۱۹۷۰ء میں بلوچستان سے سندھ آنے کے بعد بحیثیت پروفیسر تقرر ہوا'
کیوں کہ یہاں احقر سے سینئر پروفیسر موجود تھے"۔

صاحبزادہ صاحب نے ۱۹۸۷ء میں گورنمنٹ ہائی سکول' مکلی (ٹھٹھہ) سے فرسٹ کلاس میں سائنس میں میٹرک کیا۔

۱۹۸۹ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج' ٹھٹھہ سے فرسٹ کلاس میں انٹرمیڈیٹ کیا۔
حضرت پیرومرشد حضرت مسعود ملت فرماتے ہیں۔

"عزیزم ابوالسرور محمد مسرور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے بچپن سے آثار سعادت نمایاں ہیں۔ وہ اتنے حسین و جمیل تھے کہ سفر کے دوران غیر لوگ بھی گود میں لینے کی آرزو کرتے تھے۔ ان کی ولادت کے سال احقر نے ڈاکٹریٹ کا امتحان دیا' اور ایک دو ماہ بعد ڈگری مل گئی----

○---- اطاعت شعاری اور فرماں برداری ان کے خمیر میں شامل ہے۔ پانچ برس کی عمر میں کراچی سے ۳۰۰ میل دور صحرائے تھر میں شہر مٹھی میں تنہا احقر کے پاس رہے' سخت بخار چڑھا مگر والدہ کو یاد نہیں کیا' اور جب پوچھا گیا کہ "کراچی چلو گے؟"---- تو جواب دیا جیسی آپ کی مرضی"----

○---- ان کی طبیعت میں حمیت وغیرت' سخاوت وغریب پروری داخل ہے۔ وہ بڑے متحمل مزاج باوقار اور خاموش طبع ہیں۔ دھیمی آواز سے بولتے ہیں---- ان کو غائبانہ اپنے جدامجد کا فیض ملا ہے۔ وہ اپنے جدامجد کے ہمشکل ہیں---- تقریباً"

Marfat.com

۱۲ پوتوں میں یہ امتیاز صرف ان کو حاصل ہے----

○---- فطرتاً" متبع سنت ہیں۔ بی۔ایس۔سی کے طالب علم ہیں مگر ان کے چہرے پر چھوٹی سی داڑھی ہے کہ عمر ابھی بیس سال ہے---- ان کی صحبت میں نوارنیت محسوس ہوتی ہے۔ ایک بردار طریقت نے فرمایا کہ ان کے گرد نور کا ھالہ دیکھا جس نے مجھے بھی اپنے آغوش میں لے لیا اور میں لطف اندوز ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ بس آگئی اور بادل ناخواستہ سوار ہوا---- وہ بردار طریقت کراچی سے ٹھٹھہ آئے تھے۔ اور میاں مسرور ان کی مشایعت کے لئے سڑک تک گئے تھے----

○---- وہ دوستوں میں نمازی دوستوں کا انتخاب کرتے ہیں ---- جب دوست گھر پر آتے ہیں تواضع کرتے ہیں۔ تواضع و خاطر داری میں وہ بہت پیش پیش ہیں۔

خطرناک حالات میں بھی وہ استقامت واستقلال کا مظاہرہ کرتے ہیں---- لسانی فسادات کے زمانے میں وہ برابر کالج جاتے رہے اور کسی نے ان سے باز پرس نہ کی ----

○ ---- وہ اپنے خادموں اور ملازموں کا کام بھی کر دیتے ہیں۔ یہ ان کی انکساری وہمدردی ہے---- اپنا کام خود کرتے ہیں بلکہ دوسرے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں اور کبھی انکار نہیں کرتے ---- ہر ایک کام خوشی کرتے ہیں---- پڑوسیوں کا خاص خیال رکھتے ہیں---- ماہانہ محفل اور عروس شریف میں باوقار انداز میں تقریر بھی کرتے ہیں----

○ ---- شدید بیماری میں بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ عام بیماروں کی طرح بے قراری واضطراب کا اظہار نہیں کرتے بلکہ خاموش رہتے ہیں۔

○ ---- طبیعت میں استغناء و بے نیازی ہے۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے

چودہ برس کی عمر ہوگی۔ احقر کے ساتھ اسلام آباد جانا ہوا۔ وہاں خواجہ محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ کے ساتھ ایک محفل میں جانا ہوا۔ اسٹیج پر جگہ نہ

Marfat.com

تھی۔ میاں مسرور کے لئے خصوصی طور پر کرسی منگوا کر اس پر بٹھایا گیا۔ دوران محفل روپوں کا ہار ڈالا گیا' جب محفل برخواست ہوئی اور کھانے کے لئے چلے تو میاں مسرور ہار اسٹیج پر چھوڑ کر چلے آئے' جب کہا گیا کہ یہ ہار آپ کا ہے' تو ہاتھ میں لے لیا--- پھر جب کھانے بیٹھے تو ہار قریب ہی رکھ لیا مگر جب کھا کر اٹھے اور باہر آئے تو ہار مکان کے اندر ہی چھوڑ کر آ گئے --- خواجہ عبداللہ جان مدظلہ قریب ہی کھڑے تھے' احقر نے عرض کی کہ آپ نے احقر زادہ کو آزمائش میں مبتلا کیا' بحمداللہ وہ کامیاب ہوا--- بہت مسرور ہوئے اور دعاؤں سے نوازا --- میاں مسرور سے فرمایا کہ ہار میں لا کر پیش کرتا ہوں--- پھر وہ ہار منگا کر عنایت فرمایا--- میاں مسرور نے گھر میں لا کر رکھ دیا اور توجہ بھی نہ کی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

○ --- خوف ودہشت میں بھی وہ متوجہ الی اللہ رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے۔

ٹھٹھہ میں قیام تھا۔ بنگلہ کالج کے اندر تھا۔ آس پاس کوئی مکان نہ تھا۔ لسانی و نسلی فسادات کا زور تھا' ہر شخص فطرتاً" خوف زدہ تھا۔ انہیں ایام میں ایک روز رات بارہ بجے جب لکھنے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو بجلی بند کر کے کمرے سے باہر آ رہے تھے--- ان کی چھوٹی بہن اتفاق سے بیدار ہوئیں' شرارت سوجھی--- ایک طرف اندھیرے میں چھپ کر کھڑی ہو گئیں--- جب بھائی اس طرف سے گزرے تو اچانک ہاتھ پکڑ لیا--- اس دہشت کے عالم میں میاں مسرور کی زبان سے صرف لفظ "اللہ" نکلا' مطلق چیخ و پکار کی آواز نہ آئی۔ صبح ان کی بہن نے یہ واقعہ بیان کیا--- تو احقر کو مسرت ہوئی--- پندرہ سولہ برس کی عمر یہ استقامت اور توجہ الی اللہ عطائے ربانی ہے۔

○ سندھ میں امتحانات کے دوران نقل کا بازار گرم رہتا ہے۔ نئے نئے تجربے کئے جاتے ہیں۔ اس تماشے میں استاد و شاگرد شریک ہیں۔ یہ ایک قومی المیہ ہے'--- مگر الحمدللہ احقر کے بچوں نے کبھی نقل کا سہارا نہیں لیا۔ دراصل نقل ایک قسم کی چوری ہے جب کہ چھپ کر کی جائے اور ڈاکہ ہے جب کھلم کھلا کی

Marfat.com

جائے۔ ابتداء میں جن بچوں کو اس کی عادت پڑ جاتی ہے ان سے آگے چل کر خیر کی امید رکھنا عبث ہے۔ چوری کی عادت جب خمیر میں شامل کر دی گئی تو پھر وہی بچے جب اقتدار میں آئیں گے تو کیا گل کھلائیں گے؟---- نقل کرنے سے ناکامی ونامرادی ہزار درجے بہتر ہے---- باوجود نامرادی وبامرادی کہ حمیت وغیرت اس کے ساتھ ہے اور جب تک یہ جوہر ہے' انسان' انسان ہے---- میاں مسرور نے کبھی نقل نہیں کی---- ٹھٹھہ میں ۱۹۸۶ء میں بورڈ کے امتحانات ہو رہے تھے' کمرۂ امتحان میں نقل چل رہی تھی۔ نگران امتحانات نے میاں مسرور کی کاپی اٹھا کر جھٹکی تو ایک پرچہ تک نہ نکلا جب کہ دیگر لڑکوں کی کاپیوں میں کچھ نہ کچھ موجود تھا---- انہوں نے کھڑے ہو کر پورے کمرے کے طلبہ کر فخر سے یہ بات بتائی۔ جبکہ ان کے علم میں یہ بات نہ تھی کہ یہ فقیرزادہ ہے۔ جب معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔

(محررہ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء)

○---- مئی ۱۹۹۱ء میں میاں مسرور سلمہ کے بی۔ایس۔سی کے امتحان ہونے والے تھے۔ جون ۱۹۹۱ء میں وہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لئے فقیر کے ساتھ جانے والے تھے۔ اتفاق سے امتحانات کی تاریخ میں توسیع ہو گئی۔ اور نئی تاریخ جون میں مقرر ہوئی۔ میاں مسرور سلمہ نے امتحان کا مطلق فکر نہ کیا بلکہ ذکر تک نہ کیا۔ حج کی تیاری میں لگے رہے۔ جس سے ان کی استقامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اوائل جون میں حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ ادھر امتحان کی تاریخ بڑھتے بڑھتے جون کے آخر تک پہنچ گئی۔ پھر وائس چانسلر نے خصوصی اختیار سے دس دن اور بڑھا دیے' جولائی ۱۹۹۱ء میں واپسی ہوئی۔ امتحان دیا اور فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے---- آج کل کراچی یونیورسٹی میں ایم۔ایس۔سی (اطلاقی طبیعیات) کے آخری سال میں ہیں۔ ماشاء اللہ متبع سنت ہیں۔

○---- حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے ۲۵ جون ۱۹۹۱ء/۱۸ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ قیام مکہ معظمہ کے دوران سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ

Marfat.com

میں بیعت فرما کر اجازت و خلافت مرحمت فرمائی۔

○ ---- مفتی محمد مکرم احمد سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مظہریہ مسجد فتحپوری، دہلی نے اپنے قیام کراچی کے دوران ۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ/ ۵ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک کو چہار سلاسل طریقت نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں خلافت اور اجازت بیعت سے نوازا اور اپنے خاص عملیات کی اجازت مرحمت فرمائی۔

Marfat.com

مولانا عطا محمد درس

مولانا عطا محمد درس کا تعلق سندھ کے مشہور درس خاندان سے ہے۔ درس خاندان کے مشہور عالم مولانا عبدالکریم درس علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے مخلصین میں سے تھے۔ اعلیٰ حضرت جب کراچی تشریف لائے تو مولانا عبدالکریم درس صاحب کو اعلی حضرت کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت صاحبزادہ مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے مولانا عبدالکریم درس کے انتقال پر قطعہ تاریخ وفات لکھا---- مولانا عبدالکریم درس کے صاحبزادہ مفتی ظہورالحسن درس بھی کراچی کے مشہور عالم تھے---- اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے بڑے بھائی علامہ مفتی مولانا مظفر احمد علیہ الرحمہ کے دوستوں میں سے تھے۔

مولانا عطا محمد درس صوبہ سندھ کے ضلع تھرپارکر کے مرکز مٹھی شہر میں مقیم ہیں۔ مٹھی شہر میں ۸۰ فیصد ہندوؤں کی آبادی ہے۔ صرف ۲۰ فیصد مسلمان آباد ہیں۔ شہر کی تجارت و معیشت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ مسلمان بالعموم غریب ہیں۔ مٹھی شہر کے متعلق حضرت مسعود ملت نے ایک رپورتاژ بعنوان "حیرت کدۂ مٹھی" سینۂ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔ جو ماہنامہ ضیائے حرم' لاہور میں ۱۹۷۶ء ' ۱۹۷۷ء کے شماروں میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔[۱]

پیرومرشد سیدی حضرت مسعود مآب نے یکم نومبر ۱۹۷۴ء کو گورنمنٹ ڈگری کالج مٹھی میں پرنسپل کی حیثیت سے چارج لیا۔ اس دور دراز' اجاڑ بیابان صحرا میں جانے کے لئے کوئی تیار نہ تھا' تب قرعۂ انتخاب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے نام نکلا۔ علم کی روشنی پھیلانے کے لئے حضرت مسعود ملت اللہ کے توکل پر چل پڑے۔ اور اپنے حسن صورت وسیرت واخلاق' حلم' رحم و کرم کے طفیل صحرا کو گلستان بنا دیا۔ اس محبت ورافت کی تاثیریوں پھیلی کہ غیر مسلموں کے دل بھی مسخر ہو گئے۔ اور ۱۹۷۷ء میں جب آپ کا مٹھی سے سکرنڈ کے لئے تبادلہ ہوا تو بے شمار ہندو

---

[۱] ادارہ مظہر اسلام، لاہور عنقریب یہ مقالہ "حیرت کدۂ مٹھی" شائع کر رہا ہے۔

Marfat.com

اھالیان علاقہ اشکبار تھے۔ آپ کے تین سالہ قیام مٹھی کے دوران وہاں جو حیرت انگیز تبدیلی آئی' اس کی برکات وثمرات سب کے سامنے تھے۔ انہیں حضرت مسعود ملت سے جو انس تھا' لگاؤ تھا' ان کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی نمی سے ہویدا تھا۔

ان مخلصین ومعتقدین میں مولانا محمد قاسم درس بھی تھے۔ جو اپنے ہونہار بیٹے عطا محمد درس کے ساتھ حضرت مسعود ملت کے نیاز کو روزانہ جایا کرتے تھے۔ مولانا مرحوم ایک کامل درویش اور سچے عاشق رسول تھے۔ نماز عصر سے مغرب تک کا وقت قبلہ پروفیسر صاحب کی صحبت میں گزارنا ان کے معمولات میں شامل تھا۔ مولانا قاسم درس اگرچہ جامع مسجد کے پیش امام تھے لیکن نماز مغرب قبلہ پروفیسر صاحب کی امامت میں ادا کر کے خوشی محسوس کرتے۔ اسی اثناء میں مولانا موصوف نے حضرت صاحب سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کے بیٹے کو راہ سلوک کا مسافر بنا دیں۔ قبلہ پروفیسر صاحب اپنے والد گرامی حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ سے، بیعت تھے لیکن خلعت اجازت وخلافت سے بہرہ ور نہ تھے۔ اگر کوئی پروفیسر صاحب سے بیعت کا خواستگار ہوتا تو اسے مفتی محمود الوری علیہ الرحمہ حیدر آباد، سندھ سے رجوع کے لئے فرماتے۔ مولانا قاسم درس کی اس خواہش پر ان کی حیدر آباد' سندھ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی طرف راہنمائی فرمائی کہ وہ بیعت کرتے ہیں ان سے رجوع کریں۔ ساتھ میں تعارفی رقعہ بھی لکھ دیا۔ لیکن مولانا موصوف کا گوہر مقصود ومطلوب تو آپ کی ذات والا صفات تھی۔ قدرت نے ان کی اس خواہش کو عملی صورت دینے کے یہ اسباب پیدا فرما دئے کہ جب حضرت علامہ مفتی محمود الوری علیہ الرحمہ تک یہ معاملہ پہنچا تو انہوں نے ۲۷ نومبر ۱۹۷۴ء کو حضرت مسعود کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اجازت مرحمت فرما دی۔ یوں مولانا عطا محمد درس سلسلۂ عالیہ مسعودیہ مظہریہ کا نقطۂ آغاز ٹھہرے۔ یہ بات مولانا عطا محمد درس کے لئے باعث فخر وانبساط ہے کہ بطفیل حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فیض مسعود کا دریا انہی کے سبب جاری وساری ہوا--- مرشد کامل نے ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۷۴ء بعد نماز عشاء مولانا عطا محمد درس کو بیعت فرمایا۔ ماحول کی ضرورت کے پیش نظر انہیں ۷ تعویذات بھی مرحمت

Marfat.com

فرمائے۔ ۱۹۷۷ء میں قبلہ پروفیسر صاحب کا مٹھی کالج سے سکرنڈ تبادلہ ہو گیا۔ اس دوران مولانا عطا محمد درس حضرت صاحب کی زیارت کے لئے کراچی بھی حاضر ہوئے۔

۱۷ اپریل ۱۹۹۳ء کو قبلہ پروفیسر صاحب نے مٹھی شہر کو رونق بخشی اور مولانا عطا محمد درس کو شرف میزبانی عطا ہوا ۔ ۱۹۷۴ء کے مٹھی سے ۱۹۹۳ء کے مٹھی میں کافی تبدیلی آ چکی ہے--- لوگ دیدہ و دل فرش راہ کئے ملے۔ مسلسل تین دن شہر کے عمائدین سمیت ہندو مسلم ملاقات کو آتے رہے--- اس سہ روزہ قیام میں مولانا عطا محمد کو حضرت صاحب نے مزید تعویذات کی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنے فیض فراواں سے نوازا۔

حضرت مسعود ملت کی واپسی پر مولانا عطا محمد نے حضرت کے نام ایک خط میں خلافت کے لئے عرضداشت پیش کی۔ اس کے جواب میں ۷ ستمبر ۱۹۹۳ء کو قبلہ پروفیسر صاحب نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ تم کو ظاہر و باطن میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع بنائے۔ آمین! اللہ کی رضا پر راضی رہنا اور محبت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ایمان کی نشانی ہے--- کوشش کرو کہ ہر کام سنت کے مطابق ہو۔ انشاء اللہ جب اس میں کمال پیدا کر لو گے تو تم کو اپنا خلیفہ بنا دیں گے۔

یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ تم اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہو۔ ایک زبان کا ذکر ہے' ایک دل کا ذکر ہے اور ایک بدن کا ذکر ہے--- زبان کا ذکر یہ ہے کہ زبان سے اللہ اللہ کہا جائے یا کلمہ شریف کا ورد کیا جائے--- دل کا ذکر یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ پاک کی طرف متوجہ رہے کسی اور کی متوجہ نہ ہو--- بدن کا ذکر یہ ہے کہ ہاتھ پیر اور آنکھ' کان سب اللہ تبارک تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف ہوں' کوئی کام اس کے حکم کے خلاف سرزد نہ ہو--- جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو خلافت کے لائق ہوتا ہے"۔

مشیت ایزدی سے ۲ نومبر ۱۹۹۴ء کو مولانا محمد قاسم درس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون! اس عاشق رسول کی نماز جنازہ میں شہر کے بہت سے لوگوں

Marfat.com

نے شرکت کی اور میت کو مٹھی سے آبائی گاؤں پوسر لے جایا گیا۔ قبر کی کھدائی کے دوران مٹی کے پرت تقسیم ہوئے تو ایک حصہ پر یا اللہ اور دوسرے پر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا پایا۔ یہ سب عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے کہ اللہ تعالی نے مولانا محمد قاسم علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرمایا۔

تعزیت کے لئے حضرت مرشد کامل ۱۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کو مٹھی تشریف لے گئے اور تین روز وہاں قیام فرمایا۔ ۱۲ دسمبر کو آپ مٹھی سے پوسر تشریف لے گئے اور مولانا محمد قاسم درس علیہ الرحمہ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی فرمائی۔ وہاں ایک محفل میں مولانا محمد قاسم درس کی یادیں تازہ کیں اور اہل محفل کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا۔ پوسر سے شام ۴ بجے مٹھی واپسی ہوئی---- اور اگلے روز ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴ء کو مولانا عطا محمد درس کو خلافت واجازت مسعودی سے نوازا گیا۔ انہوں نے ۱۹ سال میں خود کو خلافت کے اہل ثابت کیا۔ اللھم زد فزد۔

مولانا عطا محمد درس نے ناظرہ قرآن پاک اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد محترم مولانا محمد قاسم درس علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول مٹھی سے پاس کیا۔ انٹرمیڈیٹ آرٹس مضامین میں پرائیویٹ طور پر میرپور خاص سے کیا---- آج کل گورنمنٹ پرائمری سکول' نارتھ کالونی میں پرائمری ٹیچر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۱۹۹۳ء میں درس محلہ بمقام مٹھی نزد ناک چونگی ایک مسجد کی تعمیر کرائی۔ جو ابوبکر مسجد کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ اس مسجد کا افتتاح ۱۷ اپریل ۱۹۹۳ء کو حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے فرمایا۔ اس مسجد میں جمعہ و تراویح کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد مسعود احمد

۱۷/۲-سی — بلاک ای سی - ایچ سوسائٹی
کراچی (سندھ) کوڈ نمبر ۷۵۴۰۰، فون ۴۵۵۴۳۶۸
حوالہ نمبر ——— فیکس نمبر ۴۵۶۱۵۷۴ — ۲۱ — ۹۲ ——— تاریخ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۵ء

برادرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ سب بخیر و عافیت ہوں گے۔
آپ کا کریم نامہ روانگی سے قبل ہی مل گیا تھا۔ جواب میں فقیر خود حاضر ہو گیا
لیکن پھر بھی قرض باقی تھا، اس کا اتارنا ضروری تھا ——

الحمد للہ آپ بہت سے دینی اور علمی کاموں میں مصروف ہیں،
آپ کی مصروفیت سے بخوبی بہت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس کو
اپنا بناتے ہیں، اپنے کام میں مصروف کر لیتے ہیں۔ ایسی مصروفیت
قابل مبارک باد ہے —— یہ بہت اچھا کیا کہ معارف کے لیے
زرعی زمین کو مخصوص کر دیا —— آپ دنیا اور آخرت دونوں
کماتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مقبول و مشکور فرمائے۔ آمین!
شاید یہ فقہ کے سلسلے میں تو ایسا ہے کہ زیادہ ضروری نہیں ویسے آپ کے لیے
ایسی ... کرنا بھی مشکل نہیں —— اگر یہ ضروری ہوں تو کر لیں ورنہ
ڈاکٹریٹ کی طرف توجہ دیں ——

آپ کی پُر خلوص دعوت کا بہت بہت شکریہ۔ گھر میں
بھی شکریہ ادا کریں — مولیٰ تعالیٰ بچوں کو دونوں جہاں میں

Marfat.com

عکس اجازت و خلافت بنام پروفیسر ڈاکٹر حافظ قاری محمد رفیق، لاہور

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر حافظ قاری محمد رفیق

احقر قاری محمد رفیق ضلع ڈیرہ غازی خان تحصیل تونسہ شریف کے ایک قصبہ "کالووالہ" سے تعلق رکھتا ہے۔ میرے والد بزرگوار حاجی علی محمد لنگراہ ولد ملک غلام صدیق لنگراہ علاقہ کے بڑے زمینداروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد صاحب کا پیشہ زمینداری اور کاشتکاری ہے۔ والدہ صاحبہ (م۔ ۱۴؍ اگست ۱۹۸۵ء) قوم موتھہ بستی لشاری ملک غلام محمد موتھہ کی صاحبزادی تھیں اور انتہائی دیندار تھیں۔ ہمارے والدین کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی۔ والدین مختلف اولیاء کرام کے مزارات شریفہ پر پر عقیدت حاضری دیتے رہے۔ چنانچہ پیر طریقت محمد حسن آف چونی (بہل ضلع بھکر) کے مزار پر حاضری کے دوران خواب میں نرینہ اولاد کی خوشخبری حاصل ہوئی۔

احقر سمیت چھ بھائی اور تین بہنیں حیات ہیں۔ احقر کی تاریخ پیدائش ۱۹۶۰ء۔۱۰۔۱۱ ہے۔ والد گرامی حاجی علی محمد تونسہ شریف کی معروف روحانی درگاہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمہ کے نامور فرزند حضرت خواجہ غلام نظام الدین محمودی سلیمانی علیہ الرحمہ سے گہری محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور خانقاہ سراجیہ مجددیہ آف موسیٰ زائی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کے کامل روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد اسماعیل صاحب علیہ الرحمہ سے بھی عقیدت رکھتے ہیں اور والد صاحب انہی کامل شخصیتوں کی صحبت کی وجہ سے نماز پنجگانہ، نماز تہجد اور تلاوت قرآن مجید کے پابند ہیں اور باقاعدگی سے ہر جمعرات کو روحانی پیشوا سخی سلطان احمد لنگراہ (موضع کالووالہ) کے مزار شریف پر حاضری دیتے ہیں۔

والدہ صاحبہ پیر طریقت قطب زماں حضرت خواجہ غلام حسن سواگ علیہ الرحمہ تحصیل کروڑ ضلع لیہ کے مایہ ناز فرزند ارجمند ثانی لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد علیہ الرحمہ سے مرید تھیں اور نماز، روزہ اور تلاوت قرآن مجید کی پابند تھیں۔ والدہ صاحبہ کی شدید خواہش کے پیش نظر احقر سمیت میرے دوسرے دو بھائیوں حافظ عبداللطیف صاحب اور حافظ ریاض احمد کو حفظ قرآن مجید کی دولت نصیب ہوئی۔

Marfat.com

تعلیم:

احقر نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول کالووالہ میں حاصل کی۔ دینی تعلیم (درس نظامی) اور حفظ قرآن مجید کی سعادت درج ذیل مراکز سے حاصل کی۔

- ☆ مکتب سید عبدالکریم شاہ صاحب مرحوم (کالووالہ)
- ☆ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم' ڈیرہ غازی خاں (پیارے والی مسجد)
- ☆ مدرسہ عربیہ شمس العلوم' کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ
- ☆ مدرسہ انوار الاسلام' کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ
- ☆ جامعہ رسولیہ شیرازیہ' امیر روڈ' بلال گنج' لاہور
- ☆ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف' گنج بخش روڈ' لاہور
- ☆ دارالعلوم جامعہ نعیمیہ' گڑھی شاہو' لاہور
- ☆ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ' اندرون لوہاری گیٹ' لاہور
- ☆ دارالعلوم اسلامیہ' وحدت روڈ' لاہور

تعلیمی کوائف:

- ☆ درس نظامی' حفظ قرآن مجید' تجوید و قرات' کتابت (از کریمہ دارالکتابت' چوک مستی' لاہور)
- ☆ ایم اے علوم اسلامیہ شہادۃ العالیہ (تنظیم المدارس) سیکنڈ ڈویژن ۱۹۷۴ء
- ☆ میٹرک۔ فرسٹ ڈویژن' لاہور بورڈ ۱۹۸۱ء
- ☆ ایف اے عربی۔ فرسٹ ڈویژن' لاہور بورڈ ۱۹۸۱ء
- ☆ ایف اے۔ فرسٹ ڈویژن' لاہور بورڈ ۱۹۸۲ء
- ☆ فاضل عربی۔ فرسٹ ڈویژن' لاہور بورڈ ۱۹۸۳ء
- ☆ بی اے۔ فرسٹ ڈویژن' پنجاب یونیورسٹی' لاہور ۱۹۸۴ء
- ☆ بی ایڈ۔ فرسٹ ڈویژن' پنجاب یونیورسٹی' لاہور ۱۹۸۶ء
- ☆ ایم اے عربی۔ فرسٹ ڈویژن' پنجاب یونیورسٹی' لاہور ۱۹۸۸ء

Marfat.com

☆ ڈی-ایچ-ایس-ایم (ڈپلومہ آف ہومیو پیتھک میڈیکل سائنس) ۱۹۹۱ء
پاکستان ہومیو پیتھک میڈیکل کالج (المسعود) محمد نگر گڑھی شاہو' لاہور

مشاغل:

تعلیم کے ساتھ امامت و خطابت کے فرائض بھی ادا کر رہا ہوں تقریباً" ۲۲ سال سے جامعہ مسجد نور غوثیہ' اندرون دفتر ڈائریکٹر آف انڈسٹریز' پونچھ ہاؤس' چوبرجی' ملتان روڈ' لاہور میں امامت و خطابت کی ذمہ داری نباہ رہا ہوں اور ۱۹۹۵ء سے جامعہ مسجد تجلی مدینہ' اسلامیہ پارک' لاہور میں پہلے جمعتہ المبارک کی تقریر کرتا ہوں اور بعد میں دفتر کی مسجد میں خطبہ جمعہ و امامت جمعہ کراتا ہوں۔ عیدین' نماز پنجگانہ اور خطابت کے علاوہ گزشتہ اکیس سال سے رمضان المبارک میں نماز تراویح کی امامت کرتا ہوں اور قرآن مجید سناتا ہوں۔ فللہ الحمد

ملازمت:

۱۹۸۴ء-۱-۷ کو گورنمنٹ ڈون باسکو ہائی سکول (اردو میڈیم) قلعہ گجر سنگھ' لاہور میں بطور عربی استاد کے ملازمت کا آغاز کیا۔ بعد ازاں ۱۹۸۷ء-۷-۲۵ کو سلیکشن بورڈ فار لیکچرر کی طرف سے لیکچرار اسلامیات کے طور پر گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز' لاہور (نزد ضلع کچہری) میں تقرری ہوئی۔ تاحال اسی مقام پر کام کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ اپنے آبائی گاؤں کالووالہ میں دینی' سائنسی' فنی' روحانی اور تعلیمی تقاضوں کے حصول کے لئے ۴۰ کنال کے وسیع رقبہ پر ۱۹۸۷ء کو ایک ادارے کی بنیاد رکھی جہاں ۱۶ کمروں پر مشتمل ایک بلاک تیار ہو چکا ہے جہاں ۶۰ بچے بچیاں نرسری تا پرائمری دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کی مکمل نگرانی میرے فرائض میں شامل ہے۔

سلسلہ مسعودیہ مظہریہ مجددیہ سے رابطہ:

رحمت حق بہانہ می جوید بہاؤ نہ ی جوید

سلسلہ عالیہ سے وابستگی اور فیضیابی کی اصل بنیاد حضرت مولانا محمد احمد مظہری قریشی علیہ الرحمہ (م-جون ۱۹۸۷ء) بنے۔ جن کی صحبت اور تربیت احقر کو ۱۰ سال سے زائد عرصہ تک حاصل رہی۔ میرے مذکورہ بالا جملہ کوائف انہی کی دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔ آپ اپنے مرشد کریم حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی قدس سرہ العزیز (م-۱۹۶۶ء) کے عشق میں فنائیت کے

Marfat.com

مقام پر فائز تھے۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے مرید موصوف کو اپنے مکاتیب میں مندرجہ ذیل دعاؤں سے بطور خاص نوازا۔

☆ "تمہارے دونوں خواب نہایت مبارک ہیں جس سے تمہاری روز افزوں ترقی کی امید بڑھتی ہے اور قوی امید ہے کہ تم سے دین کی خدمات لی جانے والی ہیں۔

فللہ الحمد علی ذالک"۔۱

☆ "صحیفہ رفیعہ موصول ہو کر باعث بے حد مسرت ہوا' اللھم زد فزد جو حالت تم نے لکھی ہزاروں میں سے کسی کو حاصل ہوتی ہے۔ متوجہ الی اللہ رہیں اور ترقیات لامتناہیہ کے لئے خواہاں' امید ہے کہ وہ تعالیٰ تمہیں اپنے محبوبوں میں اٹھائے گا"۔۲

☆ "صحیفہ شریفہ موصول ہو کر باعث مسرت بیکراں ہوا۔ وہ تعالیٰ آپ کو ترقیات باطنی نصیب فرما کر اعلیٰ درجہ پر پہنچائے اور دنیا میں تم سے اہل اسلام کو متمتع کرے"۔۳

☆ "تمہارے حالات پڑھنے سے بہت مسرت ہوتی ہے تمہیں سفارتاً اجازت دی جاتی ہے کوئی بیعت ہونا چاہے تو اپنے ہاتھ پر میری بیعت لے لو"۔۴

حضرت موصوف علیہ الرحمہ (T&T) میں اکاؤنٹس آفیسر تھے اور ٹی اینڈ ٹی کالونی' ملتان روڈ' لاہور کوارٹر نمبر E-16 میں رہائش پذیر تھے اور نماز پنجگانہ اور جمعۃ المبارک اور عیدین اور نماز تراویح جامع مسجد نور غوثیہ' دفتر اینڈ سٹریز' پونچھ ہاؤس میں ادا فرمایا کرتے اور پانچ سال سے زائد عرصہ تک تراویح میں احقر کی سماعت فرمائی۔ جہاں بندہ امامت خطابت کے فرائض ادا کر رہا ہے۔ اس طرح شرعی مسائل پر گفتگو ہوتی پھر جب آپ کے اخلاق عالیہ' علمی مرتبہ اور روحانی

۱۔ مکتوب مرسلہ ۷ ادسمبر ۱۹۴۹ء مشمولہ مکاتیب مظہری مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۲۔ مکتوب مرسلہ ۱۹ اگست ۱۹۵۰ء مشمولہ مکاتیب مظہری' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۳۔ مکتوب مرسلہ ۴ نومبر ۱۹۵۱ء مشمولہ مکاتیب مظہری' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۴۔ مکتوب مشمولہ مکاتیب مظہری' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

Marfat.com

روحانی بلندی کا شدید احساس ہوا تو میں نے آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کی۔ اس طرح فروری ۱۹۷۷ء میں یعنی آج سے تقریباً" ۲۰ سال پہلے سلسلہ عالیہ مظہریہ سے وابستگی کا اعزاز حاصل ہوا (الحمد للہ) پھر اس سلسلہ عالیہ مظہریہ کی برکات اور فیوضات کا قدم قدم پر سہارا شامل حال رہا اور موجود ہے۔ بیعت ہونے سے پہلے پرائمری تک بھی تعلیم نہ تھی اور مذکورہ بالا تعلیمی کوائف اسی پاکیزہ نسبت کی وجہ سے حاصل ہوئے۔ اتنی بڑی بلندی کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔۵

آپ نے احقر کو ریاضی اور انگریزی کی تعلیم دی اور وہ تعلیمی منازل جو شاید عمر بھر طے نہ ہوتیں آپ نے کمال حکیمانہ انداز سے ان سے گزار دیا۔ جب میں چھٹی جماعت کی انگلش آپ سے پڑھتا تو آپ فرمایا کرتے۔

"آپ انشاء اللہ بی اے (B.A) کرو گے"۔

چنانچہ ان کی زندگی میں ہی بی۔ اے کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور گورنمنٹ ڈون باسکو ہائی سکول میں ملازمت شروع کر دی تھی۔

حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کا فیضان:

مرشد کریم حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب سے رابطہ' مولانا محمد احمد مظہر قریشی کی وساطت سے ہوا۔ مولانا محمد احمد مظہری قریشی جو کہ اپنے مرشد کامل کے عاشق صادق تھے۔ مرشد کامل کی تمام اولاد کا ادب و احترام انتہائی خلوص و عقیدت سے کرتے تھے۔ حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی جب لاہور تشریف لاتے تو مولانا محمد احمد مظہری قریشی قدس سرہ العزیز کے ہاں لازماً" تشریف لاتے۔ وہ پر کیف اور روحانی مناظر میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ مولانا محمد احمد مظہری قبلہ ڈاکٹر صاحب کی آمد پر تشریف آوری سے پہلے ہی انتہائی مسرور' شاداں' خوش و خرم نظر

۵۔ حضرت مولانا محمد احمد علیہ الرحمہ خود قرآن مجید کے حافظ تھے اور گریجوایشن تک تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ تعلیم یافتہ' باشعور' بلند سوچ اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ انتہائی دیانتداری سے اپنے فرائض منصبی ادا فرماتے۔ کم گو' حق گو' نڈر' بے باک' مخلص اور باوفا انسان تھے اور شرعی تقاضوں کا شدت سے خیال رکھتے اور کاربند رہتے۔ سرکاری ملازمت میں بہت سے نشیب و فراز آئے مگر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر بھروسہ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جان دینے کی تڑپ رکھتے ہوئے زندہ رہے اور قدم قدم پر اپنے مرشد کریم کی اجازت اور رضاجوئی کے حریص رہے۔ جن حضرات کو آپ سے اکاؤنٹس پڑھنے کا موقع ملا وہ آج بھی ان کی عظمت کردار کے گیت گاتے ہیں۔

Marfat.com

آتے جیسے کوئی عظیم نعمت ملنے والی ہو۔ لاہور ریلوے سٹیشن پر انتہائی والہانہ انداز سے آپ کا خیر مقدم کرتے۔ قیام لاہور کے عرصہ میں آپ کے ساتھ ساتھ رہتے۔ ڈاکٹر صاحب کے مکاتیب اور ارشادات کا حد درجہ احترام بجا لاتے۔ "بزم ارباب طریقت" کے زیر اہتمام جلسوں اور ماہانہ سالانہ پروگراموں کی تفصیلات سے ڈاکٹر صاحب کو آگاہ کرتے اور بوقت ملاقات حد درجہ انکساری، خلوص اور عقیدت کا اظہار فرماتے۔ ان دو محبوبوں کے باہمی تعلقات اور پر خلوص عقیدت کے مہکتے ہوئے پھول احقر کے دل و دماغ کو لافانی مہک عطا کرتے۔

مولانا محمد احمد صاحب کو دیکھتا تو حیرت ہوتی اور پھر اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مینار نور قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد کو دیکھتے ہوئے فکر و خیال کی دنیا ہی اور ہو جاتی اور گزری ہوئی زندگی میں واضح خلا محسوس ہوتا۔ خصوصاً" جب ڈاکٹر صاحب اور مولانا محمد احمد مظہری قریشی علیہ الرحمہ دونوں کی صحبت بیک وقت نصیب ہوتی تو قلبی سکون و طمانیت کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی نشست میں جب دلنواز انداز سے دینی، سائنسی، علمی اور روحانی موضوعات کے حسین امتزاج سے ارشادات فرماتے اور خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلات جو کتابوں میں پڑھی ہوئی تھیں، ان کا عملی منظر دیکھنے سے دل باغ باغ ہو جاتا اور ایسے محبوبوں کے قدموں میں جان نچھاور کرنے کو جی چاہتا تھا۔ قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی عادت کریمہ کے مطابق کراچی سے جب مولانا محمد احمد مظہری علیہ الرحمہ کو مکتوب ارسال فرماتے تو احقر کو بھی سلام سے یاد فرماتے۔

مولانا محمد احمد مظہری قریشی علیہ الرحمہ نے جون ۱۹۸۷ء کو طویل علالت کے بعد وصال فرمایا چونکہ اولیاء کرام بعد از وصال قرب حق اپنے متوسلین کی روحانی تربیت فرماتے اور وصال حق کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس لئے مولانا محمد احمد علیہ الرحمہ کی خواہش کے مطابق "بزم ارباب طریقت" کے ماہانہ پروگراموں کو اسی جذبے اور خلوص سے جاری رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

چنانچہ بفضلہ تعالیٰ آج تک یہ پروگرام ہر ماہ کی دوسری اتوار کو تقریباً" ۲۰، ۲۵ سال سے باقاعدگی سے نماز عصر تا عشاء منعقد ہوتا ہے جس میں متوسلین سلسلہ مظہریہ مسعودیہ کے علاوہ دیگر عوام اہلسنت بھی شمولیت کرتے ہیں۔

ماہانہ پروگراموں کے علاوہ دو بڑے پروگرام

☆ سالانہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بارھویں ربیع الاول کی شب کو)

Marfat.com

☆ سالانہ عرس مبارک حضرت قبلہ مفتی اعظم محمد مظہر اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ ۱۴ شعبان المعظم (شب برات)

کو بزم مذکورہ کے زیر اہتمام منعقد ہوتے ہیں۔

ان تمام تربیتی پروگراموں کے روح رواں قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ ہیں جو اپنی قیمتی تجاویز وہدایات سے نوازتے رہتے ہیں۔

قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اب سال میں کم از کم ایک بار لاہور ضرور تشریف لاتے ہیں اور وابستگان سلسلہ مسعودیہ مظہریہ کو باغ باغ فرماتے ہیں۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی علمی اور روحانی شخصیت سے متاثر ہو کر ہمارے بہت سے دیگر خوش نصیب (پیر بھائی اور پیر بہنیں) حلقہ ارادت میں داخل ہو چکی ہیں جن میں سے چند احباب کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ برادرم ملک لیاقت علی صاحب اور ان کے اہل وعیال '' ۱ ۔ مین روڈ لاہور

۲۔ برادرم محمد عبدالستار طاہر صاحب' پیر کالونی' والٹن' لاہور

۳۔ جناب ملک محمد سعید احمد مجاہد آبادی اور ان کے چھوٹے بھائی' مغلپورہ لاہور

۴۔ جناب ابوبکر صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی (صاحبزادگان علامہ مفتی قاری کریم الدین صاحب خطیب مسجد' مین بازار مجاہد آباد' مغلپورہ' لاہور)

۵۔ جناب سید عبدالرحیم شاہ غازی صاحب' پرنسپل دی لٹل اینجلز سکول' مجاہد آباد' مغلپورہ' لاہور

۶۔ جناب شاہد احمد خاں چدھڑ' ایم۔ اے انگلش اور ان کے بہن بھائی' سول لائنز کوارٹر نزد مال روڈ لاہور

۷۔ محترمہ بہن فاطمہ مسعودی دختر شیخ محمد عرفان صاحب' گلبرگ' لاہور۔

ڈاکٹر صاحب نے چند روز ان کے ہاں قیام فرمایا تو موصوفہ نے ڈاکٹر صاحب کی سیرت پر مشاہداتی مقالہ قلمبند فرمایا ''مسعود ملت --- ایک عاشق صادق'' یونہی شیخ محمد عرفان صاحب کے بھائی صاحب اور بھاوج بھی حلقہ ارادت میں داخل ہو چکی ہیں۔

۸۔ برادرم عبدالسلام صاحب مظہری قریشی کے صاحبزادگان اور اہل خانہ' بلال گنج' لاہور

قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے احقر کو لیاقت صاحب کے ہاں اپنی بیعت سے

Marfat.com

نوازا اور پھر لیاقت صاحب کے ہاں اگلے سال اجازت بیعت اور خلافت سے نوازا۔ (الحمد للہ علی احسانہ و کرمہ و لطفہ) مکتوب اجازت نامہ کا متن شامل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۳ ستمبر ۱۹۹۵ء

برادرم زید مجدکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ' امید ہے کہ سب بخیر و عافیت ہوں گے۔ آپ کا کرم نامہ روانگی سے قبل ہی مل گیا تھا' جواب میں فقیر خود حاضر ہو گیا لیکن پھر بھی قرض باقی تھا' اس کا اتارنا ضروری تھا----

الحمد للہ آپ بہت سے دینی اور علمی کاموں میں مصروف ہیں' اسی مصروفیت سے محبوبیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس کو اپنا بناتے ہیں' اپنے کام میں مصروف کر دیتے ہیں۔ ایسی مصروفیت قابل مبارک باد ہے---- یہ بہت اچھا کیا کہ مصارف کے لئے زرعی زمین کو مخصوص کر دیا---- آپ دنیا اور آخرت دونوں کھیتیاں بو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مقبول و مشکور فرمائے۔ آمین!

شائد ضابطے میں تو ایم۔ اے کرنا ضروری نہیں' ویسے آپ کے لئے ایم۔ اے کرنا کچھ مشکل نہیں----اگر یہ ضروری ہے تو کریں ورنہ ڈاکٹریٹ کی طرف توجہ دیں----

آپ کی پر خلوص دعوت کا بہت بہت شکریہ' گھر میں بھی شکریہ ادا کریں---- مولیٰ تعالیٰ بچوں کو دونوں جہاں میں سرفراز فرمائے اور آپ ان کی بہاریں دیکھیں----

فقیر نے آپ کو بیعت کی اجازت دی' سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرمائیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی طرف رجوع خلائق فرمائے۔ آمین!

---- ہمیشہ دل داری و دل نوازی اور عفو و درگزر کو پیش نظر رکھیں' طالبوں کی تربیت اپنی سیرت و کردار سے کریں' نصیحت کی ضرورت ہی نہ رہے---- آپ خود نمونہ ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ظاہر و باطن میں ترقیوں پر ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین!

فقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ گھر میں سلام کہہ دیں اور بچوں کو دعائیں۔ احباب میں حاجی عبد السلام صاحب' جناب لیاقت علی صاحب' شاہد صاحب وغیرہ کو سلام کہہ دیں۔

Marfat.com

فقط والسلام
احقر
محمد مسعود احمد

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کی چند خصوصیات

سادگی:

عظیم علمی، روحانی شخصیت ہونے کے باوجود سادگی پسند ہیں۔ لاہور تشریف لاتے ہیں تو چند مخلصین ہی ریلوے سٹیشن یا ایئرپورٹ پر موجود ہوتے ہیں۔ روایتی اشتہار بازی، اخبار میں خصوصی آمد کی خبر، بینرز، وال چاکنگ اور نعرہ بازی ہرگز ہرگز پسند نہیں فرماتے۔ سادہ مگر صاف ستھرا لباس موسم کے مطابق استعمال فرماتے ہیں۔ فرشی نشست پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں اکثر فرشی نشست ہی کا اہتمام ہوتا ہے۔

احترام انسانیت:

گفتگو، تقریر اور تحریر میں ہمیشہ مخاطب کو معزز الفاظ اور تکریم سے متوجہ فرماتے ہیں، خواہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو یا بالکل ان پڑھ ہو۔ متشرع ہو یا غیر متشرع، ہم عقیدہ ہو یا دوسرے عقیدے کا ہو۔ تو اور تم کا لفظ کبھی نہیں سنا، ہمیشہ آپ کا لفظ استعمال فرماتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اپنے تمام مریدین کو "برادرم یا برادر طریقت" کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔[٦]

شریعت کی پابندی:

معمولی سے معمولی اور اہم سے اہم کاموں میں اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت مطہرہ کی پاسداری کرتے ہیں۔ میرپور آزاد کشمیر میں ۱۳-۵-۱۹۹۷ء مولانا بشیر احمد مصطفوی صاحب کے ہاں قیام تھا۔ صاحب خانہ نے ازراہ عقیدت ٹیلی فون سیٹ سامنے لاکر رکھ دیا

٦۔ ماہ مئی ۱۹۹۷ء میں دورۂ آزاد کشمیر میں احقر کو قبلہ حضرت صاحب کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ سہ روزہ دورہ احقر کی زندگی کا حاصل ہے۔ اس یکتائی میں احقر کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ مولیٰ پاک اور مرشد پاک کی خاص عنایت و کرم ہے۔ دوران سفر احقر کو فرمایا کہ "جو ہمارے حلقہ ارادت میں آجاتا ہے، اس کو ہم اپنا بھائی بنا لیتے ہیں"۔

Marfat.com

بار اصرار کرتے کہ آپ جہاں چاہیں اندرون ملک فون کر کے بندہ کو خدمت کا موقع دیں۔ آپ نے صرف ایک کال کراچی اہل خانہ کو کی اور وہ بھی انتہائی مختصر۔ صاحب خانہ نے پھر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"اور کسی جگہ اگر پسند فرمائیں تو کال کر لیں"۔

فرمایا۔ "شرعاً" ناجائز ہے"۔

خودداری:

خودی نہ بیچ فقیری میں نام پیدا کر

اپنے ذاتی اخراجات کے سلسلے میں دوسروں کا سہارا لینے کی بجائے اپنے ذاتی وسائل اور آمدنی کو خرچ فرماتے ہیں۔

شیخ محمد عرفان صاحب کی رہائش گاہ پر آپ نے برادرم عبدالسلام مظہری قریشی صاحب کو بلایا۔ عبدالسلام صاحب کے دو صاحبزادے محمد سلطان صاحب اور مظہر احمد صاحب شعبہ ٹیلرنگ کے ماہر ہیں اور سمن آباد' لاہور میں ان کی ٹیلرنگ کی دکان ہے۔ آپ نے عبدالسلام صاحب سے اپنی جیکٹ بنوانے کا فرمایا اور مبلغ ۵۰۰ روپے اپنی جیب سے ادا کیے۔ عبدالسلام صاحب بار بار عرض کرتے "حضرت رقم کی ضرورت نہیں" مگر آپ نے حکماً" رقم ادا فرمائی۔

یونہی ملک لیاقت صاحب' محمد یمین الدین حقی (مرحوم) کے سوئم کے موقع پر ڈاکٹر صاحب کے لئے کراچی کا ٹکٹ لائے۔ لیاقت صاحب کے اصرار کے باوجود آپ نے ٹکٹ کی قیمت اپنی طرف سے ادا فرمائی۔

اہل علم سے دوستی:

یہ بات قابل ذکر ہے کہ لاہور تشریف آوری اور قیام کے دوران بلکہ جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ علماء صوفیاء مشائخ اور طلباء سے ملاقاتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ دینی کتب کے ناشرین و پبلشرز سے رابطہ رکھتے ہیں اور ان کی کارکردگی سے خوشی محسوس فرماتے ہیں۔ جہاں سے بھی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت ہو رہی ہو آپ ایسی بزم' مکتبہ' مجلس' منتظمہ اور عہدیداروں کی بھرپور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اور اپنی تجاویز سے نوازتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ

Marfat.com

لاہور تشریف آوری پر جامعہ نظامیہ رضویہ' اندرون لوہاری گیٹ' لاہور ضرور جاتے ہیں اور یہاں شب و روز دینی علم میں مصروف علماء اور طلباء میں بیٹھ کر انتہائی خوشی محسوس فرماتے ہیں۔ یوں لاہور کا دورہ تعلیمی' تربیتی اور دینی تعلقات میں اضافے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

دنیا بھی دین ہے:

عرصہ دراز سے خواہش تھی کہ ایسی شادی میں شرکت کا موقع ملے جہاں جدید تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ کی پاسداری بھی دیکھنے کو ملے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش یوں پوری فرمائی کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی دوسری صاحبزادی ثروت جہاں صاحبہ کی شادی پر اپنے دوستوں کو مدعو کیا تو احقر کو بھی دعوت دی۔ چنانچہ برادرم لیاقت علی مسعودی' برادرم عبدالسلام صاحب' برادر طریقت ملک محمد سعید صاحب اور شاہد احمد خاں اور ان کے بڑے بھائی صاحب اور احقر نے شادی میں شرکت کی۔

Marfat.com

نمایاں پہلو:

☆شادی کارڈ پر سرفہرست یہ شعر درج تھا۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

(امام احمد رضا بریلوی)

☆ مقررہ وقت پر خود ڈاکٹر صاحب چند قریبی رشتہ داروں اور احباب کے ہمراہ شادی ہال میں تشریف لائے اور تمام مہمانوں کا خود استقبال فرمایا۔ جو بھی مہمان آتا کھڑے ہو کر استقبال فرماتے اور نشست گاہ پر بیٹھنے کے لئے فرماتے اور خود وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ مدعو احباب کی آمد مکمل ہو گئی۔

☆ شادی ہال میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔

☆ عورتوں کا انتظام اور مردوں کی نشست گاہ مکمل الگ الگ تھیں۔

☆ وڈیو فلم تو کیا سادہ کیمرہ سے ایک تصویر بھی نہ اتاری گئی۔

☆ تقریب نکاح میں تلاوت کلام پاک، نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی گئی جس کا مقطع یہ تھا۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین و حسن پھول

(امام احمد رضا بریلوی)

☆ خطبہ نکاح پڑھا گیا ایجاب و قبول ہوا اور دعا پر اختتام ہوا۔

☆ ڈاکٹر صاحب نے اپنے داماد کا علماء مشائخ، سکالرز اور مخلصین سے فردا" فردا" مصافحہ اور تعارف کروایا۔

☆ اس کے بعد انتہائی لذیذ کھانا کرسیوں پر بٹھا کر پیش کیا گیا۔

صاحبزادی کی رخصتی کے وقت ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے اور دولہا و دلہن کو کار میں بٹھا کر رخصت فرمایا اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئے اور ایک جملہ ارشاد فرمایا۔

"الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنت ادا کرا

Marfat.com

دی، یہ بھی زندہ قربانی ہے"۔

اس واقعہ سے اولاد کی محبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

☆ فراغت کے وقت احباب کو ایک تصنیف "عورت اور پردہ" عطا فرماتے جاتے اور فرماتے۔ "یہ روحانی غذا ہے"۔ یوں شادی کی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرمایہ حیات ہے:

آپ کے لیٹر پیڈ پر یہ حدیث مبارکہ درج ہے الا لا ایمان لہ لمن لا محبتہ لہ "خبردار جس میں محبت نہیں اس میں ایمان ہی نہیں"۔

آپ کی زندگی سراسر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مرکب ہے۔ اسی وادی میں آپ نے ساری زندگی گزاری اور گزار رہے ہیں۔ ایک بار فرمایا۔

"اپنا وہی ہے جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے"۔

یعنی اپنائیت اور غیریت کا معیار فقط محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صرف یہی چاہتے ہیں کہ ہم سب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیں اور بس۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی دعائیں، جو انتہائی مختصر ہوتی ہے عافیت کی دعا کے ساتھ ساتھ یہ ضرور پڑھتے ہیں:

اللھم ارزقنا حبک و حب حبیبک المصطفی

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

ایک بار یہ عربی مصرعہ سنایا۔

و خیالک فی عینی و کلامک فی فمی فکیف تغیب

یعنی "تیرا جلوہ تو میری آنکھوں میں اور تیرا چرچا میری زبان پر تو، تو کیسے مجھ سے اوجھل ہو سکتا ہے"۔

ظرافت طبعی اور برجستگی:

قدرت نے ایسی طبیعت اور مزاج بخشا ہے کہ دوران گفتگو ہر شخص لطف اندوز ہوتا

Marfat.com

ہے اور ہر شخص آپ کی ذات عالیہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے دوران گفتگو علمی حقائق کے ساتھ ساتھ شرعی حدود میں رہتے ہوئے ایسی تلمیحات کا استعمال فرماتے ہیں کہ خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

۱۹۹۷ء-۵-۱۱ کو آزاد کشمیر میں کوٹلی (اگھار شریف) پیر محمد صادق نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کے ہاں قیام کے دوران پروفیسر اکبرداد صاحب نے رات کے کھانے کا پرتکلف انتظام کیا۔ موصوف نے کھانے میں دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ مرغ اور مچھلی بھی دسترخوان پر سجادی۔ اس پر آپ نے برجستہ یہ شعر فرمایا۔

ہر کوئی مسافر ہر چیز راہی
کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی

یونہی ملک لیاقت صاحب کراچی کے لئے روانگی کے موقع پر آپ کے سامان میں ٹھنڈے پانی کی بوتل رکھنے لگے تو فرمایا۔

"خیال سے رکھنا کہیں اندر ہی اس کا فیض نہ جاری ہو جائے"۔

اس طرح کی باتوں سے محبت وانسیت میں اضافہ فرماتے ہیں۔

دل نواز ادا:

کسی مفکر کا قول ہے کہ "انسانی شخصیت کی پیمائش کے لئے دسترخوان ایک لیبارٹری کی حیثیت رکھتا ہے" یعنی دسترخوان پر کھانے کے دوران شخصیت کی پہچان ہو جاتی ہے اور باطنی کیفیات زیادہ واضح طور پر سامنے آجاتی ہیں۔

کھانے کے دوران ڈاکٹر صاحب مسنون طریقے سے بیٹھتے ہیں اور اپنے مبارک ہاتھوں سے محبین کو کھانا ڈال کر دیتے ہیں اور ہر ایک کا خیال رکھتے ہیں اور جب تک تمام حاضرین کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور عزت نفس مجروح نہ ہو۔ اگر خود کھانا کھا چکیں اور دیگر احباب ابھی کھا رہے ہوں تو اس دوران اپنے آپ کو ان کے ساتھ شامل رکھنے کے لئے خشک روٹی کے ٹکڑے (سالن کے بغیر) توڑ توڑ کے کھاتے رہتے ہیں۔ آخر میں سوکھی روٹی کا لقمہ کھانا آپ کی مبارک عادت ہے۔

الغرض عقائد اہلسنت، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سادگی، بے تکلفی، ایفائے عہد،

Marfat.com

اظہار تشکر' اخلاص اور مندرجہ بالا خصائص اور اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی پیکر ہونے کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب اپنی مثال آپ ہیں۔

شاعر نے مندرجہ ذیل شعر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا ہے۔

تیری صورت' تیری سیرت' تیرا چہرہ' تیرا جلوہ
تبسم' گفتگو' بندہ نوازی' خندہ پیشانی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور امتی ہونے کی حیثیت سے یہ شعر ڈاکٹر صاحب کی خوبیوں کا عکاس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان محبوبوں کی محبت' معیت اور اطاعت پر زندہ رکھے اور انہیں کے قدموں میں موت دے اور حشر فرمائے۔ آمین

۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ بروز جمعرات
۱۷ جولائی ۱۹۹۷ء

احقر قاری محمد رفیق

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محمد مسعود احمد

لا ایمان لمن لا محبۃ لہ

گورنمنٹ ڈگری کالج
سکھر (سندھ)
۱۸ / دسمبر ۱۹۹۱ء

محترمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — خط بھی نامہ موصول ہوا۔ علالت اور پریشانی کی خبر سے تشویش ہوئی — مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور شادکام و دائم رکھے۔ آمین!

الحمد للہ مولیٰ تعالیٰ نے کراچی میں ملاقات کے مواقع فراہم کیے اور مخلصوں میں ملاقاتیں ہوئیں۔ مولیٰ تعالیٰ پھر اسباب پیدا فرما دے، پھر تشریف لائیں۔

فقیر کی طرف سے آپ کو بیعت کی اجازت ہے۔ آپ بیعت فرمائیں اور سلسلہ عالیہ کو پھیلائیں۔ فقیر نے خلافت و اجازت ۱۳ جمادی الثانی (مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء) بروز جمعۃ المبارک کو دی۔

یہ ہم کو خوشی ہوگی کہ دونوں برادران اہلسنت سلسلہ کی خدمت کریں۔ برادرم مولوی محمد حسین نعیمی اور صاحبزادہ محمد عارف کو بھی کہیں کہ برادران اہلسنت سے ربط رکھیں۔ ان شاء اللہ!

اہل خانہ کو سلام و دعا کہیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

برادرم حکیم محمد عاقل دھامپوری مظہری
دھام پور (انڈیا)

عکس اجازت و خلافت بنام حکیم محمد عاقل چشتی مظہری، دھام پور، بجنور، بھارت

Marfat.com

حکیم محمد عاقل مظہری چشتی

حکیم صاحب کے جد اعلیٰ نواب نجیب الدولہ خاں مرحوم کے ہمراہ قصبہ جھنڈا سے آئے جو مغربی پاکستان میں پشاور کے نزدیک واقع ہے، حکیم صاحب کے اجداد کا تعلق خاندان سادات سے ہے۔ موصوف کے اسلاف میں میاں احمد صاحب ولی کامل بزرگ گزرے ہیں۔ ممدوح کے دو بھائی تھے میاں مناصاحب اور میاں زکریا صاحب، یہ بھی ولی کامل تھے۔ میاں احمد صاحب کے ایک صاحب زادے میاں محمد شعیب تھے، یہ بھی بہت بڑے بزرگ ہوئے۔ دھام پور (ضلع بجنور، بھارت) کی جامع مسجد کے امام بھی رہے۔ محراب مسجد کے کتبے پر موصوف کا نام کندہ ہے۔ دھام پور میں ان کی کرامات مشہور خاص و عام ہیں، محمد شعیب صاحب کے بعد ان کے صاحب زادے میاں محمد سعید صاحب جامع مسجد کے امام ہوئے، پھر ان کے بعد ان کے صاحب زادے میاں محمد عمر صاحب امام ہوئے جو بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اگرچہ امامت سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ حکیم محمد عاقل صاحب موصوف ہی کے فرزند ارجمند ہیں۔ مسلکا" حنفی اور مشربا" چشتی ہیں۔ دھام پور میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہیں، اس وقت ان کی عمر تقریباً پچاس سال ہوگی۔[1]

حکیم صاحب طبیہ کالج (دہلی) کے سند یافتہ ہیں ۱۹۴۷ء سے دھام پور میں بڑی کامیابی کے ساتھ مطب فرما رہے ہیں۔ دینی خدمات میں بھی حکیم صاحب پیش پیش ہیں۔ چنانچہ دھام پور میں شیخ الاسلام، مفتی اعظم ہند، شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی، حضرت مفتی محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (م۔۱۹۶۶ء) کے نام نامی پر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جو "مدرسہ مظہر العلوم نوریہ" کے نام سے مشہور ہے اس میں قرآن حکیم کے علاوہ معقولات و منقولات کا درس دیا جاتا ہے اور اطراف و اکناف کے طلبہ مستفید ہوتے ہیں، یہ مدرسہ برسوں سے بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

۱۹۴۴ء میں جب کہ حکیم صاحب طبیہ کالج میں تعلیم پا رہے تھے تو دہلی میں تقریباً

۱۔ موصوف کی یہ عمر ۱۹۶۹ء میں تھی جب حضرت مسعود ملت نے "تذکرہ مظہر مسعود" میں ان کے یہ حالات لکھے تھے۔

Marfat.com

تین سال مسلسل قیام فرمایا چنانچہ اس عرصے میں برابر جمعہ کے روز حضرت علیہ الرحمہ کی مجلس میں شریک ہونے مسجد فتحپوری تشریف لاتے رہے اور حضرت علیہ الرحمہ کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ ۱۹۴۷ء میں وطن عزیز دھام پور واپس آگئے اور یہاں مطب کا آغاز کیا۔

حکیم صاحب کے والد ماجد میاں محمد عمر صاحب اکثر مرید ہونے کے لئے تحریک و ترغیب فرماتے رہتے شیخ طریقت کے انتخاب میں ذرا تذبذب تھا کبھی حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا نام سامنے آتا تو کبھی حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی کا' بالآخر جب استخارہ کیا گیا تو حکیم صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ قدس سرہ' مسجد فتحپوری میں لوگوں کو بیعت فرما رہے ہیں' چوں کہ یہ خواب حضرت ہی سے بیعت کے لئے مشیر تھا' اس لئے دہلی جاکر حضرت کے دامن مبارک سے وابستہ ہو گئے' بیعت کے وقت جو کیفیت گزری وہ خود حکیم صاحب نے اس طرح تحریر فرمائی ہے ۔

"بیعت ہوتے وقت راقم الحروف پر عجیب کیفیت طاری تھی' ایک نور کی بارش اور عجیب سا سماں تھا جو لائق بیان نہیں"۔۲

بیعت کے بعد حضرت علیہ الرحمہ نے طریقہ ذکر تلقین فرماکر رخصت فرما دیا' کچھ عرصہ بعد حکیم صاحب کو صرف جو کھانے کی ہدایت فرمائی۔ پھر رات سوتے وقت حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کی تصانیف کے مطالعے کی ہدایت فرمائی' جب اس ہدایت پر عمل کیا تو عجیب و غریب مشاہدات پیش آئے ایک واقعہ خود حکیم صاحب کی زبانی سنئے۔

"اکسیر ہدایت" کا مطالعہ کر رہا تھا کہ موسم سردی کا آگیا' ایک رات بعد عشاء ایک صاحب آگئے---کمبل پوش' گھنی داڑھی' گٹھیلے' چہرہ بارعب آنکھیں نہایت چمکیلی' چارپائی کو جنبش دے کر فرمایا کہ "دیکھ غزالی کھڑا ہے"---بس پہلی نظر تو ان پر پڑی' پھر---یہ

۲۔ مکتوب محررہ اگست ۱۹۶۸ء از دھام پور

Marfat.com

حال کہ خود قابو میں نہ رہا"۔ (مکتوب مذکور)

حضرت علیہ الرحمہ نے روحانی تربیت کے بعد حکیم صاحب کو سفارتا" اجازت مرحمت فرماکر دولت بے کراں سے نوازا۔ حضرت علیہ الرحمہ کو حکیم صاحب سے بڑی انسیت و محبت تھی۔ اس کا اندازہ ان کلمات سے ہوتا ہے جو خود حکیم صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ مکتوب مذکور (محررہ اگست ۱۹۶۸ء ازدھام پور) سے یہاں تین اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ "حضرت کو احقر کا بہت خیال تھا' فرماتے تھے----

"میں تو رات کو بھی تیرے قریب ہوتا ہوں' تو سوتا ہے اس وقت بھی تیری نگرانی کرتا ہوں' تو اپنے پر ہم کو قیاس نہ کر"۔

۲۔ ایک بار احقر دہلی پہنچا اور بضد دریافت کیا کہ حضور کو حالات کا علم کیوں کر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہم میں اور تم میں کیا فرق ہو---- لال قلعہ' گنگا جمنا' اور جنگل پہاڑ ہماری راہ میں حائل نہیں ہیں' ہمیں اپنے پر قیاس نہ کرو"۔

۳۔ ایک بار فرمایا کہ ----

"حضرت سید شاہ صادق علی رحمتہ اللہ علیہ آتے ہیں تو وہ بھی تمہارے حالات بیان کر دیتے ہیں"۔

راقم الحروف نے عرض کیا۔ ان کا تو انتقال بھی ہو گیا"۔ ارشاد فرمایا کہ ----"وہ عالم برزخ میں ہیں"۔

حکیم صاحب نے بیعت ہونے کے بعد جو مشاہدات کیے اور جو کرامات ان کے سامنے آئیں ان کو بھی مختصرا" بیان کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

۱

ایک روز شجرہ شریف پڑھ کر سو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے بزرگ، بلند قامت نورانی صورت، لمبی لمبی داڑھیاں، نیچے نیچے کرتے پہنے جمع ہیں، اسی مجمع میں سے کسی نے با آواز بلند کہا۔

"خلیفۃ المسلمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ تشریف لا رہے ہیں"۔

یہ آواز اس طرح پیدا ہوئی کہ سب اہل خانہ بیدار ہو گئے۔

۲

حکیم صاحب پر ایک دور ایسا بھی آیا کہ مریضوں سے دل اچاٹ ہو گیا۔ طبیعت تنہائی پسند ہو گئی۔ خلوت پسندی نے معاش کے راستے بند کر دیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نان جویں بھی مشکل سے میسر آتی۔ لوگوں نے حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں دہلی عرض کیا، وہاں سے حکیم صاحب کے نام حکم آیا کہ --- "فلاں تاریخ کو سرہند حاضر ہو جاؤ"۔

حضرت بھی اسی تاریخ کو سرہند تشریف لے جا رہے تھے، چنانچہ حکیم صاحب نے سرہند شریف کا مصمم ارادہ کر لیا اور اہلیہ سے کہا۔

"حضرت کو کھلانے کی نیت سے جو مرغ پالا ہے اس کو ذبح کر کے پکا دو"۔

انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں نمک، مرچ، گھی وغیرہ کچھ بھی تو نہیں، پکاؤں کس طرح؟ کسی نہ کسی طرح پکا بھی دوں تو حضرت کے ساتھ تو بہت سے لوگ ہوں گے، کس طرح کفایت کرے گا؟ پھر ریل میں سفر کس طرح کرو گے، زاد راہ بھی تو نہیں وغیرہ وغیرہ"

حکیم صاحب نے کہا --- "تعمیل حکم میرا کام ہے اور بس"۔

چنانچہ کسی نہ کسی طرح مرغ پکا دیا گیا، حکیم صاحب شام پانچ بجے والی گاڑی سے سوار ہونے کے لئے جو سہارن پور جاتی تھی، گھر سے چل پڑے، ہاتھ خالی ہیں، لیکن کشش

Marfat.com

آرزو کشاں کشاں لئے چلی جارہی ہے' راستے میں ایک شخص ملا اس کو معجون بنوانی تھی' حکیم صاحب کو تیس روپے پیش کئے' تھوڑی دور چلے ہوں گے کہ ایک صاحب عبدالوحید قریشی ملے ان کو جب معلوم ہوا کہ حکیم صاحب سرہند تشریف لے جارہے ہیں اور حضرت بھی تشریف لارہے ہیں تو انہوں نے کہا۔ "میں بھی چلتا"۔ حکیم صاحب نے کہا۔ "چلو کرایہ میں دے دوں گا"۔ وہ بھی ساتھ ہو لئے۔

ابھی کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک اور شخص ملا' اس کو بھی کوئی دوا بنوانی تھی' حکیم صاحب کو چالیس روپے پیش کئے---- اس طرح اسٹیشن پہنچتے پہنچتے ستر روپے ہو گئے۔ گھر سے خالی ہاتھ چلے تھے' راستہ میں دامن بھر دیا گیا۔

حکیم صاحب اپنے رفیق کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گئے اور سہارن پور پہنچے' یہاں گاڑی تبدیل کر کے اس گاڑی میں بیٹھنا تھا جو دہلی سے آرہی تھی اور جس میں حضرت تشریف فرما تھے لیکن جب گاڑی آئی تو حضرت کو نہ پایا' ناچار خود ہی سوار ہو گئے کہ حکم یہی تھا' جب سرہند شریف کے اسٹیشن پہنچے تو وہاں حضرت کو موجود پایا' سخت حیران ہوئے' سلام عرض کیا' دعا سے نوازا گیا' نماز فجر اسٹیشن پر ہوئی پھر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ شریف پر حاضر ہوئے' بعد میں ناشتے کی تیاری شروع ہوئی' ہر شخص نے اپنا اپنا ناشتہ پیش کیا' حضرت نے فرمایا---- "حکیم صاحب کہاں ہیں؟" حاضرین نے ایک اور حکیم صاحب کے لئے کہا۔ "یہ حاضر ہیں"۔

فرمایا۔ "نہیں' ہمارے ایک حکیم صاحب اور ہیں"۔

چنانچہ اب حکیم محمد عاقل صاحب متوجہ ہوئے اور عرض کیا۔

"غلام حاضر ہے"---- حضرت نے فرمایا۔

"لاؤ میاں' کہاں ہے مرغ؟---- بہت زور دیا جارہا تھا کہ پکاؤ"۔

یہ سن کر حکیم صاحب حیران رہ گئے۔ کہاں دہلی' کہاں دھام پور' مرغ کے سلسلے میں بات بھی ہوئی تو گھر کی چہار دیواری میں۔ حضرت نے کہاں سے سن لیا؟---- ہاں جب چشم بصیرت وا ہو جاتی ہے تو حواس خمسہ میں قیامت کی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ بات اہل دل ہی

Marfat.com

کے سمجھ میں آ سکتی ہے' اہل عقل کیا جانیں کہ ان کا بھروسہ ظاہری اسباب و علل پر ہے' باطنی علت و معلول کی دنیا ان کی نظروں سے اوجھل ہے۔

۳

سرہند شریف سے چلتے وقت جب اسٹیشن پہنچے تو معلوم ہوا کہ مراد آباد جانے والی گاڑی آ رہی ہے۔ حکیم صاحب کو اسی گاڑی سے جانا تھا' حضرت کو دوسری گاڑی سے جو بعد میں آنے والی تھی ___ حکیم صاحب نے عرض کیا۔

"میں اس گاڑی سے نہیں جاؤں گا اس لئے کہ حضور والا میرے بعد جائیں گے یہ بے ادبی مجھ سے نہ ہو سکے گی"۔

دریائے محبت جوش میں آیا' حضرت علیہ الرحمہ نے حکیم صاحب کو قریب بلا کر گلے لگالیا اور فرمایا۔ "ہم راضی و خوش ہیں"۔

پھر فرمایا ۔ "سوار ہو جاؤ' وہی ہو گا جو تم چاہتے ہو"۔

حکیم صاحب سوار ہو گئے' گاڑی چل پڑی' ابھی دو تین اسٹیشن گزرے ہوں گے کہ ایک اسٹیشن پر روک دی گئی ---- معلوم ہوا کہ پہلے دہلی والی گاڑی جائے گی پھر یہ گاڑی چلے گی ___ وہی ہوا جو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔ دہلی پہنچ کر حکیم صاحب کے نام جو حضرت کا مکتوب گرامی آیا' اس میں تحریر تھا'

"فقیر تمام راستے تمہارے قلب پر مطلع ہوتا رہا' دیکھا کہ کہ ہماری گاڑی آگے نکل گئی اور تمہاری بعد میں چلی"۔

۴

۱۳۲۷ھ میں ۲۷ رمضان المبارک کو دوپہر کے وقت حکیم صاحب قیلولہ کر رہے تھے' گرمی سخت تھی' لو چل رہی تھی' اچانک ایک ندائے غیبی سنی' کہنے والا کہہ رہا تھا۔

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں"۔

Marfat.com

آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام جگہ بقعہ نور بنی ہوئی ہے' نہ وہ مکان ہے جہاں سو رہے تھے' نہ وہ جگہ ہے' ایک وسیع و عریض میدان ہے' دھوپ خوب کھل رہی ہے مگر تیزی بالکل نہیں' آنکھ سے دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ کھلتی نہیں' چکاچوند ہو جاتی ہے---- یہ گمان ہوا کہ شاید عالم خواب ہے مگر جب انگلی کو دانتوں سے دبایا تو معلوم ہوا کہ عالم بیداری ہے۔ بہت دیر تک یہ حالت قائم رہی۔

۵

ایک دفعہ حضرت علیہ الرحمہ دھام پور تشریف لے گئے۔ بکثرت لوگ مرید ہوئے' جس مکان کی بالائی منزل پر حضرت کو ٹھہرایا تھا اس کے مالک اور ان کی اولاد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے خاص محبت رکھتے تھے۔ جب حضرت سے ان لوگوں کو داخل سلسلہ کرنے کے لئے عرض کیا گیا تو فرمایا۔

"میاں حکیم صاحب ان کو تو خاندان قادریہ میں بیعت کرنا ہو گا' اس لئے کہ ان سب کی رغبت اسی طرف پاتا ہوں"۔

حضرت کے علم میں بظاہر ان لوگوں کے رجحانات نہ تھے مگر علم باطن سے سب کچھ دریافت فرمالیا۔

٦

قیام دھام پور کے زمانے میں حکیم صاحب نے اپنے پانچ سالہ صاحب زادے کو بیعت کے لئے پیش کیا' تو حضرت نے فرمایا۔

"ابھی اس مسافر کو نہ بھیجو' جلدی نہ کرو"۔

اس واقعہ کے ایک سال بعد ہی صاحب زادے کا انتقال ہو گیا' انتقال سے قبل اس سے جو باتیں ظہور میں آئیں وہ اس عمر کے بچوں سے مستبعد ہیں---- صاحب زادے کے انتقال کی خبر جب حضرت صاحب علیہ الرحمہ کو ملی تو حکیم صاحب کو صبر کی تلقین فرمائی اور

Marfat.com

فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ ---- "بیوی کو بھی صبر کر لو"۔

چنانچہ صاحب زادے کے انتقال کے آٹھ روز بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

۷

بیوی کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد جب حکیم صاحب نے دوسری شادی کرنا چاہی اس سلسلے میں حضرت علیہ الرحمہ کو خط لکھا تو جواباً" تحریر فرمایا۔

"کہیں پیغام نہ دو' اگر فقیر کو راضی رکھنا چاہتے ہو تو جو گھر میں ہے اسی سے شادی کر لو' تمہیں نہیں معلوم کہ مرحومہ نے اپنی بہن کو کیا وصیت کی ہے"۔

حکیم صاحب کی بیوی کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا' ایک سالی تھیں جو حکیم صاحب کی کفالت میں آگئیں' حضرت علیہ الرحمہ کا اسی طرف اشارہ تھا ---- حکیم صاحب نے اپنی والدہ سے حضرت علیہ الرحمہ کے مکتوب گرامی کا ذکر کیا تو انہوں نے مرحومہ کی بہن سے حقیقت حال دریافت کی' معلوم ہوا کہ انتقال والی رات مرحومہ نے اپنی بہن سے کہا تھا۔

"یہاں کا نمک کھایا ہے' اب یہاں سے نہ جانا' پوری طرح خدمت کرنا"۔

۸

ایک دفعہ حکیم صاحب نے فتوحات رجوعات کے لئے عمل کیا' کامیابی کے بالکل قریب تھے کہ حضرت علیہ الرحمہ کا والا نامہ صادر ہوا جس میں تحریر تھا۔

"فقیر کو راضی رکھنا چاہے تو جو کچھ بھی پڑھ رہے ہو ختم کر دو اور راضی برضا رہو"۔

۹

ایک دفعہ دھام پور کے صوفی غلام محمد مرحوم کے صاحب زادے سبحان علی سخت

Marfat.com

بیمار ہو گئے۔ تمام آسرے ٹوٹ چکے تھے' ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا۔ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں دعا کے لئے دہلی عرض کیا گیا۔ خط بھیجنے کے دوسرے ہی روز صبح نماز فجر کے بعد صاحب زادہ موصوف پر غشی طاری ہو گئی' برابر بے ہوش پڑے رہے' کافی دیر بعد عزیزوں نے بمشکل بیدار کیا تو آنکھیں کھولیں اور کہا۔

> "میں اچھا ہو جاؤں گا' میں نے پہچان لیا ہے' حکیم محمد عاقل مظہری نے مجھے علاج کے لئے دہلی لے گئے ہیں' مگر وہاں ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تو مجھے مسجد فتح پوری میں لے جاکر ڈال دیا کہ اس کمزوری کی حالت میں کہاں لے جاؤں' جب حضرت صاحب نے مجھے دیکھا تو مسکرائے' میرے بدن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ یہ اچھا ہو گیا' پھر حکیم صاحب مجھے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے آئے' اتنے میں مجھے تم لوگوں نے جگا دیا"۔

اس واقعہ کے دوسرے روز حضرت علیہ الرحمہ کا گرامی نامہ ملا جس میں تحریر تھا۔

"دعا کی جارہی ہے' خدا صحت فرما دے گا"۔

دعاؤں کی تاثیر دیکھنی ہو تو اہل اللہ کے ہاں دیکھئے' قرآن کریم اس پر شاہد عادل ہے

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوت الداع اذا دعان فلیستجیبو لی ... الخ

(مشمولہ

"تذکرہ مظہر مسعود"

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد .

مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء ص ۴۲۶ تا ۴۳۳)

Marfat.com

منزل بہ منزل

مرتبہ:

محمد عبدالستار طاہر

انٹرنیشنل پبلی کیشنز حیدرآباد سندھ

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

Marfat.com

حضرت مسعودِ ملّت

اور

رضویات

مُرتّبہ

مُحمّد عبدالسّتّار طاہر

ناشر

رِضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

کوڈ نمبر 54900

Marfat.com

تخصصاتِ حضرت مسعودِ ملّت

مرتبہ
محمد عبدالستار طاہر

ادارہ مظہرِ اسلام ◎ لاہور

Marfat.com

آئینہ رضویات

حصّہ دوم

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمّد مسعود احمد

مرتّبہ

محمّد عبد السّتّار طاہر

☆☆☆☆☆

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

Marfat.com

آئینۂ رضویات

حصّہ سوم

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمّد مسعود احمد

مرتّبہ

محمّد عبدالسّتار طاہر

☆☆☆☆☆

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

Marfat.com

خلفائے اعلیٰ حضرت

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمّد مسعود احمد

ایم۔اے، گولڈ میڈلسٹ پی۔ایچ۔ڈی،

مرتب

محمّد عبدالستّار طاہر

ناشر

رضا اکیڈمی لاہور

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کے

اہم مکاتیب

مرتب

محمد عبدالستار طاہر

ادارہ مظہر اسلام' لاہور

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

سفرنامہ مٹھی

◎

مُصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمّد مسعود احمد

ایم۔ اے، گولڈ میڈلسٹ پی۔ ایچ۔ ڈی،

مُرتّب

محمّد عبدالستار طاہر

ادارہ مظہرِ اسلام

لاہور، پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودھویں صدی ہجری

کے عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الحاج شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ پر ایک مستند اور جامع دستاویز

ضیائے مدینہ

کشمیری سیالوی

مرتبہ

حافظ محمد طاہر رضا قادری زید مجدہٗ

نہایت خوبصورت ڈائی دار جلد ——— صفحات

رضا دار الاشاعت لاہور پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودھویں صدی ہجری

کے عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الحاج
شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ
پر ایک مستند اور جامع دستاویز

ضیائے مدینہ

کتبہ سیالوی

مرتبہ

حافظ محمد طاہر رضا قادری زید مجدہٗ

نہایت خوبصورت ڈائی دار جلد ـــــ صفحات

رضا دار الاشاعت لاہور پاکستان

Marfat.com